لغات القرآن

فہرست الفاظ





مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

دار الاشاعت
اردو بازار ۰ ایم اے جناح روڈ ۰ کراچی پاکستان فون: 32631861

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

مُکمّل

لُغاتُ القرآن

مع فہرستِ الفاظ

جلد اوّل ۔ الف

تالیف
مولانا محمد عبد الرشید نعمانی

دارُالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : اپریل ۲۰۰۷ء علمی گرافکس

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI ST. U.S.
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

اما بعد۔ قرآنِ مجید کے سمجھنے کیلئے سب سے پہلی ضرورت الفاظِ قرآنی کے معنی جاننے کی ہے عربی زبان میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں بڑے بڑے ائمۂ لغت زجاج، فراء، اخفش، ابو عبیدہ، ابن قتیبہ، ابو عمرو زاہد، ابن درید، ابو بکر ابن الانباری، عزیزی، راغب اصفہانی، ابو حیان اندلسی وغیرہ نے اس فن پر بیش بہا اور گراں قدر تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔

ان کتابوں میں اب امام راغب کی مفردات کے علاوہ تقریباً تمام کتابیں ناپید ہیں، علامہ جلال الدین سیوطی اس کو اس سلسلہ کی بہترین کتاب بتاتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جہاں تک لغتِ قرآن کی تحقیق اور استناد کا تعلق ہے، یہ کتاب اپنی مثال نہیں رکھتی۔

ہماری زبان میں بھی لغاتِ قرآن پر متعدد کتابیں موجود ہیں جو عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں لیکن ضرورت اس کی تھی کہ اس موضوع پر ایک ایسی جامع، مکمل اور مستند کتاب تحقیق کی روشنی میں لکھی جائے جو قرآنِ مجید کے معانی اور مطالب کے سمجھنے اور حل کرنے میں ہر حیثیت سے مدد دے سکے معلوم ہے کہ اس قسم کی علمی اور تحقیقی تصنیف سے اس وقت تک اردو زبان کا دامن یکسر خالی ہے، پیشِ نظر کتاب اسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مؤلف کو اس مقصد میں کہاں تک کامیابی ہوئی لیکن ایک بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اردو میں اپنی نوعیت اور اپنے انداز کی یہ پہلی کتاب ہے جس کا اندازہ قارئین کتاب کے ہر صفحہ سے کر سکیں گے۔

اتمامِ فائدہ کے لئے لغاتِ قرآن کے ساتھ ساتھ الفاظِ قرآن کی فہرست بھی تیار کی گئی ہے اور اسی وجہ سے قرآنِ مجید کا ہر کلمہ اور ہر لفظ علیحدہ علیحدہ لکھنا پڑا، اور اسکی پوری کوشش کی گئی ہے کہ کوئی لفظ چھوٹنے نہ پائے۔ اردو کی دوسری کتابوں کے برخلاف مرکب الفاظ بھی نظر انداز نہیں کئے گئے کیونکہ ایسی صورت میں علاوہ اس کے کہ فہرستِ الفاظ ناتمام اور ناقص رہتی، لغت بھی مکمل نہیں ہو سکتا تھا، اردو میں علم کے معنی جاننے کے کون نہیں جانتا مگر کتنے ہیں جو عَلِمَ، عَلِمَتْ، عَلِمْتَ، عَلِمْتُ، عَلِمُوْا، عَلِمْتُمْ، عَلِمْنَا، عَلِمَهٗ، عَلِمْتَهٗ، عَلِمْتُمُوْهُنَّ وغیرہ مشتقات اور مرکبات کے معانی بھی جانتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایک اردو داں جس طرح عَلٰی کے معنی جانتا عَلَيْنَا کے معنی سے بھی ناواقف ہے

اس طریق کار سے کتاب کو طویل ہو گئی لیکن فائدہ بھی اسی قدر بڑھ گیا ورنہ اگر مشتقات اور مرکبات کو سرے سے نظر انداز کر دیا جاتا تو اس سے صرف وہی اشخاص نفع اٹھا سکتے جو عربی صرف و نحو اور اشتقاق کے قواعد سے واقف ہیں۔

کتاب کی تدوین کی صورت یہ ہے کہ الفاظ حروفِ معجم کی ترتیب سے لکھے گئے ہیں اور ترتیب ظاہر الفاظ کی صورت ہی پر رکھی گئی ہے، ماخذِ اشتقاق کا لحاظ نہیں کیا گیا کیونکہ اس کا دریافت کرنا عوام کی دسترس سے باہر تھا بلکہ متوسطین کو بھی ماخذ پر پوری طرح عبور نہیں ہوتا۔

اول حرف باب ہے اور ثانی حرف فصل، پہلے لفظ لکھا گیا ہے پھر اس کا سلیس ترجمہ اب اگر وہ لفظ حرف ہے تو اس کے معانی مع امثلہ بیان کئے گئے ہیں اور اگر فعل ہے تو اس کا باب اور صیغہ، پھر مزید فیہ ہیں تو باب ہی کو ذکر کیا گیا ہے اور مجرد میں اس کے مادہ اشتقاق کا بھی، مزید فائدہ کے لئے باب اور مادہ اشتقاق کا ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔ اب اگر ایک باب کے چند مشتقات ایک ہی فصل میں مذکور ہیں تو باب اور مادۂ اشتقاق کا ترجمہ اختصار کے خیال سے نہیں دہرایا گیا بلکہ پہلے ہی لفظ کے ذیل میں جو ترجمہ لکھا گیا اسی کو کافی سمجھا ہے اور مجرد میں باب کا تعین بھی پہلے ہی لفظ کے ساتھ کر دیا گیا ہے مثلاً اَبْصَرَ، اَبْصَرُوْا، اَبْصَرْنَا میں صرف پہلے لفظ کے ضمن میں اِبْصَار کے معنے بیان کئے ہیں اور بقیہ الفاظ کے ذیل میں صرف اِبْصَار سے ان کا آنا بتایا ہے اس کا ترجمہ نہیں لکھا یا مثلاً اَبَوْا کے ضمن میں اس کا باب ضَرَبَ اور فَتَحَ سے آنا، نیز مادۂ اشتقاق اِبَاء کے معنی ذکر کر دیئے گئے تو اب اس فصل میں اَبٰی اور اَبَیْنَ کے ذیل میں باب کا ذکر نہیں ہوگا اور نہ اِبَاء کے معنی بتائے جائیں گے بلکہ صرف اِبَاء سے مشتق ہونے کا بیان ہوگا اور اگر وہ لفظ اسم ہے تو مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد بھی بتایا گیا ہے لیکن اگر قرآنِ مجید میں مفرد اور جمع دونوں مذکور ہیں، تو پھر ہر ایک کا ذکر اپنے اپنے موقع پر کیا گیا ہے، الفاظِ مرکبہ میں ضمائر کا تعین کیا گیا ہے، ترکیبِ اضافی اور ترکیب توصیفی بھی بیان کی گئی ہے جہاں مناسب سمجھا تعلیلِ صرفی کی بھی تفصیل کر دی گئی ہے

تمام الفاظ کی ضروری تشریح اور تفصیل کا پورا اہتمام کیا گیا ہے، کسی لفظ کی تشریح یا اس کے معنی کی تحقیق میں جہاں مفسرین، فقہاء اور اہلِ لغت وغیرہ کا اختلاف ہے، اس کو نقل کر کے قول فیصل بیان کیا گیا ہے۔ جا بجا تمام وہ مناسب فوائد قلمبند کر دیئے گئے ہیں جو فہمِ قرآن میں سہولت پیدا کر سکیں چونکہ مقصد یہ ہے کہ منشاءِ قرآن کے مطابق قرآنِ مجید کا لغت تیار ہو اس لئے محض لغت ہی کے تتبع پر اکتفا نہیں کی بلکہ کوشش کی ہے کہ ہر لفظ کے وہی معنی لکھے جائیں جس معنی میں قرآنِ مجید نے اس کا استعمال کیا ہے اور جو معنی علماءِ حق نے اس سے سمجھے ہیں۔

اسی طرح جو لفظ قرآنِ مجید میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے وہ تمام معانی بالتفصیل لکھے ہیں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس موقع پر وہ لفظ کس معنی میں مستعمل ہوا ہے، جس لفظ کی تفسیر میں کوئی مرفوع

حدیث یا کسی صحابی یا تابعی کا قول مل گیا ہے اسے درج کر دیا گیا ہے۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا دیگر مشاہیر قرآن مثل فرعون، ہامان، شیطان علیہم اللعن والخذلان وغیرہ کا قرآنِ مجید میں جو جابجا مذکور ہے وہ ہر شخص اس فہرست کی مدد سے دیکھ سکتا ہے، اس لئے صحیح حدیثوں اور مستند روایتوں میں جو ان کے حالات و واقعات مرقوم تھے ان کو بھی ذکر کر دیا ہے، موضوع اور جعلی روایات یا اسرائیلیات کے بیان کرنے سے حتی الوسع اجتناب کیا ہے اور جو جعلی روایات زیادہ تر مشہور تھیں، ان کے موضوع اور بے اصل ہونے کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔ قصصِ قرآن جابجا اپنے موقع پر اختصار کے ساتھ تحقیق کی روشنی میں تحریر کئے گئے ہیں، اماکنِ قرآن یعنی قرآن مجید نے جن جن مقامات کا تذکرہ کیا ہے، ان کا تعین اور ان کی ضروری تشریح و تفصیل کر دی گئی ہے۔

الفاظِ قرآن کے معانی اور ان کی تحقیق میں میرا جو کچھ سرمایہ ہے وہ بڑی حد تک امام راغب اصفہانی کی کتاب مفردات غریب القرآن ہے اور پھر تفسیر، حدیث، لغت اور جغرافیہ کی وہ تمام مستند اور متداول کتابیں جن کے حوالے جابجا کتاب کے صفحات پر بکھرے پڑے ہیں، اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ جو کچھ لکھا جائے، پوری تحقیق سے لکھا جائے چنانچہ کسی آسان سے آسان لفظ کا ترجمہ بھی بغیر کتابوں کی مراجعت کے تحریر نہیں کیا گیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھے لغت سے زیادہ الفاظِ قرآن کی فہرست تیار کرنے میں دقت پیش آئی اور چونکہ یہ بالکل غیر علمی کام تھا اس لئے اس کے انجام دینے سے بار بار طبیعت اکتا جاتی تھی مگر الحمدللہ یہ کام بھی پورا ہو گیا۔

عام طور پر الفاظِ قرآن کی جو فہرستیں اس وقت متداول ہیں ان میں سے بعض میں تو صرف نمبر سورت اور نمبر آیت درج ہیں، اس میں ایک دقت تو یہ ہے کہ ہر شخص کو سورت کا نمبر کہاں یاد رہتا ہے، دوسرے ہندوستان میں عام طور پر جو قرآنِ مجید شائع ہوتے ہیں ان میں آیات کے نمبر لکھنے کا التزام نہیں ہوتا اور بعض میں سورت کے نام کے ساتھ دہائیوں کا حوالہ تحریر ہے مثلاً سورت کے نام کے ساتھ عشر کے ذیل میں (۹) لکھا ہو گا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سورت کے نویں عشر یعنی (۸۰) سے (۹۰) تک کی آیات میں اس لفظ کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اس صورت میں بھی وہی پہلی دقت باقی رہتی ہے، علاوہ ازیں متعدد سورتوں کے کئی کئی نام ہیں جن میں سے بعض نام عوام میں مشہور نہیں، بعض میں سورت کے نام کے ساتھ ساتھ رکوع، آیت، پارہ اور آیت کے نمبر کا بھی حوالہ درج ہے۔

یہ فہرست اگرچہ اپنی جگہ مکمل ہے مگر اس میں دشواری یہ تھی کہ حروف کی فہرست بالکلیہ نظر انداز

کردی گئی ہے، پھر پاروں اور سورتوں کے حوالے ترتیب وار درج نہیں اور پھر تکرار زیادہ، مثلاً اَطِیْعُوْا کے متعلق حسبِ ذیل حوالے بہ ترتیب ذیل درج ہیں، آل عمران، نور، نساء، انفال، آل عمران، طٰہٰ، مائدہ، تغابن، آل عمران، نوح، بلاشبہ فہرست نگار نے جس مقصد کو سامنے رکھ کر اس فہرست کو مرتب کیا ہے اس کے پیشِ نظر یونہی ہونا چاہئے تھا مگر ظاہر ہے کہ مؤلف کے لئے اس کی پیروی مشکل تھی۔

میں نے فہرست کے سلسلہ میں یہ کیا ہے کہ ہر لفظ کے متعلق پارہ اور رکوع کا حوالہ دیا ہے، علامت پارہ کے لئے (پ) کا نشان لکھا ہے (پ) کے اوپر پارہ کا عدد مرقوم ہے اور نیچے رکوع پارہ کا، اسطرح کی ایک فہرست نجوم القرآن جدید کے نام سے عرصہ ہوا لاہور سے شائع ہوئی تھی مگر اس میں کمی یہ تھی کہ مرتب کے اس ادعا کے باوجود کہ "ہر ایک لفظ متجانس الشکل کو جدا جدا دکھایا گیا ہے" اکثر مقامات میں تجنیسِ خطی بدستور باقی ہے، بعض الفاظ سرے سے مذکور ہی نہیں جیسے 'ایسنٌ' وغیرہ، اسی طرح مرکبات کے علیحدہ حوالے دینے کا بھی التزام نہیں کیا گیا چنانچہ پہلے ہی لفظ کے سلسلہ میں جو حوالے مرقوم ہیں وہ ملاحظہ ہوں: آبًا پ ۱۲/۱۲ پ ۱۳/۲،۳،۴،۵ پ ۱۲/۲ پ ۳۰/۵ دیکھنے والا یہ خیال کرے گا کہ یہ سب ایک لفظ کے حوالے ہیں حالانکہ اس میں حسبِ ذیل الفاظ کے حوالے مندرج ہیں، اَبًا پ ۳۰/۵ اَبًّا پ ۱۳/۳ پ ۱۲/۲ آبَاءُکُمْ پ ۱۳/۴ اَبَانَا پ ۱۲/۱۲ پ ۱۳/۲،۴،۵ آبَاهُ پ ۱۲/۲ ظاہر ہے اَبًّا تو مستقل لفظ ہی علیحدہ ہے جس کے معنی بھی جدا ہیں لیکن محض تجنیسِ خطی کی بنا پر اس کا حوالہ یہاں دیا گیا ہے۔

اور بقیہ مرکب الفاظ ہیں جنکو علیحدہ علیحدہ لکھنے کی صورت میں ہر حوالہ کو قرآن مجید سے نکال کر جدا جدا لکھنا پڑا ان حوالوں کا ایک ایک کر کے نکالنا اور ان کو مرتب کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا اس لئے اس سلسلہ میں جو کچھ محنت اور جانفشانی کرنی پڑی ہے اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

چونکہ ہماری کتاب میں فہرست کی بنا پاروں اور پاروں کے رکوعوں پر رکھی گئی ہے اس لئے ہر پارہ کے پہلے رکوع کی ابتدا اس کے شروع سے مقرر کی ہے اب اگر پارہ کے ختم پر رکوع بھی ہو جاتا ہے تو خیر ورنہ جتنی آیتیں اس کے آخر میں مذکور ہیں، ان کو ایک مستقل علیحدہ رکوع قرار دیکر اس کا نمبر شمار لکھدیا گیا ہے، مثلاً پہلے پارہ کے سولہ رکوع ہیں اور سولھویں ہی رکوع پر وہ ختم بھی ہو جاتا ہے اور دوسرے پارہ کے بھی سولہ ہی رکوع ہیں مگر وہ سولھویں رکوع پر ختم نہیں ہوتا بلکہ چند آیات کے بعد ختم ہوتا ہے تو ہم نے ان آیتوں کو فہرست کی ترتیب کے لئے ایک جدا رکوع قرار دیا ہے اس لئے جو لفظ ان آیتوں میں مذکور ہوگا اس کے حوالہ کے لئے درج ہوگا، پ ۲/۱۷ یعنی وہ دوسرے پارہ کے سترہویں رکوع میں ہے۔

جہاں تک ہوسکا کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کا نفع زیادہ سے زیادہ حد تک عام ہو، امید ہے کہ انشاء اللہ

تعالیٰ عوام کے لئے الفاظ کا ترجمہ متوسطین کے لئے ماخذ اشتقاق صیغوں کا تعین اور معانی کی ضروری تشریح و تفصیل اور خواص کے لئے اس کے علمی مباحث دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ایک مدرس اس کتاب کو ہاتھ میں لیکر قرآن مجید کا درس دے سکتا ہے۔ایک طالب علم اس کے ذریعہ استاد کے دیئے ہوئے قرآنی سبق کو اچھی طرح یاد کر سکتا ہے اور ایک عام آدمی اس کے مطالعہ سے اپنی فہم کے مطابق قرآنِ مجید کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

ہم نے بہت سے انگریزی فارسی تعلیم یافتہ اصحاب کو دیکھا ہے جن کا مذہبی جذبہ انکو قرآن مجید کیطرف متوجہ کرتا ہے، وہ اسکو عربی میں سمجھنا بھی چاہتے ہیں اور اس غرض سے عربی زبان کے حاصل کرنیکی ان کے دل میں خواہش بھی ہوتی ہے مگر بڑی عمر میں دوسری زبان سیکھ لینے کا حوصلہ ہر شخص کو نہیں ہوتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو ایک ہفتہ ماضی مضارع کی عربی گردانوں کے یاد کرنے پر صرف ہوئے کہ طبیعت اکتا گئی، جی چھوٹ گیا اور عربی سیکھنے کا سارا جوش فرد ہو کر رہ گیا، یہ لوگ دوسری زبانوں کی قواعد سے بھی کسی نہ کسی حد تک ضرور واقف ہوتے ہیں اس لئے الفاظ کے متعلق وہ ضروری تشریح و تفصیل جو کتاب میں درج ہے اگر ان حضرات کے ذہن نشین ہو جائے تو امید ہے کہ عربی ہی میں قرآن مجید کے سمجھنے کا سلیقہ پیدا ہو جائے گا۔

جو کچھ اور جیسا کچھ بن آیا ہدیۂ ناظرین ہے، یقیناً اس میں بہت سی کوتاہیاں بھی رہی ہونگی اور فروگذاشتیں بھی کہ ع ہیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس حقیر سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اصلاح و توبہ کی توفیق بخشے، آمین آمین یارب العالمین۔

عبدالرشید نعمانی

عرضِ ناشر

لغات القرآن عرصۂ دراز سے نایاب تھی، قرآنِ پاک کا تحقیقی مطالعہ کرنیوالے حضرات کے مسلسل مطالبہ کے پیشِ نظر یہ کتاب انتہائی محدود تعداد میں شائع کی جا رہی ہے، اس کی اشاعت میں کسی مالی فائدہ کی بجائے علمِ دین کی خدمت کو مدِنظر رکھا گیا ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے۔آمین۔

فہرست



بابُ الالف

فصل الالف

ا ۔ کیا ۔ خواہ ۔ بھلا ۔ یہ اگر متحرک ہو تو اس کو ہمزہ کہتے ہیں، ورنہ الف ۔ جو الف یا ہمزہ کہ بامعنی ہو اس کی تین قسمیں ہیں ۔ ایک وہ جو شروع کلام میں آتا ہے، دوسرا وہ جو وسطِ کلام میں واقع ہو، تیسرا وہ جو آخر کلام میں آئے ۔

جو الف کہ شروع کلام میں آتا ہے اس کی بھی کئی قسمیں ہیں ۔

(۱) الف استخبار جس سے کسی چیز کے متعلق کوئی خبر دریافت کی جائے خواہ بصورت استفہام یعنی بطور سمجھنے کے ہو جیسے اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا (کیا آپ زمین پر اس شخص کو خلیفہ بنائیں گے جو اس میں فساد برپا کرے) خواہ بصورت تہدید یعنی زجر و توبیخ کے لئے جیسے آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ (اب تو یہ کہنے لگا حالانکہ پہلے سے نافرمانی کرتا رہا) یا تسویہ یعنی دو چیزوں کے درمیان برابری ثابت کرنے کے لئے جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (آپ ان کو ڈرایئے یا نہ ڈرایئے وہ ایمان لانے کے نہیں) یا استہزاء کے لئے جیسے اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا (کیا تیری نماز نے تجھے یہ سکھایا ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کی پرستش کرتے آئے انہیں ہم چھوڑ بیٹھیں) یا استبطاء یعنی مہلت دینے کے لئے جیسے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لئے کہ گڑگڑائیں

ان کے دل اللہ کی یاد سے) یعنی ابھی گڑگڑانے کے لئے مہلت باقی ہے؟

واضح رہے کہ الفِ استخبار جب اثبات پر داخل ہوتا ہی تو اسے نفی بنا دیتا ہے کیونکہ جب کسی شے کے متعلق اثبات کا سوال ہوا تو اس کی نفی پہلے سے ثابت ہوئی جب ہی تو اس کے ثبوت کو دریافت کیا جا رہا ہے اور جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اسے اثبات میں بدل دیتا ہے کیونکہ یہ جب نفی پر داخل ہو تو نفی کی نفی ہوئی اور نفی کی نفی اثبات ہے جیسے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ (کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم) یعنی ضرور ہے۔

(۲) وہ الف جو نفس کلام کے متعلق خبر دیتا ہی جیسے اَبْصِرْ بِہٖ وَاَسْمِعْ (کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے)

(۳) الفِ امر خواہ قطعی ہو یا وصلی جیسے اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ (ہم پر آسمان سے بھرا ہوا خوان نازل فرما) اور رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (اے رب میرے لئے بہشت میں ایک گھر اپنے پاس بنا دے)۔

(۴) وہ الف جو لام تعریف کے ساتھ آتا ہے اور جس پر داخل ہوتا ہے اس کو معرفہ بنا دیتا ہے جیسے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ (اے قید خانے کے ہر دو رفیقو) کیونکہ یہاں "السجن" سے ایک خاص قید خانہ مراد ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید تھے۔

جو الف کہ وسطِ کلام میں آتا ہے وہ تثنیہ کا الف ہی اور بعض جمعوں میں بھی آتا ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ اور مَسَاکِیْنَ

الف تانیث جیسے حُبْلٰی (حاملہ عورت) بَیْضَآءُ (سفید عورت) اور تثنیہ کا الف ضمیر جیسے اِذْھَبَا یہ دونوں آخر کلام میں واقع ہوتے ہیں۔

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا اور اَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا وغیرہ آیات میں الظُّنُوْنَا اور السَّبِیْلَا وغیرہ میں جو الف ہے یہ بامعنی نہیں بلکہ محض اصلاحِ لفظ اور اشباع کے لئے ہی جس طرح کہ بعض اشعار کے آخر میں ہوا کرتا ہے۔

فصل الباء الموحدہ

آبًا باپ۔ اَبٌ باپ کو اور ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ایجاد یا ظہور یا اصلاح کا سبب ہو۔ ۳۳ ۲۳

آبَاءٌ۔ باپ دادا اور چچا۔ اب کی جمع ہے جس کے معنی باپ کے ہیں۔ جمع میں اس کے مفہوم میں دادا اور چچا بھی داخل ہوتے ہیں۔ ۳ب

اَبًّا۔ جانوروں کے کھانے کی گھاس اور چارہ کو کہتے ہیں لیکن وہ کونسی گھاس اور کونسا چارہ ہے اور اس کی کیا شکل و صورت ہے اس کے تعین میں اہلِ لغت کے متعدد اقوال ہیں مفسرین سلف میں سے مجاہد، حسن بصری، قتادہ اور ابنِ زید کا بیان ہے کہ انسانی غذا میں فواکہ (میوے) کا جو درجہ ہے چرندوں کی خوراک میں وہی حیثیت اس کی ہے۔[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جب اس کے تعین کے متعلق سوال ہوا تو فرمانے لگے ای سماءٍ تُظِلّنی وایُّ ارضٍ تُقِلّنی اذا قلتُ فی کتابِ اللہِ ما لا اعلم اخرجہ ابوعبید فی فضائلہ وعبد بن حمید "کونسا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا اور کونسی زمین مجھے اپنے اوپر رہنے دیگی جب کہ میں کتاب اللہ کی تفسیر میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو" صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اَبّ کیا ہے پھر خود ہی فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ اس کے تعین کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے"۔[2] اس سے تفسیرِ قرآن کے متعلق صحابہ کرام اور سلف صالحین کی انتہائی احتیاط کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہمارا یہ زمانہ ہے کہ ہر منکرِ حدیث اور عمل بالقرآن کا دعویدار جو چاہتا ہے بلاتکلف اپنی طرف سے قرآن مجید کے معنی بیان کردیتا ہے۔ اَبّ کی جمع اَوُبّ آتی ہے۔ بٹ

اَبَابِیْل۔ جھنڈ کے جھنڈ۔ پرے کے پرے۔ ابوعبیدہ نے تصریح کی ہے کہ متفرق جماعت کو ابابیل کہتے ہیں چنانچہ عرب والے بولتے ہیں جاءت الخیلُ ابابیل من ھھنا وھھنا (ادھر اور اُدھر سے سواروں کے پرے کے پرے آئے) اس کا واحد آتا ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں اخفش اور فراء کا بیان ہے کہ جس طرح شَمَاطِیط اور عَبَادِیْد کا واحد نہیں آتا ویسے ہی اس کا بھی واحد نہیں آتا، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا واحد آتا ہے چنانچہ ابوجعفر رواسی نے جو لغت میں ثقہ اور معتبر خیال کیا جاتا ہے تصریح کی ہے کہ اس نے ابابیل کا واحد اِبَّالَۃ سُنا ہے۔ کسائی کا بیان ہے کہ عجول اور عجاجیل کی طرح میں نحویوں کو اِبُّول اور اَبَابیل بولتے ہوئے سُنتا تھا۔ فراء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص دیناً

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۰ ص ۶۰ طبع مصر ۱۳۴۳ھ برحاشیہ فتح البیان ۱۲ [2] ان دونوں حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۳ ص ۴۷ طبع مصر

اور دنانیر کی طرح اس کا واحد اِبْنَالَۃٌ بتائے تو درست ہوسکتا ہے[1]۔ ۳۰

اَبَارِیْقَ۔ لوٹے۔ جگ۔ اِبْرِیْقٌ کی جمع ہے جس کے معنے لوٹے اور جگ کے ہیں۔ آب ریز کا معرب ہے ۲۷/۱۴

اَبَآئِكَ تیرے باپ دادا اور چچا۔ اس جگہ اباء کے مفہوم میں چچا بھی داخل ہیں۔ اَبَآءِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱/۱۶

اَبَاكُمْ۔ تمہارا باپ۔ اَبَا مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۲/۳۔

اَبَاؤُكُمْ۔ تمہارے باپ دادا۔ اَبَاؤُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۴/۱۴ و ۱۲/۱۶ ۷/۱۶ ۹/۱۹ ۱۰/۹ ۱۲/۱۵ ۱۶/۵ ۱۹/۴ ۲۲/۱۱ ۲۴/۵ اَبَآءَكُمْ ۲/۹ ۱۰/۹۔

اَبَانَا۔ ہمارا باپ۔ اَبَا مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ۱۲/۱۲ ۱۳/۲ و ۳ و ۵۔

اَبَاؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا۔ اَبَآءُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۸/۵ ۹/۱۴ ۱۳/۸ و ۹ ۱۳/۱۴ ۱۴/۱۱ ۱۹/۵ ۲۰/۲ ۲۳/۵ ۲۴/۱۵ اَبَآءَنَا ۲/۵ ۷/۴ ۸/۱۰ ۹/۲ ۱۱/۱۳ ۱۶/۵ ۱۹/۹ ۲۵/۸

اَبَاهُ۔ اس کا باپ۔ اَبَا مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۱۲/۲

اَبَآؤُهُمْ۔ ان کے باپ دادا۔ اَبَآءُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۵ ۴/۲ ۲۲/۱۸ اَبَآءَهُمْ ۴/۴ ۱۳/۲ و ۴ ۲۵/۹ ۲۸/۳

اَبَآئِهِنَّ۔ ان عورتوں کے باپ دادا۔ اَبَآءِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ ۱۸/۱۰ ۲۲/۴

اَبَآئِیْ۔ میرے باپ دادا۔ اَبَآءِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۲/۱۵۔

اَبَتِ۔ اے باپ لفظ (اب) پر ندا کے وقت ت زیادہ کر دیتے ہیں ۱۲/۱۱ ۱۳/۵ ۱۶/۹ ۱۶/۶ ۲۳/۷

اِبْتَدَعُوْهَا۔ انھوں نے اس کو اپنے آپ گھڑ لیا۔ اِبْتَدَعُوْا۔ اِبْتِدَاعٌ سے جس کے معنی دین میں نئی بات نکالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هَا ضمیر واحد مونث غائب ۲۷/۲۰

اَبْتَرُ۔ دم کٹا۔ جس کی اولاد نہ ہو۔ جس کا ذکر باقی نہ رہے بَتْرٌ سے۔ صفت مشبہ کا صیغہ۔ ۳۰/۳۳

اِبْتَغِ۔ تو تلاش کر۔ اِبْتِغَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۵/۱۲ ۲۰/۱۱

اِبْتِغَاءَ۔ چاہنا تلاش کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے

[1] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۴۴ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

ابتغاء سخت کوشی کے لئے مخصوص ہے اگر اچھے
مقصد کے لئے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم ہے پ۲/۹ پ۳/۲و۵و۹
پ۵/۱۲و۱۲ پ۱۳/۸و۹ پ۱۵/۴ پ۲۷/۲۰ پ۲۸/۶ پ۳۰/۷

اِبْتِغَاءُ کُمْ۔ تمہارا تلاش کرنا۔ اِبْتِغَاءٌ مضاف کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۱/۶

اِبْتَغُوْا۔ تم تلاش کرو۔ چاہو۔ اِبْتِغَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع
مذکر حاضر پ۲ پ۶/۱۰ پ۲۰/۱۴ پ۲۶/۱۳

اِبْتَغَوْا۔ انھوں نے چاہا۔ تلاش کیا۔ اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۱/۱۳ پ۱۵/۵

اِبْتَغٰی۔ اس نے چاہا۔ تلاش کیا۔ اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۸/۱ پ۲۹/۷

اَبْتَغِیْ میں چاہوں۔ تلاش کروں۔ اِبْتِغَاءٌ سے مضارع
کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۸

اِبْتَغَیْتَ۔ تونے چاہا۔ اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۲/۲

اِبْتَلُوْا۔ تم آزماؤ۔ اِبْتِلَاءٌ سے۔ جس کے معنی آزمانے اور
امتحان لینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۴/۱۲

اِبْتَلٰی۔ اس نے آزمایا۔ امتحان لیا۔ اِبْتِلَاءٌ سے ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب ابتلا و آزمائش کے دو مقصد
ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ امتحان لینے والا اس شخص کی
لیاقت و صلاحیت سے پوری طرح باخبر ہو جائے دوسرے
یہ کہ اس کی لیاقت و صلاحیت کا تو ممتحن کو پوری طرح
علم ہو مگر اوروں کی نظر میں اس کی حالت کا پیش کرنا
منظور ہو کہ وہ کس قابلیت و صلاحیت کا مالک ہے،
قرآن مجید میں ابتلاء کی نسبت جب اللہ عزوجل کی طرف
ہو تو دوسرے معنی مراد ہوتے ہیں پ۱/۱۵

اُبْتُلِیَ۔ وہ آزمایا گیا۔ اِبْتِلَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد
مذکر غائب پ۲۱/۱۸

اِبْتَلٰہُ۔ اس کو آزمایا۔ اِبْتَلٰی ماضی کا صیغہ واحد مذکر
غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰/۱۴

اَبْحُرٌ۔ سمندر بَحْرٌ کی جمع ہے۔ بحر سمندر کو کہتے ہیں پ۲۱/۱۲

اَبَدًا۔ ہمیشہ۔ زمانہ مستقبل غیر محدود۔ پ۱/۱۱ پ۵/۵و۱۵ پ۶/۴و۸
پ۶/۹ پ۱۰/۹و۱۴ پ۱۱/۲ پ۱۵/۱۲و۱۵و۱۵و۱۸و۲۰ پ۱۸/۷و۸و۹ پ۲۲/۴و۵ پ۲۶/۱۰
پ۲۸/۵و۷و۱۱و۱۵و۱۸ پ۲۹/۱۲ پ۳۰/۲۲

اُبَدِّلَہٗ۔ میں اس کو بدل دوں۔ تَبْدِیْلٌ سے جس کے معنی
بدل ڈالنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب۔ پ۱۱/۷

اَبْرَارُ۔ نیک لوگ۔ بَرٌّ اور بَارٌّ کی جمع جس کے معنی نیک کے
ہیں پ۴/۱۱ پ۲۹/۱۹ پ۳۰/۷و۸

ابراھیم۔ خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام، اللہ کے
مقدس رسول اور ہمارے نبی خاتم النبیین حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد اور بجز آپ کے
تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
بحالت تشہد نماز میں درود کے وقت آپ کا بھی نام لینے
کا حکم دیا گیا۔ حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان پر آپ کو اس حال
میں پایا تھا کہ بیت المعمور سے آپ اپنی پشت کا تکیہ کئے
ہوئے تھے۔[1] آپ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
استقبال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح فرماتے
ہوئے کیا تھا۔[2] صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو
لباس پہنایا جائیگا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے[3]
صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو یا خیر البریہ
سے خطاب کیا تو آپ نے فرمایا وہ ابراہیم تھے۔ شفاعت

کی طویل حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام لوگ
اکٹھے ہو کر حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کے بعد
حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کرانے
کے لئے درخواست کرینگے تو آپ فرمائیں گے کہ اس کام
کے لئے میں نہیں، تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، یہ
حدیث صحیحین میں مذکور ہے۔[4] آپ کی ولادت باسعادت
ملک بابل کے شہر اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش
سے دو ہزار سال قبل ہوئی۔ عام مورخین کے بیان کے مطابق
آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت سام بن
نوح سے ملتا ہے لیکن ان کا بیان قیاس و تخمین سے زیادہ
حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے سلسلۂ نسب کے بارے میں اس یقین کے باوجود
کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں عدنان
سے اوپر کے سلسلہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کذب
النسابون (نسب بیان کرنیوالے ناموں کی تعیین میں
غلط بیانی سے کام لیا ہے) جب حضرت ابراہیم سے نیچے
کے متعلق یہ حال ہے تو اوپر کے سلسلہ کے متعلق کیا کہ

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسرا۔ [2] صحیح بخاری باب المعراج۔ [3] ایضاً کتاب الانبیا باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔ [4] مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ۔

جا سکتا ہے حلیہ مبارکہ کے متعلق حدیث صحیح میں وارد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اما ابراھیم فانظروا الی صاحبکم[1] (اگر ابراہیم کو دیکھنا چاہو تو اپنے صاحب (یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو)

حضرت ابراہیمؑ کی قوم بت پرستی کے ساتھ ساتھ کواکب پرستی بھی کرتی تھی آپ نے بعثت کے بعد سب سے پہلے اپنے باپ آزر کو حق کی تبلیغ کی پھر اپنی قوم کو سمجھایا پھر بادشاہِ وقت نمرود سے مناظرہ کیا اور توحید کے دلائل بیان کر کے اس کو ششدر کر دیا۔ مگر بدبختوں نے ایک نہ سنی اور سوائے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے پیارے بھتیجے حضرت لوطؑ کے اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ قوم نے ہر طرح آپ کو ستانے اور آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھی یہاں تک کہ ظالموں نے آپ کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذلیل کر کے آگ کو آپ کے لئے بردوسلام کر دیا۔ مسند ابی یعلی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے اللھم انک فی السماء واحد وانا فی الارض واحد اعبدک (اے اللہ بلاشبہ تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں تیرا اکیلا پرستار ہوں)[2]

آخر حضرت نے تنگ آ کر وہاں سے ہجرت کی اور فرات کے غربی کنارہ کے قریب ایک بستی میں تشریف لے گئے کچھ دنوں کے بعد یہاں سے حران، حران سے فلسطین اور فلسطین سے نابلس غرض اسی طرح تبلیغ کرتے کرتے مصر پہنچے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت لوط علیہ السلام سفر میں ہمرکاب تھے۔ یہاں شاہِ مصر نے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دیا اب آپ نے اللہ تعالیٰ سے فرزند کے متعلق دعا مانگی اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تولد ہوئے اس پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر جہاں آج خانہ کعبہ ہے وہاں تشریف لائے اور اس جگہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا وکتاب اللباس باب الجعد، وصحیح مسلم کتاب الایمان

[2] البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۱ ص ۱۴۶ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

ان کو چھوڑ گئے اور گو خود فلسطین میں مقیم رہے مگر برابر مکہ میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دیکھنے آتے رہتے تھے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے تذکرہ کیا اور دونوں باپ بیٹوں کے مقدس ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر ہوئی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ختنہ کا حکم دیا۔ حضرت نے اس کی تعمیل کی۔ جب آپ کی عمر سو سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہؓ کے بطن سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی حضرت ابراہیم کی وفات ۱۷۵ سال کی عمر میں واقع ہوئی اور مدینۃ الخلیل میں تدفین عمل میں آئی آپ کی پیغمبرانہ سیرت کا تذکرہ قرآن عظیم میں جابجا نہایت تفصیل سے مذکور ہے۔ آپ کا شمار انبیاء اولوالعزم میں ہے یہود و نصاریٰ اور مسلمان سب آپ کو پیغمبر اور مقتدا مانتے ہیں[۵] ۱/۱۵ و ۱۶

۳/۱۲ و ۱۵ و ۱۶ — ۲/۱ — ۵/۱۲ و ۵ — ۲/۳ — ۷/۱۵ — ۸/۱۶ — ۱۰/۱۳ — ۱۱/۲

۱۲/۷ و ۸ و ۱۵ — ۱۳/۱۸ — ۱۳/۲ و ۳ و ۴ — ۱۶/۷ و ۲ و ۷ — ۱۷/۵ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ — ۱۹/۹

۲۰/۱۳ و ۱۹ — ۲۱/۱۶ — ۲۳/۷ و ۱۵ — ۲۵/۳ و ۴ — ۲۶/۱۹ — ۲۷/۷ و ۲۰ — ۲۸/۶ — ۳۰/۱۲

اَبْرَحُ۔ میں پھروں گا، پھرتا ہوں (ہمیشہ) بَرْحٌ سے جس کے معنی کسی جگہ سے ہٹنے اور پلٹنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۱۳/۳ — ۱۵/۲۱

اَبْرَصُ۔ کوڑھی۔ برص ایک مشہور مرض ہے ۳/۱۲ — ۶/۴

اَبْرَمُوْا۔ انھوں نے مضبوط ارادہ کیا۔ اِبْرَامٌ سے جس کے معنی کسی کام کے مضبوط کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۲۵/۱۲

اُبْرِئُ میں اچھا کر دیتا ہوں۔ اِبْرَاءٌ سے جس کے معنی ہر بری چیز مرض وغیرہ سے بری کرنے اور نجات دلانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے ۳/۱۲

اُبَرِّئُ۔ میں بری کرتا ہوں یا کروں گا۔ تَبْرِئَۃٌ سے جس کے معنی بری کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۳/۳

اُبْسِلُوْا۔ گرفتار کئے گئے۔ اِبْسَالٌ سے۔ جس کے معنی بغلبہ و قہر گرفتار کرنے اور محروم کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۷/۱۴

اَبْشِرُوْا۔ تم کو خوش خبری ہو۔ اِبْشَارٌ سے جس کے معنی بشارت پانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۴/۱۸

اَبْصَارٌ۔ آنکھیں اور بینائیاں۔ بصر کی جمع ہے۔ بصر آنکھ اور بینائی دونوں کو کہتے ہیں اور بینائی بھی آنکھ کی ہو یا دل کی دونوں کو بصر کہا جا سکتا ہے ۳/۲ — ۷/۱۲ — ۱۱/۲ — ۱۴/۱۹

۵ تفصیل کے لئے دیکھو "قصص القرآن" مطبوعہ ندوۃ المصنفین

۱۴/۱۷ ۱۷/۱۳و۷ ۱۸/۱۲و۱۱و۵ ۱۸/۱۴و۱۸ ۲۳/۱۳ ۲۶/۲ ۲۸/۳ ۲۹/۲

اَبْصَارُکُمْ۔ تہاری آنکھیں یا تمہاری بینائیاں اَبْصَارُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۱ ۲۴/۱۷

اَبْصَارُنَا۔ ہماری نگاہیں۔ اَبْصَارُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۱۴/۱

اَبْصَارُهَا۔ ان کی بینائیاں هَا ضمیر قلوب کی طرف لوٹتی ہے۔ اَبْصَارُ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۳۰/۲

اَبْصَارُهُمْ۔ ان کی نگاہیں یا ان کی آنکھیں۔ اَبْصَارُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۲و۱

۱۲ ۱۴/۲۰ ۱۹/۱۰ ۲۴/۱۷ ۲۶/۳و۷ ۲۷/۸ ۲۹/۴و۸

اَبْصَارُهُنَّ۔ ان عورتوں کی نظریں۔ ان کی آنکھیں۔ اَبْصَارُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۱۸/۱

اَبْصِرْ۔ دیکھتا رہ (انتظار کر) اِبْصَارٌ سے جس کے معنے دیکھنے اور دکھانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ابصار کا استعمال زیادہ تر دل سے دیکھنے کے متعلق ہوتا ہے ۲۳/۲

اَبْصَرَ۔ اس نے دیکھ لیا۔ اس نے بصیرت حاصل کی۔ اِبْصَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۹

اَبْصِرْ بِہٖ۔ کیا عجیب دیکھتا ہے فعل تعجب ہے ۱۵/۱۴ ۱۶/۵

اَبْصَرْنَا۔ ہم نے دیکھ لیا۔ ہم نے بصیرت حاصل کی اِبْصَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے ۲۱/۱۵

اَبْصِرْهُمْ۔ ان کو دیکھتا رہ۔ اَبْصِرْ اِبْصَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۳/۹

اِبْعَثْ۔ تو بھیج (فتح) بَعَثٌ سے جس کے معنے کسی چیز کو اٹھا کھڑا کرنے اور سامنے کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ بَعْثٌ کی دو قسمیں ہیں ایک بشری دوسری الٰہی۔ اگر اس کی نسبت فاعل انسان کی طرف ہو تو اس کو بشری کہیں گے۔ جیسے ایک شخص کا کسی دوسرے شخص کو روانہ کرنا اور بھیجنا اور اگر خدا کی طرف سے ہو تو اس کو الٰہی کہا جائے گا اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے جیسے اشیاء کو عدم سے وجود میں لانا، دوسری قسم کی مثال مُردوں کو جِلانا ہے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس صفت سے اپنے ممتاز بندوں کو بھی سرفراز فرماتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ۱/۱۵ ۲/۱۶ ۱۹/۷

اُبْعَثُ۔ مجھے اٹھایا جائے گا۔ بَعْثٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد متکلم ۱۶/۵

اِبْعَثُوْا۔ تم بھیجو۔ بَعْثٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

ع ۴ ۱۵/۱۵

اَبْغِيْ۔ میں تلاش کروں (ضَرَبَ) بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ بَغْیٌ کے معنی اصل میں میانہ روی سے بڑھنے کی خواہش کرنے کے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک محمود جیسے عدل کی بجائے احسان کرنا اور فرائض کے علاوہ نوافل کا بھی پابند رہنا۔ دوسرے مذموم جیسے حق سے تجاوز کرکے باطل کو اختیار کرنا یا شبہات میں پڑنا قرآن عظیم میں اکثر مواقع پر بغی کا استعمال مذموم معنی میں ہی ہوا ہے ع ۴

اَبْغِيْكُمْ۔ میں تمہارے لئے تلاش کروں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ع ۹

اَبَقَ۔ وہ بھاگا۔ (نَصَرَ۔ ضَرَبَ۔ سَمِعَ) اِبَاقٌ سے جس کے معنی غلام کے بھاگنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ع ۲۳

اَبْقٰی۔ دیر تک رہنے والا۔ سدا باقی رہنے والا بَقَاءٌ سے جس کے معنی باقی رہنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ، یہ لفظ جب اللہ کی صفت ہوگا تو اس کے معنی سدا باقی رہنے والے کے ہوں گے ورنہ دیر تک رہنے والے کے۔ ع ۱۶ ۱۲،۱۶،۱۷ ع ۴ ۹ ع ۲۵ ۵ ع ۳۰ ۱۲

اَبْقٰی۔ اس کو باقی چھوڑا۔ اِبْقَاءٌ سے جس کے معنی باقی چھوڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ع ۲۷

اِبْكَارٌ۔ صبح۔ بروزن اِفْعَالٌ اسم ہے ع ۳ ۱۲ ع ۲۳ ۱۱

اَبْكَارًا۔ کنواریاں۔ بِكْرٌ کی جمع ہے بِکر کنواری لڑکی کو کہتے ہیں ع ۲۷ ۱۲ ع ۲۸ ۱۹

اَبْكَمُ۔ مادرزاد گونگا۔ بَكَمٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے ع ۱۳ ۱۹

اَبْكٰی۔ اس نے رُلایا۔ اِبْكَاءٌ سے جس کے معنی رلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ع ۲۷

اِبِلٌ۔ اونٹ۔ اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لئے بولا جاتا ہے مگر نہ جمع ہے نہ اسم جمع ع ۸ ع ۳۰ ۱۲

اِبْلَعِيْ۔ تو نگل جا (فَتَحَ) بَلْعٌ سے جس کے معنے نگلنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ع ۴ ۱۲

اَبْلُغُ۔ میں پہنچ جاؤں (نَصَرَ) بُلُوْغٌ سے جس کے معنی کسی شے تک پہنچنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ع ۱۵ ۲۱ ع ۲۴ ۹

اَبْلَغْتُكُمْ میں نے تم کو پہنچا دیا۔ اَبْلَغْتُ۔ اِبْلَاغٌ سے جس کے معنی پہنچا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ع ۸ ع ۹ ع ۱۲ ۵

اُبَلِّغُكُمْ۔ میں تم کو پہنچاتا ہوں۔ اُبَلِّغُ۔ تَبْلِیْغٌ سے جس کے معنے پہنچانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ع ۸ ۱۵،۱۹ ع ۳۶ ۲

اَبْلَغُوْا ۔ انھوں نے پہنچایا ۔ اِبْلَاغٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۹/۱۲

اَبْلِغْہُ ۔ اس کو پہنچادے ۔ اَبْلِغْ ۔ اِبْلَاغٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۰/۱

اِبْلِیْس ۔ شیطان کا نام ہے ۔ بروزن اِفْعِیْل اِبْلَاسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی سخت ناامیدی کے باعث غمگین ہو کر ششدر و متحیر ہو جانے کے ہیں چونکہ شیطان رحمتِ حق سے ناامید ہے اس لئے اس کا نام ابلیس ہوا لیکن علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں سورہ مریم میں لفظ ادریس پر بحث کرتے ہوئے تصریح کی ہے کہ ابلیس عجمی لفظ ہے اور اس کا اشتقاق ابلاس سے بتانا صحیح نہیں اس لئے کہ یہ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف ہونے کے لئے تو اسبابِ منعِ صرف میں سے کم از کم دو سبب یا وہ ایک سبب جو دو سببوں کے قائم مقام ہو پایا جانا ضروری ہے اور ابلاس سے مشتق ہونے کی صورت میں اس میں بجز علمیت کے کوئی دوسرا سبب پایا نہیں جاتا لہٰذا غیر منصرف ہونا اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے۔[1] مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابلیس کا تخت سمندر میں ہے وہ روزانہ اپنے لشکر کی ٹکڑیاں بھیجتا رہتا ہے تاکہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں جو جتنا زیادہ لوگوں میں فتنہ پھیلاتا ہے اتنا ہی زیادہ ابلیس کے نزدیک اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے ۔ مسند مذکور میں حضرت جابرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن صائد سے (جو شیطانی خلل میں گرفتار ہو کر دعاوی باطلہ کا مدعی تھا) دریافت فرمایا کہ تو کیا دیکھتا ہے، تو کہنے لگا مجھے سمندر پر ایک تخت بچھا ہوا نظر آتا ہے جس کے گرداگرد سانپ ہی سانپ ہیں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس نے سچ کہا وہ ابلیس کا تخت ہے۔[2] (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو لفظ شیطان) ۸/۱ ۳/۱۳ ۱۵/۱۹و۷ ۱۶/۱۹ ۱۹/۹ ۲۲/۸ ۲۳/۱۲ ۔

اِبْن ۔ بیٹا ۱/۱۱ ۳/۳ ۶/۲و۳و۴و۱۴و۱۸ ۷/۹و۵ ۹/۸ ۱۰/۱۱ ۱۲/۵و۱۴ ۱۶/۳ ۲۱/۱۶ ۲۵/۱۲ ۲۶/۲۰ ۲۸/۱۰و۹

اِبْنِ ۔ تو بنا (ضَرَبَ) بِنَاءٌ سے جس کے معنی بنانے اور تعمیر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۴/۳ ۲۸/۴

اِبْنُ السَّبِیْلُ ۔ مسافر ۔ ابن السبیل کے لغلی معنی

---

[1] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۴۱۲ طبع مصر ۱۳۵۴ھ ۔ [2] البدایہ والنہایہ مصنفہ حافظ ابن کثیر ج ۱ ص ۵۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

راستے کے بیٹے کے ہیں چونکہ مسافر راہ نوردی کرتا ہے اس لئے اسے ابن السبیل کہتے ہیں [illegible]

اَبْنَآءٌ۔ بیٹے۔ اِبْنٌ کی جمع ہے [illegible]

اَبْنَآءَکُمْ۔ تمہارے بیٹے اَبْنَآءَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اِبْنَ اُمَّ۔ ماں کا جنا۔ ماں جایا بھائی۔ اِبْنَ مضاف اُمَّ مضاف الیہ۔ [illegible]

اَبْنَآءَنَا۔ ہمارے بیٹے۔ اَبْنَآءَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اَبْنَآءَھُمْ۔ ان کے بیٹے۔ اَبْنَآءَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع غائب مضاف الیہ [illegible]

اَبْنَآءِھِنَّ۔ ان عورتوں کے بیٹے۔ اَبْنَآءِ مضاف ھِنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اِبْنَتَ۔ بیٹی۔ اِبْنٌ کی مونث [illegible]

اِبْنَتَیَّ۔ میری دو بیٹیاں۔ ی متکلم کی ہے اِبْنَتَیَّ اصل میں اِبْنَتَیْنِ تھا اِبْنَۃٌ کا تثنیہ۔ یاء متکلم کی طرف اضافت کے سبب سے نون گر پڑا۔ [illegible]

اِبْنُکَ۔ تیرا بیٹا۔ اِبْنُ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اُبْنُوْا۔ تم بناؤ۔ بِنَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِبْنَہٗ۔ اس کا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اِبْنَھَا۔ اس عورت کا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اِبْنِیْ۔ میرا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ [illegible]

اِبْنَیْ اٰدَمَ۔ آدم کے دو بیٹے۔ نہ تو قرآن عظیم میں ان دونوں کے نام مذکور ہیں اور نہ حدیث شریف میں البتہ توریت میں قاتل کا نام قابیل اور مقتول کا ہابیل لکھا ہے قرآن عظیم میں سورہ مائدہ میں ان کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے صحیحین، مسند احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جب بھی کوئی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس خون کا اتنا ہی گنا آدم کے اس پہلے بیٹے پر ہوتا ہے کیونکہ وہی پہلا شخص جس نے اس قتل کی راہ نکالی۔ مسند احمد، ابوداؤد، اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ فتنۂ عہدِ عثمانی کے موقع پر انھوں نے بیان کیا، میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ اٹھنے والا ہے جس میں بیٹھنے والا شخص کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا کہ اس صورت میں آپ کی کیا رائے ہے جبکہ کوئی میرے گھر میں ہی آگھسے اور مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھادے تو آپ نے فرمایا کہ تم آدمؑ کے بیٹے کی طرح بن جاؤ۔ ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور مسلم ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث کی یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ کن کخیر ابنی ادم (آدمؑ کے دونوں بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح بن جاؤ)[1] ۹/۳۰

اَبَوْا۔ انھوں نے سختی سے انکار کیا۔ (ضرب۔ فتح) اِبَاءٌ سے جس کے معنی سختی سے انکار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اگر انکار میں سختی نہ ہو تو ابا نہیں ہے۔ ۱۶/ب

اَبْوَابٌ۔ دروازے۔ بَابٌ کی جمع ہے جس کے معنی دروازے کے ہیں ۱۱/۲۳ ۱۴/۳۰ ۱۲/۲۳ ۲/۱۹ ۱۰۹۳/۴۱ ۱۴/۲۳ ۱۲۳۵/۴۳ ۸/۴۴ **اَبْوَابًا** ۹/۹ ۳۰/ب

اَبْوَابُهَا۔ اس کے دروازے اَبْوَابُ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۸/۲۳ ۵/۲۳

اَبَوَاهُ۔ اس کے ماں باپ۔ اَبَوَا اصل میں اَبَوَانِ تھا، اَبٌ کا تثنیہ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب کی طرف اضافت کے سبب ن گر گیا ۱۲/۳۰ ۱۶/ب

اَبُوْكِ۔ تیرا باپ۔ اَبُوْ مضاف كِ ضمیر واحد مونث حاضر مضاف الیہ ۱۶/۲۸

اَبُوْنَا۔ ہمارا باپ۔ اَبُوْ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ۹/ب

اَبُوْهُمْ۔ ان کا باپ۔ اَبُوْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۳۵/۴۲

اَبُوْهُمَا۔ ان دونوں کا باپ، اَبُوْ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ۱۶/ب

اَبَوَيْكَ۔ تیرے دونوں باپ دادا۔ اَبَوَيْ اصل میں اَبَوَيْنِ تھا۔ اَبٌ کا تثنیہ۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر کی طرف مضاف ہونے کے باعث ن گر گیا ۱۲/۱۲

[1] ان سب حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۳

اَبَوَيْكُمْ۔ تمہارے ماں باپ۔ اَبَوَیْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۹/ب

اَبَوَيْهِ۔ اس کے ماں باپ۔ اَبَوَیْ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۱۲/ب ۱۳/۵ سے

اَبٰى۔ اس نے سخت انکار کیا۔ اِباءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَبَوا) ۲/ب ۳/ب ۱۵/ب ۱۰،۱۱/پ ۱۶/۱۲،۱۹،۱۴/پ ۲/پ

اَبِیْ۔ میرا باپ۔ اَبٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ ۱۲/س ۹/پ ۲۰/پ

اَبْيَضُ۔ سفید۔ بیاضٌ سے جس کے معنی سفیدی کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ اَلْخَیْطُ الْاَبْیَضُ سے مراد سپیدۂ سحر ہے ۲/پ

اِبْيَضَّتْ۔ سفید ہوگئیں، دمکنے لگیں۔ اِبْیِضَاضٌ سے جس کے معنی سفید ہونے اور دمکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے قصہ میں آنکھوں کے سفید ہونے کے معنی ہیں اور دوسری جگہ چہروں کے دمکنے اور روشن ہونے کے ۲/پ ۴/پ

اَبِيْكُمْ۔ تمہارا باپ۔ اَبٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۲/پ ۱۳/س ۱۶،۲/پ ۱۴/ب ۱۷/ب

اَبِيْ لَهَبٍ۔ یہ عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کا لقب ہے اس کی کنیت ابوعتبہ ہے۔ ابولھب کے معنی ہیں "شعلہ کا باپ"

چونکہ یہ خوبصورت تھا اور نہایت سرخ و سپید اس لئے قریش نے اس کو ابولہب کا خطاب دیا تھا جو بعد میں اسلام دشمنی کی وجہ سے ایہاماً اس کے جہنمی ہونے کی نشانی بن گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا اور سرداران قریش میں شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن کفر و شقاوت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین مخالف اور اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کسی قبیلہ کو تبلیغ فرماتے یہ بدبخت آپ پر پتھر پھینکتا کہ پائے مبارک لہولہان ہو جاتے اور لوگوں سے کہتا پھرتا کہ اس کی بات مت سنو یہ شخص تم سے لات و عزیٰ اور تمہارے دیوتاؤں کو چھڑانا چاہتا ہے، کبھی کہتا محمد ہم سے ان چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں جو مرنے کے بعد ملیں گی ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی نظر نہیں آتیں۔ کبھی دونوں ہاتھوں سے خطاب کر کے کہتا تبّاً لکما ما اری فیکما شیئاً مما یقول محمد (تم دونوں ٹوٹ جاؤ میں تو تمہارے اندر ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمد بیان کرتے ہیں) صحیحین، مسند احمد و ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو رسالتماٰب

صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر بنی فہر، بنی عدی
قریش کے مختلف خاندانوں کو آواز دینی شروع کی اور
لوگ جمع ہونے لگے یہاں تک کہ جو شخص نہ آسکا اس
نے کسی دوسرے شخص کو خبر لینے کے لئے بھیجا۔ غرض
جب قریش جمع ہو گئے اور ان میں ابولہب بھی تھا تو آپ
نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ ایک لشکر
وادی میں پڑاؤ ڈالے تم کو لوٹنے کا ارادہ کر رہا ہے تو کیا تم
میری تصدیق کرو گے سب نے کہا ہاں ہم نے آپ کو ہمیشہ
سچا پایا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً میں تم کو آخرت
کے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں اس پر ابولہب
برہم ہو کر بولا "تباً لک سائر الایام الھذا جمعتنا" تو
سدا برباد رہے کیا اسی لئے ہم کو جمع کیا تھا۔[۵۱] غرض اس
کی شقاوت و بدبختی حد کو پہنچ گئی تھی، جب اس کو عذاب
سے ڈرایا جاتا تو کہتا کہ اگر واقعی یہ بات ہونے والی ہے
تو میرے پاس مال اور اولاد بہت ہے ان کو فدیہ میں
دیکر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا، ہجرت کے بعد قریش
کے جارحانہ ارادوں کا باعث ایک یہ بھی تھا۔ ۲ھ
میں مکہ میں غزوۂ بدر سے سات روز بعد اس کے زہریلی قسم
کا ایک دانہ نکلا۔ مرض لگ جانے کے خوف سے سب گھر والوں
نے اسے الگ ڈال دیا اور یہ وہیں پڑا پڑا مر گیا، تین روز تک
اس کی لاش اسی جگہ پڑی سڑتی رہی۔ آخر کار اس کے ورثا
کو شرم محسوس ہونے لگی تو حبشی مزدوروں سے اجرت پر
اٹھوا کر اس کو گڑوایا انھوں نے گڑھا کھود کر ایک لکڑی
سے اس کو اندر لڑھکا دیا اور اوپر سے پتھر بھر دیئے۔ اس
طرح بصد رسوائی و ذلت وہ ناری جہنم کو سدھارا۔ سورۂ
لہب میں ابولہب کی ہلاکت سے اس کی ذاتی ہلاکت
مراد نہیں بلکہ اس کی قومی ہلاکت مراد ہے جو غزوۂ بدر کے
بعد ہی واقع ہوئی، جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کے
زمانے میں ہمیشہ ایک نافرمان اور سرکش ان کا مقابل
رہا ہے اور جو اپنی گمراہی کے باعث پوری کی پوری قوم
کی تباہی و بربادی کا سبب ہوا جیسے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے زمانے میں نمرود، حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے وقت میں فرعون، اسی طرح اس امت محمدیہ کا نمرود
یا فرعون ابولہب کو سمجھنا چاہئے اور قرآن عظیم نے اسی
حیثیت سے تمام عمائد قریش کو چھوڑ کر صرف اسی کا نام لیا

اَبَیْنَ۔ انھوں نے انکار کیا۔ اِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ

[۵۱] روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۶۰ طبع مصر

جمع مونث غائب ۲۲/۲

أُبَيِّنُ۔ میں بیان کروں۔ تَبْيِيْنٌ سے جس کے معنی بیان کرنے اور ظاہر کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۵/۱۲

أَبِيْنَا۔ ہمارا باپ۔ اَبٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ۱۳/۱۲

أَبِيْهِ۔ اس کا باپ۔ اَبٌ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۷/۲ ۱۱/۲ ۱۳/۱۱ ۱۴/۵ ۱۹/۶ ۲۳/۶ ۲۵/۹ ۲۸/۷ ۳۰/۵

أَبِيْهِمْ۔ ان کا باپ۔ اَبٌ مضاف هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۳/۲

فصل التاء المثناة

اٰتِ۔ تو دے۔ اِيْتَاءٌ سے جس کے معنی دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۵/۳ ۲۱/۲

اٰتٍ۔ آنیوالا۔ اِتْيَانٌ سے جس کے معنی آنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ۴/۳ ۲۰/۱۳

- - - - - - - - - - - - - - -

اِتِّبَاعٌ تابعداری کرنا۔ حکم ماننا۔ پیروی کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے ۲/۹ ۷/۲

أَتَّبِعُ۔ میں پیروی کرتا ہوں، اتباع کرتا ہوں اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۷/۱۲و۱۳ ۹/۱۴ ۱۱/۴ ۲۳/۱

اِتَّبَعَ۔ اس نے پیروی کی اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳/۸ ۵/۱۵ ۷/۲ ۹/۱۲ ۱۲/۱۰ ۱۵/۱۹۔ ۱۶/۱۰و۱۱و۱۶ ۱۹/۴ ۲۰/۸ ۲۱/۷ ۲۲/۱۸

اِتَّبِعْ۔ تو پیروی کر۔ اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۷/۱۹ ۱۱/۱۶ ۱۴/۵و۲۲ ۲۱/۱۱و۱۶ ۲۹/۱۶

أَتْبَعَ۔ وہ پیچھے پڑ گیا۔ اِتْبَاعٌ سے جس کے معنی پیچھے لگ جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۶/۲

اِتَّبَعْتُ۔ میں نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱۳/۵

اِتَّبَعْتَ۔ تو نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱/۱۴ ۲/۱ ۱۳/۱۱

اِتَّبَعْتُمْ۔ تم نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۸/۲ ۹/۱

اِتَّبَعْتَنِيْ۔ تو نے میری اتباع کی۔ اِتَّبَعْتَ۔ صیغہ ماضی۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبَعْتَ) ۱۵/۲۱

اِتَّبَعَهُمْ۔ اس نے ان کی پیروی کی۔ اِتَّبَعَ۔ اِتِّبَاعٌ

سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۷/۴

اَتَّبِعُكَ۔ میں تیری پیروی کروں۔ اَتَّبِعُ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتَّبِعُ) ۱۵/۲۱

اِتَّبَعَكَ۔ اس نے تیری پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) ۸/۱ ۱۲/۲ ۱۳/۳ ۱۹/۱۰، ۱۵

اِتَّبَعَكُمَا۔ اس نے تم دونوں کی پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) ۲۰/۴

اِتَّبَعْنَا۔ ہم نے پیروی کی، ہم نے تابعداری کی۔ اِتِّبَاعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۱/۱۲

اَتْبَعْنَا۔ ہم نے پیچھے لگا دیا۔ اِتْبَاعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۱۸/۳

اِتَّبَعْنٰكُمْ۔ ہم تمہاری پیروی کرتے۔ اِتَّبَعْنَا۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعْنَا) ۴/۸

اَتْبَعْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کے پیچھے لگا دیا۔ اَتْبَعْنَا ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعْنَا) ۲۰/۲

اِتَّبَعَنِيْ۔ اس نے میری پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) ۳/۱۰ ۱۳/۶

اِتَّبِعْنِيْ۔ تو میری پیروی کر۔ اِتَّبِعْ امر حاضر کا صیغہ واحد مذکر۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبِعْ) ۱۶/۹

اِتَّبَعُوْا۔ انھوں نے اتباع کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱/۱۲ ۲/۱۴ ۴/۹ ۹/۹ ۱۲/۵ ۱۶/۱ ۲۴/۹ ۲۶/۵، ۶، ۷ ۲۷/۸ ۲۹/۱۰

اُتُّبِعُوْا۔ ان کی پیروی کی گئی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲/۴

اِتَّبِعُوْا۔ تم پیروی کرو۔ اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۴ ۸/۸ ۲۰/۱۴ ۲۱/۱۲ ۲۳/۱۹

اُتْبِعُوْا۔ ان کے پیچھے لگا دیا گیا۔ اِتْبَاعٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۲/۵، ۹

اِتَّبَعُوْكَ۔ انھوں نے تیری اتباع کی۔ اِتَّبَعُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعُوْا) ۲/۱۴ ۱/۱۲

اِتَّبِعُوْنِيْ۔ تم میری اتباع کرو۔ اِتَّبِعُوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبِعُوْا) ۳/۱۲ ۱۶/۱۴ ۲۴/۱۰ ۲۵/۱۲

اِتَّبَعُوْهُ۔ انھوں نے اس کی پیروی کی اِتَّبَعُوْا۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِتَّبَعُوْا) ۳/۱۵ ۱۱/۳ ۲۲/۸ ۲۴/۲۰

اِتَّبِعُوْهُ۔ تم اس کی پیروی کرو۔ اِتَّبِعُوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِتَّبِعُوْا) ۸/۶، ۷ ۹/۱۰

اِتَّبَعُوْهُمْ۔ انھوں نے ان کی پیروی کی۔ اِتَّبَعُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۱/۲

اَتْبَعُوْهُمْ وہ ان کے پیچھے پڑے۔ اَتْبَعُوْا اِتْبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۹/۸

اَتْبَعَهٗ۔ وہ اس کے پیچھے لگا اَتْبَعَ۔ اِتْبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو اَتْبَعَ) ۹/۱۲ ۱۴/۲ ۲۳/۵

اَتَّبِعُهٗ۔ میں اس کی پیروی کروں۔ اَتَّبِعُ اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتَّبِعُ) ۲۰/۸

اِتَّبِعْهَا تو اس کی پیروی کر۔ اِتَّبِعْ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ ملاحظہ ہو اِتَّبِعْ) ۲۵/۱۸

اَتْبَعَهُمْ۔ ان کے پیچھے ہولیا۔ اَتْبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعَ) ۱۱/۱۴ ۱۶/۱۳

اَتَتْ۔ وہ لائی۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۳/۴ ۱۳/۱۴ ۱۵/۱۶، ۱

اَتَتْ۔ وہ آئی۔ (ضَرَبَ) اِتْیَان سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۶/۱ ۲۷/۱

اَتَتْكَ۔ تیرے پاس آئی۔ اَتَتْ صیغہ ماضی ا ور كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۶/۱۲

اَتَتْكُمْ۔ تمہارے پاس آئی۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۳/۱۰

اَتَتْهُمْ۔ ان کے پاس آئی۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱/۱۵

اِتِّخَاذٌ۔ اختیار کرنا۔ پسند کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے ۱/۹

اَتَّخِذُ۔ میں بناؤں، اختیار کروں۔ اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۷/۸ ۱۹/۱

اِتَّخَذَ۔ اس نے اختیار کیا۔ پسند کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱/۱۱ ۵/۱۵ ۹/۸ ۱۱/۱۲ ۱۵/۳، ۱۳، ۱ ۱۵/۲۱ ۱۶/۸، ۹ ۱۷/۲ ۱۸/۵ ۱۹/۲ ۲۵/۸، ۱۰، ۱۹ ۲۹/۱۱، ۲۰ ۳۰/۲

ءَاَتَّخِذُ۔ بھلا میں اختیار کروں۔ ہمزہ استفہام انکاری کی (ملاحظہ ہو اور اَتَّخِذُ) ۲۳/۱

اِتَّخَذْتُ۔ میں نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۹/۱

اِتَّخَذْتَ۔ تو نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۶/۱ پ ۹/۶

اِتَّخَذَتْ۔ اس عورت نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱۶/۵ پ ۲۰/۱۶

اِتَّخَذْتُمْ۔ تم نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۴و۹و۱۱ پ ۸ پ ۱۵ پ ۲۵/۲۰

اِتَّخَذْتُمُوْهُ۔ تم نے اس کو ٹھیرایا۔ اِتَّخَذْتُمُوْا اصل میں اِتَّخَذْتُمْ تھا۔ ضمیر کے اتصال کی بنا پر واو جمع لایا گیا۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲/۸

اِتَّخَذْتُمُوْهُمْ۔ تم نے ان کو ٹھیرایا۔ اس میں ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۴/۶

لَاَتَّخِذَنَّ۔ میں ضرور ٹھیراؤں گا۔ اختیار کرونگا اِتِّخَاذٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۵/۱۵

اِتَّخَذْنٰهُ۔ ہم اس کو ٹھیراتے۔ اِتَّخَذْنَا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۷/۲

اَتَّخَذْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو ٹھیرایا۔ اَتَّخَذْنَا صیغہ ماضی ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۲۳/۱۲

اِتَّخَذُوْا۔ انھوں نے ٹھیرالیا۔ انھوں نے اختیار کرلیا اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶/۲و۱۵ پ ۷/۱۴ پ ۸/۱۰و۱۲ پ ۹/۹ پ ۱۰/۱۱ پ ۱۱/۲ پ ۱۵/۱۴و۲۰ پ ۱۶/۳و۸ پ ۱۷/۲ پ ۱۸/۱۹ پ ۱۹/۱ پ ۲۰/۱۶ پ ۲۳/۴و۱۵ پ ۲۴/۲ پ ۲۵/۴و۱۷ پ ۲۶/۴ پ ۲۸/۳و۱۲

اِتَّخِذُوْا۔ تم اختیار کرو۔ تم ٹھیراؤ۔ اِتِّخَاذٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۱۵

اِتَّخَذُوْكَ۔ انھوں نے تجھ کو اختیار کرلیا۔ اِتَّخَذُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۵/۸

اِتَّخِذُوْنِيْ۔ تم مجھے ٹھیراؤ۔ اِتَّخِذُوْا امر حاضر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۶

اِتَّخَذُوْهُ۔ انھوں نے اس کو اختیار کیا۔ اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۹

اِتَّخِذُوْهُ۔ تم بنالو اس کو۔ اِتَّخِذُوْا صیغہ امر۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۲/۱۳

اِتَّخَذُوْهَا۔ انھوں نے ٹھیرالیا ہے اس کو۔ اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ہَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۶/۱۳

اِتَّخَذُوْهُمْ۔ انھوں نے ٹھیرالیا ہے ان کو۔ اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۵

اِتَّخِذْهُ۔ تو بنالے اس کو۔ اِتَّخِذْ۔ اِتِّخَاذٌ امر کا صیغہ

واحد مذکر حاضر ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۹/۱۲

اِتَّخَذَهَا۔ اس نے ٹھیرالیا ہے اس کو۔ اِتَّخَذَ صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِتَّخَذَ) ۲۵/۳

اِتَّخِذِی۔ تو بنالے۔ اِتِّخَاذٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ۱۴/۱۵

اَتْرَابٌ۔ ہم سن عورتیں۔ تِرْبٌ کی جمع ۲۳/۱۲ اَتْرَابًا ۲۷/۱۴ ۳۰/۲

اُتْرِفْتُمْ۔ تمہیں عیش دیا گیا، تم ناز و نعمت میں پالے گئے۔ اِتْرَافٌ سے جس کے معنی عیش و آرام عطا کر اور ناز و نعمت میں پرورش کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۷/۲

اَتْرَفْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو آرام دیا۔ اَتْرَفْنَا اِتْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم اور هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۸/۳

اُتْرِفُوْا۔ وہ آرام دیے گئے۔ اِتْرَافٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۲/۱۰

اُتْرُكْ۔ تو چھوڑ۔ (نَصَرَ) تَرْكٌ سے جس کے معنی چھوڑنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۵/۱۲

اِتَّسَقَ۔ وہ پورا ہوا، مکمل ہوا۔ اِتِّسَاقٌ سے جس کے معنی پورا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، قمر کے اتساق کے معنی نور سے بھرنے کے ہیں ۳۰/۹

اِتَّقِ۔ تو ڈر۔ اِتِّقَاءٌ سے جس کے معنی اللہ سے ڈرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲/۹ ۲۱/۱۴ ۲۲/۲

اَتْقَنَ۔ اس نے درست کیا مضبوط کیا۔ اِتْقَانٌ سے جس کے معنی درست و استوار کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۰/۲

اِتَّقَوْا۔ وہ ڈرے۔ انھوں نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱/۱۲ ۲/۱۰ ۳/۷ ۴/۲ ۶/۲ ۹/۲و۱۳ ۱۳/۲و۱۱ ۱۴/۲۲ ۱۶/۸ ۲۳/۱۶ ۲۳/۳و۵

اِتَّقُوْا۔ تم ڈرو۔ پرہیزگاری اختیار کرو۔ اِتِّقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۳و۶و۱۵ ۲/۸و۹و۱۲و۱۳و۱۴ ۳/۶و۹ ۴/۷و۱۲ ۴/۲و۳و۵و۱۱و۱۲ ۵/۱۶ ۶/۵و۶و۱۰و۱۲ ۷/۳و۴و۵ ۸/۷ ۹/۱۵و۱۶ ۱۰/۷ ۱۱/۴ ۱۲/۷ ۱۳/۵ ۱۴/۸ ۱۹/۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ ۲۱/۱۲ ۲۲/۹ ۲۳/۲ ۲۵/۱۲ ۲۶/۱۳و۱۴ ۲۷/۲۰ ۲۸/۲و۴و۶و۸و۱۶و۱۷و۱۸

اِتَّقُوْنِ۔ مجھ سے ڈرو۔ اِتَّقُوْا صیغہ امر ن وقایہ ی متکلم کی محذوف ہے ۱/۵ ۲/۹ ۱۴/۷ ۱۶/۴ ۲۳/۱۶

اِتَّقُوْهُ۔ اس سے ڈرو۔ اِتَّقُوْا صیغہ امر۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ۶/۱۵ ۳/۱۲ ۲۱/۷ ۲۹/۹

اِتَّقٰی۔ وہ ڈرا۔ اس نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے

ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۷، ۸، ۹ پ۱۶
پ۸ پ۱۱ پ۹ پ۲۰ پ۲۷
اَتْقٰی۔ بڑا ڈرنے والا۔ بڑا پرہیزگار۔ وَقْیٌ سے جس کے معنی
بچنے اور پرہیز کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ
اصل میں اَوْقٰی تھا واو کو تا سے بدل لیا گیا ہے پ۳۰
اِتَّقَیْتُنَّ۔ تم سب عورتیں ڈریں۔ تم نے پرہیزگاری
اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث حاضر پ۲۲
اَتْقٰکُمْ۔ تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اَتْقٰی سے افعل
التفضیل کا صیغہ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۶
اِتَّقِیْنَ۔ تم سب عورتیں ڈرتی رہو۔ پرہیزگاری رہو۔
اِتِّقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر پ۲۲
اُتْلُ۔ تو پڑھ۔ تلاوت کر۔ تِلَاوَۃٌ سے جس کے معنے
پڑھنے اور معنی میں تدبر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر پ۶ پ۸ پ۹ پ۱۱ پ۱۵ پ۱۹ پ۲۱
اَتْلُوْا۔ میں پڑھتا ہوں۔ تِلَاوَۃٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد متکلم پ۸ پ۲۰
اُتْلُوْھَا۔ تم اس کو پڑھو۔ تِلَاوَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع
مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ۴
اُتِمَّ۔ میں تمام کروں۔ پورا کروں۔ اِتْمَامٌ سے جس کے

معنی پورا کر دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲
اِئْتَمِرُوْا۔ تم سکھاؤ۔ مشورہ دو۔ حکم منواؤ۔ اِئْتِمَارٌ سے
جس کے معنی حکم قبول کرنے اور مشورہ کرنے کے ہیں۔
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸
اَتْمِمْ۔ تو پورا کر دے۔ اِتْمَامٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر پ۲۸
اَتْمَمْتُ۔ میں نے پورا کیا۔ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد متکلم پ۶
اَتْمَمْتَ۔ تو نے پورا کر دیا۔ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر حاضر پ۲۰
اَتْمَمْنٰهَا۔ ہم نے اس کو پورا کر دیا۔ اَتْمَمْنَا اِتْمَامٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ۹
اَتِمُّوْا۔ تم پورا کرو۔ اِتْمَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع
مذکر حاضر پ۲ پ۱۰
اَتَمَّهَا۔ اس کو پورا کیا۔ اَتَمَّ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ۱۲
اَتَمَّهُنَّ۔ ان کو پورا کیا۔ اَتَمَّ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع
مونث غائب پ۱
اٰتِنَا۔ ہم کو عطا فرما۔ ہم کو دے۔ اٰتِ صیغہ امر نَا ضمیر

جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰت) پ ۹ پ ۱۱/۱۱ پ ۱۶/۸ پ ۱۳/۳ پ ۱۵/۱۳،۱۵،۲ پ ۲۶/۲

اُتُوْا۔ تم دو۔ اِیْتَآءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

پ ۱/۲ و ۵، ۱۰، ۱۳ پ ۲/۸ پ ۳/۱، ۱۲ پ ۵/۸ پ ۸/۴ پ ۱۱/۹ پ ۱۲/۲ پ ۱۷/۵ و ۱۷

پ ۱۸/۱۲ پ ۲۰/۸ پ ۲۳/۹ پ ۲۵/۱۵ پ ۲۸/۲ پ ۲۹/۱۴

اٰتَوْا۔ انھوں نے دیا۔ اِیْتَآءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر

غائب پ ۳/۶ پ ۱۰/۸ و ۲ پ ۱۷/۱۳ پ ۱۸/۴

اَتَوْا۔ وہ لائے۔ وہ آئے۔ وہ پہنچے۔ اِتْیَانٌ سے ماضی

کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۴/۱ پ ۹/۹ پ ۱۹/۲ و ۱۷

اِئْتُوْا تم آؤ۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۶/۱۲

اَتُوْبُ۔ میں توبہ قبول کرتا ہوں (نَصَرَ) تَوْبَۃٌ سے

مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ توبہ کی نسبت فاعلی، جب

اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو توبہ قبول کرنے کے معنی ہوتے

ہیں چنانچہ اس جگہ یہی معنی مراد ہیں پ ۲/۴

اَتَوْکَ۔ وہ تیرے پاس آئے۔ اَتَوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر

غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۰/۱۸

اَتَوَکَّؤُ۔ میں ٹیک لگاتا ہوں۔ تَوَکُّؤٌ سے جس کے معنی

ٹیک لگانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۶/۱

اُتُوْنَا۔ تم ہمارے پاس لاؤ۔ اُتُوْا صیغہ امر۔ نَا ضمیر جمع

متکلم پ ۱۳/۱۲

اُتُوْنِیْ۔ تم میرے پاس لاؤ۔ اُتُوْا صیغہ امر نِ وقایہ

ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۳/۴ پ ۱۶/۲ پ ۱۹/۱۷

اٰتَوْہُ۔ انھوں نے اس کو دیا۔ اٰتَوْا صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر

غائب پ ۱۳/۲

اَتَوْہُ وہ سب اس کے پاس آئے۔ اَتَوْا صیغہ ماضی

ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۰/۲

اٰتَوْھَا۔ وہ اس کو مان لیتے۔ وہ اس کو لا ڈالتے۔ اٰتَوْا

صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۲۱/۱۸

اٰتُوْھُمْ تم ان کو دو اٰتُوْا صیغہ امر۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر

غائب پ ۴/۲ پ ۱۸/۱۰ پ ۲۸/۸

اٰتُوْھُنَّ تم ان عورتوں کو دو۔ اٰتُوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر

حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب پ ۴/۱۲ پ ۵/۱ پ ۲۸/۱۷

اٰتِھِمْ۔ تو ان کو دے۔ اٰتِ اِیْتَآءٌ سے صیغہ امر۔ ھُمْ

ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰت) پ ۸/۱۱ پ ۲۲/۵

اَتٰی۔ اس نے دیا۔ اِیْتَآءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر

غائب پ ۲/۹ پ ۱۰/۹

اٰتِیْ۔ آنے والا۔ اِتْیَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد

مذکر۔ جب اس کا تعدیہ با کے ذریعہ ہو تو معنی لانیوالے

کے ہوں گے پ ۱۶/۹

اَتٰی۔ وہ آیا۔ وہ آپہنچا۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۳/۱۰،۷ ۱۶/۱۲ ۱۹/۹ ۲۷/۲ ۲۹/۱۹

اَتَیَا۔ وہ دونوں آئے۔ پہنچے۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ۱۶/۱

اِئْتِیَا۔ تم دونوں آؤ۔ تم دونوں پہنچو۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۱۹/۶ ۲۴/۱۶

اِئْتِیَاہُ۔ تم دونوں اس کے پاس پہنچو۔ اِئْتِیَا صیغہ امر ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۶/۱۱

اٰتَیْتَ۔ تو نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۱/۱۴ ۲۲/۲۔

اَتَیْتَ۔ تو لایا۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر جب اس کا تعدیہ با کے ذریعہ ہو تو لانے کے معنی آتے ہیں ۲

اٰتَیْتُکَ۔ میں نے تجھ کو دیا۔ اٰتَیْتُ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۹

اٰتَیْتُکُمْ۔ میں نے تم کو دیا۔ اٰتَیْتُ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۳/۱۷

اٰتَیْتُمْ۔ تم نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۱۳ ۴/۱۴ ۵/۱ ۳/۱

اٰتَیْتُمُوْھُنَّ۔ تم نے ان عورتوں کو دیا۔ اٰتَیْتُمْ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ۲/۱۳ ۴/۱۴ ۶/۵ ۲۸/۸

اٰتَیْتَنَا۔ تو نے ہم کو دیا۔ اٰتَیْتَ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰتَیْتَ) ۹/۱۱

اٰتَیْتَنِیْ۔ تو نے مجھ کو دیا۔ اٰتَیْتَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر متکلم (ملاحظہ ہو اٰتَیْتَ) ۱۳/۵

اٰتَیْتَھُنَّ۔ تو نے ان عورتوں کو دیا اٰتَیْتَ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب (ملاحظہ ہو اٰتَیْتَ) ۲۲/۳

اٰتٰکَ۔ اس نے تجھ کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتٰی) ۲۰/۱۱

اٰتِیْکَ۔ میں تیرے پاس لائے دیتا ہوں۔ اٰتِیْ صیغہ اسم فاعل کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتِیْ) ۱۹/۱۸

اَتٰکَ۔ وہ تیرے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتٰی) ۷/۱ ۲۳/۱۱ ۲۶/۱۹ ۳۰/۱۳،۱۰،۵،۳

اٰتٰکُمْ۔ اس نے تم کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتٰی) ۶/۱۱،۸ ۷/۲ ۱۳/۱۷ ۱۹/۱۰ ۱۹/۱۸ ۲۷/۱۹ ۲۸/۴

اٰتِیْکُمْ۔ میں تمہارے پاس لاتا ہوں۔ اٰتِیْ صیغہ اسم فاعل کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتِیْ) ۱/۶ ۱۹/۱۹ ۲/۲ ۲۵/۱۴

آتٰىكُمْ وہ تمہارے پاس آیا۔ اَتٰى صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتٰى) پ ۷/۱۱و۱۲ پ ۱۱/۱۰

اٰتِيْنَ۔ تم دو۔ اِيْتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر پ ۲۲/۱

آتَيْنَ۔ وہ آئیں۔ وہ کریں۔ اِتْيَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ ۵/۴

اَتَيْنَا۔ ہم آئے۔ ہم لے آئے اِتْيَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ اس کا تعدیہ جب باء کے ذریعہ ہو تو معنے لے آنے اور پہنچا دینے کے ہوں گے پ ۱۷/۴ پ ۲۲/۱۹

آتَيْنَا۔ ہم نے دیا۔ ہم نے بخشا۔ اِيْتَاءٌ سے ماضی صیغہ جمع متکلم پ ۱/۶و۱۱ پ ۳/۱ پ ۵/۸ پ ۶/۴و۲ پ ۹/۹ پ ۱۳/۱۰ پ ۱۴/۱و۱۲ پ ۱۷/۴و۵و۹ پ ۱۸/۳ پ ۱۹/۲و۱۷ پ ۲۰/۸ پ ۲۱/۱۱و۱۵و۱۹ پ ۲۲/۸ پ ۲۳/۱۱و۲۰ پ ۲۵/۱۸ پ ۲۶/۲۰

اٰتٰىنَا۔ اس نے ہم کو دیا۔ اَتٰى صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَتٰى) پ ۷/۱۹

آتَانَا۔ وہ ہمارے پاس آپہنچا۔ اَتٰى صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَتٰى) پ ۲۹/۹

آتَيْنٰكَ۔ ہم نے تجھ کو دیا۔ اٰتَيْنَا صیغہ ماضی۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۶/۱۲ پ ۱۴/۹

اٰتَيْنٰكَ ہم تیرے پاس لائے ہیں۔ اَتَيْنَا صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۴/۴

اٰتَيْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو دیا۔ اٰتَيْنَا صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱/۸و۱۱ پ ۹/۱۱

اٰتَيْنٰهُ۔ ہم نے اس کو دیا۔ اٰتَيْنَا صیغہ ماضی هُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۶/۱۱ پ ۹/۱۲ پ ۱۳/۱۳ پ ۱۴/۲۲ پ ۱۵/۲۱ پ ۱۶/۲و۳ پ ۱۷/۹ پ ۲۰/۱و۱۱و۱۵ پ ۲۱/۱۱و۱۵ پ ۲۳/۱۱ پ ۲۴/۲۰

اٰتَيْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو دیا۔ اٰتَيْنَا صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱/۱۲ پ ۲/۱و۱۰ پ ۵/۹ پ ۶/۸و۱۹ پ ۸/۱ پ ۱۳/۱۱ پ ۱۴/۹و۱۳ پ ۲۰/۹ پ ۲۱/۲و۱۰ پ ۲۲/۱۱و۱۷ پ ۲۵/۸و۱۸

اَتَيْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو پہنچا دیا۔ اَتَيْنَا صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتَيْنَا) پ ۱۸/۴و۵

لَنَاْتِيَنَّهُمْ میں ان پر ضرور آؤں گا۔ اٰتِيَنْ اِتْيَانٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۸/۹

اٰتَيْنٰهُمَا۔ ہم نے ان دونوں کو دی اٰتَيْنَا اِيْتَاءٌ سے صیغہ ماضی هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۲۳/۸

اٰتٰىنِيْ۔ اس نے مجھ کو دیا۔ اٰتٰى صیغہ ماضی۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اٰتٰى) پ ۱۲/۳و۹ پ ۱۳/۵ پ ۱۹/۱۵

اٰتِيَةٌ آنے والی۔ اِتْيَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث پ ۱۴/۶ پ ۱۶/۱۰ پ ۱۷/۸ پ ۲۳/۱۱

اٰتِیْهِ اس کے پاس آنے والا۔ اٰتِیْ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۱۶/۹

اٰتٰهُ۔ اس کو دیا۔ اٰتٰی۔ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) ۱۸/۱۰ ۲/۳ ۱۴/۲۹

اٰتٰهَا۔ اس کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) ۱۲/۲۹

اٰتٰهَا۔ اس کو پہنچا۔ اس کے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اَتٰی) ۸/۱۱ ۱۰/۱۲ ۲۰/۱۶

اٰتٰهُمْ۔ ان کو دیا۔ اٰتٰی۔ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) ۲/۷ ۵/۶ ۱۰/۱۱ ۲۶/۱۸ ۲۷/۲ ۲۸/۳

اَتٰهُمْ۔ ان کو پہنچا۔ ان کے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتٰی) ۶/۸ ۱۰/۱۰ ۹/۸ ۱۴/۱۲ ۱۷/۱۴ ۲۳/۱۱ ۲۸/۳

اٰتِیْهِمْ۔ ان پر آنے والا ہے۔ اٰتِیْ مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اٰتِیْ) ۱۲/۴

اٰتٰهُمَا۔ ان دونوں کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) ۹/۱۲

فصل الثاء المثلثة

اَثَابَكُمْ۔ اس نے تم کو عوض میں پہنچایا۔ اَثَابَ اِثَابَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر اِثَابَةٌ کے معنی عمل کی جزا دینے کے ہیں خواہ وہ انعام ہو یا سزا۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں ۴/۷

اَثَابَهُمُ۔ ان کو بدلہ دیا۔ انعام دیا۔ اَثَابَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب یہاں اثابۃ ثواب اور انعام دینے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے ۷/۷ ۲۶/۱۱

اَثَاثًا۔ گھر کا ساز و سامان، مال و اسباب۔ اس کا واحد نہیں آتا ۸/۱۴ ۱۶/۸

اٰثَار۔ نشانیاں۔ علامتیں۔ اَثَرٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَثَرٌ) ۸/۱۵ اٰثَارِ ۲۲/۱۲۰

اَثَارُوا۔ انہوں نے جوتا۔ اِثَارَةٌ سے جس کے معنی جوتنے اور کھیتی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۱/۳

اٰثَارِهِمْ۔ ان کے نشانات۔ ان کے نشانات قدم، ان کے پیچھے پیچھے۔ اٰثَارِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۶/۱۱ ۱۵/۱۲ ۲۲/۱۸ ۲۳/۹ ۲۵/۸ ۲۶/۲۰

اٰثَارِهِمَا۔ ان دونوں کے نشانات قدم۔ اٰثَارِ مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ۱۵/۲۱

اِثَّاقَلْتُمْ۔ تم بوجھ سے جھکے۔ تَثَاقُلٌ سے جس کے معنی گراں بار اور بوجھل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ

جمع مذکر حاضر۔ اشیاء کو کبھی تو ہلکے اور بھاری ہونے کے
اعتبار سے ثقیل کہا جاتا ہے اور کبھی جن اجسام کا رخ اوپر
کی طرف ہوتا ہے ان کو خفیف (ہلکا) کہتے ہیں۔ جیسے
آگ اور دھواں جو نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو
ثقیل کہا جاتا ہے جیسے پانی اور پتھر۔ یہاں دوسرے معنی
ہی کے اعتبار سے بوجھ سے جھکے جانے کے معنی مراد
ہیں۔ پ۱۰ ۱۲

اَثَامًا۔ گناہ۔ مجازاً عذاب کو بھی کہتے ہیں۔ عکرمہ اور مجاہد
کا بیان ہے کہ اَثَام جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔[1]
ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ
بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی یہی نقل کیا ہے۔[2] پ۱۹

اُثْبُتُوْا۔ تم ثابت قدم رہو۔ (نصر) ثَبَاتٌ سے جس کے
معنی ثابت قدم رہنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے پ۱۰

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ۔ تم ان کو خوب قتل کر چکے۔ اَثْخَنْتُمْ
اِثْخَانٌ سے جس کے معنی دشمن کو خوب اچھی طرح
قتل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب پ۲۶

اٰثَرَ۔ اس نے پسند کیا۔ بہتر سمجھا۔ اِیْثَارٌ سے جس کے معنی
کسی چیز کو دوسری چیز پر ترجیح دینے اور پسند کرنے کے
ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳۰

اَثَرٌ۔ اس کے حقیقی معنی تو نشان اور علامت کے ہیں مجازاً
نشان قدم کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے پ۱۶ پ۲۶ ۱۲

اٰثَرَكَ۔ تجھ کو پسند کر لیا۔ اٰثَرَ ماضی کا صیغہ كَ ضمیر واحد
مذکر حاضر پ۱۳

اَثَرْنَ۔ انھوں نے اٹھایا۔ اثارا (ضرب نصر) اِثَارَةٌ سے
جس کے معنی برانگیختہ کرنے اور غبار اٹھانے کے ہیں ماضی
کا صیغہ جمع مونث غائب پ۳۰ ۲۵

اَثٰرَةٍ۔ وہ روایت یا تحریر جس کا اثر باقی رہ گیا ہو پ۲۶

اَثَرِیْ۔ میرے نشان قدم۔ میرے پیچھے۔ اَثَرِ مضاف
ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۶ ۱۲

اَثْقَالٌ۔ بوجھ۔ یہاں گناہ کے بوجھ مراد ہیں۔ ثِقْلٌ کی
جمع ہے جس کے معنی بوجھ اور گھر کے مال و اسباب کے ہیں پ۱۴ ۱۲

اَثْقَالَكُمْ۔ تمہارے بوجھ۔ اَثْقَالَ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۴

اَثْقَالَهَا۔ اس کے بوجھ۔ یہاں دفینے اور خزانے مراد ہیں۔ اَثْقَالَ
مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۳۰ ۲۲

اَثْقَالَهُمْ۔ ان کے بوجھ۔ مراد گناہ۔ اَثْقَالَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۸۵ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔ [2] ایضاً ص ۸۸۔

غائب۔ مضاف الیہ ہے

اَثْقَلَتْ۔ وہ بوجھل ہوئی یعنی حمل میں پورے دنوں سے ہوئی۔ اِثْقَالٌ سے جس کے معنی گرانبار اور بوجھل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ہے

اَثْلٍ۔ جھاؤ کا درخت۔ اس کی جمع اَثْلَاثٌ۔ اَثَالٌ اُثُوْلٌ آتی ہے

اٰثِمٌ۔ گنہگار۔ اَثْمٌ جس کے معنی گناہ کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے اٰثِمًا ہے

اِثْمٌ۔ گناہ۔ جمع اٰثَامٌ ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے اِثْمًا ہے ہے ہے

اَثْمَرَ۔ وہ بارآور ہوا۔ وہ پھل لایا۔ اِثْمَارٌ سے جس کے معنی بارآور ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے

اِثْمِكَ۔ تیرا گناہ۔ اِثْمِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ہے

اِثْمُهٗ۔ اس کا گناہ۔ اِثْمُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ہے

اِثْمُهُمَا۔ ان دونوں کا گناہ۔ اِثْمُ مضاف۔ هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ہے

اِثْمِیْ۔ میرا گناہ۔ اِثْمِ مضاف یْ ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ہے

اٰثِمِیْنَ۔ بہت سے گنہگار اٰثِمٌ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ۔ جمع مذکر ہے

اِثْنَا عَشَرَ۔ بارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے بحالت رفع اِثْنَا عَشَرَ ہوگا اور بحالت نصب وجر اِثْنَیْ عَشَرَ ہے

اِثْنَانِ۔ دو۔ تثنیہ مذکر کے لئے آتا ہے بحالت رفع اِثْنَانِ ہوگا اور بحالت نصب وجر اِثْنَیْنِ ہے

اِثْنَتَا عَشْرَةَ۔ بارہ۔ مونث کے لئے آتا ہے۔ بحالت رفع اِثْنَتَا عَشْرَةَ ہوگا اور بحالت نصب وجر اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ ہے ہے

اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ۔ بارہ۔ ہے

اِثْنَتَیْنِ۔ دو۔ تثنیہ مونث کے لئے آتا ہے ہے ہے ہے

اِثْنَیْ عَشَرَ۔ بارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے ہے

اِثْنَیْنِ۔ دو ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

اَثِیْمٌ۔ گنہگار۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے ہے ہے ہے ہے اَثِیْمًا ہے

فصل الجیم المعجمه

اُجَاجٌ۔ کڑوا پانی۔ کھاری پانی ہے ہے اُجَاجًا ہے

اَجَآءَهَا۔ اس کو لے کر آیا۔ اَجَآءَ اِجَآءَةٌ سے -

جس کے معنی لانے اور لانے پر مجبور کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب ۱۱/۲۳

اُجِبْتُمْ ۔ تمہیں جواب دیا گیا ۔ اِجَابَۃٌ سے جس کے معنی جواب دینے کے ہیں ۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۷/۵

اَجَبْتُمْ ۔ تم نے جواب دیا ۔ اِجَابَۃٌ سے ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۰/۲۸

اِجْتَبَیْتَھَا ۔ تو نے اس کو چھانٹ لیا ۔ اِجْتَبَیْتَ اِجْتِبَاءٌ سے جس کے معنی پسند کرنے اور انتخاب کر لینے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر اور ھَا ضمیر واحد مونث غائب ۔ ۹/۱۴

اِجْتَبٰکُمْ ۔ اس نے تم کو پسند کیا ۔ اِجْتَبٰی اِجْتِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۱۷/۱۳

اِجْتَبَیْنَا ۔ ہم نے پسند کیا ۔ اِجْتِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۷/۶

اِجْتَبَیْنٰھُمْ ۔ ہم نے ان کو پسند کیا ۔ ھُمْ ضمیر جمع متکلم ۷/۱۶

اِجْتَبٰہُ ۔ اس کو پسند کیا ۔ اِجْتَبٰی اِجْتِبَاءٌ سے ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۂ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۳/۱۴ ۱۲/۱۶ ۱۷/۲۹

اُجْتُثَّتْ ۔ اس کو اکھاڑ گیا ۔ اِجْتِثَاثٌ سے جس کے معنی جڑ سے اکھاڑنے کے ہیں ۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب ۔ ۱۳/۱۴

اِجْتَرَحُوْا ۔ انہوں نے گناہ کمایا ۔ اِجْتِرَاحٌ سے جس کے معنی گناہ کمانے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۵/۱۸

اِجْتَمَعَتْ ۔ وہ جمع ہوئی ۔ اِجْتِمَاعٌ سے جس کے معنی مجتمع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۵/۱۰

اِجْتَمَعُوْا ۔ وہ سب جمع ہوئے ۔ اِجْتِمَاعٌ سے ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۲/۱۷

اِجْتَنِبُوْا ۔ تم پرہیز کرو ۔ تم بچو ۔ اِجْتِنَابٌ سے جس کے معنی پرہیز کرنے کے ہیں ۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۱/۱۳ ۱۲/۲۶

اِجْتَنَبُوْا ۔ وہ بچے ۔ انھوں نے پرہیز کیا ۔ اِجْتِنَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۹/۲۳

اِجْتَنِبُوْہُ ۔ تم اس سے بچتے رہو ۔ اِجْتَنِبُوْا صیغہ امر ۂ ضمیر واحد مذکر غائب ۲/۷

اَجِدُ ۔ میں پاتا ہوں یا پاؤں گا ۔ (ضَرَبَ ۔ حَسَبَ) ۔ وُجُوْدٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں ۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۸/۲ ۹/۱۸ ۵/۱۳ ۱۰/۱۶ ۱۴/۲۹

اَجْدَاثٌ ۔ قبریں ۔ جَدَثٌ کی جمع جس کے معنی

قبر کے ہیں ۲۳/۳ ۲۶/۸ ۲۹/۸

أَجْدَرُ۔ زیادہ لائق۔ زیادہ سزاوار۔ جَدَارَۃٌ سے جس کے معنی کسی کام کے لائق اور اہل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ ۱۱/۱

أَجِدَنَّ۔ میں ضرور پاؤں گا۔ وُجُوْدٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ۱۵/۱۷

أَجْرٌ۔ مزدوری۔ ثواب۔ مہر۔ بدلہ۔ اُجُوْرٌ جمع۔ ۳/۵و۸و۹ ۶/۶ ۹/۱۱و۱۶ ۱۰/۹ ۱۱/۴ ۱۳/۲و۱۰ ۱۳/۱و۳و۵ ۱۴/۱۲ ۱۵/۱۹ ۱۹/۳ ۲۰/۶و۹ ۲۱/۲ ۲۲/۱۳و۱۸ ۲۳/۱۴ ۲۴/۵و۱۵ ۲۶/۱۲ ۲۷/۱۶ ۲۸/۱۶ ۲۹/۱ ۳۰/۹و۲۰۔ **أَجْرًا**۔ ۵/۲و۶و۷و۱۰و۱۳و۱۸ ۶/۴ ۷/۱۶ ۹/۴ ۱۲/۵ ۱۵/۱و۱۳ ۱۶/۱ ۱۹/۷ ۲۱/۲۰ ۲۲/۲و۳و۱۹ ۲۵/۴ ۲۶/۹و۱۰و۱۳ ۲۷/۴ ۲۸/۱۷ ۲۹/۲و۳و۱۲

أَجْرَامِیْ۔ میرا جرم کرنا۔ اِجْرَامٌ بروزن اِفْعَالٌ بمعنی جرم کرنا مصدر ہے۔ اِجْرَامٌ۔ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۲/۳

أَجْرَمْنَا۔ ہم نے جرم کیا۔ ہم نے گناہ کیا۔ اِجْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۴/۲

أَجْرَمُوْا۔ انہوں نے جرم کیا۔ اِجْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۸/۲ ۱۸/۸ ۳۰/۸

أَجْرُهٗ۔ اس کا ثواب۔ اس کا بدلہ۔ أَجْرٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۱۳ ۵/۱۱ ۲۰/۱۵ ۲۵/۵

أَجِرْهُ۔ اس کو پناہ دے۔ اَجِرْ اِجَارَۃٌ سے بمعنی پناہ دینے کے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۰/۶

أَجْرَهَا۔ اس عورت کا ثواب۔ أَجْرٌ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۲۲/۲

أَجْرُهُمْ۔ ان کا ثواب۔ ان کا بدلہ۔ أَجْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۸ ۳/۴و۹ ۴/۱۱ ۱۴/۱۹ ۲۰/۹ ۲۳/۱۶ ۲۷/۱ ۲۷/۱۸و۱۹

أَجْرِیَ۔ میرا بدلہ۔ میرا ثواب۔ میری مزدوری۔ أَجْرٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۱/۱۲ ۱۲/۲و۵ ۱۹/۱۰و۱۱و۱۲ ۱۹/۲و۱۲ ۲۲/۱۲

أَجْسَامُهُمْ۔ ان کے ڈیل ڈول۔ جِسْمٌ کی جمع أَجْسَامٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۸/۱۳

أَجْعَلُ۔ میں بنا دوں (فتح) جَعْلٌ سے جس کے معنی بنانے اور رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو جَعَلَ) ۱۶/۲

اِجْعَلْ۔ تو کر دے۔ تو بنا دے۔ تو رکھ۔ جَعْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو جَعَلَ) ۱/۱۵ ۳/۲و۱۲ ۵/۷

۶/۹ ۱۳/۱۸ ۱۵/۹ ۱۶/۴و۱۱و۱۳ ۱۹/۹ ۲۰/۷

اِجْعَلْنَا۔ ہم کو بنا۔ اِجْعَلْ صیغہ امر۔ نَا ضمیر جمع متکلم ۱۵/۱۴

اَجْعَلَنَّكَ۔ یقیناً تجھ کو کروں گا۔ اَجْعَلَنَّ جَعْلٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۹/۹

اِجْعَلْنِیْ مجھ کو بنا دے۔ مجھ کو کر دے۔ مجھ کو مقرر کر دے۔ اِجْعَلْ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۳/۱۸و۱ ۱۹/۹

اِجْعَلُوْا۔ تم بناؤ۔ تم ٹھیراؤ۔ جَعْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۱/۱۲ ۱۳/۱۲

اِجْعَلْهُ۔ اس کو کر دے۔ اس کو بنا دے۔ اِجْعَلْ صیغہ امر۔ هُ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۶/۲

اَجْلِ۔ واسطے۔ غرض۔ سبب۔ مصدر۔ اَجَلَ کا ۶/۹

اَجَلٌ۔ مدت مقررہ۔ اسی وجہ سے موت کو بھی اَجَل کہتے ہیں۔ اٰجَالٌ جمع ہے ۲/۲ ۵/۸ ۷/۹ ۸/۱۳و۷ ۹/۱۱

۱۱/۱۰و۱۶ ۱۳/۹ ۱۳/۱۲و۷و۱۳و۱۹و۱ ۱۴/۱۴ ۱۶/۱۲ ۱۷/۱۱و۸ ۲۰/۱۳و۷

۲۱/۱۲و۴و۲ ۲۲/۱۴و۱۳ ۲۳/۱۵ ۲۴/۲ ۲۵/۳ ۲۶/۱ ۲۸/۱۴ ۲۹/۹

اَجَلاً ۷/۲ ۱۵/۱۱ ۲۲/۱۲

اَجْلِبْ سے آ۔ چڑھا لا۔ اِجْلَابٌ سے جس کے معنی اکٹھا کرنے۔ شور مچانے اور کھینچ لانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۵/۱

اَجَّلْتَ۔ تو نے مدت مقرر کی۔ تَاْجِیْلٌ سے جس کے معنی مدت ٹھیرانے اور دیر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۹/۲

اُجِّلَتْ۔ دیر کی گئی۔ تَاْجِیْلٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب ۲۹/۲۱

اِجْلِدُوْا۔ تم کوڑے مارو۔ درے لگاؤ (ضَرَبَ) جَلْدٌ سے جس کے معنی کوڑے مارنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۸/۷

اَجَلَنَا۔ ہماری مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۸/۴

اَجَلَهٗ۔ اس کی مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۱۴/۱۲ ۲۰/۷

اَجَلَهَا۔ اس کی مدت مقررہ۔ اس کی موت اَجَلَ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۱۴/۱ ۱۸/۲ ۲۸/۱۴

اَجَلُهُمْ۔ ان کی مدت مقررہ۔ ان کی موت۔ اَجَلُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۹/۱۱ ۱۱/۱۰و۷ ۱۴/۱۴

اَجَلَهُنَّ۔ ان عورتوں کی مدت مقررہ۔ اَجَل مضاف
هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۲ ع۱۴ و ۱۴ پ۲۸ ع۱۷

اَجَلَیْنِ۔ دو مقررہ مدتیں۔ اَجَل کا تثنیہ پ۲۰

اَجْمِعُوْا۔ تم سب جمع کرو۔ اِجْمَاعٌ سے جس کے معنی ہیں
ایک رائے ہونے کے لئے لوگوں کا اکٹھا ہونا یا اکٹھا کرنا
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۱ ع۱۲ پ۱۶ ع۱۲

اَجْمَعُوْا۔ وہ سب جمع ہو گئے یا انھوں نے جمع کر لیا
اِجْمَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۲ ع۱۲ پ۱۳ ع۵

اَجْمَعُوْنَ۔ وہ سب کے سب۔ تاکید کے لئے آتا ہے
رفع کی حالت میں اَجْمَعُوْنَ اور نصب و جر کی حالت
میں اَجْمَعِیْنَ ہوگا پ۱ ع۴ پ۱۴ ع۳ پ۲۳

اَجْمَعِیْنَ۔ وہ سب کے سب۔ پ۲ ع۳ پ۲ ع۱۴ پ۸ ع۹ و ۹
پ۹ ع۳ پ۱۰ ع۳ پ۱۲ ع۳ پ۱۴ ع۳، ۴، ۵، ۶ پ۱۷ ع۶ پ۱۹ ع۷، ۸، ۹، ۱۳، ۱۹ پ۲۱ ع۱۵
پ۲۳ ع۸ و ۱۲ پ۲۵ ع۱۱ و ۱۵

اُجْنُبْنِیْ۔ تو مجھ کو دور رکھ۔ تو مجھ کو بچا (نصر) اُجْنُبْ
جَنْبٌ سے جس کے معنی دور رکھنے اور بچانے کے ہیں۔
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۳ ع۱۸

اِجْنَحْ۔ تو جھک جا۔ تو مائل ہو (نصر، ضرب، فتح)
جُنُوْحٌ سے جس کے معنی جھکنے اور مائل ہونے کے
ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۰

اَجْنِحَۃٍ۔ پر۔ بازو۔ جَنَاحٌ کی جمع۔ پ۲۲ ع۱۳

اَجِنَّۃٌ۔ بچے جو پیٹ میں ہوں۔ جَنِیْنٌ کی جمع۔
جنین پیٹ کے بچے کو کہتے ہیں۔ پ۲۷

اُجُوْرَکُمْ۔ تمہارا حق۔ تمہارا بدلہ۔ اُجُوْر مضاف کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ اُجُوْر اَجْر کی جمع ہے
پ۴ ع۸ پ۲۶

اُجُوْرَهُمْ۔ ان کا حق، ان کا بدلہ۔ اُجُوْر مضاف هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۴ ع۱۴ پ۶ ع۲ و ۳ پ۲۲ ع۱۶

اُجُوْرَهُنَّ۔ ان کا حق ان کا مہر۔ اُجُوْر مضاف هُنَّ
ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۵ پ۶ ع۱ پ۲۲ پ۲۸ ع۱، ۸، ۱۸

اِجْهَرُوْا۔ تم زور سے کہو (فتح) جَهْرٌ سے جس کے
معنی کھلم کھلا کسی چیز کے کہنے یا کرنے کے ہیں۔ امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۹

اُجِیْبُ۔ میں قبول کرتا ہوں۔ اِجَابَۃٌ سے جس کے
معنی قبول کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے

اُجِیْبَتْ۔ وہ قبول کر لی گئی۔ اِجَابَۃٌ سے۔ ماضی
مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۱ ع۱۲

اَجِیْبُوْا۔ تم قبول کرو۔ تم مان لو۔ اِجَابَۃٌ سے امر کا

صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۶/۳

فصل الحاء المهمله

اَحَادِیْث۔ کہانیاں۔ باتیں۔ حَدِیْثٌ کی جمع۔ ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچ سکے خواہ بذریعہ سماعت، خواہ بذریعہ وحی، عالم خواب میں ہو یا بحالتِ بیداری اس کو حدیث کہتے ہیں ۱۲/۱۲ ۱۳/۵ ۲/۱۸ ۲۲/۸

اَحَاطَ۔ اس نے گھیر لیا۔ قابو میں کر لیا۔ اِحَاطَۃٌ سے جس کے معنی کسی شے پر اس طرح چھا جانے کے ہیں کہ اس سے فرار ممکن نہ ہو۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۵/۱۹ ۲۶/۱۱ ۲۸/۱۸ ۲۹/۱۲

اَحَاطَتْ۔ اس نے گھیر لیا۔ اس پر چھا گئی۔ اِحَاطَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱/۹

اُحِبُّ۔ میں پسند کرتا ہوں۔ دوست رکھتا ہوں۔ اِحْبَابٌ سے جس کے معنی دوست رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۷/۱۵

اَحَبُّ۔ زیادہ پیارا۔ حُبٌّ سے جس کے معنی دوست رکھنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۱۰/۹ ۱۳/۱۲

اَحِبَّاءُ۔ پیارے۔ حَبِیْبٌ کی جمع ۶/۷

اَحْبَارٌ۔ علماء۔ حِبْرٌ کی جمع ۶/۱۱ ۱۰/۱۱

اَحْبَارَهُمْ۔ ان کے علماء۔ اَحْبَارَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۰/۱۱

اَحْبَبْتَ۔ تو نے پسند کیا۔ اِحْبَابٌ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۰/۹

اَحْبَبْتُ۔ میں نے دوست رکھا۔ اِحْبَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۲۳/۱۲

اَحْبَطَ۔ اس نے اکارت کر دیا۔ اِحْبَاطٌ سے جس کے معنی اکارت کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ حبط عمل کی تین شکلیں ہیں (۱) ایمان نہ ہونے کے باعث دنیا کے تمام اچھے اعمال مثلاً حسنِ معاشرت، پاکیزہ اخلاق وغیرہ آخرت میں بالکل بے نتیجہ ہیں (۲) انسان میں ایمان موجود لیکن جو اعمالِ خیر سرانجام دیے وہ لوجہ اللہ نہیں اس لئے اکارت ہوئے (۳) اعمال صالحہ تو موجود ہیں لیکن اس کے مقابل اس کثرت سے گناہ کئے کہ اعمالِ صالحہ بے اثر ہو کر رہ گئے اور گناہوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ ۲۱/۱۸ ۲۶/۵

اِحْتَرَقَتْ۔ وہ جل گئی۔ اِحْتِرَاقٌ سے جس کے معنی جلنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۳/۳

اِحْتَمَلَ۔ اس نے اٹھایا۔ اِحْتِمَالٌ سے جس کے معنی

برداشت کرنے اور اٹھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ پ۵/۱۲ پ۱۳/۸

اِحْتَمَلُوْا۔ انھوں نے اٹھایا۔ اِحْتِمَالٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۲/۴

اِحْتَنِكَنَّ۔ میں ضرور ڈھاٹی دے لونگا۔ قابو میں کر لونگا
لگام دیدونگا۔ اِحْتِنَاكٌ سے، جس کے معنی ڈھاٹی
دینے اور قابو میں کرنے کے ہیں۔ صیغہ واحد متکلم مضارع
بانون تاکید پ۱۵/۷

اَحَدٌ۔ ایک۔ اکیلا۔ پہلا۔ اَحَدٌ کا استعمال کبھی نفی
میں ہوتا ہے کبھی اثبات میں۔ نفی کی شکل میں استغراق
جنس کے لئے آتا ہے یعنی پوری جنس کی نفی مقصود
ہوتی ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر مجتمع طور پر ہو یا متفرق
طور پر جیسے وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ (ان منافقوں
میں سے کسی پر بھی نماز نہ پڑھ) اور اس معنی میں اَحَدٌ
کا استعمال صرف نفی کی حالت میں درست ہے اثبات
میں درست نہیں کیونکہ دو متضاد چیزوں کی نفی تو صحیح
ہو سکتی ہے لیکن اثبات نہیں ہو سکتا۔ اثبات کی
حالت میں اس کا استعمال تین طرح پر ہوتا ہے۔ (۱)
دہائیوں پر ایک کے اضافہ کے لئے جیسے ۱۱ و ۲۱ و ۳۱
۴۱ وغیرہ مثلاً احد عشر۔ احد عشرون وغیرہ وغیرہ (۲)
مضاف یا مضاف الیہ ہو کر جیسے احد کما (۳) معنی
وصفی کے لئے یعنی اکیلے کے معنی میں اور اس صورت
میں اس کا استعمال صرف اللہ ہی کے لئے درست ہے
جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ احد کی جمع اٰحَادٌ ہے۔

پ۱/۱۳و۱۹ پ۳/۸و۱۹ پ۴/۷ پ۵/۱۳ پ۶/۱و۹ پ۷/۱۳ پ۸/۱۷ پ۱۰/۶و۱۷ پ۱۱/۵
پ۱۲/۷و۱۱ پ۱۳/۵ پ۱۶/۹ پ۱۸/۹ پ۲۰/۱و۵ پ۲۲/۱و۳و۱۵ پ۲۳/۱۲ پ۲۶/۶و۱۲
پ۳۰/۱۴و۱۵و۱۷۔ **اَحَدًا**۔ پ۶/۸ پ۷/۵ پ۱۰/۷ پ۱۵/۱۵و۱۹و۱۷و۱۹
پ۱۷/۳و۵ پ۱۹/۱۰ پ۲۲/۲ پ۲۸/۵ پ۲۹/۱۱و۱۲

اُحْدِثُ۔ میں نکالوں، میں شروع کروں۔ اِحْدَاثٌ
سے جس کے معنی پیدا کرنے اور کسی چیز کو نئے سرے سے
شروع کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۵/۲۱

اَحَدَ عَشَرَ۔ گیارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے۔ پ۱۲/۱۱

اَحَدُكُمْ۔ تم میں سے کوئی۔ تم میں سے ایک۔ اَحَدَ
مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۲/۶ پ۳/۴
پ۶/۱۲ پ۱۵/۱۵ پ۲۶/۱۲ پ۲۸/۱۲

اَحَدُكُمَا۔ تم دونوں میں سے ایک۔ اَحَدُ مضاف
کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۲/۱۵

اَحَدَنَا۔ ہم میں سے ایک۔ اَحَدَ مضاف نَا

ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ۱۳/۳

اَحَدُهُمْ ان میں سے کوئی۔ ان میں سے ایک۔ اَحَدٌ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۱۱

۲/۱۴ ۳/۱۱ ۴/۱۲ ۱۸/۶و۷ ۲۵/۸

اَحَدُهُمَا ان دونوں میں سے ایک۔ اَحَدٌ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۹ ۱۲/۱۵

۱۲/۱۶ ۱۵/۳و۱۷

اِحْدٰی۔ ایک عورت۔ اَحَدٌ کا مونث ۱/۱۲ ۹/۱۵

۳/۹ ۲۲/۱۷ ۲۹/۱۶

اِحْدٰهُمَا۔ ان دو عورتوں میں سے ایک۔ اِحْدٰی مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مونث غائب مضاف الیہ

۳/۱۷ ۲۰/۹ ۲۶/۱۲

اِحْدٰهُنَّ ان عورتوں میں سے ایک۔ اِحْدٰی مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۴/۱۲

اِحْذَرُوْا۔ تم ڈرو۔ تم بچو (جمع) حَذَرٌ سے جس کے معنی کسی خوف کی بات سے ڈرنے اور بچنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔ ۷/۲

اِحْذَرُوْهُ۔ تم اس سے ڈرو۔ اس میں هٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۲/۱۱

اِحْذَرُوْهُمْ تم ان سے بچو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۸/۱۶

اِحْذَرْهُمْ تو ان سے بچ۔ اِحْذَرْ حَذَرٌ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۶/۱۱ ۲۸/۱۲

اَحْرَصَ بڑا لالچی۔ حِرْصٌ سے جس کے معنی طمع اور لالچ ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ کبھی کبھی ارادہ کی زیادتی کو بھی حرص کہتے ہیں۔ ۱/۱۱

اَحْزَابٌ۔ گروہ۔ ٹولیاں جماعتیں حِزْبٌ کی جمع ہے جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں ۳/۲ ۱۱

۱۶/۵ ۲۱/۱۸و۱۹ ۲۳/۱۰ ۲۳/۶و۹ ۲۵/۱۲

اَحَسَّ۔ اس نے محسوس کیا۔ اِحْسَاسٌ سے جس کے معنی محسوس کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳/۱۴

اِحْسَانٌ۔ نیکی کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ احسان دو معنی کے لئے آتا ہے ایک غیر کے ساتھ بھلائی کرنے کے لئے دوسرے کسی اچھی بات کے معلوم کرنے اور نیک کام کے انجام دینے کے لئے ۳/۶و۱۳ ۱/۲ ۱۴/۱۹ ۲۴/۱۳

اِحْسَانًا۔ ۱/۱۰ ۵/۲و۹ ۹/۶ ۵/۳ ۲۶/۲

اَحْسَنُ۔ بہت اچھا۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۱/۱۹

۵/۵و۸و۱۵ ۶/۱۱ ۸/۶ ۱۱/۴ ۱۲/۱و۱۳ ۱۴/۱۹و۲۲ ۱۵/۳و۹و۱۳

پ١٦/٨ پ١٨/١و٦و١١ پ١٩/١ پ٢٠/١٣ پ٢١/١ پ٢٣/٨و١٧ پ٢٤/١و٣و١٩ پ٢٦/٢
پ٢٩/١ پ٣٠/٢٠

اَحْسَنَ ۔اس نے احسان کیا۔اس نے اچھا کیا۔اس نے اچھا بنایا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ١٣/١٣ پ١٣/٥ پ١٥/١٦ پ٢٠/١١ پ٢١/١٤ پ٢٤/١٢ پ٢٨/١٥و١٨۔

اَحْسِنْ ۔تو احسان کر۔ تو نیکوئی کر۔ اِحْسَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ٢٠/١١

اَحْسَنْتُمْ ۔تم نے نکوئی کی۔تم نے بھلائی کی۔ اِحْسَانٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ١٥/١

اَحْسَنُوْا انھوں نے بھلائی کی۔انھوں نے احسان کیا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ٤/٩ پ٧/٢ پ١١/٨ پ١٣/١٠ پ٢٣/١٦ پ٢٤/٦

اَحْسِنُوْا ۔تم نیکی کرو۔ اِحْسَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ٢/٨

اَحْسَنَہٗ ۔اس کا بہتر۔ اَحْسَنَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَحْسَنَ) پ٢٣/١٦

اَحْسَنِهَا ۔اس کا بہتر۔ اَحْسَنِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ٩/٦

اَحَسُّوْا ۔انھوں نے پایا۔ دریافت کیا۔ محسوس کیا اِحْسَاسٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ١٧/٢

اُحْشُرُوْا ۔تم اکٹھا کرو۔تم جمع کرلو (نَصَرَ، ضَرَبَ) حَشْرٌ سے، جس کے معنی جماعت کے اکٹھا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ٢٣/٥

اُحْصِرْتُمْ ۔تم روکے گئے۔ اِحْصَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِحْصَارٌ کے معنی روکنے کے ہیں خواہ رکاوٹ کسی ظاہری سبب کی بنا پر ہو جیسے دشمن کا آڑے آکر روکنا یا کسی باطنی سبب سے جیسے مرض کی وجہ سے رکنے پر مجبور ہونا۔ پ٢/٨

اُحْصِرُوْا ۔وہ بند کئے گئے۔ روکے گئے۔ اِحْصَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ٣/٥

اُحْصُرُوْهُمْ (نَصَرَ و ضَرَبَ) ان کو قید رکھو، روکے رکھو۔ اُحْصُرُوْا۔ حَصْرٌ سے جس کے معنی قید کرنے اور تنگ کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ١٠/١

اُحْصِنَّ ۔وہ نکاح میں لائی گئیں۔ اِحْصَانٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اِحْصَانٌ لغت میں مختلف معانی کے لئے آتا ہے۔ حریت۔ عفت۔ تزوج۔ اسلام قید میں رکھنا۔ قرآنِ عظیم میں اُحْصِنَّ جس موقع پر ہے

وہاں منکوحہ بنانے کے معنی میں ہے اور قید سے بھی یہاں قید نکاح ہی مراد ہے۔ پ

اَحْصَنَتْ۔ اس عورت نے محافظت کی۔ اِحْصَانٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ یہاں احصان سے مراد عصمت وعفت کی حفاظت ہے۔ پ

اَحْصُوا۔ تم گنو، تم شمار کرو۔ اِحْصَاءٌ سے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ

اَحْصٰی۔ خوب گننے والا۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ آیت شریفہ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا میں بعض مفسرین نے اَحْصٰی کو ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب باب افعال سے بتایا ہے اور معنی محفوظ کرنے اور شمار کرنے کے لئے ہیں اور بعض باب افعال ہی کا افعل التفضیل بحذف زوائد بتاتے ہیں اور اَمَدًا کو تمیز قرار دیتے ہیں۔ غرض یہاں اَحْصٰی ماضی اور اسم تفضیل دونوں کا محتمل ہے اِحْصَاءٌ کا اشتقاق حَصَاۃ سے ہے جس کے معنی کنکری کے ہیں چونکہ عرب شمار کے لئے کنکریوں کا استعمال کرتے تھے اس لئے شمار کرنے اور محفوظ کرنے کے لئے اِحْصَاءٌ بولا جانے لگا۔ پ

اَحْصٰی۔ اس نے گن لیا۔ اِحْصَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ

اَحْصَیْنٰهُ۔ ہم نے اس کو گن رکھا۔ ہم نے اس کو شمار کر لیا۔ اَحْصَیْنَا اِحْصَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ پ

اَحْصٰهُ۔ اس کو گن رکھا۔ اَحْصٰی صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ

اَحْصٰهَا۔ گن لیا اس کو۔ اس میں ھا ضمیر واحد مونث غائب ہے۔ پ

اَحْصٰهُمْ۔ ان کو گن رکھا۔ اس میں ھم ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ

اُحْضِرَتْ۔ وہ حاضر کی گئی۔ اِحْضَارٌ سے جس کے معنی حاضر کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ

اَحْضَرَتْ۔ اس نے حاضر کیا۔ اِحْضَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ

اَحَطْتُ۔ میں نے احاطہ کیا۔ اِحَاطَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم احاطہ خبر کے معنی خبر معلوم کرنے کے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہُدہُد کہتا ہے اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خبر دار میں نے ایسی بات معلوم کی جو آپ کو

معلوم نہیں) ۱۹/۱۷ پ

اَحَطْنَا - ہم نے گھیر لیا، ہم نے معلوم کر لیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۱/۲ پ

اِحْفَظُوْا - تم حفاظت کیا کرو (متممہ) حِفْظٌ سے جس کے معنی حفاظت کرنے کے ہیں امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر۔ پ

اَحَقُّ - بڑا حق دار۔ اسم تفضیل اور فاعل دونوں کے معنی میں آتا ہے ۱۹۱۲ ۱۵۹۳ ۱۲۹۸ ۹۱۲ ۲ ۱۱

اَحْقَابًا - بے شمار قرن، بے انتہا زمانے۔ حُقُبٌ کی جمع۔ حُقُبٌ بضم قاف زمانہ کو کہتے ہیں اور حُقْبٌ بسکون قاف زمانہ کی ایک مقررہ مدت کا نام ہے مگر اس مدت کی تعین میں اہل لغت کا اختلاف ہے بعض اسّی برس کی مدت کو بعض ستر برس کے زمانے کو بعض تین سو برس بعض چالیس سال بعض تیس ہزار سال بتاتے ہیں۔ مفسرین سلف میں سے امام قتادہؒ نے صاف تصریح کر دی ہے کہ احقاب سے غیر منقطع زمانہ مراد ہے باقی حقب کی مدت کا تعین بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ امام حسن بصریؒ سے بھی اسی کے قریب منقول ہے۔ [1] ۳۰ پ

اَحْقَافٌ - ریت کے لمبے لمبے اور بلند لیکن ذرا مڑے ہوئے ٹیلے۔ حِقْفٌ کی جمع ہے۔ حِقْفٌ ریت کے اس ٹیلہ کو کہتے ہیں جو مستطیل ہو اور مرتفع لیکن قدرے منحنی ہو۔ قوم عاد کا مرکزی مقام ارضِ احقاف ہے، یہ حضر موت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کہ اس کے شرق میں عمان اور شمال میں "ربع خالی" ہے جسے صحرائے اعظم "الدہنا" بھی کہا جاتا ہے گو "ربع خالی" آبادی کے لائق نہیں تاہم اس کے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے قابل کچھ زمین ہے خصوصاً اس حصہ میں جو حضر موت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے اگرچہ اس وقت وہ بھی آباد نہیں اور بجز ریت کے ٹیلوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا تاہم قدیم زمانے میں اسی حضر موت اور نجران کے درمیانی حصہ میں "عادِ ارم" کا مشہور قبیلہ آباد تھا۔ جس کو خدا نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں آندھی کا عذاب بھیج کر نیست و نابود کر دیا تھا۔ شیخ عبد الوہاب نجار نے قصص الانبیاء میں تصریح کی ہے کہ مجھ سے سید عبد اللہ بن احمد بن عمر بن یحییٰ علوی نے جو حضر موت کے باشندے ہیں بیان کیا۔

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۱۲۶ طبع مصر ۱۳۰۱ھ

کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ ان ہلاک شدہ قوموں کے قدیم مساکن کے کھوج میں حضر موت کے شمالی میدان میں قیام پذیر رہے۔ بڑی تلاش و کوشش کے بعد ٹیلوں کی کھدائی میں سنگِ مرمر کے کچھ برتن دستیاب ہوئے جن پر خطِ مسماری میں کچھ کندہ تھا لیکن افسوس ہے کہ سرمایہ کی کمی کے باعث ان کو اس مہم سے دستبردار ہونا پڑا۔ پ۲۶/۳

اُحْكُمْ۔ تو حکم کر، تو فیصلہ کر (نصر) حُکْمٌ سے جس کے معنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۶/۱۰،۱۱ پ۱۴/۶ پ۲۳/۱۱

اَحْكُمُ۔ میں حکم کروں گا۔ فیصلہ کرونگا۔ حُکْمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۳/۱۴

اَحْكَمُ۔ بہتر حکم کرنے والا۔ سب حاکموں سے بڑھکر حاکم۔ حُکْمٌ سے۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۱۲/۴ پ۳۰/۲۱

اُحْكِمَتْ مضبوط کی گئی، ثابت کی گئی۔ (جس میں نہ لفظ کے اعتبار سے شبہ پیدا ہو سکتا ہے نہ معنی کے اعتبار سے) اِحْكَامٌ سے جس کے معنی محکم اور مضبوط کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۱/۱۷

اُحِلَّ۔ وہ حلال کر دیا گیا۔ اِحْلَالٌ سے جس کے معنی مباح کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ پ۲/۷ پ۵/۱ پ۶/۵ پ۷/۲

اُحِلُّ میں حلال کرتا ہوں۔ اِحْلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۳/۱۲

اَحَلَّ۔ اس نے حلال کیا۔ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۳/۶ پ۵/۲ پ۲۹/۱۹

اَحْلَامٌ خواب۔ عقلیں۔ اَحْلَامٌ حُلْمٌ کی بھی جمع ہے حُلْمٌ کے معنی خواب کے ہیں اور حِلْمٌ کی بھی جس کے معنی بردباری کے ہیں اور چونکہ بردباری عقل کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے حِلْمٌ کے معنی عقل کے بھی لے لیتے ہیں گویا مسبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں۔ سورہ طور آیت اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ میں احلام سے مراد عقول ہیں پ۱۲/۶ پ۱/۲۷

اَحْلَامُهُمْ۔ ان کی عقلیں۔ اَحْلَامٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۷/۳

اُحِلَّتْ وہ حلال کی گئی۔ مباح کی گئی اِحْلَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ۶/۵،۳ پ۱۷/۱۱

اُحْلُلْ تو کھول دے (نصر) حَلٌّ سے جس کے معنی گرہ کشائی کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۱

اَحْلَلْنَا ۔ ہم نے حلال کردیا۔ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۲/۳

اَحَلَّنَا ۔ اس نے ہم کو لا اتارا۔ اَحَلَّ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ نا ضمیر جمع متکلم۔ اِحْلال کے معنی اتارنے کے بھی آتے ہیں اس کا مجرد نصر اور ضرب دونوں سے آتا ہے مادہ اشتقاق حُلُوْلٌ ہے۔ ۲۲/۱۴

اَحَلُّوْا ۔ انھوں نے لا اتارا۔ اِحْلَالٌ سے جس کے معنی اتارنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۳/۱۷

اَحْمَالٍ ۔ (بہت سے) حمل۔ حَمْلٌ کی جمع۔ حمل پیٹ کے بچہ کو کہتے ہیں۔ ۲۸/۱۴

اَحْمَدُ ۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور کے مبعوث ہونے کی بشارت اسی نام سے دی ہے۔ اَحْمَدُ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ مبالغہ فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنی دوسروں سے بہت زیادہ اللہ عزوجل کی حمد بیان کرنے والے۔ اور مبالغہ مفعول بھی یعنی اپنے اوصافِ حمیدہ کے باعث دوسروں سے زیادہ آپ کی مدح کی گئی ۲۸/۹

اُحْمُلْ ۔ تو چڑھا لے۔ سوار کرلے (ضَرَبَ) حَمْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر حَمْلٌ کے اصلی معنی اٹھانے اور برداشت کرنے کے ہیں اور اسی مناسبت سے سوار کرنے اور چڑھانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ ۱۲/۴

اَحْمِلُ ۔ میں اٹھا رہا ہوں۔ حَمْلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۱۲/۱۵

اَحْمِلُكُمْ ۔ میں تم کو سوار کردوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۱۰/۱۹

اَحْوٰى ۔ کالا سیاہ مائل بسبزی۔ سرخ مائل بسیاہی۔ حُوَّۃٌ سے ماخوذ ہے حُوَّۃٌ اس سیاہی کو کہتے ہیں جو مائل بسبزی ہو یا اس سرخی کو جو مائل بسیاہی ہو۔ ۳۰/۱۲

اَحْيَا ۔ اس نے زندہ کیا۔ جلایا۔ اِحْيَاءٌ سے جس کے معنی جلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ حَيَاةٌ مصدر ہے۔ حَيَاةٌ کا استعمال مختلف معانی میں ہوتا ہے۔ (۱) قوت نامیہ جو نبات و حیوان میں موجود ہوتی ہے (۲) قوتِ احساس جس کی بنا پر حیوان کو حیوان کہا جاتا ہے چنانچہ آیہ شریفہ اِنَّ الَّذِیْٓ اَحْیَاھَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی (یقیناً جس نے اس زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کردیگا) میں زمین کی زندگی سے اس کی شادابی اور روئیدگی یعنی قوتِ نامیہ مراد ہے اور مردوں کے جلانے سے قوتِ احساس کا عطا کرنا مقصود ہے۔ (۳) عقل کی قوتِ کارکردگی۔ چنانچہ

آیتِ شریفہ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ (کیا وہ شخص
کہ جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا) یہاں
زندگی سے مراد عقل کی قوتِ کار کا عنایت کرنا ہے۔
(۴) بقاءِ فہم کے ساتھ ساتھ لذت اندوزی چنانچہ آیت
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ
اَحْیَاءٌ (ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے
مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں) یہاں زندگی سے
مراد یہ ہے کہ ان میں فہم باقی ہے اور وہ اللہ کی نعمتوں
سے لذت اندوز ہو رہے ہیں جس کا ذکر شہداء کے متعلق خود
قرآنِ عظیم میں اور بکثرت احادیث میں وارد ہے (۵)
آخرت کی دائمی زندگی جیسے یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ
(اے کاش میں اپنی اخروی زندگی کے لئے کچھ نیک
عمل آگے بھیج دیتا) یہاں حیات سے حیاتِ اخروی
دائمی مراد ہے (۶) حیات جب اللہ جل شانہ کی صفت
واقع ہو تو حَیّ سے مراد وہ ذاتِ قدوس ہے جس کے
متعلق کبھی موت کا تصور کیا ہی نہیں جا سکتا۔ (۷)
ہلاکت سے نجات دینا چنانچہ آیت وَمَنْ اَحْیَاهَا
فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا (اور جو شخص کسی کو بچا لیوے
تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا) میں حیات سے ہلاکت سے
بچانا مقصود ہے۔ پ۲/۳، پ۷/۲۷، پ۹/۶، پ۱۴/۱۱، پ۲/۱، پ۱۷/۲۵

اَحْیَاکُمْ۔ اس نے تم کو جلایا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر ہے۔ پ۳/۱، پ۱۲/۱۷

اَحْیَاهَا۔ اس کو جلایا۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث
غائب ہے۔ پ۹/۶، پ۱۹/۳۳

اَحْیَاهُمْ۔ ان کو جلایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب ہے۔ پ۱۲/۲

اَحْیَاءٌ۔ زندہ لوگ۔ حَیّ کی جمع پ۲/۳، پ۹/۶، پ۸/۱۲، پ۵/۱۷، پ۱۴/۱۲، پ۲۱/۲۹

اُحِیْطَ۔ اسے گھیر لیا گیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی مجہول کا
صیغہ واحد مذکر غائب پ۸/۱۱، پ۱۷/۱۵

اُحْیِیْ۔ میں جلاتا ہوں۔ زندہ کرتا ہوں۔ اِحْیَاءٌ سے۔
مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۳، پ۲/۱۲

اَحْیٰی۔ اس نے جلایا۔ اس نے زندہ کیا۔ اِحْیَاءٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۷/۲۷

اَحْیَیْتَنَا۔ تو نے ہم کو جلایا۔ اَحْیَیْتَ۔ اِحْیَاءٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم پ۲۴

اَحْیَیْنَا۔ ہم نے جلایا۔ اِحْیَاءٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع متکلم پ۱۲/۲۲، پ۵/۲۶

اَحْیَیْنٰہُ۔ ہم نے اس کو زندہ کر دیا ہُ ضمیر واحد مذکر

غائب. ث ۲

اَحْیَیْنٰھَا۔ ہم نے اس کو زندہ کر دیا۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب ب ۲۲/۲

فصل الخاء المعجمہ

اَخ۔ بھائی۔ اصل میں ہر وہ شخص جو پیدائش میں ماں باپ یا صرف باپ یا صرف ماں کی طرف سے یا رضاعت میں دوسرے کا شریک ہو۔ اخ کہلاتا ہے لیکن مجازاً ہر اس شخص کو بھی اخ کہدیتے ہیں جو قبیلہ یا مذہب یا صنعت و حرفت یا دوستی و محبت وغیرہ میں کسی دوسرے کا شریک ہو۔ لفظ اَخ جبکہ یاء متکلم کے سوا کسی اور اسم کی طرف مضاف ہو تو بحالتِ رفع و کے ساتھ اور بحالتِ نصب الف کے ساتھ اور بحالتِ جری کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ ب ۱۲و۱۵/ک ب ۳و۲/۱۳

اَخَا عَادٍ۔ عاد کے بھائی یعنی حضرت ہود علیہ السلام یہ قوم عاد کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے (ملاحظہ ہو ھُوْد) ب ۲/۲۶

اَخَافُ۔ میں ڈرتا ہوں (سمع) خَوْفٌ سے جس کے معنی ڈرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ اللہ تعالیٰ سے خوف کا یہ مطلب نہیں کہ جیسے انسان شیر کے دیکھنے سے ڈر جاتا ہے اسی قسم کا رعب اللہ تعالیٰ کے تصور سے اس کے قلب پر طاری رہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا یہ مطلب ہے کہ انسان گناہوں سے بچتا رہے اور نیکی کی طرف متوجہ رہے اسی بنا پر کہا گیا ہے لَا یُعَدُّ خَائِفًا مَنْ لَمْ یَکُنْ لِلذُّنُوْبِ تَارِکًا۔ جو گناہوں کو نہیں چھوڑتا اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں کہا جا سکتا۔ ب ۶

ب ۸و۱۵/ش ث ۱۵ ث ۲/۱۰ ب ۷و۱۶/۱۱ ب ۳و۱۳و۲۳/۱۲ ب ۴/۱۶ ب ۶و۱۱/۱۹ ب ۷/۲۰

ب ۱۹/۲۳ ب ۶و۹/۲۴ ب ۲/۲۶ ث ۵/۲۹

اُخَالِفَکُمْ۔ میں تمہاری مخالفت کروں۔ اُخَالِفُ مُخَالَفَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ب ۱۲

اَخَانَا۔ ہمارا بھائی۔ اَخَا مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ب ۱۳

اَخَاہُ۔ اس کا بھائی۔ اَخَا مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ب ۲/۱۳ ب ۲/۹ ب ۶/۱۲ ث ۳/۱۸ ب ۲و۴و۶و۹/۱۹

اَخَاھُمْ۔ ان کے بھائی۔ اَخَا مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ب ۱۴و۱۸و۲۶/۸ ب ۵و۶و۸/۱۲ ث ۱۶/۲۰

اَخْبَارَکُمْ۔ تمہارے احوال۔ تمہاری خبریں۔ اَخْبَار مضاف

كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اَخْبَارٌ خَبَرٌ کی جمع ہے پ۲/۱ ، ۲۶/۸

أَخْبَارَهَا اس کی خبریں۔ اَخْبَار مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۳۰/۲۲

أَخْبَتُوا۔ وہ جھکے۔ انھوں نے عاجزی کی اِخْبَاتٌ سے جس کے معنی تواضع اور خضوع و خشوع کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۱۲/۲

أُخْتٌ۔ بہن۔ اَخٌ کی تانیث ہے۔ اَخَوَاتٌ جمع ۴/۱۲ و ۱۵ ، ۱۶/۴

اِخْتَارَ۔ اس نے چن لیا۔ اِخْتِيَارٌ سے جس کے معنی انتخاب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۹

اِخْتَرْتُكَ میں نے تجھکو پسند کیا۔ اِخْتَرْتُ اِخْتِيَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۶/۱

اِخْتَرْنَاهُمْ ہم نے ان کو پسند کرلیا۔ اِخْتَرْنَا۔ اِخْتِيَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۵/۱۵

اِخْتَصَمُوا انھوں نے جھگڑا کیا۔ اِخْتِصَامٌ سے جس کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۷/۹

أُخْتُكَ تیری بہن۔ اُخْتُ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۱۶/۱۱

اِخْتِلَافٌ کے معنی ہیں معاملہ یا گفتگو میں دو طریق کار اختیار کرنا جو دوسرے کا نہ ہو۔ اور چونکہ اس رویہ سے عموماً جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اختلافِ نزاع کے معنی میں بھی مستعمل ہونے لگا۔ اختلافِ لیل ونہار کے معنی ہیں دن رات کا آگے پیچھے آنا۔ ۲/۴ ، ۱۱/۹ ، ۱۸/۹ ، ۱۸/۵ ، ۲۴/۹ ، ۲۵/۱۷ اِخْتِلَافًا ۵/۸

اِخْتِلَاقٌ افترا۔ بہتان طرازی۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے۔ ۲۳/۱۰

اِخْتَلَطَ وہ مل گیا۔ اِخْتِلَاطٌ سے جس کے معنی ملنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۷/۵ ، ۱۱/۸ ، ۱۵/۱۸

اِخْتَلَفَ اس نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲/۴ ، ۳/۱۰ ، ۶/۵ ، ۲۵/۱۲

أُخْتُلِفَ۔ اختلاف کیا گیا۔ اِخْتِلَافٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۲/۱ ، ۲۴/۲۰

اِخْتَلَفْتُمْ تم نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۱/۴ ، ۲۵/۲

اِخْتَلَفُوا۔ انھوں نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲/۵ و ۱۰ ، ۳/۱ ، ۶/۲ ، ۶/۲ ، ۱۱/۵ و ۱۵ ، ۱۴/۱۲ و ۲۲ ، ۲۵/۱۸

اُخْتِہٖ۔ اس کی بہن۔ اُخْتِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۴۴ ۱۹

اُخْتُهَا۔ اس کی بہن۔ اُخْتَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ ۲۰ ۱۱ ۲۵

اُخْتَیْنِ۔ دو بہنیں۔ اُخْتٌ کا تثنیہ ۶ ۸

اَخْدَانٍ۔ چھپے یار۔ چھپے آشنا۔ خِدْنٌ کی جمع ہے خِدْنٌ کا استعمال مذکر و مؤنث دونوں میں ہوتا ہے ۶ ۵

اُخْدُوْدِ۔ کھائی خندق۔ اَخَادِیْدِ جمع (ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ) ۳۰

اٰخِذٌ۔ پکڑنے والا۔ اَخْذٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ ۱۲

اَخْذ۔ پکڑ، پکڑنا۔ یہ مصدر ہے اس کے معنی کبھی لینے کے آتے ہیں اور کبھی پکڑنے کے یہاں دوسرے معنی مراد ہیں ۱۲ اَخْذًا ۲۹ اَخْذَةً ۲۹

اَخَذَ۔ اس نے پکڑا۔ اس نے لیا۔ (نَصَرَ) اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲ ۳ ۵ ۹ ۱۱ ۱۸ ۲۲ ۲۳ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۶

اُخِذَ۔ وہ لیا گیا۔ اَخْذٌ سے معنی لینے کے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۹

اَخَذَتْ۔ اس نے آپکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۱ ۱۲

اَخَذْتُ۔ میں نے پکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۲۲ ۱۵

اَخَذْتُمْ۔ اس نے تم کو پکڑا۔ تم کو آلیا۔ اَخَذَتْ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۹

اَخَذْتُمْ۔ تم نے لیا۔ اَخْذٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۴ ۵

اَخَذَتْهُ۔ اس کو پکڑ لیا (آمادہ کر دیا) اَخَذَتْ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲ ۲۷ ۲۶

اَخَذْتُهَا۔ میں نے اس کو پکڑا۔ اَخَذْتُ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۱۷

اَخَذْتُهُمْ۔ میں نے ان کو پکڑا۔ اَخَذْتُ صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۳ ۱۴ ۲۴

اَخَذَتْهُمْ۔ ان کو آپکڑا۔ اَخَذَتْ صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۷ ۸ ۹ ۱۱ ۱۲ ۱۹ ۲۳ ۲۴ ۲۴

اَخَذْنَ۔ ان عورتوں نے لے لیا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب۔ ۴

اَخَذْنَا۔ ہم نے لیا۔ ہم نے پکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ

جمع متکلم۔

اَخَذْنٰہُ۔ ہم نے اس کو پکڑا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اَخَذْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو پکڑا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اُخِذُوْا۔ وہ پکڑے گئے۔ اَخْذٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اَخَذَہٗ۔ اس کو پکڑا۔ اَخَذَ صیغہ ماضی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

اَخْذَہٗ۔ اس کی پکڑ۔ اَخْذَ مصدر مضاف۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

اَخَذَھُمْ۔ ان کو پکڑا۔ اَخَذَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

اَخْذِھِمْ۔ ان کا لینا۔ اَخْذِ مصدر مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اٰخِذِیْنَ۔ لینے والے۔ اَخْذٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ آخِذٌ کی جمع

اٰخِذِیْہِ۔ اس کے لینے والے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ اٰخِذِیْ اصل میں اٰخِذِیْنَ تھا۔ اضافت کے سبب سے ن گر گیا۔ اٰخِذِیْ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

اُخَرُ۔ دوسرا۔ الاٰخَرُ سے معدول ہے اور اس بارے میں یہ اپنی آپ نظیر ہے ورنہ عام قاعدہ کے مطابق جو صیغہ بھی اَفْعَلُ سے آتا ہے یا تو اس کے بعد مِنْ لفظاً یا تقدیراً مذکور ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کی نہ جمع آتی ہے نہ تثنیہ نہ تانیث۔ یا مِنْ مذکور نہیں ہوتا تو پھر اس پر الف لام داخل ہو کر اس کی جمع بھی آتی ہے اور تثنیہ بھی۔ البتہ یہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے اور اس کی جمع بغیر الف لام کے آتی ہے جیسے اُخَرُوْنَ۔

اٰخِرُ۔ پچھلا۔ جہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت ہو وہاں تمام مخلوقات کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والی ذات مراد ہے۔

اُخَرُ۔ اور۔ دوسرے۔ اُخْرٰی کی جمع

اَخَّرَ۔ اس نے پیچھے چھوڑا۔ تاخیر سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے اور دیر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

إِخْرَاجٌ ۔ نکالنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس کا استعمال زیادہ تر ذوات واعیان کے متعلق ہوتا ہے یا تکوین (رونما کرنا بنانا) کے معنی میں جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔
پ ۔ پ ۔ إِخْرَاجًا پ

إِخْرَاجِكُمْ ۔ تمہارا نکالنا۔ إِخْرَاجٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۲۸ ۔

إِخْرَاجُهُمْ ۔ ان کا نکالنا۔ إِخْرَاجٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱ ۔

أُخْرَانِ ۔ دو دوسرے۔ أُخَرُ کا تثنیہ پ۷

أَخَّرَتْ ۔ اس نے پیچھے چھوڑا۔ تَاْخِيْرٌ سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے اور ڈھیل دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۳۰

أَخَّرْتَنِيْ ۔ تو نے مجھ کو ڈھیل دی۔ أَخَّرْتَ تَاْخِيْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ۱۵ پ۲۸

أَخَّرْتَنَا ۔ تو نے ہم کو ڈھیل دی أَخَّرْتَ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم۔ پ۵

أَخْرَجَ ۔ اس نے نکالا إِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱ پ۸ پ۱۲ پ۱۴ پ۱۶ پ۱۸ پ۲۶ پ۲۸ پ۳۰

أَخْرِجْ ۔ تو نکال إِخْرَاجٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۳

أُخْرُجْ ۔ تو نکل (نَصَرَ) خُرُوْجٌ سے جس کے معنی نکلنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۸ پ۱۴ پ۱۴ پ۲۰ پ۲۳

أُخْرَجُ ۔ میں نکالا جاؤں گا۔ إِخْرَاجٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۱۶ پ۲۶

أُخْرِجَتْ ۔ وہ نکالی گئی (بھیجی گئی) إِخْرَاجٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۴

أَخْرَجَتْ ۔ اس نے نکال باہر کیا۔ إِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۳۰

أَخْرَجَتْكَ ۔ اس نے تجھ کو نکالا۔ اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۲۶

أُخْرِجْتُمْ ۔ تم نکالے گئے۔ إِخْرَاجٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۸

أَخْرَجَكَ ۔ اس نے تجھ کو نکالا۔ أَخْرَجَ صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۹

أَخْرَجَكُمْ ۔ اس نے تم کو نکالا اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۱۴

أُخْرِجْنَا ۔ ہم نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم۔ ۲/۱۶

أَخْرِجْنَا تو ہم کو نکال۔ أَخْرِجْ۔ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو أَخْرِجْ) ۵/۷ ۱۹/۹ ۲۲/۱۶

أَخْرَجْنَا ۔ ہم نے نکالا۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۳/۵ ۷/۱۸ ۸/۱۴ ۱۶/۱۱ ۲۰/۲ ۲۳/۲ ۲۷/۱

أَخْرَجْنٰھُمْ ۔ ہم نے ان کو نکال باہر کیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۱۹/۸

أَخْرَجَنِیْ ۔ اس نے مجھ کو نکالا۔ أَخْرَجَ۔ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۳/۳

أَخْرِجْنِیْ ۔ تو مجھے نکال۔ أَخْرِجْ صیغہ امر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم ۳

أُخْرِجُوْا ۔ وہ نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۴/۱ ۱۷/۱۲ ۲۳/۳ و ۵

اُخْرُجُوْا ۔ تم نکلو خُرُوْجٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۵/۲

أَخْرِجُوْا ۔ تم نکالو۔ اِخْرَاجٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۱۷/۱۲ ۱۹/۱۹

أَخْرِجُوْھُمْ ۔ تم ان کو نکالو۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲/۸ ۵/۱۷

أَخْرَجُوْكُمْ ۔ انہوں نے تم کو نکالا أَخْرَجُوْا صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۱۰/۸ ۲۸/۸

أَخْرَجَهٗ ۔ اس کو نکالا۔ أَخْرَجَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۰/۱۲

أَخْرَجَهُمَا ۔ ان دونوں کو نکالا۔ اس میں ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے ۱/۴

أُخْرٰىنَا ۔ ہمارا پچھلا۔ أُخْرٰى مضاف نَا ضمیر جمع متکلم۔ مضاف الیہ۔ ۷

أَخَّرْنَا ۔ ہم نے تاخیر کی۔ ہم نے روکے رکھا۔ تَاخِیْرٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۱۲/۱

أَخِّرْنَا ۔ ہم کو مہلت دے۔ تاخیر عطا کر۔ أَخِّرْ تَاخِیْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم ۱۳/۱۹

آخَرُوْنَ ۔ دوسرے۔ اور لوگ۔ آخَرُ کی جمع بحالتِ رفع۔ ۱۱/۲ ۱۸/۱۹ ۲۹/۱۴

أُخْرَةٌ ۔ آخرت۔ عالم بقا۔ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ میں آخرت بمعنی پچھلے کے ہے ۱/۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳

۱/۱۲ و ۱۴ و ۱۶ ، ۲/۹ و ۱۱ ، ۳/۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ، ۴/۶ و ۷ و ۹ ، ۵/۷ و ۸ و ۹

۵/۱۶ ، ۶/۵ و ۹ و ۱۳ ، ۷/۱۰ و ۱۶ ، ۸/۱ و ۵ و ۱۲ ، ۹/۷ و ۹ و ۱۱ ، ۱۰/۵ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶

۱۰/۱۶ ، ۱۱/۱۲ ، ۱۲/۳ و ۹ و ۱۵ ، ۱۳/۱ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ ، ۱۴/۹ و ۱۰ و ۱۲

پ۱۴ ۱۴و۲۰و۲۲ پ۱۵ ۱و۲و۵و۸و۹و۱۲ پ۱۶ ۱۶ پ۱۷ ۹ پ۱۸ ۳و۴و۹ پ۱۹ ۹
پ۲۰ ۱و۱۰و۱۲و۱۳و۱۵ پ۲۱ ۴و۴و۵و۹و۱۰و۲۰ پ۲۲ ۴و۶و۸و۹ پ۲۳ ۱۰و۱۵
پ۲۳ ۱۷ پ۲۴ ۱۲و۱۵و۱۶و۱۸ پ۲۵ ۴و۵ پ۲۶ ۵و۶و۲ پ۲۸ ۴و۹ پ۲۹ ۲۲
پ۲۹ ۶و۱۴ پ۳۰ ۴و۱۳و۱۷و۱۹

أُخْرَهُ - اس کا آخر۔ آخِر مضاف ہُ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۳ ۱۶

أُخْرٰی - دوسری۔ پچھلی۔ آخَر اور آخِر دونوں کی مؤنث أُخْرٰی آتی ہے۔ پ۳ ۱۰و۷ پ۴ ۱۲ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ ۱۱و۱۳
پ۱۰ ۱۵ پ۱۲ ۱۵ پ۲۳ ۲و۲ پ۲۶ ۱۱و۱۲ پ۲۷ ۵و۶ پ۲۸ ۱۰و۱۶

أُخْرٰىكُمْ - تمہاری پچھلی (جماعت) أُخْرٰی مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۴

أُخَرِيْنَ - دوسرے۔ آخَر کی جمع بحالت نصب وجر۔
پ۵ ۹و۱۲ پ۶ ۱۰ پ۷ ۲ پ۸ ۲ پ۱۱ ۲ پ۱۳ ۲ پ۱۸ ۲و۳ پ۱۹ ۸و۹و۱۳
پ۲۳ ۸و۱۴ پ۲۵ ۱۴ پ۲۸ ۱۱

اٰخِرِيْنَ - پچھلے۔ آخِر کی جمع بحالت نصب وجر
پ۱۴ ۹ پ۲۱ ۸و۷ پ۲۵ ۱۱ پ۲۷ ۱۳و۱۵ پ۲۹ ۲۱

أُخْرٰهُمْ - ان کی پچھلی (جماعت) أُخْرٰی مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۸

أَخْزٰى - زیادہ رسوا زیادہ شرمسار خِزْیٌ سے جس کے معنی رسوائی کے ہیں یا خِزَایَةٌ سے جس کے معنی شرمساری کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۲۴ ۱۶

أَخْزَيْتَهٗ تونے اس کو رسوا کیا۔ شرمسار کیا۔ أَخْزَيْتَ إِخْزَاءٌ سے جس کے معنی رسوا اور شرمسار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۴

أَخْسَرُوْنَ - سب سے زیادہ نقصان پانے والے زیادہ ٹوٹا اور گھاٹا پانے والے۔ أَخْسَر کی جمع بحالت رفع خُسْرَانٌ اور خَسَارَةٌ سے جس کے معنی ٹوٹا اور گھاٹا پانے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۲ ۲ پ۱۹ ۱۶

أَخْسَرِيْنَ زیادہ نقصان میں رہنے والے۔ زیادہ گھاٹا پانے والے أَخْسَر کی جمع بحالت نصب وجر پ۱۷ ۵ پ۲۳ ۶

اِخْسَئُوْا - پڑے رہو دھتکارے ہوئے (فَتَحَ) خَسَاٌ جس کے معنی پھٹکارنے اور دھتکارنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۸ ۶

اِخْشَوْا - تم ڈرو۔ (سَمِعَ) خَشْيَةٌ سے جس کے معنی ڈرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۱ ۱۳

اِخْشَوْنِيْ تم مجھ سے ڈرو۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم کی ہے پ۲ ۲ پ۶ ۱و۱۱

اِخْشَوْهُمْ تم ان سے ڈرو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع

مذکر غائب ہے۔ پ۹

اَخْضَرَ سبز ہرا۔ خَضَرٌ سے جس کے معنی سبز ہونے کے ہیں۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

اَخْطَأْتُمْ۔ تم چوک گئے۔ تم نے خطا کی۔ اِخْطَاءٌ سے جس کے معنی چوکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر خطا کی مختلف صورتیں ہیں (۱) جو چیز مستحسن نہ ہو اس کا ارادہ کرے اور کر گزرے ایسی خطا مکمل خطا ہے جو قابلِ گرفت ہے۔ قرآنِ عظیم میں جو ارشاد ہے اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا (بیشک ان کا مارنا بڑی خطا ہے) یہاں خطا سے یہی خطا مراد ہے (۲) ارادہ تو اچھے ہی فعل کا کیا لیکن غلطی سے اس کے خلاف ہو گیا خطا اگرچہ یہ بھی ہے لیکن چونکہ ارادہ اچھا تھا اس لئے ایسی خطا قابلِ مواخذہ نہیں قرار دی گئی حدیث شریف میں وارد ہے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْيَانُ (میری امت سے خطا و نسیان مرفوع ہے؎) آیت شریفہ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً (اور جس نے مسلمان کو قتل کیا غلطی سے) میں اسی قسم کی خطا مراد ہے۔

اَخْطَأْنَا ہم نے خطا کی۔ ہم چوک گئے۔ اِخْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اَخْفِضْ تو جھکا دے (ضَرَبَ) خَفْضٌ سے جس کے معنی پست ہونے نرم روی اختیار کرنے اور جھکنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اَخْفٰی۔ زیادہ پوشیدہ۔ خِفَاءٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ

اُخْفِیَ۔ وہ چھپایا گیا۔ اِخْفَاءٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَخْفَيْتُمْ تم نے چھپایا۔ اِخْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اُخْفِيْهَا۔ میں اس کو مخفی رکھتا ہوں۔ اُخْفِی اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم هَا ضمیر واحد مونث غائب

اَخِلَّاءُ دوست۔ احباب۔ خَلِیْلٌ کی جمع ہے جس کے معنی دوست کے ہیں۔

اَخْلَدَ۔ وہ سدا رہا۔ اِخْلَادٌ سے جس کے معنی ہمیشہ رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَخْلَصْنٰهُمْ ہم نے ان کو امتیاز دیا۔ ہم نے ان کو خالص کر لیا۔ اَخْلَصْنَا اِخْلَاصٌ سے جس کے معنی خالص کرنے اور صاف کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔

؎ یعنی اس کی بازپرس نہیں

أَخْلَصُوا۔ انھوں نے خالص رکھا۔ اِخْلَاصٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اخلاص کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا سب سے بیزاری ظاہر کر دی جائے پ ۵/۱۸

اِخْلَعْ۔ تو اتار ڈال۔ (فَتَحَ) خَلْعٌ سے جس کے معنی اتارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۶/۱۰

أَخْلَفْتُمْ۔ تم نے خلاف کیا۔ اِخْلَافٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اخلاف وعدے کے معنی وعدہ خلافی کے ہیں۔ پ ۱۶/۱۴

أَخْلَفْتُكُمْ۔ میں نے تم سے وعدہ خلافی کی۔ أَخْلَفْتُ اِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۳/۱۶

أَخْلَفْنَا۔ ہم نے وعدہ خلافی کی۔ اِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۱۶/۱۳

اُخْلُفْنِي۔ میرا خلیفہ رہ (نَصَرَ) اُخْلُفْ خِلَافَةٌ سے جس کے معنی خلیفہ ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ ۹/۷

أَخْلَفُوا۔ انھوں نے خلاف کیا۔ انھوں نے وعدہ خلافی کی۔ اِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۱۰/۱۶

أَخْلُقُ۔ میں بنا دیتا ہوں (نَصَرَ) خَلْقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ لفظ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ کے بیان میں آیا ہے۔ یہاں خلق سے استحالہ (تبدیلِ ماہیت یا انقلابِ حقیقت) مراد ہے۔ پ ۳/۱۳

أَخُنْهُ۔ میں نے اس سے خیانت کی (نَصَرَ) أَخُنْ خِيَانَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ لَمْ أَخُنْهُ میں نے اس سے خیانت نہیں کی۔ لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی دیتا ہے۔ پ ۱۳/۱۲

أَخَوَاتِكُمْ۔ تمہاری بہنیں۔ أَخَوَاتٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ أَخَوَاتٌ أُخْتٌ کی جمع ہے (دیکھو اُخْتٌ) پ ۴/۱۵

أَخَوَاتِهِنَّ۔ ان عورتوں کی بہنیں۔ أَخَوَاتِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۲/۴

أَخْوَالِكُمْ۔ تمہارے ماموں۔ أَخْوَالٌ خَالٌ کی جمع۔ خَالٌ ماموں کو کہتے ہیں۔ أَخْوَالِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۱۸/۱۵

اِخْوَانٌ۔ بھائی۔ أَخٌ کی جمع (دیکھو اَخٌ) پ ۲/۲۶

اِخْوَانًا پ ۴/۲

اِخْوَانُكُمْ۔ تمہارے بھائی۔ اِخْوَانٌ مضاف کُمْ ضمیر

جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۲/۱۱ ۸/۹ و ۱۲/۱۰ ۲۱/۱۰ إِخْوَانَكُمْ ۲/۱۴ إِخْوَانُكُمْ ۱۸/۱۴

إِخْوَانِنَا۔ ہمارے بھائی۔ إِخْوَانِ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ۲۸/۱۴

إِخْوَانِهِمْ۔ ان کے بھائی۔ إِخْوَان مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۴/۸ ۷/۱۶ ۵/۱۴ ۲۱/۱۸ ۲۸/۵ و ۲

إِخْوَانِهِنَّ۔ ان عورتوں کے بھائی۔ إِخْوَانِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۸/۱۰ ۲۲/۴

إِخْوَتِكَ۔ تیرے بھائی۔ إِخْوَة أَخٌ کی جمع ہے (دیکھو أَخٌ) إِخْوَة مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۲/۱۱

إِخْوَتِهِ۔ اس کے بھائی۔ إِخْوَة مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۱۲/۱۲

إِخْوَتِي۔ میرے بھائی۔ إِخْوَة مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ ۱۳/۵

أَخُوكَ۔ تیرا بھائی۔ أَخُو مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۳/۳ ۱۶/۱۱

أَخُوهُ۔ اس کا بھائی۔ أَخُو مضاف هُ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۱/۱۲

إِخْوَةٌ۔ بھائی۔ أَخٌ کی جمع۔ ۳/۱۴ ۶/۴ ۱۳/۲ ۲۶/۱۳

أَخُوهُمْ۔ ان کا بھائی۔ أَخُو مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۹/۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

أَخَوَيْكُمْ۔ تمہارے دونوں بھائی۔ أَخَوَيْ أَخٌ کا تثنیہ بحالتِ نصب وجر۔ اصل میں أَخَوَيْنِ تھا اضافت کے سبب ن گر گئی أَخَوَي مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۶/۱۳

أَخِي۔ میرا بھائی۔ أَخٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ ۷/۸ و ۹ ۹/۸ ۱۳/۲ ۱۶/۱۱ ۲۰/۲ ۳۳/۱۱

أَخْيَار۔ نیک لوگ۔ خَيْر کی جمع ہے۔ خَيْر صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے۔ ۲۳/۱۴

أَخِيكَ۔ تیرا بھائی۔ اخ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۲۰/۲

أَخِيهِ۔ اس کا بھائی۔ أَخُ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۶ ۶/۹ ۹/۶ و ۷ و ۸ ۱۱/۱۴ ۱۳/۲ و ۳ و ۴ ۲۶/۱۴ ۲۹/۲ ۳۰/۵۔

فصل الدال المهملة

إِدًّا۔ بھاری بوجھ۔ ابن خالویہ لغوی نے اچنبھے کے معنی بیان کئے ہیں اور علامہ راغب نے إِدًّا کے

معنی ایسے نامناسب کام کے بتائے ہیں جس کے کرنے سے شور مچ جائے۔ [illegible]

اَدَاءٌ ۔ حق کا ایک دم پورا پورا دینا اور پہنچانا یہ مصدر ہے۔ [illegible]

اِدَّارَأْتُمْ ۔ تم نے ایک دوسرے پر دھرا۔ تَدَارُءٌ سے جس کے معنی تدافع یعنی ایک دوسرے پر ڈالنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَدَارَأْتُمْ تھا۔ تا کو ادغام کے باعث دال بنایا پھر ابتداء بالسکون کی دشواری کی وجہ سے شروع میں ہمزہ وصل لائے۔ [illegible]

اِدَّارَكَ ۔ تھک کر رہ گیا۔ فنا ہو گیا تَدَارُكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل میں تَدَارَكَ تھا۔ تا کا دال میں ادغام کر کے شروع میں ہمزہ وصل لائے تَدَارُكٌ کے معنی اصل میں پے در پے کسی کام کے ہونے اور یکے بعد دیگرے ایک چیز کے کسی دوسری چیز کو ملنے کے ہیں مگر یہاں تھک کر رہ جانے اور فنا ہونے کے معنی مراد ہیں جب کسی خاندان کے لوگ پے در پے ہلاک ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو ایسے موقع پر اہل عرب بولتے ہیں تَدَارَكَ بنو فلان (فلاں خاندان کے لوگ پے در پے ہلاک ہو گئے) یہاں فنا ہونے کے معنی اسی محاورے سے ماخوذ ہیں۔ [illegible]

اِدَّارَكُوْا ۔ وہ گر چکے۔ اگلے پچھلوں سے جا ملے۔ تَدَارُكٌ سے جس کے معنی پے در پے ایک کے دوسرے سے ملنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اصل میں تَدَارَكُوْا تھا جو تَدَارُكٌ میں عمل ہوا وہی اس میں ہوا۔ [illegible]

اِدْبَارٌ ۔ پیٹھ پھیرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ [illegible]

اَدْبَارٌ ۔ پیٹھیں۔ دُبُرٌ کی جمع ہے پیچھے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ [illegible]

اَدْبَارِكُمْ ۔ تمہاری پیٹھیں تمہاری پشتیں۔ اَدْبَارِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ [illegible]

اَدْبَارِهَا ۔ اس کی پیٹھ اس کی پشت۔ اَدْبَارِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ [illegible]

اَدْبَارِهِمْ ۔ ان کے پیچھے ان کی پیٹھیں۔ اَدْبَارِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ [illegible]

اَدْبَرَ ۔ اس نے پیٹھ پھیری۔ اِدْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ [illegible]

اُدْخِلَ ۔ وہ داخل کیا گیا۔ اِدْخَالٌ سے جس کے معنی داخل کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ [illegible]

اَدْخِلْ ۔ تو داخل کر۔ اِدْخَالٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد

مذکر حاضر پ۱۹

اُدْخُلْ ۔ تو داخل ہو (نَصَرَ) دُخُولٌ سے جس کے معنی
داخل ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۳

اُدْخُلَا ۔ تم دونوں داخل ہو۔ دُخُولٌ سے امر کا
صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ پ۲۸

اَدْخِلْنَا ۔ ہم کو داخل کر۔ اَدْخِلْ ۔ اِدْخَالٌ سے
صیغہ امر۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ۹

اَدْخَلْنٰهُ ۔ ہم نے اس کو داخل کیا۔ اَدْخَلْنَا اِدْخَالٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۷

اَدْخَلْنٰهُمْ ۔ ہم نے ان کو داخل کیا۔ اس میں هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۵ پ۱۷

اُدْخِلَنَّكُمْ ۔ میں تم کو ضرور داخل کروں گا۔ اُدْخِلَنَّ
اِدْخَالٌ سے۔ مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم
كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۵

اُدْخِلَنَّهُمْ ۔ میں ان کو ضرور داخل کروں گا اس میں
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۴

اَدْخِلْنِي ۔ تو مجھے داخل کر۔ اَدْخِلْ اِدْخَالٌ سے امر کا
صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۹ پ۱۹

اُدْخُلُوا ۔ تم داخل ہو۔ دُخُولٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر
حاضر پ۱ پ۴ پ۶ پ۸ پ۱۰ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۹
پ۲۴ پ۲۵ پ۲۵

اُدْخِلُوا ۔ وہ داخل کئے گئے۔ اِدْخَالٌ سے ماضی مجہول
کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۹

اَدْخِلُوا ۔ تم داخل کرو۔ اِدْخَالٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع
مذکر حاضر پ۲۴

اُدْخُلُوهَا ۔ تم اس میں داخل ہو۔ اُدْخُلُوا صیغہ امر
هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ پ۱۴ پ۲۴ پ۲۶

اَدْخِلْهُمْ ۔ ان کو داخل کر۔ اَدْخِلْ صیغہ امر هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۲۴

اُدْخُلِي ۔ تو (عورت) داخل ہو۔ دُخُولٌ سے امر کا
صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ پ۱۹ پ۳۰

اَدْرِ ۔ میں جانتا (ضَرَبَ) دِرَايَةٌ سے جس کے معنی کسی
چیز کے متعلق جاننے اور معلوم کرنے کے ہیں مضارع
کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۲۵

اَدْرَكَهُ ۔ اس کو پالیا اِدْرَاكٌ سے جس کے معنی کسی شے
کو پوری طرح پالینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر
غائب۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۱

اِدْرَءُوا ۔ تم دفع کرو۔ تم دور کرو۔ (فَتَحَ) دَرْءٌ سے

جس کے معنی دفع کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲/۳

اَدْرِیْ۔ میں جانتا ہوں (ضَرَبَ) دِرَایَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۱۴ ۲۶/۱ ۲۹/۱۲

اِدْرِیْس۔ خدا کے بھیجے ہوئے سچے اور جلیل القدر نبی تھے۔ لفظ ادریس کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ لفظ سریانی ہے یا عربی۔ عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق دراست سے ہے۔ جس کے معنی پڑھنے اور یاد کرنے کے ہیں صُحُف الٰہیہ کے مطالعہ و درس کی کثرت کی وجہ سے آپ کو ادریس کہا گیا۔ لیکن زمخشری نے کشاف میں اور مجدالدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور دراست سے اس کا اشتقاق بتانا محض وہم ہے صحیح نہیں۔ زمخشری کہتے ہیں کہ اگر ادریس کو بروزن اِفْعِیْل دَرْسٌ سے مشتق مانا جائے تو اسے منصرف ہونا چاہئے کیونکہ اس صورت میں اس میں صرف ایک سبب یعنی علمیت باقی رہتی ہے حالانکہ یہ منصرف نہیں بلکہ غیر منصرف ہے لہٰذا اس کا غیر منصرف ہونا اس کی عجمیت کی دلیل ہے۔ زمخشری نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے ادریس جس زبان کا لفظ ہو اس زبان میں اس کے معنی درس اور دراست سے ملتے جلتے ہوں جس سے راوی نے اس کو درس سے مشتق خیال کر لیا ہو۔[1]

صحیح ابن حبان میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سریانی تھے[2] اس لئے ممکن ہے کہ یہ نام بھی سریانی ہو۔

قرآنِ عزیز میں حضرت ادریسؑ کا ذکر صرف دو جگہ آیا ہے ایک سورہ مریم میں دوسرے سورہ انبیاء میں۔ آپ کے نام و نسب اور زمانہ کے متعلق مورخین کو سخت اختلاف ہے اور اس وجہ ہے کہ کوئی صحیح رائے اس بارے میں قائم نہیں کی جا سکتی۔ قرآنِ عظیم کا مقصد چونکہ رشد و ہدایت ہے نہ کہ تاریخی بحث اس لئے اس میں صرف آپ کی صفاتِ عالیہ نبوت۔ صدیقیت۔ صبر اور رفعتِ منزلت کا ذکر ہے۔ یہی حال احادیث کا ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے وہ تمام تر اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے جس میں سخت اختلاف و تضاد ہے۔ معراج کی صحیحین والی روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھے آسمان پر حضرت

[1] ملاحظہ ہو تفسیر کشاف سورہ مریم ج ۲ ص ۴۴ طبع مصر ۱۳۵۴ھ۔ [2] فتح الباری جزو ۱۲ ص ۲۲۵ طبع انصاری دہلی۔

ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ آپ نبی اور رسول تھے اور آپ ہی نے سب سے پہلے تحریر میں قلم کا استعمال کیا۔[1] ابن اسحٰق نے آپ کی اولیات میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہی نے سب سے پہلے کپڑے سیئے۔[2] امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ الیاس نبی کا ہی نام ادریس ہے عبداللہ بن مسعودؓ کی جس روایت کا امام بخاریؒ نے حوالہ دیا ہے۔ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے اس کو بسند حسن روایت کیا ہے لیکن عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ضعف ہے۔ ان ہی دونوں روایات کی بنا پر حافظ ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دادا نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں کیونکہ حضرت الیاس کے متعلق روایات میں موجود ہے کہ آپ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا زندگی میں اٹھا لیا جانا کسی مرفوع اور قوی روایت سے ثابت نہیں ہے اور طبری نے جو کعب احبار کی اس سلسلہ میں روایت نقل کی ہے وہ اسرائیلیات میں سے ہے جس کی صحت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔[3] حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں آپ کے ذکر میں لکھا ہے کہ بہت سے علمائے تفسیر و احکام کا یہ خیال ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمل کے متعلق باتیں بیان کی ہیں اور وہ ان کو ہرمس الہرامسہ[4] کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کے متعلق اسی طرح غلط بیانیوں سے کام لیتے ہیں جس طرح کہ دوسرے انبیاء علماء، حکماء اور اولیاء کے متعلق کیا گیا ہے۔[5] پ ۱۶ ع ۶

اَدْرٰاکَ۔ تجھے واقف کیا۔ تجھے خبردار کیا۔ اَدْرٰی اِدْرَاءٌ سے جس کے معنی واقف کرنے اور بتانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔

۲۹: ۱۵، ۱۵، ۲

۳۰: ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۱۵، ۲۲، ۳۶، ۲۹

اَدْرٰاکُمْ۔ تم کو خبردار کیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر

---

[1] و [2] فتح الباری جزو ۱۳ ص ۲۲۶ طبع مصر [3] ایضاً ص ۲۲۵۔ [4] ہرمس علم نجوم کے ماہر اور عالم کو کہتے ہیں۔ ہرمس الہرامسہ کے معنی ہیں علماء نجوم کا استاذ الاساتذہ ہرمس یونان کا ایک مشہور منجم گزرا ہے۔ [5] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ۔

حاضر ہے۔ پ۱

اُدْعُ ۔ تو مانگ۔ تو دعا کر۔ تو بلا۔ (نَصَرَ) دَعْوَةٌ سے جس کے معنی بلانے اور مانگنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۱ پ۸ پ۹ پ۱۲ پ۱۴ پ۱۶ پ۲۰ پ۲۵

اُدْعُوا ۔ تم بلاؤ۔ تم پکارو۔ دَعْوَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۲ پ۵ پ۹ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۵ پ۱۸ پ۲۰ پ۲۲ پ۲۴

اَدْعُوا ۔ میں بلاتا ہوں میں پکاروں گا۔ دَعْوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۳ پ۱۶ پ۲۹

اَدْعُوكُمْ ۔ میں تم کو بلاتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۲۴

اُدْعُونِیْ ۔ مجھ کو پکارو۔ اُدْعُوا صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۲۴

اُدْعُوهُ ۔ اس کو پکارو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۸ پ۹ پ۲۴

اُدْعُوهُمْ ۔ ان کو پکارو۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۹ پ۲۱

اُدْعُهُنَّ ۔ ان کو بلا۔ اُدْعُ صیغہ امر ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب۔ پ۳

اَدْعِيَائَكُمْ ۔ تمہارے منہ بولے بیٹے لے پالک۔ اَدْعِيَا مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اَدْعِيَاءٌ دَعِيٌّ کی جمع جو بروزن فَعِيلٌ بمعنی مفعول ہے۔ پ۲۱

اَدْعِيَائِهِمْ ان کے لے پالک۔ اَدْعِيَاءٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۲۲

اِدْفَعْ ۔ تو دے۔ تو دور کر۔ (فَتَحَ) دَفْعٌ کا تعدیہ جب اِلیٰ سے ہو گا تو اس کے معنی دینے کے آتے ہیں اور جب عَنْ سے ہو گا تو اس کے معنی حفاظت اور حمایت کے ہوتے ہیں۔ پ۱۸ پ۲۴

اِدْفَعُوا ۔ تم دفع کرو۔ تم دیدو۔ حوالہ کر دو۔ دَفْعٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴

اِدَّكَرَ ۔ اس کو یاد آ گیا۔ اِدِّكَارٌ سے جس کے معنی یاد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۲

اَدُلُّكَ ۔ میں تجھ کو بتاؤں (نَصَرَ) اَدُلُّ دَلَالَةٌ سے جس کے معنی رہنمائی کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ۱۶

اَدُلُّكُمْ ۔ میں تمہیں بتاؤں۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۲۲ پ۲۸

اَدْلٰى ۔ اس نے لٹکایا۔ اِدْلَاءٌ سے جس کے معنی ڈول

ڈالنے اور ڈول کھینچنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

آدم۔ قرآن عزیز میں انبیاء علیہم السلام کے تذکروں میں سب سے پہلا تذکرہ سیدنا حضرت ابوالبشر آدم صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا ہے جو سورہ بقرہ، اعراف، اسراء، کہف اور طٰہٰ میں نام اور صفات دونوں کے ساتھ اور سورہ حجر و ص میں فقط ذکر صفات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور آل عمران، مائدہ، مریم اور یٰس میں صرف ضمنی طور پر نام لیا گیا ہے۔ حافظ بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں رقمطراز ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالبشر مشہور ہے۔ واہبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کی کنیت ابو محمد روایت کی ہے۔ قتادہ کا بیان ہے کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اور کسی کو کنیت سے یاد نہیں کیا جائیگا۔ آپ کی کنیت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار شرف کے لئے ابو محمد ہوگی۔[1]

لفظ آدمؑ کے متعلق علماء لغت میں اختلاف ہے کہ یہ عجمی ہے یا عربی۔ ابو منصور جوالیقی نے کتاب المعرب میں تصریح کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام اسماء عجمی ہیں۔ البتہ چار نام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ آدم، صالح، شعیب، محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جوہری نے بھی اس کو عربی نام بتایا ہے۔[2] عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق یا تو ادیم سے ہے کیونکہ وہ ادیم ارض یعنی صفحۂ زمین سے پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی کی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سطح زمین کے چپہ چپہ سے ایک مشتِ خاک لیکر حضرت آدمؑ کی تخلیق کی۔ یہی وجہ ہے کہ بنی آدم مختلف رنگ و روپ کے پیدا ہوئے۔ مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آدمؑ کا اشتقاق اُدْمَۃٌ سے ہے جس کے معنی گندم گوں ہونے کے ہیں۔[3] بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ اَدْمٌ اور اُدْمَۃٌ سے مشتق ہے جس کے معنی موافقت اور شرکت کے ہیں چونکہ ان کا خمیر پانی اور مٹی سے ملا کر کیا گیا اس لئے ان کا نام آدم ہوا۔ بعض کے نزدیک اُدْمَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی قابل تقلید و لائق اتباع کے ہیں۔ عربی ہونے کی صورت میں یہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہوگا اور غیر منصرف علمیت اور وزن فعل کی بنا پر۔ بعض علماء آدم کو سریانی زبان کا لفظ بتاتے ہیں۔ اہل کتاب اس کو آدام بروزن فاعال پڑھتے ہیں۔ ابو اسحٰق ثعلبی نے

[1] و [2] ان تمام حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰۰ طبع مصر۔ [3] روح المعانی ج ۱ ص ۲۰۵ طبع مصر ۱۳۴۵

تصریح کی ہے کہ عبرانی زبان میں ادام خاک کو کہتے ہیں اسی مناسبت سے ان کا نام آدم یعنی خاکی ہوا اور دوسرا الف حذف کر دیا گیا۔[1] اس اعتبار سے ثعلبی کے نزدیک یہ لفظ عبرانی ہوا۔ علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ "لوگوں کا آدم کو ادمۃ یا ادیم الارض سے مشتق بتانا ایسا ہی ہے جیسا کہ یعقوب کو عقب سے اور ادریس کو درس سے اور ابلیس کو ابلاس سے مشتق بتانا۔ حالانکہ آدم قطعی عجمی نام ہے جس کا فاعَل کے وزن پر ہونا زیادہ قرین قیاس ہے جیسے کہ آزر، عازر، عابر، شالخ، فالغ وغیرہ ہیں"۔ مگر یاد رہے کہ ادریس اور ابلیس کے غیر منصرف ہونے کی جو دلیل علامہ موصوف نے بیان کی ہے وہ یہاں نہیں چلتی۔ کیونکہ ادریس وابلیس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے صرف ایک سبب یعنی علمیت باقی رہ جاتا ہے جو غیر منصرف ہونے کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے ان کا غیر منصرف ہونا ان کے عجمی ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن آدم میں ایسا نہیں کیونکہ اس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اس لئے کہ اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے اس میں علمیت کے علاوہ وزن فعل موجود ہے اس صورت میں ادم دراصل أأدم تھا جس میں دو ہمزہ ہیں پھر چونکہ ہمزۂ ثانیہ ساکن ہے اور ماقبل اس کا مفتوح اس لئے اسے الف سے تبدیل کر دیا گیا۔ ہاں آدم کی جمع اوادم اور تصغیر کا اویدم واو کے ساتھ آنا زمخشری کے خیال کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ اگر آدم أأدم ہوتا تو اس کی جمع بھی أآدم اور تصغیر بھی أُأَیدم ہمزہ کے ساتھ ہوتی۔

حضرت آدم پہلے نبی اور رسول تھے۔ نبی اس ہستی کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو اور رسول اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر نئی شریعت اور نئی کتاب بھیجی گئی ہو۔ صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء کی تعداد دریافت کی تو آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر سوال کیا ان میں رسول کتنے ہیں فرمایا تین سو تیرہ۔ میں نے عرض کیا ان میں اول کون ہیں فرمایا آدم۔ میں نے کہا آدم نبی مرسل تھے فرمایا ہاں۔ اللہ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا پھر ان میں روح پھونکی پھر

[1] عمدۃ القاری ج ۷، ص ۳۰۷۔

اپنے سامنے ان کو درست کیا۔[1] حافظ بدرالدین عینی نے شرح بخاری میں نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں حدیث شفاعت پر بحث کرتے ہوئے صاف تصریح کی ہے کہ الصحیح انہ نبی رسول وقد نزل علیہ جبریل وانزل علیہ صحفا وعلم اولادہ الشرائع (صحیح یہی ہے کہ حضرت آدمؑ نبی اور رسول تھے آپ پر جبریلؑ نازل ہوئے اور آپ پر صحیفے اتارے گئے اور آپ نے اپنی اولاد کو شریعت کی تعلیم دی)[2] حضرت آدمؑ کے متعلق یہ جو روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت حوا کے کوئی اولاد نہیں جیتی تھی شیطان نے حضرت حوا سے کہا کہ اب جو بچہ پیدا ہو تو اس کا نام عبدالحارث رکھنا وہ جیتا رہیگا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور بچہ جی گیا۔ صحیح نہیں معلول ہے۔ حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے کہ اسرائیلیات سے لیا گیا ہے البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں والمظنون بل المقطوع بہ ان رفعہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم خطاء (اور ظن غالب کیا بلکہ یقین ہے کہ اس روایت کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا غلطی ہے)[3] اسی طرح سانپ اور مور کا قصہ یا اسی قسم کی اور باتیں جو قرآنِ عظیم اور صحیح حدیثوں میں موجود نہیں یہ سب اسرائیلی فسانے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی وفات جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کا خلافتِ الٰہی سے سرفراز فرمانا، ابلیسِ لعین کی آپ سے دشمنی اور آپ کو سجدہ کرنے سے انکار کرنا، اور آپ کی پیمبرانہ سیرت کے واقعات قرآن مجید میں تفصیل سے مذکور ہیں

پ۱ ع۴، پ۳ ع۱۲ و۱۳، پ۶ ع۹، پ۸ ع۹ و۱۰ و۱۱، پ۱۵ ع۷ و۱۹، پ۱۶ ع۷ و۱۵ و۱۶، پ۲۳ ع۳

اَدْنیٰ ادنیٰ زیادہ نزدیک۔ زیادہ کم۔ یہ جب اکبر کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے معنی اصغر یعنی دوسرے کی بہ نسبت چھوٹے اور کم کے آتے ہیں جیسے آیت وَلَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَا اَکْثَرَ (اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ) میں۔ اور جب خیر کے مقابل میں اس کا استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ارذل یعنی بہت گھٹیا کے ہوتے ہیں جیسے اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ ھُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ۔ (کیا لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدلہ میں جو بہتر ہے) اور جب اقصیٰ کے مقابل میں آتا ہے تو اس کے معنی زیادہ قریب اور زیادہ نزدیک کے ہوتے ہیں جیسے ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ تَعْرِفْنَ (اس میں بہت قریب ہے کہ

[1] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۷۔ [2] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۳۴۔ [3] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۶

پہچانی پڑیں) یہ دَانِ اور دَنِیٌّ کا اسم تفضیل ہے۔ پہلی صورت میں اس کے معنی اقرب کے اور دوسری صورت میں ارذل اور اصغر کے آتے ہیں۔ پ۱/۲ پ۳/۲ پ۱۲/۱۲ پ۱۴/۴ پ۹/۱۱ پ۲۱/۴و۱۵ پ۲۲/۳و۵ پ۲۷/۵ پ۲۶/۴ پ۲۹/۱۴۔

اَدُّوْا تم حوالے کرو۔ تَأْدِیَۃٌ سے جس کے معنی ادا کرنے اور حوالہ کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۵/۱۴

اَدْهٰی ۔ بڑی آفت۔ دَاهِیَۃٌ کا افعل التفضیل ہے۔ پ۲۷

فصل الذال المعجمة

اِذْ ۔ جب، جبکہ، جس وقت، چونکہ۔ یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان، یا حرف مفاجات ہے یا حرف موکد، اس بارے میں متعدد اقوال ہیں لیکن حق یہ ہے کہ اذ اور اذا دونوں اسم ظرف ہیں جن کے لئے ظرفیت لازمی ہے یعنی اکثر مواقع پر یہ مفعول فیہ ہوتے ہیں۔ رہا کبھی کبھی ان کا مفعول بہ یا بدل یا خبر مبتدا واقع ہونا سو وہ کم ہے، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِذْ اصل واقعہ کے اعتبار سے تو زمانِ ماضی کا اور اِذَا زمانِ مستقبل کا ظرف ہے لیکن کبھی دوسرے زمانے کی نسبت بھی ان کی طرف واقع ہو جاتی ہے یعنی اِذْ زمان مستقبل کے لئے اور اِذَا زمانِ ماضی کے لئے بھی آجاتا ہے، اِذْ کبھی مفاجات یعنی کسی بات کے اچانک واقع ہونے کے لئے بھی آتا ہے بَیْنَا اور بَیْنَمَا کے بعد اس میں مفاجات ہی کے معنی ہوتے ہیں اور کبھی تعلیل یعنی کسی چیز کی علت اور سبب بیان کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وَلَنْ یَّنْفَعَکُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ (اور کچھ فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھیر چکے) یعنی تمہارے ظلم کے سبب آج تم کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی وَاِذْ وارد ہے وہاں لفظ اُذْکُرْ محذوف ہے یعنی آپ ان سے ذکر کیجئے یا آپ خود یاد کیجئے غرض سیاق و سباق کے اعتبار سے جیسا موقع ہوگا ویسے ہی معنی لئے جائیں گے[1]

پ۱ ۴و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۵و۱۶ پ۲ ۴و۱۶ پ۳ ۴و۹و۱۳و۱۴و پ۳ ۱۶و۱۷ پ۴ ۲و۳و۷و۸و۱۰ پ۵ ۶و۷و۱۸ پ۶ ۶و۸و۹ پ۷ ۵و۶و۹و پ۷ ۱۱و۱۵و۱۷ پ۸ ۴و۸و۹و۱۴و۱۷و۱۸ پ۹ ۱و۲و۶و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۶و پ۹ ۱۷و۱۸ پ۱۰ ۱و۲و۳و۹و۱۲ پ۱۱ ۳و۱۲و۱۳ پ۱۲ ۱۱و۱۲و۱۴ پ۱۳ ۴و۵ پ۱۳ ۱۲و۱۸ پ۱۴ ۳و۴ پ۱۵ ۵و۶و۷و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۷و۱۹و۲۰و۲۱ پ۱۶ ۴و۵و۶و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۶ پ۱۷ ۵و۶و۱۷ پ۱۸ ۸ پ۱۹ ۱و۶و۹و۱۰و۱۱و۱۲و

[1] ملاحظہ ہو کلیات ابوالبقا کفوی ص ۴۴ و ۴۵ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

پ۱۹: ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۹ — پ۲۰: ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۰ — پ۲۱: ۱۱ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ — پ۲۲: ۲ و ۱۰ و

پ۲۲: ۱۲ و ۱۹ — پ۲۳: ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۳ — پ۲۴: ۱ و ۷ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۹ — پ۲۵: ۹ و ۱۰

پ۲۶: ۲ و ۳ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۹ — پ۲۷: ۱ و ۵ و ۶ — پ۲۸: ۲ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۹ و ۲۰

پ۲۹: ۳ و ۴ و ۱۹ — پ۳۰: ۲ و ۱۰ و ۱۹

إِذَا - جب۔ اس وقت، ناگہاں، ظرف زمان ہے، زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور کبھی زمانہ ماضی کے لئے بھی آتا ہے جیسے وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا (اور جب انھوں نے سودا بکتا یا تماشا دیکھا تو جھٹک کر اسی طرف چل دیئے) اور قسم کے بعد واقع ہو تو پھر زمانہ حال کے لئے آتا ہے جیسے وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (اور قسم ہے تارے کی جب وہ گرنے لگے) إِذَا اکثر و بیشتر تو شرطیہ ہوتا ہے مگر مفاجات یعنی کسی چیز کے اچانک پیش آنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ (پس یکایک وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا) مفاجات کی صورت میں یہ زمانہ حال ہی کے معنی دیتا ہے، یہ اپنے شرط ہونے کے اعتبار سے امر مشکوک پر داخل ہوتا ہے اور ظرفیت کے لحاظ سے ان امور کے لئے آتا ہے کہ جن کا ہونا متیقن اور ضروری ہو، ریاشی اور زجاج اس کو ظرف زمان بتاتے، مبرد اور سیبویہ کے خیال میں ظرف مکان ہے، اخفش اور اہل کوفہ کے نزدیک حرف ہے، لیکن ابوحیان اندلسی اور ابوالبقاء کفوی کے خیال میں پہلی ہی رائے درست ہے۔[1]

ءَ اِذَا میں ہمزہ، استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی انتہائی استبعاد کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ کہیں بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے۔

پ۱: ۲ و ۹ و ۱۶ و ۱۳ — پ۲: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ۳: ۷ و ۱۱ و ۱۳ — پ۴: ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ — پ۵: ۱ و ۳ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و

پ۵: ۱۶ و ۱۸ — پ۶: ۵ و ۶ و ۸ و ۱۳ — پ۷: ۲ و ۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹

پ۸: ۳ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ — پ۹: ۳ و ۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹

پ۱۰: ۲ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ — پ۱۱: ۱ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۳ — پ۱۲: ۳ و ۹

پ۱۳: ۲ و ۳ و ۷ و ۸ — پ۱۴: ۲ و ۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — پ۱۵: ۱ و ۳ و ۴ و

پ۱۵: ۵ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۶ و ۲۲ — پ۱۶: ۱ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ — پ۱۷: ۲ و ۳ و ۴ و

پ۱۷: ۷ و ۸ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۹ — پ۱۸: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

پ۱۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ — پ۲۰: ۱ و ۳ و ۴ و ۵ و ۹ و ۱۳

پ۲۱: ۲ و ۴ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۸ — پ۲۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و

پ۲۲: ۱۶ — پ۲۳: ۱ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ — پ۲۴: ۲ و ۴ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و

پ۲۴: ۱۶ و ۱۹ — پ۲۵: ۱ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ — پ۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و

پ۲۶: ۵ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۵ — پ۲۷: ۵ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۹ — پ۲۸: ۲ و ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷

[1] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۱ ص ۹۰ طبع مصر ۱۳۲۸ھ و کلیات ابوالبقاء و قاموس۔

پ۲۹/۱و۲و۳و۵و۷و۹و۱۲و۱۵و۱۶و۱۷و۱۹و۲۰و۲۱و۲۲
پ۳۰/۲و۳و۵و۶و۷و۸و۹و۱۴و۱۶و۱۷و۱۸و۱۹و۲۱و۲۳و۲۵و۲۹

إِذًا ۔ تب، اس وقت، حرفِ جزا ہے سیبویہ کی تصریح پر کہ جواب اور جزا کے لئے آتا ہے۔ اصل میں یہ اِذَنْ ہے وقف کی صورت میں نون کو الف سے بدل لیتے ہیں، پ۵/۵و۹و۱۷ پ۷/۳و۱۳ پ۹/۱ پ۱۱/۱۹ پ۱۳/۲و۱۳ پ۱۴/۳ پ۱۷/۱ پ۱۵/۵و۸و۹ پ۱۵/۱۱و۱۳و۱۵و۲۰ پ۱۸/۳و۵ پ۱۹/۶و۷ پ۲۱/۱ پ۲۳/۱ پ۲۶/۵و۸ پ۳۰/۲

أَذَاعُوْا ۔ انہوں نے مشہور کیا۔ إِذَاعَةٌ سے جس کے معنی شہرت دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۵/۸

أَذَاقَهَا ۔ اس کو چکھایا۔ أَذَاقَ۔ إِذَاقَةٌ سے۔ جس کے معنی چکھانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هَا ضمیر واحد مونث غائب۔ یہاں إِذَاقَةٌ سے آزمائش اور امتحان مراد ہے۔ پ۱۴/۲۰

أَذَاقَهُمْ ۔ ان کو چکھایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲۱/۷ پ۲۳/۲

آذَانٌ ۔ کان۔ أُذُنٌ کی جمع۔ أُذُنْ کان کو کہتے ہیں۔ پ۵/۱۵ پ۹/۱۲و۱۴ پ۱۴/۱۲

أَذَانٌ ۔ سُنا دینا۔ مصدر ہے۔ پ۱۰/۲

آذَانِنَا ۔ ہمارے کان۔ آذَانِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ۲۴/۱۵

آذَانِهِمْ ۔ ان کے کان۔ آذان مضاف هم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۲ پ۹/۲ پ۱۵/۵و۱۲و۲۰ پ۱۷/۱۹ پ۲۶/۲

أَذَاهُمْ ۔ ان کا ستانا۔ أَذًى مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو أَذًى) پ۲۲/۳

أَذْبَحُكَ ۔ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں (فتح) أَذْبَحُ، ذَبْحٌ سے جس کے معنی ذبح کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ۲۳/۷

أَذْبَحَنَّهٗ ۔ میں اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ أَذْبَحَنَّ۔ ذَبْحٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ هٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۹/۱۷

أَذْقَانٌ ۔ ٹھوڑیاں۔ ذَقَنٌ کی جمع۔ جس کے معنی ٹھوڑی کے ہیں۔ پ۱۵/۱۲ پ۲۲/۱۸

أَذَقْنَا ۔ ہم نے چکھایا۔ إِذَاقَةٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۲/۲ پ۲۱/۷ پ۲۵/۹

أَذَقْنَاكَ ۔ ہم نے تجھ کو چکھایا۔ اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۱۵/۸

أَذَقْنَاهُ ۔ ہم نے اس کو چکھایا۔ اس میں هٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱۱/۸ پ۲۵/۱

اُذْكُرْ۔ تو یاد کر۔ ذکر کر (نَصَرَ) ذِكْرٌ سے جس کے معنی یاد کرنے اور ذکر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۳/۱۲ پ۴/۵ پ۹/۱۲ پ۱۵/۱۶ پ۱۶/۵و۶و۹ پ۲۳/۱۱و۱۳ پ۲۶/۳ پ۲۹/۱۳و۲۰

اَذْكُرْكُمْ۔ میں یاد رکھوں تم کو۔ اَذْكُرُ، ذِكْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲

اُذْكُرْنَ۔ تم یاد کرو۔ ذِكْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر ہے۔ پ۲۲

اُذْكُرْنِي۔ تو میرا ذکر کیجیو۔ اُذْكُرْ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ۱۴/۱۵

اُذْكُرُوا۔ تم یاد کرو۔ ذِكْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱/۵و۸و۹و۱۵ پ۲/۱۳و۱۵ پ۴/۲ پ۵/۱۲ پ۶/۵و۶و۸ پ۸/۱۶و۱۷و۱۸ پ۹/۱۴و۱۷ پ۱۰/۲ پ۱۳/۱۳ پ۱۷/۱۲ پ۲۱/۱۸ پ۲۲/۳و۱۳ پ۲۸/۱۲

اُذْكُرُونِي تم مجھ کو یاد کرو۔ اس میں ن وقایہ اور ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ۲

اُذْكُرُوْهُ۔ اس کو یاد کرو۔ اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲

اَذْكُرَهٗ۔ میں اس کو یاد کروں۔ اَذْكُرُ صیغہ مضارع ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۵/۲۱

اَذَلُّ۔ زیادہ ذلیل۔ زیادہ کمزور۔ ذِلَّةٌ سے افعل تفضیل کا صیغہ۔ پ۱۵/۱۲

اَذِلَّةٌ۔ کمزور، نرم دل۔ ذلیل۔ ذَلِیْلٌ کی جمع۔ قلت ذَلِیْلٌ کے معنی کبھی تو متواضع اور نرم دل کے آتے ہیں اور کبھی کمزور اور ذلیل کے۔ پ۴/۴ پ۶/۱۲ پ۱۹/۱۸

اَذَلِّیْنَ۔ سب سے بیقدر لوگ اَذَلُّ کی جمع ہے۔ پ۲۸/۲

اٰذَنَ۔ میں اجازت دوں۔ اِیْذَانٌ سے جس کے معنی اطلاع دینے اور اجازت دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۹/۴ پ۱۲/۱۱ پ۱۹/۲

اُذُنٌ۔ کان۔ اور مجازاً اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کان لگا کر سنے اور سنکر مانے۔ پ۱۰/۱۱ پ۱۰/۱۴ پ۲۹/۵

اُذِنَ۔ حکم دیا گیا۔ اجازت دی گئی۔ (سَمِعَ) اِذْنٌ سے جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۷/۱۲

اَذَّنَ۔ وہ پکارا۔ تَاْذِیْنٌ سے جس کے معنی اعلان کرنے اور اطلاع دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۸/۱۲ پ۱۳/۲

اَذِّنْ پکار دے۔ تَاْذِیْنٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۷/۱۱

اَذِنَ۔ اس نے حکم دیا۔ اِذْنٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۱ پ۱۲/۱۵ پ۱۴/۱۱ پ۱۵/۹ پ۳۰/۲

اِذْنٌ۔ حکم۔ اجازت۔ ارادہ مشیت۔ اِذْنٌ کا استعمال

مشیت کے مفہوم کے بغیر نہیں ہوتا۔ پ ۱/۱۲ پ ۲/۱۷ پ ۳/۱۳

پ ۴/۸و۶ پ ۵/۱و۲ پ ۸/۱۴ پ ۱۰/۵ پ ۱۱/۱۵ پ ۱۳/۱۲و۱۳و۱۴و۱۶ پ ۲۲/۸و۱۶

پ ۲۴/۱۳ پ ۲۸/۲و۳و۱۶ پ ۳۰/۲۲

اَذَنّٰکَ ۔ ہم نے تجھ کو کہہ سنایا۔ اٰذَنّا۔ اِیْذَانٌ سے ماضی کا صیغہ [illegible] متکلم۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۲۵/۱

اَذِنْتَ ۔ تو نے رخصت دیدی۔ اجازت دیدی۔ اِذْنٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۰/۱۳

اَذِنَتْ ۔ اس نے سن لیا۔ (سمع) اَذَنٌ سے جس کے معنی سننے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۳۰/۹

اٰذَنْتُکُمْ ۔ میں نے تم کو خبر کردی۔ میں نے تم کو اطلاع دیدی۔ اٰذَنْتُ۔ اِیْذَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۷/۷

اِذْنِہٖ ۔ اس کی اجازت۔ اس کا حکم۔ اِذْنٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲/۱۰و۱۱ پ ۳/۲ پ ۴/۷

پ ۵/۶ پ ۸/۹ پ ۱۱/۵ پ ۱۲/۱۶ پ ۲۲/۳ پ ۲۵/۹

اِذْنِیْ ۔ میری اجازت۔ میرا حکم۔ اِذْنِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ پ ۷/۵

اُذُنَیْہِ ۔ اس کے دونوں کان۔ اُذُنَیْ۔ اُذُنٌ کا تثنیہ مضاف ہے ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

اصل میں اُذُنَیْنِ تھا اضافت کے سبب ی گر گئی پ ۲۱/۱۰

اٰذَوْا ۔ انھوں نے ستایا۔ اِیْذَاءٌ سے جس کے معنی ستانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲۲/۶

اٰذُوْھُمَا ۔ ان دونوں کو ایذا دو۔ اٰذُوْ۔ اِیْذَاءٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُمَا ضمیر تثنیہ غائب ایذا سے یہاں مارنے پیٹنے کی طرف اشارہ ہے۔ پ ۴/۱۴

اَذْھَبَ ۔ اس نے دور کیا۔ اس نے ہٹا دیا۔ اِذْھَابٌ سے جس کے معنی دور کرنے اور ہٹا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲۲/۱۶

اِذْھَبْ تو جا (تم) ذَھَابٌ سے جس کے معنی جانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اگر صلہ میں با ہو تو پھر لیجانے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے پ ۲/۸ پ ۸/۱۵ پ ۱۰/۱۰و۱۱

پ ۱۲/۳ پ ۱۴/۱۷ پ ۱۶/۱۶ پ ۳۰/۲

اِذْھَبَا ۔ تم دونوں جاؤ۔ ذَھَابٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ پ ۱۱/۱۶ پ ۱۹/۲و۶

اَذْھَبْتُمْ تم لے چکے۔ تم ضائع کر چکے۔ اِذْھَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۶/۲

اِذْھَبُوْا تم جاؤ۔ ذَھَابٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۳/۳

اَذًی ۔ ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح یا جسم کو پہنچے خواہ

وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔ قرآن مجید میں جو حیض میں جماع کرنے کو اَذًی سے تعبیر کیا گیا ہے وہ یا تو باعتبار شرع ہے یعنی شریعتِ الٰہی اس فعل کو اذیت سمجھتی ہے یا باعتبارِ طب کہ اطبا اس فعل کو مضرت رساں خیال کرتے ہیں۔ پ۲/۱۲و۸ پ۴/۴ پ۲۲/۱۰و۴ پ۱۵/۱۲

اٰذَيْتُمُوْنَا۔ تم نے ہم کو ایذا دی۔ اٰذَيْتُمُوْا اِيْذَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم۔ پ۱۳/۱۴

فصل الراء المہملہ

اَرَادَ۔ اس نے چاہا، ارادہ کیا۔ اِرَادَةٌ سے جس کے معنی چاہنے اور ارادہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱/۳ پ۵/۱۴ پ۷ پ۱۱/۱۲ پ۱۳/۸ پ۱۵/۱۲و۴ پ۱۶/۱ پ۱۹/۴ پ۲۰/۵ پ۲۱/۱۸ پ۲۲/۴ پ۲۳/۱۵و۴ پ۲۳/۱ پ۲۶/۱۰ پ۲۹/۱۵و۱۱

اَرَادَا۔ ان دونوں نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ غائب پ۱۲

اَرَادَنِیْ۔ اس نے مجھ کو چاہا، اس نے میرے متعلق ارادہ کیا۔ اَرَادَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۲۴/۱

اَرَادُوْا۔ انھوں نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۷/۹و۵ پ۱۵ پ۲۳

اَرَاذِلُنَا۔ ہم میں بدنیچ قوم۔ ہمارے رذیل لوگ۔ اَرَاذِلُ اَرْذَلُ کی جمع جو رَذَالَةٌ سے جس کے معنی رذیل اور ذلیل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ اَرَاذِلُ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ہے۔ پ۱۲/۳

اَرَائِكُ۔ بہت سے تخت۔ اَرِيْكَةٌ کی جمع جس کے معنی اس مزین تخت کے ہیں جس پر پردہ لٹکا ہوا ہو۔ پ۱۵/۱۶ پ۲۳/۲ پ۲۱/۱۱ پ۳۰/۸

اَرْبَابٌ۔ کئی معبود، رَبٌّ کی جمع ہے رَبّ کا استعمال جب بلا اضافت ہوتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے بولا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کی جمع نہیں آتی قرآن مجید نے جو ارباب کا لفظ استعمال کیا ہے وہ کافروں کے اعتقاد کے اعتبار سے ہے ءَاَرْبَابٌ میں ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے (ملاحظہ ہو رَبّ) پ۱۲/۱۵ اَرْبَابًا پ۳/۱۵و۱۹ پ۱۸

اِرْبَةٌ۔ غرض، حاجت۔ ایسی سخت حاجت جس کو دور کرنے کے لئے حیلہ اور تدبیر سے کام لینا پڑے اسے اِرْبٌ کہتے ہیں پس ہر ارب حاجت میں داخل ہے لیکن ہر حاجت ارب نہیں ہوسکتی۔ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ میں اِرْبَةٌ سے نکاح کی حاجت مراد ہے۔ پ۱۸/۱۰

اَرْبَعٌ۔ چار مونث اگر تمیز ہو تو اَرْبَعٌ کہا جاتا ہے پ۸ ۱۲،۶

اَرْبَعَةٌ۔ چار مذکر اگر تمیز ہو تو اَرْبَعَةٌ بولا جاتا ہے پ۲ ۱۲،۱۳ پ۳ ۳ پ۴ ۱۴ پ۱۰ ۱۱،۷ پ۱۸ ۸،۷ پ۲۴ ۱۶

اَرْبَعِیْنَ۔ چالیس۔ پ۱ پ۶ پ۹ پ۲۶

اَرْبٰی۔ زیادہ چڑھا ہوا (نَصَرَ) رِبًا سے جس کے معنی بڑھنے اور چڑھنے کے افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۱۴ ۱۹

اِرْتَابَ۔ وہ شبہ میں پڑا۔ اس نے شبہ کیا۔ اِرْتِیَابٌ سے جس کے معنی شک میں پڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۴

اِرْتَابَتْ۔ وہ شک میں پڑی۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۲

اِرْتَابُوْا۔ وہ شک میں پڑے۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۱۹ ۱۲

اِرْتَبْتُمْ۔ تم شک میں پڑے۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴ پ۲۷ ۱۸ پ۲۸ ۱۲

اِرْتَدَّ۔ وہ لوٹ گیا۔ اِرْتِدَادٌ سے۔ جس کے معنی جس راستے آیا اسی راستہ واپس جانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں اپنی اصلی حالت پر لوٹ آنا مراد ہے پ۱۳

اِرْتَدَّا۔ وہ دونوں الٹے پھرے۔ اِرْتِدَادٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ پ۱۵ ۲۱

اِرْتَدُّوْا۔ وہ الٹے پھرے۔ اِرْتِدَادٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۲۶

اِرْتَضٰی۔ وہ راضی ہوا۔ اس نے پسند کیا۔ اِرْتِضَاءٌ سے جس کے معنی پسند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۴ ۲ پ۱۷ ۱۳ پ۲۹ ۱۲

اِرْتَقِبْ۔ انتظار کر۔ راہ دیکھ۔ اِرْتِقَابٌ سے جس کے معنی انتظار کرنے اور راہ دیکھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۲۵ ۱۴،۱۶

اِرْتَقِبُوْا۔ تم انتظار کرو۔ اِرْتِقَابٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۲

اِرْتَقِبْهُمْ۔ تو ان کا انتظار کر۔ تو ان کو دیکھتا رہ۔ اِرْتَقِبْ صیغہ امر۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۷ ۹

اَرْجَآئِهَا۔ اس کے کنارے۔ اَرْجَآءٌ، رَجَا کی جمع جس کے معنی کنارے کے ہیں مضاف ہے هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ پ۲۹ ۵

اَرْجِعُ۔ میں واپس جاؤں (ضَرَبَ) رُجُوْعٌ سے جس کے معنی لوٹنے اور واپس ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲ ۱۹

اِرْجِعْ۔ تو لوٹ جا۔ پھر جا۔ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۱۳/۱۷ ۹/۸ ۲۹/۱

اَرْجِعْنَا۔ تو ہم کو لوٹا۔ ہم کو پھر بھیج دے۔ اَرْجِعْ اِرْجَاعٌ سے جس کے معنی واپس کرنے اور لوٹانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم ۲۱/۱۵

اِرْجِعُوْا تم واپس جاؤ۔ پھر جاؤ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۳/۱۸ ۱۶/۱۰ ۱۲/۱۸ ۲۶/۱۸

اَرْجِعُوْنِ۔ مجھ کو پھر بھیج دے اَرْجِعُوْا اِرْجَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اس میں اللہ تعالیٰ سے خطاب ہے اور جمع کا صیغہ تعظیماً استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۸/۶

اِرْجِعِیْ۔ پھر چل۔ واپس ہو۔ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر۔ ۳۰/۱۴

اَرْجُلٌ۔ پاؤں۔ پیر۔ رِجْلٌ کی جمع۔ جس کے معنی پاؤں کے ہیں۔ ۹/۱۴

اَرْجُلَکُمْ۔ تمہارے پاؤں۔ اَرْجُلَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۶/۶ ۹/۴ ۲/۱۲ ۹/۱۳

اَرْجُلِکُمْ ۶/۱۲

اَرْجُلُھُمْ۔ ان کے پاؤں۔ اَرْجُلُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۶/۹ ۹/۹ ۲۳/۳

اَرْجُلِھِمْ ۶/۱۲ ۱۳/۲

اَرْجُلِھِنَّ ان عورتوں کے پاؤں۔ اَرْجُلِ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۱۸/۱۰ ۲۸/۸

اَرْجُمَنَّکَ میں تجھے سنگسار کرونگا۔ (نَصَرَ) اَرْجُمَنَّ رَجْمٌ سے جس کے معنی سنگسار کرنے کی ہیں مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ رَجْمٌ کا استعمال مجازاً سب وشتم اور دھتکارنے پھٹکارنے کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ ۱۶/۶

اُرْجُوْا۔ تم امید رکھو (نَصَرَ) رَجَاءٌ سے جس کے معنی امید کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۰/۱۶

اَرْجِهْ تو اس کو ڈھیل دے اَرْجِ اِرْجَاءٌ سے جس کے معنی ڈھیل دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۹/۴ ۱۹/۶

اَرْحَامٌ۔ رحم۔ قرابت رِحْمٌ کی جمع ہے۔ رحم عورت کے پیٹ کا وہ حصہ جس میں بچہ پیدا ہوتا ہے اور مجازاً قرابت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے کیونکہ اہلِ قرابت ایک ہی رحم سے پیدا ہوتے ہیں۔ ۳/۹ ۸/۱۲ ۱۶/۴ ۱۰/۶ ۱۳/۸ ۲۱/۱۳ و ۱۶ ۱۸/۶ ۱۷/۸

اَرْحَامَکُمْ۔ تمہاری قرابتیں ارحام مضاف کُمْ

ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے۔

أَرْحَامِهِنَّ ۔ ان عورتوں کے رحم۔ اَرْحَام مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ۔

أَرْحَمُ ۔ سب سے زیادہ رحم کرنے والا۔ رُحْمٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

اِرْحَمْ ۔ تو رحم کر (سَمِعَ) رُحْمٌ اور رَحْمَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اِرْحَمْنَا ۔ ہم پر رحم کر۔ اِرْحَمْ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم۔

اِرْحَمْهُمَا ۔ ان دونوں پر رحم کر۔ اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ غائب ہے۔

أَرَدْتُّ ۔ میں نے چاہا۔ ارادہ کیا اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔

أَرَدْتُّمْ ۔ تم نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

أَرَدْنَ ۔ ان عورتوں نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب۔

أَرَدْنَا ۔ ہم نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔

أَرَدْنٰهُ ۔ ہم نے اس کو چاہا۔ اس میں هٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

أَرْدٰكُمْ ۔ اس نے تم کو غارت کیا۔ اَرْدٰی اِرْدَاءٌ سے جس کے معنی ہلاک اور غارت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔

أَرْذَلِ ۔ سب سے زیادہ نکما۔ رَذَالَةٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ۔ ارذل عمر سے خرافت سن مراد ہے۔

أَرْذَلُوْنَ کمینے لوگ۔ اَرْذَل کی جمع۔

اُرْزُقْ ۔ تو روزی دے (نَصَرَ) رِزْقٌ سے جس کے معنی روزی دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔

اُرْزُقْنَا ۔ تو ہم کو روزی دے۔ اُرْزُقْ صیغہ امر۔ نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔

اُرْزُقُوْهُمْ ۔ ان کو کچھ کھلا دو۔ اُرْزُقُوْا۔ رِزْقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اُرْزُقْهُمْ ۔ ان کو روزی دے۔ اُرْزُقْ صیغہ امر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔

اُرْسِلَ ۔ وہ بھیجا گیا۔ اِرْسَالٌ سے جس کے معنی بھیجنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

أَرْسَلَ ۔ اس نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

أَرْسِلْ۔ تو بھیج دے۔ تو پیغام دے۔ اِرْسَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۹/۳۲و۴ ۱۲/۲ ۱۶/۱۱ ۱۹/۹

أُرْسِلْتُ میں بھیجا گیا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم ۸/۱۸ ۱۲/۵ ۲۶/۲

أَرْسَلْتَ۔ تو نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۶/۱۷ ۲۰/۱۸

أَرْسَلَتْ۔ اس عورت نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۲/۱۲

أُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۸/۱۳ ۱۳/۱۹ ۱۴/۱۹ ۲۵/۸

أَرْسَلْنَا۔ ہم نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲/۲ ۵/۹ ۶/۱۴ ۷/۷و۱۱ ۸/۱۵ ۹/۳۲و۹و۱۰ ۱۲/۳و۹
۱۳/۶و۱۲و۱۳ ۱۴/۱و۲و۱۲و۱۳ ۱۵/۸ ۱۶/۵و۹ ۱۷/۱و۲و۱۳ ۱۸/۲و۱۲
۱۹/۱۹ ۲۰/۱۳و۱۶ ۲۱/۸و۱۸ ۲۲/۲و۸و۱۰و۱۱و۱۵و۱۶ ۲۳/۹ ۲۴/۸و۱۳
۲۳/۱۶ ۲۵/۲و۷و۸و۱۰و۱۱ ۲۶/۹ ۲۷/۸و۹و۱۹و۲۰ ۲۹/۹و۱۳

أُرْسِلْنَا۔ ہم بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم ۸/۲۲ ۱۳/۲ ۲۷/۱

أَرْسَلْنٰكَ۔ ہم نے تجھ کو بھیجا۔ أَرْسَلْنَا صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۵/۱۴ ۸/۵ ۱۰/۱۳ ۱۵/۱۲و۶ ۲۲/۷

۱۹/۲ ۲۳/۹ ۲۵/۹ ۲۶/۹

أَرْسَلْنٰهُ ہم نے اس کو بھیجا۔ اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۲۳/۹ ۲۶/۱

أَرْسَلُوْا۔ انھوں نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۲/۱۲

أُرْسِلُوْا۔ وہ بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۳۰/۸

أَرْسِلُوْنِ۔ تم مجھ کو بھیجو۔ أَرْسِلُوْا اِرْسَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے ۱۲/۱۶

أَرْسِلْهُ اس کو بھیج۔ أَرْسِلْ صیغہ امر ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۱۲/۱۲ ۳۰/۸

أُرْسِلُهٗ میں اس کو بھیجوں گا۔ أُرْسِلُ اِرْسَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۳/۴

أَرْسٰهَا۔ اس کو قائم کر دیا۔ أَرْسٰى اِرْسَاءٌ جس کے معنی لنگر باندھنے۔ ثابت رکھنے اور میخ ٹھوکنے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مونث غائب۔ ۳۰/۴

اِرْصَادًا گھات لگانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے ۱۱/۱

أَرْضٌ۔ زمین۔ أَرَضُوْنَ۔ جمع۔ آیہ شریفہ اِعْلَمُوْٓا

أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد میں زمین کی زندگی سے مراد مٹی ہوئی چیزوں کا دوبارہ بنانا ہے اور اَرْض سے تمام کائنات زمین مراد ہے یہاں تک بعض مفسرین نے سخت دلی کے بعد نرم دلی تک اس آیت کے مفہوم میں داخل سمجھا ہے۔ پ ۱ / ۲و۳و۹

پ ۱ / ۴و۷و۸و۹و۱۳و۱۴ — پ ۲ / ۳و۵و۷و۹و۱۷ — پ ۳ / ۲و۳و۸و۹و۱۱و۱۷

پ ۴ / ۲و۳و۵و۸و۹و۱۰و۱۱ — پ ۵ / ۳و۱۱و۱۳و۱۵و۱۹ — پ ۶ / ۱و۲و۳و۷و۸و۹و۹

پ ۶ / ۱۰و۱۳ — پ ۷ / ۲و۳و۴و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۳و۱۵و۱۹ — پ ۸ / ۱و۷و۸و۹و۹

پ ۸ / ۳و۱۷و۱۸ — پ ۹ / ۲و۳و۵و۶و۷و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۷ — پ ۱۰ / ۳و۵و۹

پ ۱۰ / ۶و۷و۱۰و۱۱و۱۲و۱۹ — پ ۱۱ / ۲و۶و۷و۹و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵

پ ۱۲ / ۱و۲و۳و۴و۶و۸و۹و۱۰و۱۳ — پ ۱۳ / ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۹و۹و۹و۱۰

پ ۱۳ / ۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸و۱۹ — پ ۱۴ / ۲و۳و۶و۷و۸و۱۱

پ ۱۴ / ۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۷ — پ ۱۵ / ۱و۲و۴و۵و۶و۹و۸و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶

پ ۱۵ / ۱۶و۱۸و۱۹ — پ ۱۶ / ۲و۵و۶و۷و۹و۱۰و۱۱ — پ ۱۷ / ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷

پ ۱۷ / ۸و۹و۱۳و۱۵و۱۶ — پ ۱۸ / ۱و۴و۵و۶و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۶

پ ۱۹ / ۳و۴و۵و۶و۱۲و۱۴و۱۷و۱۹ — پ ۲۰ / ۱و۲و۳و۴و۵و۱۱و۱۲و۱۳

پ ۲۰ / ۱۶و۱۷ — پ ۲۱ / ۳و۴و۵و۶و۸و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۶ — پ ۲۲ / ۶و۷و۸و۹

پ ۲۲ / ۹و۱۳و۱۴و۱۷ — پ ۲۳ / ۲و۳و۵و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۵و۱۶

پ ۲۴ / ۲و۳و۴و۵و۸و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۷ — پ ۲۵ / ۲و۳و۴و۹

پ ۲۵ / ۵و۶و۷و۱۲و۱۳و۱۵و۱۷و۱۸و۱۹و۲۰ — پ ۲۶ / ۱و۲و۳و۵و۵

پ ۲۶ / ۷و۹و۱۰و۱۴و۱۵و۱۷و۱۸ — پ ۲۷ / ۲و۳و۶و۸و۱۱و۱۲و۱۳و۱۶و۱۸و

پ ۲۷ / ۱۹ — پ ۲۸ / ۲و۳و۶و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۸ — پ ۲۹ / ۲و۵و۷و۹و۱۰و

پ ۲۹ / ۱۱و۱۴و۱۵و۲ — پ ۳۰ / ۱و۲و۳و۵و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و۱۶و۲۴

أَرْضًا۔ پ ۱۱ / ۱۴ — پ ۲۱ / ۱۹

أَرْضَعَتْ۔ اس عورت نے دودھ پلایا۔ اِرْضَاعٌ سے جس کے معنی بچہ کو چھاتی سے دودھ پلانے اور پستان چوسانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ ۱۷

أَرْضَعْنَ۔ ان عورتوں نے دودھ پلایا۔ اِرْضَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب۔ پ ۲۸ / ۱۷

أَرْضَعْنَكُمْ۔ ان عورتوں نے تم کو دودھ پلایا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۴ / ۱۵

أَرْضِعِيهِ۔ تو اس کو دودھ پلا۔ اَرْضِعِي اِرْضَاعٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر اور ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۲۰ / ۴

أَرْضِكُمْ۔ تمہاری زمین۔ اَرْض مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۹ / ۴ — پ ۱۳ / ۱۲ — پ ۱۶ / ۲ — پ ۱۹ / ۲

أَرْضِنَا۔ ہماری زمین۔ اَرْض مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۱۳ / ۱۵ — پ ۱۶ / ۲ — پ ۲۰ / ۹

اَرْضَهُمْ۔ ان کی زمین۔ اَرْضَ مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۱/۱۹

اَرْضِیْ۔ میری زمین۔ اَرْضِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۲۱/۲

اِرْعَوْا۔ تم چراؤ (فَتَحَ) رَعْیٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر رَعْیٌ کے معنی اصل میں جانور کی حفاظت کرنے کے ہیں خواہ غذا کے ذریعہ اس کی زندگی کی حفاظت کی جائے یا دشمن سے اسے محفوظ رکھا جائے۔ یہاں چرانے کے معنی مراد ہیں۔ پ ۱۶/۱۱

اِرْغَبْ۔ تو دل لگا۔ تو رغبت کر۔ (سَمِعَ) رَغْبَةٌ سے جس کے معنی دل لگانے اور متوجہ ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۳۰/۱۹

اِرْکَبْ۔ تو سوار ہو جا۔ (سَمِعَ) رُکُوْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر رُکُوْبٌ کے اصل معنی تو جانور کی پشت پر سوار ہونے کے ہیں مگر کبھی کبھی کشتی پر سوار ہونے کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔ پ ۱۲/۴

اِرْکَبُوْا۔ تم سوار ہو جاؤ۔ رُکُوْبٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں بھی کشتی پر سوار ہونا مراد ہے۔ پ ۱۲/۴

اُرْکِسُوْا۔ وہ الٹ دیئے گئے۔ اِرْکَاسٌ سے جس کے معنی سر کے بل اوپر سے نیچے تک بالکل الٹ دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۵

اَرْکَسَهُمْ۔ ان کو الٹ دیا۔ اَرْکَسَ اِرْکَاسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۵

اُرْکُضْ۔ تو لات مار (نَصَرَ) رَکْضٌ سے جس کے معنی لات مارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۳/۱۲

اِرْکَعُوْا۔ تم جھکو۔ رکوع کرو، جھک جاؤ۔ (فَتَحَ) رکوع امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر رُکُوْعٌ کے معنی اصل میں جھکنے کے ہیں اور اسی اعتبار سے نماز کی ہیئت مخصوصہ کو رکوع کہا جاتا ہے پ ۱/۵ پ ۱۷/۱۷ پ ۲۹/۲۲

اِرْکَعِیْ۔ تو جھک، رکوع کر، رُکُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ پ ۳/۱۴

اِرَمَ۔ اس کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے لیکن زیادہ قرینِ صحت یہی ہے کہ یہ ایک قبیلہ کا نام ہے جو جد قبیلہ ارم بن سام بن نوح کے نام پر رکھا گیا ہے عرب بائدہ میں سے عاد اولیٰ اسی قبیلہ میں شمار کیا جاتا ہے چنانچہ قرآنِ عظیم میں بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ میں عاد سے عاد اولیٰ اور ارم سے ان کا قبیلہ مراد ہے

ارم یا تو تانیث اور علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے یا
عجمیت اور علمیت کی وجہ سے ارم کے سلسلہ میں جو
شداد کی جنت کا قصہ بیان کیا جاتا ہے وہ محض فسانہ
ہے جس کی کچھ اصل نہیں (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو
عاد) پ ۳۰/۱۴

أَرِنَا ۔ تو ہم کو دکھا۔ ہم کو بتلا۔ اَرِ۔ اِرَاءَةٌ سے جس کے
معنی دکھلا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر
نا ضمیر جمع متکلم پ ۱/۱۵ پ ۶/۲ پ ۲۳/۱۸

أَرِنِی ۔ مجھکو دکھلا دے۔ اَرِ صیغہ امر ن وقایہ
ی ضمیر واحد متکلم پ ۳/۲ پ ۹

أَرُوْنِی ۔ تم مجھکو دکھلاؤ۔ اَرُوْا۔ اِرَاءَةٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۲۱/۱۰
پ ۲۲/۹،۱۷ پ ۲۶/۱

اِرْهَبُوْنِ ۔ مجھ سے ڈرو۔ (سَمِعَ) اِرْهَبُوْا رَهْبَةٌ
سے جس کے معنی بے تابی اور بے چینی کے ساتھ ڈرنے
کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر
واحد متکلم محذوف ہے پ ۱/۵ پ ۱۴/۱۳

أُرْهِقُهٗ ۔ میں اسے سخت مشقت میں مبتلا کروں گا۔
اُرْهِقُ۔ اِرْهَاقٌ سے جس کے معنی کسی ناگوار کام کرنے پر
انسان کو مجبور کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۹/۱۵

أَرٰى ۔ میں دیکھتا ہوں (فَتَحَ) رُؤْيَةٌ سے مضارع
کا صیغہ واحد متکلم۔ رُؤْيَةٌ کے معنی اصل میں ادراک مرئی
(دیکھنے) کے ہیں خواہ آنکھ کے ذریعہ ہو یا تخیل یا
تفکر کے اعتبار سے یا عقل کی راہ سے پ ۲/۲ پ ۱۳/۱۹ پ ۱۶/۱۱
پ ۱۹/۱۷ پ ۲۲/۷ پ ۲۳/۲

أُرِيْدُ ۔ میں چاہتا ہوں۔ اِرَادَةٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد متکلم پ ۶/۹ پ ۱۲/۸ پ ۲۰/۶ پ ۲۷/۲

أُرِيْدَ ۔ ارادہ کیا گیا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی مجہول کا
صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹/۱۱

أَرٰىكَ ۔ تجھ کو دکھایا۔ تجھ کو سمجھایا۔ اَرٰى اِرَاءَةٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۵/۱۴

أَرٰىكَ ۔ میں تجھ کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰى رُؤْيَةٌ سے
صیغہ مضارع کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۷/۱۵

أَرٰىكُمْ ۔ اس نے تم کو دکھایا۔ اَرٰى اِرَاءَةٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۴

أَرٰىكُمْ ۔ میں تم کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰى رُؤْيَةٌ سے
صیغہ مضارع کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۲/۸،۳ پ ۲۶/۲

أُرِيكُمْ۔ میں تم کو دکھاتا ہوں۔ اُرِیْ اِرَاءَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ ۲۴ ۹

أَرٰىكَهُمْ۔ اس نے تجھے ان کو دکھلایا اَرٰی اِرَاءَۃٌ سے صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۰

أَرَيْنٰكَ۔ ہم نے تجھ کو دکھلایا۔ اَرَيْنَا اِرَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۵ ۶

أَرَيْنٰكَهُمْ۔ ہم نے تجھکو ان لوگوں کو دکھلایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۲۶ ۸

أَرَيْنٰهُ۔ ہم نے اس کو دکھلایا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۶ ۱۲

أَرٰنِي۔ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰی رُؤْيَۃٌ سے صیغہ مضارع ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ ۱۲ ۱۵

أَرٰىهُ۔ اس نے اس کو دکھلایا۔ اَرٰی اِرَاءَۃٌ سے صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۳۰

فصل الزاء المعجمة

أَزًّا۔ ابھارنا۔ مصدر ہے پ ۱۶ ۹

أَزَاغَ۔ اس نے پھیر دیا۔ ٹیڑھا کر دیا۔ اِزَاغَۃٌ سے جس کے معنی کجی میں ڈالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲۸

اِزْدَادُوْا۔ وہ بڑھے۔ اِزْدِيَادٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۳ ۱۷ پ ۵ ۱۷ پ ۱۵ ۱۶

اُزْدُجِرَ۔ وہ جھڑکا گیا۔ اِزْدِجَارٌ سے جس کے معنی جھڑکنے اور ڈانٹنے ڈپٹنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ بعض نے وَازْدُجِرَ کے معنی آسیب زدہ کے کئے ہیں۔ پ ۲۷ ۸

آزَرَ۔ بروزن فَاعَلَ۔ عابر، فالغ، شالخ کی طرح عبرانی لفظ ہے اور بسبب عجمیت و علمیت کے غیر منصرف ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے توراۃ میں آپ کے والد کا نام تارخ بیان کیا گیا ہے اگر توراۃ کا یہ بیان تحریف سے محفوظ ہے تو قرین قیاس یہی ہے کہ اس صورت میں آزر تارخ کی تعریب ہے جس طرح اسحٰق، اضحک یا اصحاق کا معرب ہے اور عیسٰی، ایشوع کا۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی مفردات غریب القرآن میں رقمطراز ہیں

قیل کان اسم ابیہ تارخ فعرب فجعل آزر۔ (بیان کیا گیا ہے کہ ان کے باپ کا نام تارخ تھا پھر معرب بنا کر آزر کر لیا گیا) قرآن مجید اور حدیث شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہی مذکور ہے اس لئے اگر تورات کا بیان صحیح ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ آزر اور تارخ یعقوب و اسرائیل کی طرح ایک ہی شخص کے دو نام ہوں یا ان میں سے ایک لقب ہو اور دوسرا نام بعض علماء کا خیال ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا چونکہ اسی نے انھیں پرورش کیا تھا اس لئے قرآن نے اسے باپ کہا عربی میں چچا کے لئے بھی "اب" کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن یہ محض لغو ہے۔ اب کا لفظ جب مفرد استعمال ہوگا ہمیشہ باپ کے معنی میں مستعمل ہوگا۔ ہاں البتہ کوئی قرینہ مجاز جو اس کو حقیقی معنی میں استعمال سے روکتا ہو موجود ہو تو دوسری بات ہے اور آیت شریفہ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ میں کوئی قرینہ مجاز موجود نہیں۔ پھر صحیح بخاری کی حدیث میں ان کے والد کا نام آزر ہی بیان کیا گیا ہے لہٰذا ایسی صورت میں بلا کسی قرینہ اور ثبوت کے یہ کہہ دینا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے جب کہ اس دعوی کے ثبوت میں نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ تاریخی روایت نہ علماء انساب کی تصریح نہ تورات کا کوئی بیان اور نہ صرف اس ایک مقام پر بلکہ جہاں بھی لابیہ آیا ہے اس سے یہی فرضی چچا مراد لینا اور تمام کفر و شرک، بت پرستی اور کواکب پرستی اسی فرضی چچا کے سر منڈھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو اس سے بری قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے۔ اصل میں اس خیال کی بنا تمام تر اس پر ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد کو حضرت آدم علیہ السلام تک مومن و موحد تسلیم کیا جائے حالانکہ حسب تصریح امام رازی و ابوحیان اندلسی یہ شیعہ کا عقیدہ ہے[1]۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ ہی کو دعوتِ حق کا پہلا مخاطب قرار دیا تھا چنانچہ آپ کی موعظت و تبلیغ حق کا مفصل بیان قرآن مجید میں مذکور ہے مگر آزر پر اس کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے اپنے مقدس اور

[1] ملاحظہ ہو تفسیر کبیر ج ۴ ص ۷۰ طبع مصر ۱۳۲۴ھ والبحر المحیط ج ۴ ص ۱۲۶ طبع مصر ۱۳۲۹ھ۔

محترم بیٹے کو دھمکی دی کہ اگر تو بتوں کی برائی کرنے
سے باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کرکے چھوڑوں گا اپنی
خیر چاہتا ہے تو جان سلامت لیکر مجھ سے الگ ہو جا
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اچھا میری طرف
سے سلام میں نے تم سب کو چھوڑا اور انھیں بھی جنھیں
تم اللہ کے سوا پکارا کرتے ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت
ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو اس حال میں پائیں گے
کہ اس کا چہرہ سیاہ اور خاک آلود ہوگا اس وقت
آپ اس سے فرمائیں گے کہ کیوں میں نے تجھسے
نہیں کہا تھا کہ تو میری نافرمانی نہ کر؟ باپ جواب دیگا
کہ آج میں تیری نافرمانی نہیں کرونگا۔ حضرت ابراہیم
علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار تو نے وعدہ
کیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا
پس اس دور افتادہ رحمت باپ کی ذلت سے بڑھکر میری
اور کیا رسوائی ہوگی اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ میں نے
جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ
اے ابراہیم تمہارے پیروں تلے کیا ہے اب جو دیکھیں
گے تو ایک نجاست آلودہ گھنے بالوں والا خون میں
لتھڑا ہوا کفتار پڑا ہوا ہے پھر اس کی ٹانگ پکڑ کے
اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔[1] ۶ ۷۵

اَزَرَہٗ - اس کی کمر مضبوط کی۔ اَزْرٌ، مُؤَازَرَۃٌ سے
جس کے معنی کمر مضبوط کرنے قوی کرنے اور معاونت
کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور ہٗ
ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۲۹ ۴۸

اَزْرِیْ - میری کمر۔ میری قوت، اَزْرٌ مضاف ی
ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۳۱ ۲۰

اَزِفَتْ - آپہنچی (سَمِعَ) اَزَفٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مونث غائب۔ اَزَفٌ کے اصل معنی تنگی وقت
کے ہیں چونکہ تنگی وقت کا مطلب وقت کا قریب آلگنا
ہوتا ہے اس لئے اس کا استعمال قریب آلگنے میں
ہونے لگا۔ ۵۷ ۵۳

اٰزِفَۃٌ - نزدیک آنیوالی۔ قریب آلگنے والی جس کے
آنے کا وقت بہت تنگ ہو گیا ہو۔ مراد قیامت ہے
اَزَفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۸ ۴۰ ۵۷ ۵۳

[1] صحیح بخاری باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔

اَزْکٰی - زیادہ ستھرا۔ زکوٰۃٌ سے جس کے معنی طہارت اور پاکیزگی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ۲/۱۴ ۵/۱۵ ۱۸/۱۰

اَزْلَام - تیر زَلَمٌ کی جمع۔ زلم اس تیر کو کہتے ہیں جس میں پر نہ ہو۔ ''ازلام'' سے مراد وہ تیر ہیں جن کو اہلِ مشرکینِ عرب کو جب کوئی اہم کام درپیش ہوتا جیسے سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ تو اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا وہ فیصلہ کرتے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے ان میں سے کسی پر اَمَرَنِیْ رَبِّیْ (مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نَھَانِیْ رَبِّیْ (میرے رب نے مجھے منع کر دیا) تحریر تھا اور کسی پر کچھ نہیں۔ پس اگر حکم دینے والا تیر نکلتا تو اس کام کو سرانجام دیتے اور اگر منع کرنے والا نکلتا تو باز رہتے اور اگر وہ تیر نکلتا جس پر کچھ نہ لکھا ہوتا تو پھر دوبارہ تیر نکالتے تاآنکہ حکم یا ممانعت کا تیر نکل آتا۔[1] ۶/۳ ۷/۹۰

اُزْلِفَتْ - وہ قریب لائی گئی۔ اِزْلَافٌ سے جس کے معنی قریب لانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۹۰/۲۶ ۳۱/۵۰ ۱۳/۸۱

اَزْلَفْنَا - ہم نے قریب کر دیا۔ پاس پہنچا دیا۔ اِزْلَافٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۶۴/۲۶

اَزَلَّهُمَا - ان دونوں کو ہلا دیا۔ ان دونوں کے قدم ڈگمگا دئے۔ اَزَلَّ اِزْلَالٌ سے جس کے معنی ڈگمگا دینے پھسلا دینے اور لغزش میں ڈال دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمَا ضمیر تثنیہ غائب ۳۶/۲

اَزْوَاج - جوڑے۔ ہم مثل چیزیں۔ اقران۔ زَوْجٌ کی جمع۔ حیوانات کے جوڑے میں سے نر ہو یا مادہ ہر ایک کو زوج کہتے ہیں اور اسی طرح غیر حیوانات میں ہر اس شے کو جو دوسری شے کے قریب ہو خواہ مماثل ہو یا متضاد زوج کہتے ہیں۔ ۲۵/۲ ۱۵/۳ ۵۷/۴ ۸/۶ ۳/۱۳ ۳۲/۱۵ ۳۲/۲۰ ۵/۲۲ ۱۴/۲۳ اَزْوَاجًا ۲۰/۱۶ ۲۱/۳۰ ۱۲/۳۵ ۲۶/۳۹ ۲۱/۶ ۲۲/۱۳ ۲۵/۳ ۲۷/۱۴ ۲۸/۴ ۳۰/۸

اَزْوَاجُكَ - تیری بیویاں۔ تیری عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۳۰/۲۱ ۳۲/۵۰ ۲۸/۱۹

اَزْوَاجُكُمْ - تمہاری بیویاں۔ تمہاری عورتیں اَزْوَاج مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۲/۴ ۹/۴ ۱۴/۱۶ ۱۹/۱۳ ۲۱/۱۷ ۲۵/۱۳ ۲۹/۱۹۹۸

[1] کلیات ابی البقاء ص ۵۲ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

اَزْوَاجِنَا - ہماری بیویاں۔ ہماری عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ٥/٢ ١٩/٤

اَزْوَاجَہٗ اس کی بیویاں۔ اس کی عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ٢/١٤ ٢٢/٣ ٢٨/١٩

اَزْوَاجُھُمْ - ان کی بیویاں۔ ان کی عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

٢/١٥ ١٣/٩ ١٨/١٠ ٢٢/٣ ٢٣/٢ ٢٤/٦ ٢٨/٨ ٢٩/٤

اَزْوَاجُھُنَّ - ان کے شوہر، ان کے خاوند۔ اَزْوَاج مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ٢/١٤

اَزِیْدَ - میں زیادہ کروں (ضَرَبَ) زِیَادَۃٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے اور زیادہ کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ٢٩/١٥

اَزِیْدَنَّکُمْ - میں تم کو زیادہ دوں گا۔ اَزِیْدَنَّ زِیَادَۃٌ کا مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ١٣/١٤

اِزَّیَّنَتْ - وہ مزین ہوگئی۔ تَزَیُّنٌ سے جس کے معنی زینت پانے اور آراستہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ١١/٨

اُزَیِّنَنَّ - میں زینت دونگا۔ آراستہ کروں گا تَزْیِیْنٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ١٤/٣

فصل السین المھملہ

اَسَاءَ - اس نے برائی کی۔ اس نے برا کیا۔ اِسَاءَۃٌ کہ جس کے معنی کسی برے کام کے انجام دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ٢٤/٢٠ ٢٥/١٨

اَسَاْتُمْ - تم نے برا کیا۔ تم نے برائی کی اِسَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ١٥/١

اَسَاطِیْرُ - کہانیاں۔ من گھڑت لکھی ہوئی باتیں۔ اُسْطُوْرَۃٌ کی جمع، وہ جھوٹی خبر جس کے متعلق یہ اعتقاد ہو کہ وہ جھوٹ گڑھ کر لکھدی گئی ہے سطورہ کہلاتی ہے ٧/٩ ٩/١٨ ١٤/٤ ١٨/١٦٩٥ ٢٠/٢ ٢٦/٢ ٢٩/٣ ٣٠/٨

اَسَاءُوْا - انہوں نے برا کیا۔ اِسَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ٢١/٤ ٢٤/٦

اَسَاوِرَ - کنگن، پہنچیاں۔ سِوَارٌ کی جمع جس کے معنی کنگن اور پہنچی کے ہیں ١٥/١٦ ١٧/١٠ ٢٢/١٦ ٢٦/١٩

اَسْبَابٌ - رسیاں۔ ذرائع۔ علاقے۔ سَبَبٌ کی جمع سبب اصل میں اس رسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ درخت پر چڑھا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ہر اس

شئے کا نام سبب ہوا جو کسی دوسری شے کے توصل کا
ذریعہ ہو۔ ۴/۱۳ ۲۳/۱۰ ۲۳/۲

اَسْبَاط۔ قبیلے۔ ایک دادا کی اولاد۔ سِبْطٌ کی
جمع۔ جس کے معنی پوتے اور نواسے دونوں کے آتے
ہیں مگر نواسے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے
جب اسباط یہود یا اسباط بنی اسرائیل کہا جائے تو
اس سے مراد وہ قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی اولاد ہو
۱/۱۴ ۲۳/۲ اَسْبَاطًا ۹/۹

اَسْبَغَ۔ اس نے پورا کر دیا۔ اِسْبَاغٌ سے جس کے معنی
کامل کرنے اور پورا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب ۲/۲۱

اِسْتَأْجَرْتَ۔ تو نے اجرت پر نوکر رکھا۔ اِسْتِئْجَارٌ
سے جس کے معنی اجرت پر نوکر رکھنے کے ہیں۔ ماضی
کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲۰/۲

اِسْتَأْجِرْهُ۔ تو اس کو اجرت پر نوکر رکھ لے۔ اِسْتَاجِرْ
اِسْتِئْجَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب۔ ۲۰/۲

اِسْتَأْذَنَ۔ اس نے اجازت چاہی۔ اِسْتِئْذَانٌ سے
جس کے معنی اجازت چاہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب ۱۸/۱۴

اِسْتَأْذَنَكَ۔ اس نے تجھ سے اجازت چاہی۔ اس
میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے ۱۰/۱۱

اِسْتَأْذَنُوكَ۔ انھوں نے تجھ سے اجازت چاہی
اِسْتَأْذَنُوا، اِسْتِئْذَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب
كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے ۱۰/۱۵

اِسْتِبْدَالٌ۔ بدلنا۔ تبدیل چاہنا۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ
مصدر ہے۔ ۴/۱۴

اِسْتَبْرَقٌ۔ ریشم کا زریں موٹا کپڑا۔ دیبا۔ ۱۵/۱۹
۱۵/۱۶ ۲۵/۱۴ ۲۹/۱۹

اِسْتَبْشِرُوا۔ خوشیاں مناؤ۔ بشارت پاؤ۔ اِسْتِبْشَارٌ
سے جس کے معنی بشارت پانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر۔ ۱۱/۳

اِسْتَبَقَا۔ وہ دونوں دوڑے۔ ان دونوں نے ایک
دوسرے پر سبقت کی۔ اِسْتِبَاقٌ سے جس کے معنی
ایک کے دوسرے پر سبقت لیجانے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ ۱۲/۱۳

اِسْتَبِقُوا۔ تم سبقت کرو۔ اِسْتِبَاقٌ سے۔ امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ۲/۲ ۶/۱۱ ۲۳/۳

اِسْتَجَابَ ۔ اس نے قبول کیا۔ اس نے مانا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے جس کے معنی قبول کرنے اور ماننے کے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ پ۳ پ۹/۱۵ پ۱۲/۱۴

اِسْتَجَابُوْا ۔ انھوں نے قبول کیا۔ انھوں نے مانا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۹ پ۱۳/۸ پ۲۴ پ۲۵/۵

اِسْتَجَارَكَ ۔ اس نے تجھ سے پناہ مانگی۔ اِسْتِجَارَ اِسْتِجَارَۃٌ سے جس کے معنی پناہ مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۰/۱

اَسْتَجِبْ ۔ میں قبول کروں گا۔ میں قبول کرتا ہوں۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲۴

اِسْتَجَبْتُمْ ۔ تم نے مان لیا۔ تم نے قبول کر لیا اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۳/۱۶

اِسْتَجَبْنَا ۔ ہم نے اس کی فریاد سن لی۔ اس کی دعا قبول کر لی۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۷/۶

اُسْتُجِيْبَ ۔ وہ مان لیا گیا۔ وہ قبول کر لیا گیا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۵/۴

اِسْتَجِيْبُوْا ۔ تم حکم مانو۔ تم قبول کرو۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹/۱۶ پ۲۵/۶

اِسْتَحَبُّوْا ۔ انھوں نے عزیز رکھا۔ انھوں نے پسند کیا اِسْتِحْبَابٌ سے جس کے معنی عزیز رکھنے اور دوست رکھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰ پ۱۳ پ۲۴/۱۶

اُسْتُحْفِظُوْا ۔ وہ نگہبان ٹھیرائے گئے۔ اِسْتِحْفَاظٌ سے جس کے معنی نگہبان بنانے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۶/۱۱

اِسْتَحَقَّ ۔ وہ حقدار ہوا۔ لائق ہوا۔ اِسْتِحْقَاقٌ سے جس کے معنی مستحق ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ۔ واحد مذکر غائب۔ پ۷

اِسْتَحَقَّا ۔ وہ دونوں حقدار ہوئے۔ اِسْتِحْقَاقٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۷

اِسْتَحْوَذَ ۔ اس نے قابو میں کر لیا۔ اِسْتِحْوَاذٌ سے جس کے معنی قابو میں کر کھا نکنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۸/۳

اِسْتِحْيَاءٍ ۔ شرمانا۔ حیا کرنا۔ بروزن اِسْتِفْعَال مصدر ہے پ۲۰

اِسْتَحْيُوْا ۔ جیتی رکھو۔ اِسْتِحْيَاءٌ سے جس کے معنی جیتا رکھنے اور زندہ چھوڑنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۴

اِسْتَخْرَجَهَا ۔ اس کو نکالا۔ اس کو نکلوایا ۔

اِسْتَخْرَجَهَا اِسْتِخْرَاجٌ سے جس کے معنی نکلوانے کے
ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد
مونث غائب۔ ۱۲

اِسْتَخَفَّ اس نے عقل کھودی۔ اِسْتِخْفَافٌ سے
جس کے معنی بیوقوف جاہل بنانے اور راہِ حق سے
ہٹانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۵

اَسْتَخْلِصْهُ میں اس کو خالص کر رکھوں۔ اَسْتَخْلِصْ
اِسْتِخْلَاصٌ سے جس کے معنی پسند کرنے اور خالص
کر رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب۔ ۱۲

اِسْتَخْلَفَ۔ اس نے حاکم کیا اس نے خلیفہ بنایا۔
اِسْتِخْلَافٌ سے جس کے معنی خلیفہ بنانے کے ہیں۔
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۸

اِسْتَرَقَ۔ اس نے چرایا۔ اِسْتِرَاقٌ سے جس کے معنی
چرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۴

اِسْتَرْھَبُوْھُمْ۔ انھوں نے ان کو ڈرایا۔ اِسْتَرْھَبُوْا
اِسْتِرْھَابٌ سے جس کے معنی ڈرانے کے ہیں ماضی
کا صیغہ جمع مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۹

اِسْتَزَلَّھُمْ۔ اس نے ان کو بہکایا۔ اِسْتَزَلَّ اِسْتِزْلَالٌ
سے جس کے معنی بہکانے اور لغزش کروانے کی تاک میں
لگے رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۴

اِسْتَسْقٰی۔ اس نے پانی مانگا۔ اِسْتِسْقَاءٌ سے
جس کے معنی پانی مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد
مذکر غائب۔ ۱

اِسْتَسْقٰهُ۔ اس نے اس سے پانی مانگا۔ اس میں
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۹

اِسْتَشْهِدُوْا تم گواہ کرو۔ تم گواہ لاؤ۔ اِسْتِشْهَادٌ سے
جس کے معنی گواہ بنانے اور گواہی طلب کرنے کے ہیں
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ۳

اُسْتُضْعِفُوْا۔ وہ ضعیف سمجھے گئے۔ کمزور خیال کئے
گئے۔ اِسْتِضْعَافٌ سے جس کے معنی کمزور شمار کرنے
کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۴ ۵ ۱۳

اِسْتَضْعَفُوْنِیْ۔ انھوں نے مجھ کو کمزور سمجھا۔
اِسْتَضْعَفُوْا اِسْتِضْعَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع
مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۷

اِسْتَطَاعَ۔ اس سے ہو سکا۔ وہ کر سکا۔ اِسْتِطَاعَةٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ان چیزوں کا

تمام وکمال پایا جاتا جن کی وجہ سے فعل سرزد ہو سکے
استطاعت کہلاتا ہے۔

اِسْتَطَاعُوْا۔ وہ کر سکے۔ ان سے ہو سکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِسْتَطَعْتَ تجھ سے ہو سکا۔ تو کر سکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِسْتَطَعْتُ میں کر سکا۔ مجھ سے ہو سکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم

اِسْتَطَعْتُمْ تم سے ہو سکا۔ تم کر سکے۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِسْتَطْعَمَا۔ ان دونوں نے کھانا مانگا۔ اِسْتِطْعَامٌ
سے۔ جس کے معنی کھانا طلب کرنے کے ہیں، ماضی
کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب

اِسْتَطَعْنَا۔ ہم سے ہو سکا۔ ہم کر سکے۔ اِسْتِطَاعَۃٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اِسْتِعْجَالَھُمْ۔ ان کا جلدی مانگنا۔ ان کا عجلت
کرنا۔ اِسْتِعْجَالٌ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے۔
اِسْتِعْجَالٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف
الیہ۔

اِسْتَعْجَلْتُمْ۔ تم نے جلدی کی۔ اِسْتِعْجَالٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اِسْتَعِذْ۔ تو پناہ مانگ۔ اِسْتِعَاذَۃٌ سے جس کے معنی
پناہ مانگنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اِسْتَعْصَمَ اس نے تھام رکھا۔ بچالیا۔ اِسْتِعْصَامٌ
سے جس کے معنی تھام رکھنے اور روک رکھنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِسْتَعْلٰی۔ اس نے غلبہ چاہا۔ اس نے بلندی چاہی
اِسْتِعْلَاءٌ سے جس کے معنی بلندی چاہنے کے ہیں۔
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِسْتَعْمَرَکُمْ۔ اس نے تم کو آباد کیا۔ اِسْتَعْمَرَ
اِسْتِعْمَارٌ سے جس کے معنی آباد کرنے کے ہیں، ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اِسْتَعِیْنُوْا تم مدد طلب کرو۔ اِسْتِعَانَۃٌ سے جس کے
معنی مدد چاہنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِسْتَغَاثَہٗ اس سے فریاد کی۔ اِسْتِغَاثَۃٌ سے
جس کے معنی فریاد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر
غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

اِسْتَغْشَوْا۔ انھوں نے اپنے اوپر لپیٹ لیا۔ اِسْتِغْشَاءٌ سے۔ جس کے معنی اپنے اوپر پردہ ڈال لینے اور اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ یہاں کافروں کے نہ سننے کی طرف اشارہ ہے یا کپڑے لپیٹ کر بھاگنے کی طرف۔ ۲۹/۹

اِسْتِغْفَارٌ مغفرت چاہنا۔ بخشش مانگنا۔ خواہ بذریعہ قول ہو یا بذریعہ فعل۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے۔ ۱۱/۳

اِسْتَغْفِرْ۔ تو بخشش مانگ، معافی مانگ۔ مغفرت چاہ۔ اِسْتِغْفَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۷/۸ ۵/۱۲ ۱۱/۱۹ ۱۳/۱۵ ۲۳/۱۱ ۲۶/۱۰۹۶ ۲۸/۸

اِسْتَغْفَرَ۔ اس نے بخشش چاہی۔ اِسْتِغْفَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۵/۶ ۲۳/۱۱

اَسْتَغْفِرُ۔ میں بخشش مانگوں گا۔ مغفرت چاہوں گا۔ اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۱۳/۵ ۱۶/۶

اَسْتَغْفَرْتَ۔ خواہ تو نے بخشش مانگی۔ اِسْتِغْفَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں أَاَسْتَغْفَرْتَ تھا۔ حسب تصریح شوکانی پہلی ہمزہ استفہام (جو یہاں تسویہ کے معنی میں تھی) حذف کر دی گئی کیونکہ آیت میں أَمْ اس کے معنی پر دلالت کرنے کے لئے موجود ہے اور حسب تصریح ابوحیان ہمزہ تسویہ باقی ہے اور دوسری ہمزہ جو ہمزہ وصل تھی وہ محذوف ہے۔[1] ۲۸/۱۲

اَسْتَغْفِرَنَّ۔ میں بخشش چاہوں گا، میں معافی مانگوں گا۔ اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ ۲۸/۷

اِسْتَغْفِرُوْا۔ تم بخشش چاہو۔ تم مغفرت مانگو۔ اِسْتِغْفَارٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۴/۹ ۱۱/۱۶ ۱۲/۸۵ ۲۹/۱۲۹

اِسْتَغْفَرُوْا۔ انھوں نے بخشش مانگی۔ انھوں نے مغفرت چاہی۔ اِسْتِغْفَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۴/۵ ۵/۶

اِسْتَغْفِرُوْهُ۔ اس سے گناہ بخشواؤ۔ اس سے مغفرت طلب کرو۔ اِسْتَغْفِرُوْا صیغہ امر۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۱۲/۶ ۲۴/۱۵

اِسْتَغْفِرْهُ۔ تو اس سے بخشش چاہ، معافی مانگ۔ اِسْتَغْفِرْ صیغہ امر۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۳۰/۲۵

اِسْتَغْفِرِیْ۔ (عورت) تو بخشوالے۔ تو مغفرت چاہ۔ اِسْتِغْفَا

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۲۲۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ اور البحر المحیط ج ۸ ص ۲۷۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

سے ، امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ۲۲/۱۲

اِسْتَغْلَظَ ۔ وہ موٹا ہوا۔ اِسْتِغْلَاظٌ سے جس کے معنی موٹے ہونے کے لئے تیار ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۶/۱۲

اِسْتَغْنیٰ ۔ اس نے بے پروائی کی۔ اِسْتِغْنَاءٌ سے جس کے معنی بے پروا ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۲۸/۱۵ ، ۳۰/۵ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۱

اِسْتَفْتَحُوْا ۔ انھوں نے فیصلہ مانگا۔ انھوں نے فتح چاہی، اِسْتِفْتَاحٌ سے۔ جس کے معنی فتح چاہنے اور فیصلہ مانگنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۳/۱۵

اِسْتَفْتِہِمْ ۔ تو ان سے پوچھ۔ اِسْتَفْتِ اِسْتِفْتَاءٌ سے جس کے معنی حکم دریافت کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۳/۵ و ۹

اِسْتَفْزِزْ ۔ تو گھبرا لے۔ اِسْتِفْزَازٌ سے جس کے معنی گھبرا لینے کے آتے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۵/۷

اِسْتَقَامُوْا ۔ وہ سیدھے رہے۔ وہ قائم رہے، ثابت قدم رہے۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے جس کے معنی سیدھا راستہ پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۰/۸ ، ۲۴/۱۸ ، ۲۶/۲ ، ۲۹/۱۱

اِسْتَقَرَّ ۔ وہ اپنی جگہ ٹھیرا رہا۔ اِسْتِقْرَارٌ سے جس کے معنی ٹھیرے رہنے اور قرار پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۹

اِسْتَقِمْ ۔ تو سیدھا چلا جا، تو قائم رہ، تو ثابت قدم رہ۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۲/۱۰ ، ۲۵/۲

اِسْتَقِیْمَا ۔ تم دونوں ثابت قدم رہو۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۱۱/۱۴

اِسْتَقِیْمُوْا ۔ تم سیدھے رہو، تم سیدھا راستہ اختیار کئے رہو۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۰/۸ ، ۲۴/۱۵

اِسْتَکَانُوْا ۔ وہ دب گئے۔ انھوں نے عاجزی کی اِسْتِکَانَتٌ سے جس کے معنی دبنے اور عاجزی کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۴/۶ ، ۱۸/۴

اِسْتِکْبَارًا ۔ غرور کرنا، بڑائی چاہنا۔ بروزن اِسْتِفْعَال مصدر ہے۔ استکبار یعنی اپنے آپ کو بڑا بنانا اگر شریعت کے حکم کے تحت ہو اور ایسے مقام اور ایسے وقت پر ہو جب کہ ایسا کرنا اس پر واجب ہو تو محمود ہے۔ ورنہ استکبار بمعنی غرور کرنے کے (یعنی اپنی بڑائی میں جھوٹ موٹ ان چیزوں کا اظہار جس کا وہ مستحق نہیں مذموم ہے)

قرآن مجید میں اس کا استعمال دوسرے ہی معنی میں ہوا ہے۔ ۲۲/۷ ۲۹/۹

اِسْتَکْبَرَ۔ اس نے گھمنڈ کیا۔ اس نے غرور کیا اِسْتِکْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۱/۴ ۲/۷ ۲۳/۱۲ ۲۹/۱۵

اِسْتَکْبَرْتَ۔ تو نے غرور کیا۔ اِسْتِکْبَارٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲۳/۳

اَسْتَکْبَرْتَ۔ یہ تو نے غرور کیا، اصل میں أَ اِسْتَکْبَرْتَ تھا۔ دوسری ہمزہ جو وصلی تھی حذف ہو گئی۔ پہلی ہمزہ استفہام انکاری کی ہے ۲۳/۱۴

اِسْتَکْبَرْتُمْ۔ تم نے تکبر کیا۔ غرور کیا۔ اِسْتِکْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۱۱ ۲۵/۲۰ ۲۶/۱

اِسْتَکْبَرُوْا۔ انھوں نے گھمنڈ کیا۔ انھوں نے غرور کیا اِسْتِکْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۶/۴ ۸/(۱۱و۱۲و۱۷) ۹/(۱۱و۲) ۱۱/۱۳ ۱۳/۱۵ ۱۸/۳۰ ۱۹/۱ ۲۰/۱۶ ۲۲/۱۰ ۲۴/(۱۶و۱۹) ۲۹/۹

اِسْتَکْثَرْتُ۔ میں نے بہت زیادہ (جمع) کر لیا۔ اِسْتِکْثَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو کثیر سمجھنے یا کسی کام کو بہت زیادہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۹/۱۲

اِسْتَکْثَرْتُمْ۔ تم نے بہت زیادہ (تابع) کر لیا۔ اِسْتِکْثَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۸/۲

اِسْتَمْتَعَ۔ اس نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے کام نکالا اِسْتِمْتَاعٌ سے جس کے معنی فائدہ اٹھانے اور برتنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۸/۲ ۱۰/۱۵

اِسْتَمْتَعْتُمْ۔ تم کام میں لائے تم نے فائدہ اٹھایا تم برت چکے۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے ماضی کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ ۵/۱ ۱۰/۱۵ ۲۶/۲

اِسْتَمْتَعُوْا۔ انھوں نے فائدہ اٹھایا۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۰/۱۵

اِسْتَمْسَكَ۔ اس نے پکڑ لیا۔ اِسْتِمْسَاكٌ سے جس کے معنی پکڑے رہنے اور روکے رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳/۲ ۲۱/۱۲

اِسْتَمْسِكْ۔ تو پکڑے رہ۔ اِسْتِمْسَاكٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲۵/۱۰

اِسْتَمَعَ۔ اس نے سن لیا۔ اِسْتِمَاعٌ سے جس کے معنی متوجہ ہو کر سننے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۹/۱۱

اِسْتَمِعْ۔ تو سنتا رہ، کان لگا۔ اِسْتِمَاعٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۶/۱۰ ۲۶/۱۷

اِسْتَمِعُوْا۔ تم کان لگائے رہو۔ اِسْتِمَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۹ ۱۴/۱۴ پ۱۴ ۱۴/۱۴

اِسْتَمَعُوْهُ۔ انھوں نے اس کو سنا۔ اِسْتَمَعُوْا اِسْتِمَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱

اِسْتَنْصَرُوْكُمْ۔ انھوں نے تم سے مدد چاہی، اِسْتَنْصَرُوْا اِسْتِنْصَارٌ سے جس کے معنی مدد چاہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱

اِسْتَنْصَرَهٗ۔ اس نے اس سے مدد مانگی۔ اِسْتَنْصَرَ۔ اِسْتِنْصَارٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰

اِسْتَنْكَفُوْا۔ انھوں نے عار کی، اِسْتِنْكَافٌ سے جس کے معنی ننگ وعار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۶

اِسْتَوَتْ۔ وہ ٹھیر گئی۔ اِسْتِوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب اِسْتِوَاءٌ کا استعمال جب عَلٰی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی اِستقرار (ٹھیرنے) اور ارتفاع (بلند ہونے اور چڑھنے) کے ہوتے ہیں پ۱۲

اِسْتَوْقَدَ۔ اس نے آگ جلائی۔ اِسْتِيْقَادٌ سے جس کے معنی آگ جلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱

اِسْتَوٰى۔ اس نے قصد کیا۔ اس نے قرار پکڑا۔ وہ قائم ہوا، وہ سنبھل گیا، وہ چڑھا، وہ سیدھا بیٹھا۔ اِسْتِوَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، استوا کے جب دو فاعل ہوتے ہیں تو اس کے معنی دونوں کے مساوی اور برابر ہونے کے آتے ہیں۔ جیسے کا یَسْتَوِی الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ (برابر نہیں ناپاک اور پاک) اور اگر فاعل دو نہوں تو سنبھلے، درست ہونے اور سیدھے رہنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى (پھر سیدھا بیٹھا اور وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا) اور لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى (جب پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا) اس صورت میں استوار کے معنی میں کسی شے کا اعتدال ذاتی مراد ہے۔ جب اس کا تعدیہ عَلٰی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی چڑھنے، قرار پکڑنے اور قائم ہونے کے آتے ہیں جیسے وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ لا اور وہ (کشتی) جودی پہاڑ پر ٹھیری) اور لِتَسْتَوٗا عَلٰی

ظُهُوْرِہٖ (تاکہ تم اس کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو) اور جب اس کا تعدیہ اِلٰی کے ساتھ ہوتا تو اس کے معنی قصد کرنے اور پہنچنے کے ہوتے ہیں جیسے ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ (پھر قصد کیا آسمان کی طرف)

اللہ تبارک و تعالیٰ کے استواء علی العرش کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن و حدیث میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی بیان کئے گئے ہیں اور مخلوق کے اوصاف میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے جیسے حی، سمیع، بصیر کہ یہ الفاظ اللہ عزوجل کے لئے بھی استعمال کئے گئے اور بندہ کے لئے بھی۔ لیکن دونوں جگہ ان کے استعمال کی حیثیت بالکل جداگانہ ہے، کسی مخلوق کو سمیع و بصیر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان موجود ہیں۔ اب یہاں دو چیزیں ہوئیں ایک تو وہ آلہ کہ جو سننے اور دیکھنے کا مبدأ اور ذریعہ ہے یعنی کان اور آنکھ دوسرا اس کا نتیجہ اور غرض و غایت یعنی وہ خاص علم جو آنکھ سے دیکھنے اور کان کے سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جب مخلوق کو سمیع و بصیر کہا جائے گا تو اس کے حق میں یہ مبدأ اور غایت دونوں چیزیں معتبر ہوں گی، جن کی کیفیات ہم کو معلوم ہیں لیکن یہی الفاظ جب اللہ عزوجل کے متعلق استعمال کئے جائیں گے، تو یقیناً ان سے وہ مبادی اور کیفیاتِ جسمانیہ نہیں مراد لئے جا سکتے جو مخلوق کے خواص میں داخل ہیں اور جن سے جنابِ باری عزاسمہ قطعاً منزہ ہے۔ البتہ یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ سمع و بصر کا مبدأ اس ذاتِ اقدس میں بدرجۂ اتم موجود ہے اور اس کا نتیجہ یعنی وہ علم جو رویت و سماع سے حاصل ہوتا ہے اس کو بدرجۂ کمال حاصل ہے۔ رہا یہ کہ وہ مبدأ کیسا ہے اور دیکھنے اور سننے کی کیا کیفیت ہے تو ظاہر ہے کہ اس سوال کے جواب میں بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا دیکھنا اور سننا مخلوق کی طرح نہیں۔ غرض اسی طرح اس کی تمام صفات کو سمجھنا چاہیے کہ صفت باعتبار اپنے اصل مبدأ و غایت کے ثابت ہے مگر اس کی کوئی کیفیت نہیں بیان کی جا سکتی۔ اور نہ کسی آسمانی شریعت نے کبھی انسان کو اس پر مجبور کیا ہے کہ وہ خواہ مخواہ ان حقائق میں غور و خوض کر کے جو اس کی عقل و ادراک

کی دسترس سے باہر ہیں بیکار اپنے عقل و دماغ کو
پریشان کرے۔ اسی اصول پر "استوا علی العرش" کو
بھی سمجھ لیجئے۔ کہ "عرش" کے معنی تخت اور بلند مقام
کے ہیں اور "استوا" کا ترجمہ اکثر محققین نے "تمکن
و استقرار" یعنی قرار پکڑنے اور قائم ہونے سے کیا ہے
مطلب یہ ہے کہ تخت حکومت پر اس طرح قابض
ہو تاکہ نہ اس کا کوئی حصہ اور کوئی گوشہ حیطۂ اقتدار
سے باہر ہو اور نہ قبضہ و تسلط میں کسی قسم کی کوئی
مزاحمت اور گڑبڑ ہو۔ غرض سب کام اور انتظام
درست ہو۔ اب دنیا میں بادشاہوں کی تخت نشینی کا
ایک تو مبدا اور ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک
حقیقت یا غرض و غایت یعنی ملک پر پورا تسلط
اور اقتدار اور نفوذ و تصرف کی قدرت حاصل
ہونا۔ سو حق تعالیٰ کے "استوا علی العرش" میں یہ
حقیقت اور غرض و غایت بدرجۂ کمال موجود ہے
کہ تمام مخلوقات اور ساری کائنات پر پورا پورا
تسلط و اقتدار اور مالکانہ اور شہنشاہانہ تصرف و
نفوذ بے روک ٹوک صرف اسی کو حاصل ہے
آیت شریفہ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی
الَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ (پھر قرار پکڑا عرش
پر اڑھاتا ہے رات پر دن کو کہ وہ اس کے پیچھے لگا
آتا ہے دوڑتا ہوا اور آفتاب، ماہتاب اور ستارے
(سب) اس کے حکم کے تابع ہیں) اور آیۃ شریفہ۔
ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ
شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ (پھر قائم ہوا عرش
پر تدبیر کرتا ہے کام کی، کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر
اس کی اجازت کے بعد) سے بخوبی اس مضمون
پر روشنی پڑتی ہے۔ رہا "استوا علی العرش" کا مبدا
اس کی ظاہری صورت و کیفیت، پس دیگر صفات
سمع و بصر کی طرح یقیناً اس کی کوئی ایسی صورت
نہیں ہو سکتی کہ اس میں مخلوق کی صفت اور حدوث
کا ذرا سا بھی شائبہ ہو۔ پھر وہ کیونکر ہے اور کس طرح
ہے تو اس کی کیفیت کے لئے اس کے سوا کیا کہا
جا سکتا ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (نہیں ہے اس
کی طرح کا سا کوئی) ہمارا کیا مایۂ علمی کہ اس کی کیفیت
بیان کر سکیں۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا (وہ تو جو کچھ لوگوں کے

آگے پیچھے ہے سب جانتا ہے مگر لوگ اپنے علم کی اس کا احاطہ نہیں کرسکتے)۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ۹ الاستواء غیر مجھول و الکیف غیر معقول والاقرار بہ ایمان و الجحود بہ کفر رواہ ابن مرحویہ واللالکائی فی کتاب السنۃ[1] (استوا معلوم ہے اور اس کی کیفیت عقل میں نہیں آسکتی۔ اس کا اقرار ایمان ہے اور انکا کفر ہے) قاضی ابوالعلاء صاعد بن محمد نے کتاب الاعتقاد میں امام ابویوسفؒ کی روایت سے امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول نقل کیا ہے لا ینبغی لاحد ان ینطق فی اللہ تعالیٰ بشیٔ من ذاتہ ولکن یصفہ بما وصف سبحانہ بہ نفسہ ولا یقول فیہ برایہ شیئا تبارک اللہ تعالیٰ رب العلمین[2] (کسی کو یہ نہ چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کی ذات کے متعلق ذرا بھی زبان کھولے بلکہ اسی طرح بیان کرے جس طرح کہ خود اللہ سبحانہ نے اپنے لئے بیان فرمایا ہے اپنی رائے سے کچھ نہ کہے (بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو رب ہے سارے جہان کا)

بیچ ہے سے

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

پ ۱/۳ ۲۹/۱۲ ۱۱/۹ ۱۳/۷ ۱۶/۱۰ ۱۹/۳ ۲۹/۵ ۲۱/۱۴ ۳۳/۱۶ ۲۶/۱۲ ۲۷/۱۸

اِسْتَوَیْتَ ۔ تو چڑھ چکا۔ اِسْتِوَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۸/۲

اِسْتَوَیْتُمْ ۔ تم بیٹھ چکے۔ تم سوار ہوئے۔ اِسْتِوَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۵/۷

اِسْتَهْزِءُوْا ۔ تم ٹھٹے کرتے رہو۔ اِسْتِهْزَاءٌ سے جس کے معنی تمسخر کرنے اور ٹھٹھا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۱۲

اُسْتُهْزِیَ ۔ اس سے ٹھٹھا کیا گیا۔ اِسْتِهْزَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۷ ۱۳/۱۱ پ ۳/۱۴

اِسْتَهْوَتْهُ ۔ اس نے اس کو راستہ بھلا دیا۔ اِسْتَهْوَتْ اِسْتِهْوَاءٌ سے۔ جس کے معنی فریفتہ کرنے اور راستہ بھلا دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب

[1] فتح البیان ج ۳ ص ۳۰۷ طبع مصر ۱۳۰۱ھ و روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۳۲ طبع مصر۔ [2] روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۳۲

ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۱۵

اِسْتَایْئَسَ ۔ وہ ناامید ہوگیا۔ اِسْتِیْاسٌ سے جس کے معنی مایوس ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۳

اِسْتَایْئَسُوْا ۔ وہ ناامید ہوگئے۔ اِسْتِیَاسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۱۳

اِسْتَیْسَرَ ۔ وہ میسر ہوا۔ وہ آسان ہوا۔ اِسْتِیْسَارٌ سے۔ جس کے معنی آسان ہونے اور میسر ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲

اِسْتَیْقَنَتْہَا ۔ اس کا یقین کیا، اِسْتَیْقَنَتْ اِسْتِیْقَانٌ سے جس کے معنی یقین کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ پ ۱۹

اُسْجُدْ ۔ تو سجدہ کر۔ (نَصَرَ) سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ سجود کی اصل تو عاجزی کرنا اور جھکنا ہے اور اسی اعتبار سے اللہ کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کو سجود کہا جاتا ہے۔ اور یہ انسان حیوانات جمادات سب کے حق میں عام ہے۔ سجود کی دو قسمیں ہیں ایک سجود تسخیری دوسرے سجود اختیاری۔ سجودِ تسخیر تو تمام مخلوقات کے لئے ثابت ہے۔ چنانچہ آیہ شریفہ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔ اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام) جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اور جو نہ یقین لایا اس پر بھی بے اختیار اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح اور شام زمین پر پسر جاتی ہیں، یہی ہے ان کا سجدہ۔ مطلب یہ ہے کہ جواہر ہوں یا اعراض، کوئی چیز اللہ کے حکم تکوینی سے باہر نہیں ہوسکتی اور اس کے نفوذ و اختیار کے سامنے سب مطیع و منقاد اور سربسجود ہیں ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے۔ جب دن ڈھلا، سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے سرِ شام زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے لیکن سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنی طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف۔ اور سجود اختیاری صرف انسان و جن غرضکہ جملہ مکلفین کے لئے خاص ہے

جیسے آیت شریفہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا (سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی) ہماری شریعت میں سجود سے نماز کا وہ خاص رکن مراد ہے جو نماز میں ادا کیا جاتا ہے یا تلاوتِ قرآن اور شکر کے وقت انجام دیا جاتا ہے۔ پ ۲۹/۲۰ پ ۳۰/۲۱

اَسْجُدُ۔ میں سجدہ کروں، سُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ءَاَسْجُدُ میں ہمزہ اولیٰ استفہام انکاری کی ہے۔ پ ۱۵/۷ پ ۱۵/۷

اُسْجُدُوْا۔ تم سجدہ کرو، سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱/۴ پ ۹/۹ پ ۱۵/۷ و ۱۹ پ ۱۶/۱۶ پ ۱۷/۱۷ پ ۱۹/۲ پ ۲۴/۱۹ پ ۲۷/۷

اُسْجُدِیْ۔ تو (عورت) سجدہ کر۔ سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر۔ پ ۳/۱۳

اَسْحَار۔ صبح کے اوقات، سَحَرٌ کی جمع جس کے معنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کے ہیں اور اسی وجہ سے سحر صبح کے اول وقت کو کہتے ہیں۔ پ ۳/۱۰ پ ۲۶/۱۸

اِسْحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے اور اللہ تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ نبی تھے۔ خدا کے مقرب فرشتوں نے آپ کی ولادت کی بشارت آپ کے والدین کو اس وقت دی تھی جبکہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو عذاب دینے کے لئے جا رہے تھے۔ اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بڑھیا اور بانجھ ہو چکی تھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بہت ہی بوڑھے ہو گئے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورہ ہود، سورہ ابراہیم اور سورہ الذاریات میں فرشتوں کی آمد اور ان کی بشارت دینے کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث مرفوع میں آپ کو الکریم بن الکریم کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے[۱]۔ اسحٰق کے غیر منصرف ہونے کی وجہ ایک علمیت ہے دوسرے عجمہ۔ پ ۱/۱۶ پ ۳/۱۷ پ ۶/۴ پ ۷/۱۲ پ ۱۲/۷ و ۱۱ و ۱۵ پ ۱۳/۱۸ پ ۱۶/۶ پ ۱۷/۵ پ ۲۰/۱۵ پ ۲۳/۷ و ۱۳

اَسْخَطَ۔ اس نے بیزار کر دیا۔ اس نے غصہ دلایا۔ اِسْخَاطٌ سے۔ جس کے معنی بیزار کرنے اور غصہ دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲۶/۷

[۱] صحیح البخاری باب ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت۔

أَسَرَّ۔ اس نے چھپایا، آہستہ بات کی، چھپا کر کہا۔ إِسْرَارٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۳/۸ ۲۸/۱۹

أَسْرِ۔ تو رات کو لیکر چل۔ إِسْرَاءٌ سے جس کے معنی رات کو لیکر چلنے اور رات کو سفر کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۲/۷ ۱۴/۵ ۱۶/۱۴ ۱۹/۸ ۲۵/۱۲

إِسْرَارًا۔ چھپانا، آہستہ سے کوئی بات کہنا۔ بروزن إِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ ۲۹/۹

إِسْرَارَهُمْ۔ ان کا چھپا کر سرگوشیاں کرنا۔ إِسْرَارٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۶

إِسْرَافًا۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا، زیادتی کرنا بروزن إِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اصل میں اسراف ہر کام میں انسان کے حد سے تجاوز کرنے کا نام ہے مگر اس کا استعمال خرچ کے بارے میں زیادہ مشہور ہے قرآن مجید میں اپنے اپنے موقع اور محل کے لحاظ سے دونوں معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ پ ۴/۱۲

إِسْرَافَنَا۔ ہماری زیادتی، إِسْرَافٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۴

إِسْرَائِيلَ۔ بروزن ابراہیم و اسمٰعیل علیت اور عجمہ کی بنا پر غیر منصرف ہے۔ یہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے۔ عبرانی میں اس کے معنی اللہ کے برگزیدہ یا اللہ کے بندے کے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے دو نام ہوں، ایک یعقوب دوسرا اسرائیل پ ۴ ۱۶/۱

أُسَرِّحْكُنَّ۔ میں تم کو رخصت کردوں اِمْتِيِّ حُ تَسْرِيحٌ سے جس کے معنی چھوڑنے اور رخصت کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم كُنَّ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۱/۲۰

أَسْرَرْتُ۔ میں نے چھپایا۔ پوشیدہ طور پر کہا۔ إِسْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۲۹/۹

أَسْرَعُ۔ بہت جلدی کرنے والا۔ سُرْعَةٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ ۱۱/۸ ۱۴

أَسْرَفَ۔ وہ حد سے تجاوز کرگیا۔ إِسْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۶/۱۶

أَسْرَفُوا۔ انھوں نے زیادتی کی۔ إِسْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲۴/۲

أَسَرُّوا۔ انھوں نے چھپایا۔ انھوں نے پوشیدہ کیا

إِسْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۴/۶ پ ۱۱/۱۱ پ ۱۴/۱۶ پ ۱۰/۱۲ پ ۲۲/۱۰

أَسِرُّوْا ۔ تم چھپاؤ، تم چھپا کر کہو، اِسْرَارٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔ پ ۲۹

أَسَرُّوْهُ ۔ انھوں نے چھپایا۔ أَسَرُّوْا صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲

أَسَرَّهَا ۔ اس کو چھپایا۔ أَسَرَّ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو أَسَرَّ) پ ۱۳

أَسْرَهُمْ ۔ ان کی جوڑ بندی، ان کی قید کی بندش أَسْر مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۹/۲۰

أَسْرٰى ۔ وہ رات کو لے گیا، إِسْرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو أَسْرِ) پ ۱۵

أُسَارٰى ۔ قیدی، أَسِيْرٌ کی جمع جس کے معنی قیدی کے ہیں ۔ پ

أَسْرٰى ۔ قیدی، یہ بھی أَسِيْر کی جمع ہے پ ۱۰/۵

أُسِّسَ ۔ اس کی بنیاد رکھی گئی۔ تَاسِيْسٌ سے جس کے معنی بنیاد رکھنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ پ ۱۱/۲

أَسَّسَ ۔ اس نے بنیاد رکھی تَاسِيْسٌ سے ماضی کا صیغہ ۔ واحد مذکر غائب ۔ پ ۱۱/۲

إِسْطَاعُوْا ۔ وہ کر سکے، اصل میں إِسْتَطَاعُوْا تھا ت اور ط دو حرف قریب المخرج جمع ہوئے ت حذف ہو گئی (ملاحظہ ہو إِسْتَطَاعُوْا) پ ۱۶/۲

إِسْعَوْا ۔ تم دوڑو (فَتَحَ) سَعْيٌ سے جس کے معنی اصل میں تیز روی کے ہیں۔ اور اسی مناسبت سے کوشش کرنے کو بھی سعی کہتے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۸/۱۲

أَسَفًا ۔ افسوس کرنا۔ پچھتانا۔ مصدر پ ۹/۴ پ ۱۳/۱۵ پ ۱۳/۱۶

أَسْفَارًا ۔ کتابیں، سِفْرٌ کی جمع۔ جس کے معنی اس کتاب کے ہیں جو حقائق کو واضح کرتی ہے۔ پ ۲۸/۱۱

أَسْفَارِنَا ۔ ہمارے سفر، أَسْفَار سَفَر کی جمع جس کے معنی قطع مسافت کے ہیں، أَسْفَار مضاف نَا ضمیر جمع متکلم۔ مضاف الیہ پ ۲۲/۸

أَسْفَرَ ۔ وہ روشن ہوا إِسْفَارٌ سے جس کے معنی روشن ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹/۱۲

أَسْفَل ۔ سب سے نیچا، أَعْلٰی کی ضد۔ سُفُوْلٌ سے جس کے معنی نیچے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ ۱۸/۵ پ ۱/۱۰ پ ۱۸/۲۱ پ ۲۰/۳۰

أَسْفَلِيْنَ ۔ سب سے نیچے۔ أَسْفَل کی جمع پ ۱۲/۲۴ پ ۱۸/۲۳

اَسَفُوْنَا۔ انھوں نے ہم کو غصہ دلایا یعنی وہ کام
کئے جن پر عادۃً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اَسَفُوْا
اِیْسَافٌ سے جس کے معنی غصہ دلانے کے ہیں ماضی کا
صیغہ جمع مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم ۲۵/۱۱

اَسَفٰی۔ افسوس، اہلِ عرب حسرت وغم کے موقع پر
کہتے ہیں یَا اَسَفٰی (ہائے افسوس) ۱۳/۴

اَسْقِطْ۔ تو گرا دے۔ اِسْقَاطٌ سے جس کے معنی گرا دینے
کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۹/۱۱

اَسْقَیْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو پلایا۔ اَسْقَیْنَا اِسْقَاءٌ
سے، جس کے معنی سیراب کرنے اور پلانے کے ہیں
ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۲۹/۲۱

اَسْقَیْنٰکُمُوْہُ ہم نے تم کو اسے پلایا۔ اس میں ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب ہے۔ ۱۴

اَسْقَیْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو پلایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۹

اُسْکُنْ۔ تو رہا کر، تو رہ (نَصَرَ) سُکُوْنٌ سے اصل
میں تو حرکت کے نہ ہونے کو کہتے ہیں مگر اس کا استعمال
رہنے بسنے میں بھی ہوتا ہے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر ۴/۱

اَسْکَنّٰہُ۔ ہم نے اس کو ٹھیرا دیا۔ اَسْکَنَّا اِسْکَانٌ
سے۔ جس کے معنی ٹھیرانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ
جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۸

اَسْکَنْتُ۔ میں نے بسایا ہے۔ اِسْکَانٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱۳/۱۸

اُسْکُنُوْا۔ تم رہو بسو، سُکُوْنٌ سے، امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ۵/۱۲

اَسْکِنُوْھُنَّ۔ ان (عورتوں) کو گھر رہنے کے واسطے
دو، ان کو رہنے بسنے دو۔ اَسْکِنُوْا اِسْکَانٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ۲۸

اِسْلَامٌ۔ دین اسلام، تابعداری کرنا، مسلمان ہونا۔ بروزن
اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ شریعت میں اسلام کی دو قسمیں ہیں
ایک وہ جس سے انسان کی جان اور مال محفوظ ہو جائے
یعنی اسلام کا صرف زبان سے اقرار خواہ اعتقاد
ہو یا نہ ہو۔ اس کا درجہ ایمان سے نیچے ہے آیت شریفہ
قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ
قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا (کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم
ایمان نہیں لائے پر کہو کہ ہم مسلمان ہوئے) میں یہی اسلام
مراد ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زبان سے اعتراف کے ساتھ

ساتھ دل سے اعتقاد ہو عمل سے پورا کرے اور قضا و
قدر الٰہی کے آگے گردن جھکا دے۔ آیت شریفہ
مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (جو یقین کرتا
ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکمبردار ہیں) میں یہی اسلام
مراد ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
متعلق جو ارشاد ہے اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗ اَسْلِمْ قَالَ
اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (یاد کرو جب اس کو کہا
اس کے رب نے کہ حکمبرداری کر تو بولا کہ میں حکمبردار
ہوں تمام عالم کے پروردگار کا) یہاں بھی اسی دوسری
قسم کے اسلام کا ذکر ہے اس کا درجہ ایمان سے بھی
بڑھکر ہے ۳/۱۰،۱۵ ۶/۵ ۸/۲ ۲۲/۱۲ ۲۹/۹

اِسْلَامَكُمْ۔ تمہارا اسلام لانا۔ اِسْلَامٌ مضاف كُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۲۶/۱۲

اِسْلَامِهِمْ۔ ان کا اسلام لانا۔ اِسْلَامٌ مضاف
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۰/۱۶

اَسْلِحَتَكُمْ۔ تمہارے ہتیار۔ اَسْلِحَةٌ سِلَاحٌ کی
کی جمع جس کے معنی ہتیار کے ہیں۔ اَسْلِحَةٌ مضاف
كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۵/۱۲

اَسْلِحَتَهُمْ۔ ان کے ہتیار۔ اَسْلِحَةٌ مضاف هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۵/۱۲

اَسْلَفَتْ۔ وہ پہلے کر چکی۔ اس نے آگے بھیجا۔
اِسْلَافٌ سے جس کے معنی کسی کام کے اگلے وقت میں
کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۱/۸

اَسْلَفْتُمْ۔ تم آگے بھیج چکے۔ تم پہلے کر چکے۔ اِسْلَافٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲۹/۵

اُسْلُكْ۔ تو ڈال لے۔ تو داخل کر (نصر) سُلُوْكٌ
سے جس کے معنی چلنے اور داخل ہونے کے ہیں امر کا
صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۸/۴ ۲۰/۷

اُسْلُكُوْهُ۔ اس کو جکڑ دو، اس کو داخل کرو۔ اُسْلُكُوْا
سُلُوْكٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اور ہٗ ضمیر واحد
مذکر غائب ۲۹/۵

اُسْلُكِیْ۔ تو چل۔ سُلُوْكٌ سے امر کا صیغہ واحد
مونث حاضر ۱۴/۱۵

اَسْلَمَ۔ وہ اسلام لایا۔ مسلمان ہوا۔ تابعدار ہوا۔
اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱/۱۳
۳/۱۲ ۵/۱۵ ۷/۸ ۲۹/۱۱

اَسْلِمْ۔ تو حکمبرداری کر۔ اِسْلَامٌ سے۔ امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ ۱/۱۶

أُسْلِمُ۔ میں تابعدار ہوں۔ اِسْلَامٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۲۴/۱۲

أَسْلَمَا۔ دونوں نے حکم مانا۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ ۲۳

أَسْلَمْتُ۔ میں حکم بردار ہوا، میں حکم بردار ہوئی۔ اِسْلَامٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۱/۱۲ پ ۳/۱ پ ۱۹/۱۸

أَسْلَمْتُمْ۔ تم تابع ہوئے۔ تم اسلام لائے، اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳

أَسْلَمْنَا۔ ہم مسلمان ہوئے۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۲۶/۱۲

أَسْلَمُوْا۔ وہ تابع ہوئے، وہ حکم بردار ہوئے، مسلمان ہوئے۔ اِسْلَامٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۳ پ ۶ پ ۲۶/۱۲

أَسْلِمُوْا۔ حکم بردار رہو۔ اِسْلَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۴/۱۲ پ ۲۴

أَسَلْنَا۔ ہم نے بہا دیا۔ اِسَالَۃٌ سے جس کے معنی بہانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۲۲

اِسْمٌ۔ نام۔ جس سے کسی شے کی ذات معلوم کی جائے پ ۸/۳ پ ۱۷/۱۱،۱۲،۱۳ پ ۲۶/۱۲ پ ۲۷/۱۳،۱۴،۱۶ پ ۲۹/۲،۶،۷،۱۴ پ ۳۰/۱۲،۱۶،۲

أَسْمَاءٌ۔ نام۔ اِسْمٌ کی جمع پ ۱ پ ۷ پ ۹/۱۲ پ ۱۲/۱۵ پ ۱۵/۱۲ پ ۱۶ پ ۲۷/۵ پ ۲۸۔

أَسْمَائِهٖ۔ اس کے نام۔ أَسْمَاءٌ مضاف۔ ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۹/۱۲

أَسْمَائِهِمْ۔ ان کے نام، أَسْمَاءٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱

اِسْمَعْ۔ تو سن۔ سَمَاعٌ اور سَمَاعَۃٌ سے جس کے معنی سننے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۵

أَسْمَعُ۔ میں سنتا ہوں۔ سَمَاعٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۶/۱۲

أَسْمِعْ۔ کیا خوب سنتا ہے۔ قرآن مجید میں فعلِ تعجب ہو کر مستعمل ہوا ہے۔ آیت شریفہ أَبْصِرْ بِهٖ وَأَسْمِعْ میں ہے (کیا خوب دیکھتا اور سنتا ہے) پ ۱۵/۱۶

أَسْمِعْ بِهِمْ۔ کیا خوب سنتے ہیں۔ أَفْعِلْ بِهِمْ کے وزن پر ہے۔ افعالِ تعجب میں سے ہے۔ پ ۱۶/۵

اِسْمَعُوْا۔ تم سنو۔ سنتے رہو۔ سَمَاعٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲/۱۱،۱۳ پ ۴ پ ۲۸/۱۶

اِسْمَعُوْنِ۔ مجھ سے سن لو۔ اِسْمَعُوْا سَمَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی متکلم کی

محذوف ہے ۲۳

اَسْمَعَهُمْ ۔ ان کو سنا دیا۔ اَسْمَعَ اِسْمَاعٌ سے
جس کے معنی سُنا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد
مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۹

اِسْمٰعِیْلُ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ کے
سچے نبی اور رسول تھے۔ قرآن مجید نے آپ کو
صادق الوعد کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ آپ حضرت
ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم صلوٰۃ
اللہ وسلامہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے درگاہ باری میں نیک فرزند
کے عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے
آپ کی دعا قبول فرمائی اور غلام حلیم کے الفاظ
میں حضرت اسمٰعیلؑ کے تولد کی بشارت دی۔ ہمارے
پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ
ہی کی نسل سے ہیں۔

اسمٰعیل عجمی نام ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے
۱ سمع اور ۲ ایل جس کے معنی عبرانی میں ہوتے
ہیں "میری دعا سن اے اللہ" کہا جاتا ہے کہ یہی
وہ الفاظ ہیں جو طلب فرزند کی دعا کرتے وقت حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے ورد زبان تھے۔ دعا قبول ہوئی
تو آپ نے مبارک بیٹے کو اسی نام سے موسوم فرمایا۔
لیکن علامہ محمود آلوسی اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے
ہیں وارٰہ فی غایۃ البعد (مجھے یہ بات بہت
بعید معلوم ہوتی ہے) بعض نے اسمٰعیل کے عربی
معنی اللہ کے مطیع کے بیان کیے ہیں[1]۔ بہر حال اسمٰعیل
کے غیر منصرف ہونے کی وجہ علمیت اور عجمہ ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سب سے پہلے
عورتوں نے کمر پٹی باندھنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی والدہ سے سیکھا انہوں نے حضرت سارہ رضی اللہ
عنہا کی خدمت گذاری کے لئے کمر باندھی تھی تاکہ
اُن کے دل میں ان کی طرف سے جو میل پیدا ہو گیا
ہو اُسے مٹا دیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو
اور ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کو جو شیر خوار بچہ تھے۔ بیت اللہ کے نزدیک زمزم
کے اوپر مسجد کے بالائی حصہ میں ایک بڑے درخت کے

[1] ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۱ ص ۱۴۱ ۳ طبع مصر۔

پاس لیکر آئے۔ ان دنوں مکہ کی سرزمین پر نہ کوئی
متنفس آباد تھا، نہ پانی کا نام و نشان تھا حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو یہیں چھوڑا اور ان
کے پاس ایک تھیلے میں کھجور اور ایک مشکیزہ میں پانی
رکھکر روانہ ہونے لگے حضرت اسماعیل علیہ السلام
کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہنے لگیں کہ
ابراہیم ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر کہاں چلے جہاں
نہ کوئی انیس ہے اور نہ کوئی شے۔ وہ بار بار ان کو
یہی کہتی رہیں مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی
طرف متوجہ نہیں ہوئے تب کہنے لگیں کہ کیا اللہ تعالیٰ
نے تمہیں یہ حکم دیا ہے، فرمایا ہاں، کہنے لگیں تو اللہ تعالیٰ
ہمیں ضائع نہیں کرے گا اس کے بعد وہ لوٹ
آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام روانہ ہو گئے
چلتے چلتے جب ایک لیے ٹیلہ کے پاس پہنچے جہاں
سے وہ نظر نہیں آسکتے تھے تو انھوں نے بیت اللہ کی
طرف رخ کرکے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی رَبَّنَا اِنِّیْ
اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ الآیہ
یہ پوری دعا قرآن مجید میں مذکور ہے حضرت اسمعیل
علیہ السلام کو ان کی والدہ دودھ پلاتی رہیں اور
وہی پانی پیتی رہیں۔ آخر جب مشکیزہ کا پانی ختم ہو گیا
اور یہ خود اور ان کے صاحبزادے پیاس سے بیتاب
ہوئے اور انھوں نے دیکھا کہ بچہ ہاتھ پیر پٹکنے اور
بلکنے لگا تو ان سے بچہ کا بلکنا اور ہاتھ پیر پٹکنا دیکھا
نہ گیا اور اس خیال سے اٹھکر چلیں کہ بچہ کو اس
حالتِ زار میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں ان کو اپنے
سے سب سے زیادہ نزدیک صفا کی پہاڑی نظر
آئی۔ یہ اس کے اوپر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف
رخ کرکے دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی نظر پڑے مگر
کوئی دکھائی نہیں دیا۔ آخر صفا سے اتریں اور جب
وادی میں پہنچیں تو دوپٹہ کے دامن اٹھائے اور
حیران پریشان انسان کی طرح تیزی سے دوڑنے
لگیں۔ وادی کو طے کرکے مروہ پر آئیں نظر اٹھا کر
دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی دکھائی دے مگر کوئی نظر نہ
پڑا۔ غرض اسی طرح انھوں نے سات مرتبہ کیا۔
ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا "یہی وہ سعی بین الصفا والمروۃ ہے"
پھر جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انھوں نے ایک آواز
سُنی، چونک کر دل میں کہنے لگیں کہ خاموشی کر ساتھ

سننا چاہیئے، کان لگا کر سنا تو پھر آواز آئی، کہنے لگیں تم نے اپنی آواز تو سنا دی اگر تم کچھ مدد کر سکتے ہو تو کرو، اب ان کو زمزم کے موجودہ مقام پر فرشتہ نظر پڑا، اس نے اپنی ایڑی سے اس جگہ کو کھودا۔ یا بازو سے اشارہ کیا تو پانی جاری ہو گیا اور یہ اپنے ہاتھوں سے اس کے چار طرف باڑھ بنانے لگیں اور مشکیزہ میں پانی بھرنے لگیں لیکن پانی ان کے بھرنے کے بعد بھی برابر ابلتا رہا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسمٰعیلؑ کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو اسی حال پر چھوڑ دیتیں تو زمزم بہتا چشمہ ہوتا۔ پس انھوں نے خود بھی پانی پیا اور اپنے بچہ کو بھی پلایا۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ تم ضائع ہونے سے نہ ڈرو، یہ مقام بیت اللہ ہے اس کی تعمیر اس لڑکے اور اس کے باپ کے ہاتھوں انجام پائیگی، اور اللہ تعالیٰ اہل اللہ کو ضائع نہیں کرتا۔ بیت اللہ کا حصہ زمین سے ٹیلہ کی طرح مرتفع تھا نالے آتے تھے تو اس کے داہنے بائیں گزر جاتے تھے اسی زمانے میں جرہم کی ایک جماعت یا ان کا ایک

خاندان کدا (مکہ کے بالائی حصہ) سے آتے ہوئے ان کے قریب سے گزرے اور مکہ کے زیرین حصہ میں فروکش ہوئے انھوں نے جو پرندا اڑتے دیکھے تو کہنے لگے کہ یقیناً یہ پرند پانی پر منڈلا رہے ہیں۔ ہم نے تو اس وادی میں کبھی پانی نہیں دیکھا چنانچہ انھوں نے ایک یا دو آدمی اس کی تلاش میں بھیجے۔ وہ پانی پر آموجود ہوئے اور جا کر ان لوگوں کو مطلع کیا سب کے سب وہاں سے چل کھڑے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ پانی کے پاس موجود تھیں چنانچہ ان لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا آپ اپنے نزدیک اترنے کی ہم کو اجازت دیتی ہیں فرمانے لگیں ہاں لیکن تمہارا پانی میں کوئی حق نہیں ہوگا کہنے لگے بہتر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ باہمی انس کو پسند فرماتی تھیں اس لئے ان کو اجازت دینا مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ وہ لوگ یہاں فروکش ہو گئے اور باقیماندہ اہلِ خاندان کے پاس آدمی روانہ کئے کہ وہ بھی یہاں آکر اتر گئے۔ یہاں تک کہ جب وہاں بنی جرہم کے متعدد خاندان آباد ہو گئے

اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بچہ سے جوان ہوئے اور ان سے عربی زبان سیکھی تو حضرت اسمٰعیلؑ ان لوگوں کو بہت بھائے اور جوان ہونے پر بہت پسند آئے پس جب ذرا ہوشیار ہوئے تو ان لوگوں نے اپنی خاندان کی ایک لڑکی سے آپ کی شادی کردی اس اثنا میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں آپ کے نکاح کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کے لئے تشریف لائے مگر آپ کو نہ پایا آپ کی اہلیہ سے آپ کا حال دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ روزی کی تلاش میں باہر گئے ہوئے ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گزران کی کیفیت اور گھر بار کی حالت دریافت کی وہ کہنے لگی ہم تکلیف میں ہیں ہم تنگی اور سختی میں ہیں غرض اس نے حضرت سے شکایت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو سلام کہنا اور یہ کہہ دینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل ڈالو۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام لوٹ کر آئے تو آپ کو کچھ محسوس ہوا دریافت کیا کہ

کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا وہ (توہین آمیز انداز میں) کہنے لگی ہاں اس اس طرح کے ایک بڑے میاں آئے تھے انھوں نے آپ کے متعلق ہم سے دریافت کیا پس میں نے ان کو آپ کی خبر دی اس پر انھوں نے ہماری گزران کے متعلق پوچھا میں نے اپنی تنگی اور سختی سے ان کو مطلع کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے دریافت کیا پھر انھوں نے کیا حکم دیا جواب دیا کہ مجھے یہ حکم دے گئے کہ میں تم کو ان کا سلام پہنچا دوں، اور وہ یہ بھی فرما گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل ڈالئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد ماجد تھے مجھ کو یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ دوں، اس لئے تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ چنانچہ آپ نے ان کو طلاق دیدی اور ان ہی لوگوں میں سے ایک دوسری عورت سے شادی کرلی۔ تھوڑے عرصے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر تشریف لائے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پاکر ان کی اہلیہ کے پاس آئے اور ان سے آپ کے متعلق دریافت کیا وہ کہنے لگیں ہمارے لئے روزی کی تلاش

یں گئے ہوئے ہیں حضرت نے دریافت فرمایا تمہارا
کیا حال ہے گزر بسر کی کیا صورت ہے کہنے لگیں
خیریت ہے اچھی طرح گزر رہی ہے۔ خدا کا شکر ہے
آپ نے پوچھا کھانے کو کیا ملتا ہے جواب دیا گوشت
آپ نے فرمایا اور پینے کو؟ کہنے لگیں پانی آپ نے
دعا کی اللھم بارک لھم فی اللحم والماء (اے اللہ
ان کو گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان دنوں ان لوگوں
کے پاس اناج نہیں تھا ورنہ اگر اناج ہوتا تو
آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے۔ مکہ کے علاوہ
جہاں کہیں ان دونوں پر کوئی شخص اکتفا کرتا ہے
یہ موافق مزاج نہیں پڑتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا کہ تمہارے شوہر آئیں تو ان کو سلام کہنا
اور حکم دینا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ محفوظ رکھیں حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ
کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا کہنے لگیں ہاں ایک اچھی
شکل وہیئت کے ایک بزرگ تشریف لائے تھے
اور ان کی تعریف کی انہوں نے مجھ سے آپ کے
متعلق دریافت کیا میں نے ان کو اطلاع دی، پوچھنے
لگے گزران کس طرح ہے میں نے عرض کیا ہم لوگ
خوش وخرم ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا
پھر انہوں نے تم کو کچھ حکم دیا جواب دیا ہاں آپ کو
سلام کہہ گئے ہیں اور حکم دے گئے ہیں کہ اپنے دروازہ
کی چوکھٹ محفوظ رکھنا۔ آپ نے فرمایا وہ میرے والد
ماجد تھے اور تم چوکھٹ ہو مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں
تمہیں اپنے پاس سے جدا نہ کروں۔ کچھ عرصہ کے بعد
حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے۔ حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام زمزم کے قریب اسی بڑے درخت
کے نیچے بیٹھے ہوئے تیر درست کر رہے تھے انہوں نے
جو آپ کو آتے دیکھا کھڑے ہوگئے دونوں نے وہی
طرزِ عمل اختیار کیا جو ایک شفیق باپ اپنے بیٹے کے
لئے اور ایک سعادتمند بیٹا اپنے باپ کے لئے کرتا ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے اسمٰعیل
مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک حکم دیا ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ
نے عرض کیا آپ تعمیلِ حکم کیجئے آپ نے فرمایا تم
میری مدد کروگے۔ عرض کیا کرونگا۔ فرمایا مجھے خدا نے

حکم دیا ہے کہ میں یہاں بیت اللہ کی تعمیر کروں اور اس مرتفع حصۂ زمین کی طرف اشارہ کیا پھر دونوں نے مل کر بنیادیں کھڑی کیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تو پتھر ڈھوتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ عمارت بلند ہوئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مقام کا پتھر لے کر آئے اب ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر فرمانے لگے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کو پتھر لا لا کر دیتے گئے۔ اور یہ دعا دونوں کی وردِ زبان تھی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (اے ہمارے پروردگار ہمارا یہ عمل تیرے حضور قبول ہو بیشک تو ہی ہے دعاؤں کا سننے والا اور جاننے والا) غرض یہی دعا پڑھتے ہوئے دونوں مقدس باپ بیٹوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کر کے اس کا دورہ پورا کیا۔[1] حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں وھذا الحدیث من کلام ابن عباس وموشح برفع بعضہ وفی بعضہ غرابۃ وکانہ مما تلقاہ ابن عباس عن الاسرائیلیات (یہ حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے جس کا بعض حصہ کلام نبوی ہونے سے مزین ہے اور بعض حصہ میں غرابت ہے جو غالباً ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اسرائیلیات سے لیا ہے)[2] صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ پر) جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو آپ اندر داخل ہونے سے باز رہے اور حکم دیا کہ ان کو مٹا دیا جائے چنانچہ تعمیلِ ارشاد ہوئی۔ آپ کی نظر جب ابراہیم و اسمٰعیل[3][4] علیہما السلام کی تصویروں پر پڑی کہ ازلام (تقسیم کے لئے جوئے کے تیر) ان کے ہاتھوں میں ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ کی ان پر مار ہو خدا کی قسم ان میں کسی نے بھی کبھی ان تیروں سے تقسیم نہیں چاہی۔ صحیح بخاری میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے لئے اس دعا سے تعوّذ

[1] صحیح بخاری باب یزفون النسلان فی المشی [2] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۵۶ طبع مصر ۱۳۴۸ھ
[3] ملاحظہ ہو "ازلام" [4] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا"

فرماتے تھے۔ اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) بھی اسی دعا سے حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہما السلام کے لئے تعوّذ کرتے تھے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ (میں اللہ کے کلمات کاملہ کے ذریعہ ہر شیطان اور تمام جانوران گزندہ اور ہر نظر بد سے جو ضرر رساں ہو پناہ مانگتا ہوں۔)[1]

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کا واقعہ قرآن مجید میں سورۃ الصافات میں تفصیل سے مذکور ہے پ ۱ ع ۱۵ و ۱۶

پ ۳ ع ۱۴ پ ۶ ع ۲ پ ۶ ع ۱۶ پ ۱۳ ع ۱۸ پ ۱۶ ع ۷ پ ۱۶ ع ۹ پ ۲۳ ع ۲

اِسْمُہٗ۔ اس کا نام، اسم مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱ ع ۱۱ پ ۳ ع ۱۴ پ ۱۶ ع ۴ پ ۱۸ ع ۱ پ ۲۸ ع ۹

اٰسِنٌ۔ سخت بدبودار۔ اَسَنٌ سے جس کے معنی سخت بدبودار ہونے کے ہیں۔ اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ ۲۶

اَسْوَءُ۔ سب سے برا۔ سُوْءٌ سے جس کے معنی برا ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ ۲۴ ع ۱۸ و ۱

اَسْوَاقِ۔ بازاریں۔ سُوْقٌ کی جمع جس کے معنی بازار کے ہیں پ ۱۸ ع ۱۶ و ۱۷

اَسْوَدِ۔ کالا۔ سَوَادٌ سے جس کے معنی سیاہ ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ہے

اِسْوَدَّتْ۔ وہ سیاہ ہوئی۔ اِسْوِدَادٌ سے جس کے معنی سیاہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے

اَسْوِرَۃٌ۔ کنگن۔ سِوَارٌ کی جمع۔ جس کے معنی کنگن اور پہنچی کے ہیں۔ پ ۲۵

اُسْوَۃٌ۔ چال، ڈھنگ، نمونۂ عمل۔ اسم ہے۔ غیر کی پیروی و اتباع میں انسان جس چال پر ہوتا ہے اس کا نام اسوہ ہے۔ خواہ وہ اچھی ہو یا بری منفعت پہنچانے والی ہو یا ضرر رساں۔ پ ۲۱ پ ۲۸

اٰسٰی۔ میں افسوس کروں (سمع) اَسًی سے جس کے معنی سخت غمگین ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ اٰسٰی اصل میں ءَاْسٰی تھا۔ دوسری ہمزہ الف سے بدل گئی ۹

اَسِیْرًا۔ قیدی۔ اُسَارٰی اور اَسْرٰی کی جمع پ ۲۹

اِسْئَلْ۔ تو سوال کر۔ پوچھ لے۔ (فتح) سُؤَالٌ سے جس کے معنی مانگنے یا دریافت کرنے کے آتے ہیں۔ امر کا

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی۔

صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۱/۱۵ پ ۱۳/۳ پ ۱۵/۱۲ پ ۱۶/۶ پ ۱۹/۴ پ ۲۵/۱۰

اَسْئَلُكَ میں تجھ سے پوچھوں، دریافت کروں

اَسْئَلُ سُؤالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ

ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۳/۳

اَسْئَلُكُمْ۔ میں تم سے مانگتا ہوں۔ اس میں كُمْ ضمیر

جمع مذکر حاضر ہے پ ۷/۱۶ پ ۱۲/۳ و ۵ پ ۱۹/۳،۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

پ ۲۳/۱۱ پ ۲۵/۴

اِسْئَلُوا۔ تم مانگو، تم پوچھو، سُؤالٌ سے امر کا صیغہ

جمع مذکر حاضر پ ۵/۲ پ ۱۴/۱۲ پ ۱۷/۱ پ ۲۲/[illegible]

اِسْئَلُوهُمْ۔ ان سے پوچھو، ان سے دریافت کرو،

اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۷/۵

اِسْئَلُوهُنَّ، ان عورتوں سے مانگو، ان سے پوچھو

اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے۔ پ ۲۲/۴

اِسْئَلْهُ تو اس سے پوچھ، اِسْئَلْ صیغہ امر۔ هُ ضمیر

واحد مذکر غائب پ ۱۲/۱۷

اِسْئَلْهُمْ۔ تو ان سے پوچھ۔ اس میں هُمْ ضمیر

جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۹/۱۱

فصل الشین المعجمہ

اَشَاءُ۔ میں چاہوں (فتح) مَشِیْئَۃٌ سے جس کے معنی

چاہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۹/[illegible]

اَشَارَتْ۔ اس نے اشارہ کیا۔ ہاتھ سے بتلایا۔ اِشَارَۃٌ

سے، جس کے معنی اشارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ

واحد مؤنث غائب۔ پ ۱۶/۵۔

اَشْتَاتًا۔ جدا جدا۔ طرح طرح۔ شَتٌّ اور شَتَاتٌ

کی جمع جس کے معنی پراگندہ اور متفرق کے ہیں پ ۱۸/۱۴ پ ۳۰/۲۴

اِشْتَدَّتْ۔ وہ سخت ہو گئی۔ اِشْتِدَادٌ سے جس کے

معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ

واحد مؤنث غائب پ ۱۳/۱۵

اِشْتَرَوْا۔ انھوں نے مول لیا۔ انھوں نے بیچا۔

اِشْتِرَاءٌ سے۔ جس کے معنی بیچنے اور خریدنے دونوں

کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱/۲،۱۰ و ۱۱

پ ۴/۹ و ۹ پ ۵/[illegible]

اِشْتَرٰی۔ اس نے خریدا۔ اِشْتِرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ

واحد مذکر غائب پ ۱۱/۳

اِشْتَرٰهُ اس نے اس کو خرید کیا۔ اس میں هُ ضمیر

واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۱۲ پ ۱۳/۱۲

اِشْتَعَلَ شعلہ نکلا۔ اس نے آگ پکڑی۔ اِشْتِعَالٌ

ی۔ جس کے معنی شعلہ بھڑکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، یہاں مجازاً بڑھاپے سے سر سفید ہونا مراد ہے۔ ۱۶/۴

اِشْتَمَلَتْ۔ وہ مشتمل ہے۔ اِشْتِمَالٌ سے جس کے معنی مشتمل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۸/۶

اِشْتَهَتْ۔ اس نے خواہش کی۔ اس نے رغبت کی۔ اِشْتِهَاءٌ سے جس کے معنی خواہش کرنے اور رغبت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۷/۷

اَشِحَّةً۔ حریص لوگ۔ کسی چیز پر ٹوٹ پڑنے والے شَحِیْحٌ کی جمع جس کے معنی حریص کے ہیں ۲۱/۱۸

اَشَدَّ۔ نہایت سخت۔ شِدَّۃٌ سے جس کے معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ

۱/۹و۱۰ ۲/۴و۸و۹ ۵/۶و۸ ۶/۱۵ ۱۰/۱۵و۱۶ ۱۱/۱ ۱۶/۸و۱۲و۱۹

۲۰/۱۱ ۲۱/۳ ۲۲/۱۷ ۲۳/۵ ۲۴/۸و۱۰و۱۳و۱۹ ۲۵/۷ ۲۶/۶و۱۷

۲۸/۵ ۲۹/۱۳ ۳۰/۱

اَشِدَّآءُ۔ زور آور۔ شَدِیْدٌ کی جمع جس کے معنی سخت، قوی اور زور آور کے ہیں ۲۶/۱۲

اُشْدُدْ۔ تو سخت کر دے۔ تو مضبوط کر۔ (نَصَرَ، ضَرَبَ) شَدٌّ سے جس کے معنی قوی اور مضبوط کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۶/۱۲ ۱۱/۱۶

اَشُدَّکُمْ۔ تمہارا زورِ جوانی، تمہارا پورا زور۔ اَشُدَّ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اشد کے معنی ہیں قوت عقل و تمیز کا مکمل ہونا یہ واحد ہے یا جمع اس بارے میں علمائے لغت کے پانچ قول ہیں بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ آنُک کی طرح سے لفظاً اور معناً واحد ہے مگر جمع کے وزن پر آیا ہے اور ان دونوں لفظوں کی اس خصوصیت میں کوئی اور نظیر نہیں ابن الانباری وغیرہ کا یہی خیال ہے[1]۔ لیکن علامہ ابوحیان اندلسی نے سورۃ انعام کی تفسیر میں تصریح کی کہ یہ لائے اس لئے ٹھیک نہیں کہ مفردات میں کوئی لفظ جو باعتبار وضع اَفْعُلٌ کے وزن پر ہو موجود نہیں[2]

---

[1] ابوحیان نے ابن الانباری کا مختار یہی بیان کیا ہے لیکن علامہ محمود آلوسی کا بیان ہے کہ ابن الانباری نے اس کو شُدٌّ (بالضم) کی جمع بتایا ہے۔ جیسے وُدٌّ اور اَوُدٌّ ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۸ ص ۸۰ طبع مصر

[2] البحر المحیط ج ۴ ص ۲۵۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔

علامہ زمخشری سورۂ حج کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ یہ ان الفاظ جمع میں سے ہے جن کے لئے واحد کا استعمال نہیں ہوتا جیسے اَسِدَّۃٌ، قُتُودٌ، اَبَاطِیلُ وغیرہ گویا متعدد اشیا میں شدت اور قوت کا پایا جانا مراد ہے اس بنا پر بلفظِ جمع اس کا استعمال کیا گیا[۱] مگر علامہ موصوف نے جو الفاظ بطورِ مثال پیش کئے ہیں ان سب کا واحد مستعمل ہے چنانچہ اَسِدَّۃ کا سَدٌّ قُتُودٌ کا قَتَدٌ، اور اَبَاطِیلُ کا واحد بَاطِلٌ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان الفاظ کی بجائے اگر اَبَابِیلَ عَبَادِیدَ، مَذَاکِیرَ وغیرہ کو بطورِ مثال پیش کیا جاتا تو زیادہ مناسب ہے۔ بعض علما اس کو شَدٌّ کی جمع بتاتے ہیں جس کے معنی تقویت اور ارتفاع کے ہیں جیسے کَلْبٌ سے اَکْلُبٌ بعض شِدٌّ کی جمع بتاتے ہیں جیسے ذِئْبٌ سے اَذْؤُبٌ علامہ مجدالدین فیروز آبادی قاموس میں رقمطراز ہیں کہ یہ دونوں جمعیں سنی نہیں گئیں بلکہ صرف قیاس ہی قیاس ہے۔ سیبویہ جو لغت وعربیت کے امام ہیں اس کا واحد شِدَّۃٌ بیان کرتے ہیں۔ امام جوہری نے تصریح کی ہے کہ معنی کے اعتبار سے تو یہ درست ہے لیکن فِعْلَۃٌ کی جمع اَفْعُلٌ کے وزن پر آتی نہیں[۲]۔ مجدالدین فیروز آبادی بھی اس بارے میں ان کے ہمزبان ہیں لیکن ان کا اعتراض سیبویہ پر صحیح نہیں کیونکہ نِعْمَۃٌ کی جمع اَنْعُمٌ موجود ہے

جس طرح اَشُدٌّ کی لفظی تحقیق میں اختلاف ہے۔ اسی طرح ائمہ میں اس کے زمانہ کے تعین میں بھی اختلاف ہے کہ کس وقت انسان اس حالت پر پہنچتا ہے چونکہ اس زمانہ کے تعین کی بنیاد محض اجتہاد رائے اور ظنِّ غالب پر ہے اس لئے اس میں اختلاف ہونا لازمی تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی مدت پچیس سال اکابر تابعین میں سے عکرمہ کا بھی یہی قول ہے[۳]۔ بعض علماء کے نزدیک اس کی ابتدا بلوغ سے شروع ہوجاتی ہے۔ بعض اٹھارہ سال بعض تیس بعض پینتیس بعض چالیس سال پر اس کی ابتدا بتلاتے ہیں۔ قاموس میں اس کا زمانہ اٹھارہ

[۱] تفسیر کشاف ج ۳ ص ۲۶ طبع مصر ۱۳۵۴ھ　[۲] تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۱۱۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

[۳] البحر المحیط ج ۴ ص ۲۵۲۔

سال سے لیکر تیس سال کا بتایا ہے لیکن بقول زمخشری اس کی انتہائی مدت باسٹھ سال تک بیان کی گئی ہے[1] آیتِ شریف حَتّٰیٓ اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً (یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس برس کو) سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا زمانہ تیس سال پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ چالیس سال کے بعد تک باقی رہتا ہے پ۲۶ ع۲ پ۸ ع۴

اَشُدَّهٗ ۔ اس کی قوت، اور عقل وتمیز کا مکمل ہونا اَشُدَّ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۸ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۵ پ۲۰ پ۲۶

اَشُدَّهُمَا ۔ ان دونوں کا زور آور ہونا اور عقل وتمیز کا مکمل ہونا۔ اَشُدَّ مضاف۔ هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب، مضاف الیہ پ۱۶

اَشِرٌ ۔ بڑائی مارنے والا۔ بہت زیادہ اترانے والا۔ اَشَرٌ سے جس کے معنی بہت زیادہ اترانے اور بڑائی مارنے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ۔ پ۲۷ ع۹

اَشْرَارِ ۔ برے لوگ، شَرِیْرٌ کی جمع۔ جس کے معنی شرارت کرنے والے کے ہیں۔ پ۲۳ ع۱۲

اَشْرَاطُهَا ۔ اس کی نشانیاں۔ اَشْرَاطٌ شَرْطٌ کی جمع: شرط علامت اور نشانی کو بھی کہتے ہیں اَشْرَاطُ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۲۶

اِشْرَاقِ ۔ صبح۔ اِشْرَاقٌ کے اصل معنی تو روشن ہونے کے ہیں۔ یہاں صبح کا وقت مراد ہے۔ پ۲۳ ع۱۱

اِشْرَبُوْا ۔ تم پیو (سَمِعَ) شُرْبٌ سے جس کے معنی پینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۲ پ۸ پ۲۷ ع۳ پ۲۹ ع۵ ۲۲

اُشْرِبُوْا ۔ ان کو پلایا گیا۔ اِشْرَابٌ سے جس کے معنی پلانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱ ع۱۱

اِشْرَبِیْ ۔ تو پی۔ شُرْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر۔ پ۱۶

اِشْرَحْ ۔ کشادہ کر، تو کھول دے۔ (فَتَحَ) شَرْحٌ سے۔ جس کے معنی کھلنے، کھولنے اور پھیلنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶ ع۱۱

اَشْرَقَتْ ۔ وہ چمک اٹھی۔ اِشْرَاقٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اشراق) پ۲۴ ع۴

اَشْرَكَ ۔ اس نے شرک نکالا۔ اس نے شرک کیا۔

[1] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۲۴۸۔

اِشْرَاکٌ سے جس کے معنی شریک بنانے اور شریک کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب شرک کی دو قسمیں ہیں ایک شرک عظیم یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک ٹھیرانا۔ اور یہ بہت بڑا کفر ہے۔ دوسرے شرک صغیر یعنی بعض امور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کی رعایت کرنا جیسے ریا وغیرہ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شِرْکٌ) پ ۹/۱۲

أُشْرِكُ۔ میں شرک کروں۔ شریک بناؤں۔ اِشْرَاکٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۳/۱۱ پ ۱۵/۱۷ پ ۲۳/۱۰ پ ۲۹/۱۲

أَشْرَكْتَ۔ تو نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۴/۴

أَشْرَكْتُمْ تم نے شرک کیا۔ تم نے شریک بنایا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۷/۱۵

أَشْرَكْتُمُوْنِ۔ تم نے مجھے شریک بنایا اس میں ن وقایہ ہے اور ی ضمیر واحد متکلم کی محذوف ہے پ ۱۳/۱۴

أَشْرَكْنَا۔ ہم نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۸

أَشْرَكُوْا۔ انھوں نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱/۱۱ پ ۳/۱۰،۹،۷ پ ۲/۱۵ پ ۷/۱۹،۱۶،۹ پ ۸/۵ پ ۱۱/۸ پ ۱۳/۱۸،۱۱ پ ۱۶/۹

أَشْرِكْهُ۔ اس کو شریک کر۔ أَشْرِكْ اِشْرَاکٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۶/۱۱

أَشْعَارِهَا۔ ان کے بال۔ أَشْعَارٌ شَعْرٌ کی جمع جس کے معنی بال کے ہیں أَشْعَارِ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۱۴/۱۳

أَشْفَقْتُمْ تم ڈر گئے۔ اِشْفَاقٌ سے جو اصل میں اس توجہ کو کہتے ہیں جس میں ڈر موجود ہو، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیت شریفہ ءَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ (کیا تم سرگوشی کے پہلے خیرات کرنے سے ڈر گئے) میں پہلی ہمزہ استفہام تقریری کے لئے ہے پ ۲۸/۲

أَشْفَقْنَ۔ وہ ڈر گئیں۔ اِشْفَاقٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ ۲۲/۹

أَشَقُّ۔ بہت ہی سخت۔ شَقٌّ سے جس کے معنی مشقت اور سختی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ ۱۳/۱۱

أَشُقَّ۔ میں تکلیف دوں۔ میں مشقت میں ڈالوں۔ (نَصَرَ) شَقٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۲۰/۶

أَشْقَى۔ بڑا بدبخت۔ بڑا بدقسمت شَقَاوَةٌ سے

جس کے معنی بدبختی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

اَشْقٰھَا۔ اس کا بڑا بدبخت، اَشْقٰی مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ یہاں قومِ ثمود کے اس بڑے بدبخت کا تذکرہ ہے۔ جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اس کا نام قدار ابن سالف تھا۔ قدار بروزن غلام اس کے معنی اصل میں اونٹ ذبح کرنے والے کے ہیں۔ اہلِ عرب میں یہ نحوست میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے فلان اشأم من قدار (یعنی فلاں شخص قدار سے بھی زیادہ منحوس ہے) صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اثنائے خطبہ میں اس ناقہ اور اس کے کونچ کاٹنے والے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بے مثل سخت خبیث اور مفسد اور جو اپنی قوم میں صاحبِ شوکت و قوت تھا جیسے ابوزمعہ ہے وہ اس ناقہ کا خاتمہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔[۵۱]

امام احمد، ابن ابی حاتم، بغوی، طبرانی، ابنِ مردویہ، حاکم نیز ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تمہیں اشقی الناس (سب سے زیادہ بدبخت شخص) کو نہ بیان کروں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا ضرور، فرمایا دو شخص ہیں ایک قومِ ثمود کا سرخ رنگ کا انسان جس نے ناقہ کی کونچیں کاٹی۔ دوسرا وہ جو تمہارے سر پر ضرب لگائیگا کہ اس سے تمہاری ڈاڑھی تر ہو جائیگی۔[۵۲] مگر اس روایت کے ایک راوی محمد بن خثیم المحاربی کو امام بخاری ضعفا میں شمار کرتے ہیں علاوہ ازیں اس کے راویوں کا آپس میں سماع بھی ثابت نہیں ہوتا۔[۵۳]

اَشْکُرُ۔ میں شکر کروں۔ (نَصَرَ) شُکْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ شکر کے معنی ہیں نعمت کو یاد رکھنا اور اس کا اظہار کرنا۔ کفر کی ضد ہے جس کے معنی نعمت کو بھولنے اور اس کو چھپانے کے ہیں۔ شکر کی تین قسمیں ہیں۔ شکرِ قلب یعنی دل میں نعمت کا دھیان رکھنا۔

---

[۵۱] صحیح بخاری کتاب الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاھم صالحاً۔ [۵۲] تفسیر فتح القدیر ج۵ ص ۴۴۸ طبع مصر ۱۳۴۸ھ۔ [۵۳] ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۲ طبع مصر ۱۳۲۵ھ۔

شکرِ لسان یعنی زبان سے نعمت دینے والے کی ثنا کرنا
بقیہ تمام اعضاء وجوارح کا شکر یعنی بقدرِ استحقاق
نعمت کی مکافات کرنا۔ ءَاَشْكُرُ میں ہمزہ اولیٰ استفہام
تقریری کے لیے ہے۔ پ ۱۹/۱۸ و پ ۲۶/۲

اُشْكُرْ ۔ تو حق مان۔ شکر کر۔ شُكْرٌ سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۱/۱۱

اُشْكُرُوْا ۔ تم شکر کرو، احسان مانو، حق مانو، شُكْرٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۲۸

اَشْكُوْ ۔ میں کھولتا ہوں۔ شَكْوٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد متکلم۔ شکو کے معنی اضطراب اور غم کے اظہار اور
بیان کرنے کے ہیں۔ اصل میں شَكْوَةٌ (چھوٹا سا مشکیزہ)
کے کھولنے کو شکو کہتے ہیں پھر بطورِ استعارہ اظہار
غم والم میں استعمال ہونے لگا۔ پ ۱۳

اِشْمَاَزَّتْ ۔ وہ رک گئی۔ اس نے نفرت کی اِشْمِئْزَازٌ
سے جس کے معنی ہیں غم وغصہ سے اس طرح بھر جانا کہ چہرے
سے رکاوٹ اور نفرت کا اظہار ہونے لگے۔ ماضی کا
صیغہ واحد مونث غائب پ ۲۴

اَشْهَادُ ۔ گواہی دینے والے، گواہ، یہ یا تو شَاهِدٌ کی
جمع ہے جیسے صَاحِبٌ کی اَصْحَابٌ یا شَهِيْدٌ کی
جیسے شَرِيْفٌ کی اَشْرَافٌ پ ۱۲ پ ۲۴

اُشْهِدُ ۔ میں گواہ کرتا ہوں۔ اِشْهَادٌ سے جس کے معنی
گواہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۲

اَشْهَدُ ۔ میں گواہی دونگا (سَمِعَ، کَرُمَ) شَهَادَةٌ سے
جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
متکلم۔ پ ۷

اِشْهَدْ ۔ تو گواہ رہ۔ شَهَادَةٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر پ ۳ پ ۱۲ پ ۵

اَشْهَدْتُّهُمْ ۔ میں نے ان کو شاہد بنایا۔ میں نے ان کو
دکھلایا۔ اَشْهَدْتُ اِشْهَادٌ سے ماضی کا صیغہ واحد
متکلم اور هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۵

اَشْهِدُوْا ۔ گواہ کرلیا کرو۔ گواہ کرلو۔ اِشْهَادٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳ پ ۱۲ پ ۲۸

اِشْهَدُوْا ۔ تم گواہ رہو۔ شَهَادَةٌ سے امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ ۳ ع ۱۵/۱۶

اَشْهَدَهُمْ ۔ ان سے اقرار کرایا، ان کو گواہ بنایا۔ اَشْهَدَ
اِشْهَادٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب۔ پ ۹

اَشْهُرٌ ۔ مہینے۔ شَهْرٌ کی جمع جس کے معنی مہینہ کے

ہیں۔ پ۲ (۹، ۱۲ و ۱۳) پ۷ پ۲۵
اَشْیَاءَ۔ باتیں۔ شَیْءٌ کی جمع۔ جس کے معنی ہر اس چیز کے ہیں جو جانی جاسکے اور اس کے متعلق خبر دی جاسکے پ۷

اَشْیَاءَهُمْ۔ ان کی چیزیں۔ اَشْیَاءَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۸ پ۱۲ پ۱۹

اَشْيَاعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ والے۔ تمہارے طریقے والے اَشْيَاعٌ شِيعَةٌ کی جمع جس کے معنی متبعین اور انصار کے ہیں اشیاع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۷

اَشْيَاعِهِمْ۔ ان کے طریقے والے۔ ان کے ساتھی اَشْيَاعٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۲

فصل الصاد المهملة

اَصَابَ۔ وہ پہنچا۔ وہ آپڑا۔ اس نے پالیا۔ اِصَابَةٌ سے جس کے معنی پا لینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱ پ۸ پ۱۲ پ۱۹ پ۲۵

اَصَابَتْ۔ وہ جا لگی۔ اِصَابَتٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۳

اَصَابَتْكُمْ۔ وہ تم کو پہنچی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۴ پ۵، پ۷

اَصَابَتْهُ۔ اس کو پہنچ گئی، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱۲

اَصَابَتْهُمْ۔ ان کو پہنچی۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۴ پ۵ ۔

اَصَابِعَهُمْ۔ ان کی انگلیاں۔ اِصْبَعٌ کی جمع جس کے معنی انگلی کے ہیں۔ اَصَابِعَ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱ پ۲۹

اَصَابَكَ۔ تجھ کو پہنچا۔ اَصَابَ صیغہ ماضی۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۵ پ۲۱

اَصَابَكُمْ۔ تم کو پیش آیا۔ تم کو پہنچا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۴ پ۵ پ۲۵

اَصَابَهٗ اس کو پہنچا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۳ پ۱۲

اَصَابَهَا۔ اس پر آپڑا۔ اس پر پہنچا۔ اس کو آلیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مونث غائب ہے۔ پ۳

اَصَابَهُمْ۔ ان کو پہنچا۔ ان پر پڑا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۴ پ۷ پ۱۰ پ۱۲ پ۱۴ پ۲۲ پ۲۵

اَصَالِ۔ شام، شام کے وقت۔ زجاج، اخفش، جوہری، مجد الدین فیروز آبادی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ اَصِیْلٌ

کی جمع ہے۔ فراء، ازہری، ابوبکر سجستانی کے خیال میں یہ اُصُلٌ کی اور اُصُلٌ اَصِیْلٌ کی جمع ہے۔ اَصِیْلٌ کے متعلق جوہری کا بیان ہے کہ عصر کے بعد سے لیکر مغرب کے وقت تک کو کہتے ہیں۔ پس اس اعتبار سے یہ جمع الجمع ہے نہ کہ جمع قلت۔ اور ازہری نے تصریح کی ہے کہ یہ اَصِیْلٌ کی جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ فَعِیْلٌ کی جمع اَفْعَالٌ کے وزن پر نہیں آتی۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یَمِیْنٌ کی جمع اَیْمَانٌ موجود ہے۔ علامہ ابوحیان اندلسی تفسیر البحر المحیط میں سورہ اعراف میں لکھتے ہیں کہ اٰصَالٌ کے متعلق اس دعویٰ کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ جمع الجمع ہے کیونکہ اُصُلٌ گو اَصِیْلٌ کی جمع ہو سکتی ہے جیسے کَثِیْبٌ کی جمع کُثُبٌ مگر ثابت یہی ہے کہ اُصُلٌ مفرد ہے۔ ان کے خیال میں اٰصَالٌ یا تو اُصُلٌ کی جمع ہے جس کے معنی شام کے وقت کے ہیں جیسے عُنُقٌ اور اَعْنَاقٌ (علامہ زمخشری نے بھی کشاف میں سورہ نور کی تفسیر میں یہی خیال ظاہر کیا ہے) یا اَصِیْلٌ کی جمع ہے جیسے یَمِیْنٌ اور اَیْمَانٌ۔[1] پ۹/۱۴ پ۱۳/۸ پ۱۶/۱۱

اَصْبُ۔ میں مائل ہو جاؤں گا۔ (نَصَرَ) صَبْوَۃٌ سے جس کے معنی مائل ہونے اور مشتاق ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَصْبُ اصل میں اَصْبُوْ تھا واو عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ پ۱۲/۱۲

اِصْبَاح۔ صبح کی روشنی۔ اصل میں مصدر ہے بروزن اِفْعَالٌ جس کے معنی صبح کرنے کے آتے ہیں اور صبح کا نام بھی ہے یہاں نام ہی مراد ہے۔ پ۷/۱۸

اَصَبْتُمْ۔ تم پہنچا چکے۔ اِصَابَۃٌ سے جس کے معنی پہنچنے۔ پالینے، اور پہنچا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۴/۸

اَصْبَحَ۔ لگا۔ ہو گیا۔ اس نے صبح کی۔ اس کو صبح ہوئی افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے جس کے معنی صبح کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۶/۹ پ۱۵/۱۷و۱۸ پ۳۰/۳و۵و۱۱ پ۲۹/۲

اَصْبَحَتْ۔ وہ ہو گئی۔ اس نے صبح کی۔ افعالِ ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث

---

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ قاموس، البحر المحیط ج ۴ ص ۴۳۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ روح المعانی ج ۹ ص ۱۲۷ طبع مصر۔ نزہۃ القلوب فی غریب القرآن للسجستانی ج ۱ ص ۱۴ طبع مصر برحاشیہ تبصیر الرحمٰن للمہایمی۔ تفسیر کشاف ج ۲ ص ۷۸ طبع مصر ۱۳۵۳ھ۔

غائب پ ۲۹

اَصْبَحْتُمْ۔ تم ہوگئے۔ تم نے صبح کی۔ افعالِ ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴ پ ۲۴

اَصْبَحُوْا۔ وہ ہوگئے۔ انھوں نے صبح کی۔ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶ پ ۸ پ ۱۲ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۶ پ ۲۹

اِصْبِرْ۔ تو صبر کر۔ استقلال سے رہ۔ اپنے آپ کو روکے رکھ۔ (ضَرَبَ) صَبْرٌ سے جس کے معنی نفس کو عقل و شرع کے مطابق روکے رکھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۲۱ پ ۲۳ پ ۲۴ پ ۲۶ پ ۲۷ پ ۲۹

اِصْبِرُوْا۔ تم صبر کرو۔ صَبْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴ پ ۹ پ ۱۰ پ ۱۳ پ ۲۳ پ ۲۷

اَصْبَرَهُمْ۔ وہ کس قدر صبر کرنے والے ہیں۔ آیت میں فَمَآ اَصْبَرَهُمْ ہے جو افعالِ تعجب میں سے ہے۔ پ ۲

اَصَبْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو آلیا۔ اَصَبْنَا اِصَابَۃٌ سے

ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۹

اَصْحٰبٌ۔ ساتھی۔ رفیق۔ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی ساتھی اور کبھی مالک کے بھی آتے ہیں پ ۱۵

اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۔ کھائیاں کھودنے والے اصحاب الاخدود (کھائیوں والوں) سے خدا کے وہ دشمن مراد ہیں جنھوں نے گڑھوں اور کھائیوں میں آگ دھکا کر اللہ کے پرستاروں کو نذرِ آتش کیا تھا۔ تاریخِ عالم میں اس قسم کے واقعات بارہا رونما ہوچکے ہیں۔ اسی بنا پر اصحاب الاخدود کی تعیین میں مفسرین و اربابِ تاریخ نے مختلف واقعات نقل کئے ہیں قدما میں عبدالرحمٰن بن جبیر، سدی اور مقاتل بھی اس سلسلہ میں تعددِ واقعات ہی کے قائل ہیں[1] متاخرین میں ملا عصام الدین نے تصریح کی ہے کہ لعل جمیع ما روی فی ذلک واقع والقرآن ﷺ ایمل لہ (غالباً اس سلسلہ میں جتنے واقعات بیان کئے گئے وہ سب واقع ہوئے۔ اور قرآنِ عظیم میں (اصحاب الاخدود کے الفاظ) ان سب پر مشتمل ہیں)[2]۔ لیکن عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید۔ مسلم

[1] ملاحظہ ہو تفسیر ابنِ کثیر ج ۱۰ ص ۹۹۔ طبع مصر ۱۳۰۲ء برحاشیہ فتح البیان۔ [2] روح المعانی محمود آلوسی ج ۳۰ ص ۸۹ طبع مصر

نسائی، ترمذی اور طبرانی نے جو روایت اس سلسلہ میں الفاظ کے معمولی تغیر اور خفیف سی کمی بیشی کے ساتھ حضرت صہیب سے مرفوعاً نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ اگلے وقتوں میں ایک کافر بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر رہتا تھا جب جادوگر کا آخری وقت ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اگر کوئی ہوشیار اور ہونہار لڑکا میرے سپرد کیا جائے تو اچھا ہو کہ میں اس کو اپنا یہ علم سکھلا دوں چنانچہ بادشاہ نے ایک لڑکا اس کام کے لئے اس کے پاس بھیجا۔ راستہ میں ایک راہب رہتا تھا لڑکا اس کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سن کر پسند کرتا۔ اسی زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور (شیر یا اژدہے) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے لڑکے نے کہا کہ آج معلوم ہو جائے گا کہ راہب افضل ہے یا جادوگر۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر ہاتھ میں لیکر دعا کی کہ یا اللہ اگر بجائے جادوگر کے راہب کا دین تجھے پسند ہو تو اس جانور کا کام تمام کر دے تاکہ لوگ اپنا اپنا راستہ لیں یہ کہکر پتھر پھینکا، خدا نے اس جانور کا کام تمام کر دیا اور سب لوگ اپنے اپنے

راستے چل نکلے۔ لڑکے نے سارا واقعہ راہب سے کہہ سنایا۔ راہب نے سن کر کہا، بیٹا اب تم مجھ سے بھی افضل ہو کہ تمہارا معاملہ اس درجہ پہنچ گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اللہ تعالیٰ تم کو ابتلا اور آزمائش میں ڈالے گا۔ اب لڑکے کی دعا سے نابینا کوڑھی اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین نابینا تھا اس نے جو سنا تو بہت سے تحفہ تحائف لے کر لڑکے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دے تو یہ سب تیرا ہی ہے لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا۔ شفا دینے والا تو اللہ ہے اگر تو ایمان لے آئے تو میں اللہ سے دعا کروں وہ تجھے شفا دیدے چنانچہ وہ ایمان لے آیا اور اسے شفا ہو گئی۔ وہ جب بادشاہ کے پاس آکر بیٹھا تو اس نے دریافت کیا کہ تجھے دوبارہ بینائی کس نے دی۔ اس نے کہا میرے رب نے۔ بادشاہ کہنے لگا کہ کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ ہے اس پر وہ بہت برہم ہوا اور اس شخص کو گرفتار کر کے طرح طرح کی اذیتیں دینے لگا۔ آخرکار اس نے لڑکے کا پتہ دیا چنانچہ لڑکا لایا گیا۔ بادشاہ اس سے کہنے لگا کہ

اب تو تیر اجادو اس درجہ چلنے لگا کہ اس سے کوڑھی اور نابینا تک اچھے ہونے لگے، لڑکے نے جواب میں کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا اللہ شفا دیتا ہے اس پر اس نے لڑکے کو بھی پکڑ کے ستانا شروع کیا۔ اس نے راہب کا واقعہ کہہ سنایا۔ اس پر راہب طلب کیا گیا بادشاہ نے راہب سے کہا کہ تو اپنا مذہب چھوڑ دے راہب کے انکار پر بادشاہ نے اس کو آرہ سے چروا دیا، اور یہی حال اپنے اس ہم نشین کا کیا۔ اب لڑکے کی باری آئی اور جب اس نے بھی مذہب کے چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو کسی اونچے پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے مگر خدا کی قدرت جو لوگ اس کو لیکر گئے تھے سب پہاڑ سے گر گر ہلاک ہوئے اور لڑکا صحیح و سالم بچ کر نکل آیا پھر بادشاہ نے اس کو دریا میں ڈبونے کا حکم دیا وہاں بھی یہی صورت پیش آئی کہ لڑکا صاف بچ کر نکل آیا اور جو لیکر گئے تھے وہ سب دریا میں ڈوب گئے۔ آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ میں خود اپنے مرنے کی ترکیب بتلاتا ہوں تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر، ان کے سامنے مجھے سولی پر لٹکا اور یہ لفظ کہہ کر مجھ پر

تیر چلا بسم اللہ رب الغلام (اس اللہ کے نام پر جو لڑکے کا رب ہے) چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا، تیر لڑکے کی کنپٹی پر بیٹھا لڑکے نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور اپنے رب کے نام پر قربان ہو گیا۔ لوگوں نے جو یہ دیکھا تو بیساختہ پکارا ٹھے آمنا برب الغلام آمنا برب الغلام (ہم سب لڑکے کے رب پر ایمان لائے) مصاحبوں نے بادشاہ کے کان بھرے کہ لیجئے جس کا آپ کو کھٹکا تھا وہی ہوا، اب تو سب ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے برافروختہ ہو کر سرِ راہ خندقیں کھدوائیں اور ان کو آگ سے دہکا کر اعلان کیا کہ جو شخص دینِ اسلام سے نہ پھریگا اس کو ان خندقوں میں جھونک دیا جائے گا۔ مومنین نے اس حکم کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور اس بدبخت بادشاہ نے ان نیک بختوں کو آگ میں جھونک دیا۔ ایک ایماندار عورت جس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا جب لائی گئی تو آگ میں گرتے دیکھکر ذرا گھبرائی مگر بچہ نے فوراً خدا کے حکم سے آواز بلند کی کہ اماں جان صبر کر تو حق پر ہے۔ ابنِ اسحٰق نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں نجران میں ایک ویرانے کو ایک شخص نے کسی ضرورت سے کھودا تو اس لڑکے کی لاش کو اس

حال میں پایا کہ ہاتھ اسی طرح کنپٹی پر رکھا تھا، جب ہاتھ وہاں سے ہٹایا جاتا تو خون بہہ نکلتا اور جب چھوڑ دیا جاتا تو اسی زخم پر جا کر ٹک جاتا۔ [1]

(ملاحظہ ہو لفظ اُخْدُوْدِ) ب۔ت

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ۔ اعراف والے۔ اصحاب اعراف کون ہیں؟ ان کے متعلق مفسرین میں اختلاف ہے قرطبی وغیرہ نے اس بارے میں بارہ اقوال نقل کئے ہیں ان اقوال کی قدر مشترک کے اعتبار سے تین قسمیں قرار دی جا سکتی ہیں۔

(۱) اصحاب اعراف سے خدا کے بعض ممتاز اور برگزیدہ بندے مراد ہیں، اس خیال کے موئدین کے بھی مختلف اقوال ہیں (۱) امام ابن جریر طبری نے بسند صحیح مشہور تابعی ابو مجلز سے روایت کی ہے کہ یہ فرشتے ہیں جو اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتے ہیں حافظ ابن کثیر نے تفسیر سورۂ اعراف میں ان کے اس قول کو غریب اور قرآن مجید کے ظاہر سیاق کے خلاف بتلایا ہے [2]۔ اور اس کی غرابت کی وجہ صاف ظاہر بھی ہے کہ علاوہ جمہور کی رائے کی مخالف ہونے کے قرآن مجید میں اصحاب اعراف کے لئے رجال کا لفظ مستعمل ہوا ہے ارشاد ہے وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ (اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لیں گے ہر ایک کو اس کی نشانی سے) اور فرشتوں کو نہ مرد کہا جاتا ہے نہ عورت۔ مشہور معتزلی علامہ ابو مسلم اصفہانی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ وہ اس وقت مردوں کی صورت میں ہوں گے اس لئے قرآن مجید نے ان کو رجال (مرد) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے [3]۔ لیکن جواب تکلف سے خالی نہیں۔ (۲) زجاج کا خیال ہے کہ ان سے مراد انبیاء ہیں [4]۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے اظہار شرف و علو مرتبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو تمام اہل قیامت سے ممتاز کرنے کے لئے ایسے بلند مقام پر متمکن فرمائیگا جہاں سے وہ تمام جنتیوں اور دوزخیوں کو ملاحظہ کر سکیں گے اور ان کے حالات اور عذاب و ثواب کی کیفیت اور مقدار کو بخوبی دیکھ سکیں گے۔

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۰۳، ۴۰۵ طبع مصر و روح المعانی ج ۳۰ ص ۸۸۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷ طبع مصر ۱۳۰۱ھ
[3] روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۸۔ [4] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸۔

(۳) زہری کا بیان ہے کہ یہ ہر امت کے وہ نیک لوگ ہیں جو قیامت کے روز لوگوں کے متعلق شہادت دیں گے۔ نحاس[1] نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔[2]

(۴) علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اصحاب اعراف حضرات عباس، حمزہ، علی اور جعفر ذوالجناحین رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ پل صراط پر ایک مقام پر بیٹھے ہوں گے اور اپنے سے محبت رکھنے والوں کو ان کے چہروں کی درخشندگی اور بغض رکھنے والوں کو ان کی روسیاہی کی بناء پر شناخت کریں گے۔ علامہ رشید رضا تفسیر المنار میں روح المعانی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ولم نرہ فی شئی من کتب التفسیر المأثور والظاھر انہ نقلہ عن تفاسیر الشیعۃ (ہم نے اس روایت کو تفسیر ماثور کی کسی کتاب میں نہیں پایا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آلوسی نے اس کو تفاسیر شیعہ سے نقل کیا ہے) علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ اصحاب اعراف تو تمام جنتیوں اور دوزخیوں کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے اور ان میں باہم تمیز کریں گے یا ان کے متعلق شہادت دیں گے اور ان بزرگوں کے پل صراط پر بیٹھ کر اپنے سے بغض رکھنے والے بنی امیہ یا حضرت علیؓ سے عداوت رکھنے والے منافق اور خارجیوں کی شناخت کرنے سے کیا فائدہ۔ پھر کہاں پل صراط اور کہاں اعراف غرض یہ قول نظم و سیاق کلام اللہ سے سراسر بعید ہے۔[3] پھر خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح اس کے خلاف تمام تفاسیر میں موجود ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں دونوں برابر ہیں۔

(۵) مشہور تابعی اور مفسر مجاہد کا بیان ہے کہ صلحاء امت میں سے فقہاء اور علماء کی جماعت مراد ہے اس خیال کا منشا بھی درحقیقت وہی ہے جو تیسرے

---

[1] روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۸ طبع مصر [2] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸۔

[3] ملاحظہ ہو تفسیر المنار۔ ج ۸ ص ۴۲۲۔ واضح رہے کہ اس روایت کو صرف آلوسی ہی نقل نہیں کرتے بلکہ اور علماء بھی بیان کرتے ہیں چنانچہ ابو حیان اندلسی نے البحر المحیط میں اور شوکانی نے فتح القدیر میں اس کا ذکر کیا ہے۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اس روایت کے متعلق ثعلبی کا حوالہ دیا ہے جو موضوعات کا انبار ہے۔ ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۴ ص ۳۰۲ فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸ حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۲ ص ۱۴۶ طبع مصر ۱۳۵۳ھ

قول کا ہے۔ چونکہ اس قول کی بظاہر کوئی دلیل نہیں اس لئے حافظ ابنِ کثیر نے اس کے متعلق تصریح کی ہے کہ یہ قول غرابت سے خالی نہیں[۱]۔

(۲) ایک خاص صفت کے لوگ جو نہ اہلِ جنت میں سے ہیں نہ اہلِ دوزخ میں سے بلکہ ان دونوں کے درمیانی مقام اعراف میں ہیں۔ رہا یہ کہ وہ خاص صفت کے لوگ کون ہیں، ان کے تعین میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ (۱) عبد العزیز بن یحییٰ الکنانی کا بیان ہے کہ یہ لوگ اہل فترت[۲] ہیں جنھوں نے اپنے دین کو نہیں بدلا۔ علامہ خازن اس قول کو بیان کرکے لکھتے ہیں وفیہ بعد لان اخرام اصحاب الاعراف الی الجنۃ وھؤلاء الذین ماتوا علی الفترۃ اللہ اعلم بحالھم (اس قول میں بعد ہے کیونکہ اصحاب اعراف آخرکار جنت ہی میں ہوں گے اور جو لوگ فترت پر مرے ان کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے[۳]) (۲) بعض علماء کا خیال ہے کہ اصحابِ اعراف مومنین جن ہیں۔ ابن عساکر، بیہقی، ابوسعید الکنجرودی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں ایک مرفوع روایت نقل کی ہے لیکن حافظ ذہبی کی اس روایت کے متعلق تصریح ہے ھذا حدیث منکر جدا (یہ روایت سخت منکر ہے)[۴] (۳) بعض کے نزدیک مشرکین کی وہ اولاد مراد ہے جو سنِ طفولیت ہی میں انتقال کر گئی۔ لیکن اطفالِ مشرکین کے متعلق بخاری کی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو جنت میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ دیکھا ہے[۵]۔ (۴) بعض ان کو اولادِ زنا بتاتے ہیں (۵) بعض کے خیال میں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس پر اتراتے اور غرور کرتے ہیں۔ علامہ رشید رضا لکھتے ہیں کہ ان دونوں اقوال کی قطعی کوئی وجہ نہیں ہے[۶] (۶) عمرو بن جریر کی مرسل حدیث میں بسند حسن مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ

---

[۱] تفسیر ابنِ کثیر ج ۲ ص ۱۹۷۔ [۲] فترت کی تشریح کے لئے ملاحظہ ہو فترۃ ۱۲ [۳] لباب التاویل للخازن ج ۲ ص ۱۹۲ طبع مصر۔ [۴] ابن عساکر اور بیہقی سے تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷ میں یہ روایت منقول ہے اور ابوسعید الکنجرودی سے علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں نقل کی ہے ذہبی کی تصریح بھی عینی ہی میں مذکور ہے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۸۷ طبع مصر باب ذکر الجن وثوابہم وعقابہم [۵] صحیح بخاری باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح۔ [۶] تفسیر المنار ج ۸ ص ۴۳۲۔

وہ لوگ ہیں جن کا فیصلہ بندوں میں سب سے آخیر میں ہوگا۔ جب اللہ رب العالمین دوسرے بندوں کا فیصلہ کر چکے گا تو ان سے مخاطب ہوگا کہ تمہاری نیکیوں نے تم لوگوں کو آگ سے تو نکالا مگر تم جنت میں داخل نہ ہوسکے اس لئے اب تم میرے آزاد کردہ ہو لہٰذا جنت میں جہاں چاہو کھاؤ پیو۔[51] مگر یہ صحیحین کی اس حدیث کے معارض ہے جو حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ سب سے آخیر میں جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو آگ میں جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنھوں نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کریگا۔ اہل جنت ان لوگوں کے متعلق کہیں گے یہ عتقاء الرحمٰن (اللہ کے آزاد کردہ) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور خیر کے جنت میں داخل کیا۔[52]

(۳) وزنِ اعمال کے بعد جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جن کی برائیاں زیادہ ہوں گی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور جن کی نیکیاں اور بدیاں بالکل برابر رہیں گی وہ اصحابِ اعراف ہیں۔ حافظ ابوبکر بن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت مرفوعاً نقل کی ہے اس میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اسی طرح سعید بن منصور، ابنِ جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد الرحمٰن مزنی رضی اللہ عنہ سے اور ابنِ ماجہ نے حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے اس سلسلہ میں جو مرفوع روایتیں نقل کی ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحابِ اعراف اور ان لوگوں کے متعلق جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں جب سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور اللہ کے راستہ میں شہید ہوگئے ان روایات سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے کیونکہ درحقیقت یہ شہدا بھی اس کلیہ میں داخل ہیں کہ ان کی نیکی بدی برابر ہے۔ جمہور نے کثرتِ روایات کی بنا پر اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہی حضرت ابن مسعود، حذیفہ، ابنِ عباس رضی اللہ عنہم اور اکثر سلف وخلف سے منقول ہے۔[53]

۵۱ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷ - ۵۲ مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعہ - ۵۳ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۵ -

قرآن مجید کی آیت شریفہ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ (اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو (جنتیوں اور دوزخیوں میں سے) ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنتیوں کو پکار کر سلام علیکم کہیں گے (اعراف والے) خود ابھی جنت میں نہیں گئے مگر وہ جنت میں جانے کی توقع کر رہے ہیں) سے پتہ چلتا ہے کہ انجام کار اصحاب اعراف بھی جنت میں چلے جائیں گے۔ بعض روایات سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے اور یہ ویسے بھی ظاہر ہے کہ جب گنہگار مومن بندے جن کی نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہیں یا سرے سے جن سے گناہ ہی گناہ سرزد ہوئے اور بجز ایمان کے ان کے پاس کوئی نیکی نہیں جہنم سے نکل کر آخر کار جنت میں داخل ہوں گے تو اصحاب اعراف جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں ان سے پہلے داخل ہونے چاہئیں یہ لوگ اہل جہنم اور اہل جنت کے درمیان ہونے کی وجہ سے دونوں طبقے کے لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے اچھی طرح پہچانتے ہوں گے جنتیوں کو ان کے روشن اور تابناک چہروں سے اور دوزخیوں کو ان کی روسیاہی اور بدہیئت ہونے سے اہل جنت کو دیکھ کر سلام کریں گے جو بطور مبارکباد ہوگا اور چونکہ خود ابھی جنت میں داخل نہیں ہوسکے اس لئے اس کی طمع اور آرزو کریں گے جو بالآخر پوری کر دی جائے گی۔ غرض جنت و دوزخ کے بیچ میں ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی حالت امید و بیم کے درمیان ہوگی ادھر دیکھیں گے تو اللہ کی رحمت سے امیدوار ہو کر اس کے داخلہ کی طمع کریں گے اور ادھر نظر پڑیں گی تو اس کے عذاب سے ڈر کر پناہ مانگیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں ان گنہگار لوگوں کے زمرہ میں داخل نہ کرنا۔ ۳۶/۱۴

أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ[ط۱] بن کے رہنے والے۔ ایکہ کے لوگ۔ أَصْحَابُ مضاف الْأَيْكَةِ مضاف الیہ ان لوگوں میں شرک اور بت پرستی کے علاوہ ڈنڈی مارنا۔ کم تولنا اس کا بڑا رواج تھا۔ ان ہی خرابیوں کی اصلاح کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے

ط۱ ایکہ کے لئے دیکھو ایکۃ

گئی لیکن انھوں نے ان کی ایک نہ سنی اور بالآخر عذاب الٰہی سے ہلاک ہو کر رہے۔ ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدین اور اصحاب ایکہ دو امتیں ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا[1]۔ مفسرین سلف وخلف کی اکثریت اسی جانب مائل ہے کہ مدین اور اصحاب ایکہ دو جداگانہ قومیں تھیں۔ تاریخ طبری اور مستدرک حاکم میں قتادہ[2] سے جو مشہور تابعی ومفسر ہیں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعیب نبی علیہ السلام کو دو قوموں کی طرف مبعوث فرمایا تھا ایک اہل مدین کی طرف جو خود ان کی قوم تھی دوسرے اصحاب الایکہ یہ ایکہ (بن جنگل) گھنے درختوں کا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عذاب دینا چاہا تو ان پر سخت گرمی مسلط کردی اور عذاب بادل کی شکل میں لایا گیا جیسے ہی بدلی قریب ہوئی لوگ اس کی طرف چل پڑے کہ شاید کچھ ٹھنڈک ملے جب اس کے نیچے پہنچے تو اس میں سے آگ برسنے لگی۔ فرمانِ الٰہی فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ (پھر ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا) میں اسی کا بیان ہے[3]۔ ابن اسحٰق اور ابن عساکر نے عکرمہ اور سدی سے روایت کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا اور کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ مبعوث نہیں کیا۔ یہ ایک دفعہ مدین کی طرف مبعوث ہوئے جن پر عذاب الٰہی چیخ کی شکل میں آیا اور دوسری دفعہ اصحاب الایکہ کی طرف جن کو اللہ تعالیٰ نے سائبان والے دن کے عذاب میں پکڑا۔ بعد کے علماء میں بغوی، خازن[4]، بیضاوی[5]، زمخشری[6]، ابوحیان اندلسی[7]، عینی[8]، شوکانی[9]، محمود آلوسی[10]، فخرالدین رازی[11] وسید رضا مصری[12] وغیرہ کی یہی تصریح ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ دو علیحدہ

۱؎ فتح القدیر ج ۳ ص ۱۲۵ ۲؎ تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۶۸ طبع مصر و مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۶۹ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۳۴ھ ۳؎ فتح القدیر ج ۴ ص ۲۱۵۔ ۴؎ لباب التاویل مع معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۰۲ طبع مصر۔ ۵؎ انوار التنزیل و اسرار التاویل البیضاوی ج ۴ ص ۱۰۹ طبع مصر ۶؎ تفسیر کشاف ج ۳ ص ۱۲۶۔ ۷؎ البحر المحیط ج ۷ ص ۳۸۔ ۸؎ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ ص ۳۱۲ ۹؎ فتح القدیر ج ۴ ص ۱۱۱۔ ۱۰؎ روح المعانی ج ۸ ص ۱۵۲ و ۱۰۶/۱۹۵۔ ۱۱؎ تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۹۵

۱۲؎ تفسیر المنار ج ۹ ص ۱۱ طبع مصر۔

علیحدہ قومیں ہیں کیونکہ ان دونوں قوموں کے حضرت شعیب علیہ السلام سے سوالات جوابات، ان کا طرزِ خطاب اور پھر انجام کار عذاب اور طریقۂ عذاب بالکل مختلف ہے نیز یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اصحابِ مدین کے ذکر میں قرآن مجید کی تصریح ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) لیکن اصحابِ الایکہ کے متعلق ارشاد ہے اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (جب شعیب نے ان سے کہا کیا تم نہیں ڈرتے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام مدین کے خاندان سے تھے اصحاب الایکہ میں سے نہ تھے امام بغوی معالم التنزیل میں آیہ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ کی تفسیر میں لکھتے ہیں وَلَمْ یَقُلْ اَخُوْهُمْ لانہ لم یکن من اصحاب الایکۃ فی النسب فلما ذکر مدین قال اخاھم شعیبا لانہ کان منھم وکان اللہ تعالیٰ بعثہ الی قومہ اھل مدین والی اصحاب الایکۃ (یہاں اَخُوْهُمْ (ان کا بھائی) نہیں کہا کیونکہ وہ نسب میں اصحاب الایکہ میں سے نہ تھے اور مدین کے ذکر میں فرمایا اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (ان کے بھائی شعیب) کیونکہ وہ مدین ہی میں سے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم اہلِ مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث فرمایا تھا)۔[لـہ]

ایک جماعت کا خیال ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ دو علیحدہ علیحدہ قومیں تھیں بلکہ یہ دونوں ایک ہی قوم کے دو نام ہیں چنانچہ ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اصحاب الایکہ اہلِ مدین ہی ہیں[لـہ] مگر حافظ ابوحیان اندلسی اور علامہ محمود آلوسی اس روایت کو غریب النقل کہتے ہیں۔[سـہ] مستدرک حاکم میں وہب بن منبہ سے[لـہ] اور تاریخ طبری میں سفیان سے[ـہ] مروی ہے کہ اہلِ مدین ہی اصحاب الایکہ ہیں متاخرین میں سے حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر بھی اسی خیال پر مصر ہیں۔[لـہ] ابن کثیر سورہ شعراء کی تفسیر میں لکھتے ہیں

لـہ معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۰۳ طبع مصر۔ لـہ فتح القدیر ج ۳ ص ۱۳۵ لـہ ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۷ ص ۳۸ اور روح المعانی ج ۱۱ ص ۱۰۶۔ لـہ مستدرک ج ۲ ص ۵۶۸۔ لـہ تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۶۷
لـہ فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۲ و ۳۲۳ طبع مصر ۱۳۰۰ھ۔

کہ صحیح قول کے مطابق اصحاب الایکہ اور مدین
ایک ہی ہیں اور حضرت شعیب علیہ السلام ان ہی
میں سے تھے۔ وہ بغوی کے استدلال کا یہ جواب
دیتے ہیں کہ ایکہ ایک درخت تھا جس کی یہ لوگ
پرستش کرتے تھے اس لئے اسی کی عبادت کی طرف
منسوب ہوئے پس جب قرآن مجید نے اصحاب الایکہ
کے نام سے انکا ذکر کیا تو حضرت شعیب کو اَخُوْھُمْ
سے تعبیر نہیں فرمایا بلکہ اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ کہکر عبادت
شجر کے سلسلہ میں ان کے رشتہ اخوت کو منقطع کر دیا
گویا وہ نسبًا ان کے بھائی ہی ہوتے تھے فرماتے ہیں مگر
چونکہ بعض لوگوں نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اس لئے
وہ اصحاب الایکہ اور اصحاب مدین کو الگ الگ خیال
کرنے لگے۔[1] مگر ابن کثیر کے اس نکتہ کا پتہ نہ متقدمین کے
اقوال میں ملتا ہے نہ کسی صحابی کے قول میں نہ کسی
حدیث صحیح مرفوع سے اس کی تائید ہوتی ہے بلکہ اسحٰق
بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے ان آیات کی تفسیر میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے
كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْئَيْكَةِ (اصحاب الایکہ نے رسولوں کی

الْمُرْسَلِيْنَ) قال کانوا	تکذیب کی) ابن عباس رضی اللہ عنہما
اصحاب غیضة من ساحل	کا بیان ہے کہ یہ لوگ بن کے
البحر الی مدین (اِذْ قَالَ	رہنے والے تھے جو ساحل سمندر سے
لَهُمْ شُعَيْبٌ) ولم یقل	لیکر مدین تک پھیلا ہوا ہے (جب ان
اخوھم شعیب لانہ لم	سے شعیب نے کہا) اخوھم شعیب
یکن من جنسھم (الا	نہیں کہا کیونکہ وہ ان کی قوم کے نہ
تَتَّقُوْنَ) کیف لا تتقون	تھے (کیا تم نہیں ڈرتے) یعنی کیوں
وقد علمتم انی رسول	نہیں ڈرتے حالانکہ تم کو علم ہے کہ میں
امین لا تعتبرون من	معتبر رسول ہوں۔ تم مدین کی ہلاکت
ھلاک مدین وقد اھلکوا	سے بھی عبرت نہیں پکڑتے حالانکہ
فیما یاتون وکان اصحب	وہ اپنی حرکتوں کی پاداش میں
الایکة مع ما کانوا فیہ	ہلاک کر دیئے گئے۔ اصحاب لایکہ نے
من الشرک استنوا بسنة	شرک میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ
اصحاب مدین۔	اصحاب مدین کی روش اختیار
[2]	کر رکھی تھی۔

اس روایت میں ابن کثیر کی اس نکتہ سنجی کے
برخلاف صاف تصریح موجود ہے۔ یہ چیز کہ اصحاب
الایکہ شجر پرست تھے خدا جانے کہاں سے اخذ کی

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۱۸۰ طبع مصر ۱۳۰۱ھ۔ [2] فتح القدیر ج ۴ ص ۸۲۔

گئی ہے۔ عربی زبان میں ایکہ کے معنی بن اور جنگل کے
ہیں چونکہ ان کا مسکن جنگل تھا اس لئے ان کو اصحاب
الایکہ (جنگل والے) کہا گیا۔ عرب کے قدیم جغرافیہ میں جو
شاہراہ یمن سے ساحل بحرِ احمر کے کنارے کنارہ حجاز و
مدین سے ہوتی ہوئی خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکلکر تیمار
وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی گزرتی ہے جو اگلے زمانے میں
ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے تجارتی قافلوں
کی نہایت ہی قدیم اور مشہور شاہراہ ہے اسی شاہراہ
پر اصحاب الایکہ آباد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے
سو برس پہلے بھی یہاں جنگل موجود تھا۔ اصحاب الایکہ
اسی جنگل میں اسی شاہراہ پر بستے تھے، قرآن مجید میں قوم لوط
کے ذکر کے بعد ارشاد ہے وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ
لَظَالِمِينَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ
اور بن کے رہنے والے یقیناً گنہگار تھے سو ہم نے
ان سے بدلہ لیا اور یہ دونوں (قوم لوط اور اصحاب
الایکہ کھلے راستہ پر واقع ہیں) کھلا راستہ اسی قدیم
شاہراہ کو فرمایا کیونکہ صیف (موسم گرما) اور شتا (موسم
سرما) دونوں زمانوں میں قریش کے تجارتی کاروانوں
کا یہی تنہا اور کھلا راستہ تھا، حجاز و شام کے درمیان
اس راستہ پر جہاں قوم لوط کی بستیاں تھیں وہیں ذرا
نیچے اتر کر اصحاب الایکہ کا مسکن تھا دونوں کے آثار
رستہ چلنے والوں کو نظر آتے ہیں۔

ابن کثیر کہتے ہیں "صحیح یہی ہے کہ یہ ایک قوم ہیں
جن کے متعلق ہر جگہ ایک ہی چیز بیان کی گئی ہے اسی لئے
جیسا کہ ٹھیک ٹھیک مدین کے قصہ میں مذکور ہے۔ ان
لوگوں کو بھی حضرت شعیب علیہ السلام نے یہی نصیحت
کی تھی اور یہی حکم دیا تھا کہ ناپ تول پوری کرو۔ پس
یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں"

علامہ محمود آلوسی ابن کثیر کی اس عبارت کو نقل
کرکے فرماتے وفیہ ما لا یخفی[1] (اس توجیہ میں جو کمزوری
ہے ظاہر ہے) جو علماء کہ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ
قومیں اور جدا جدا قبیلے مانتے ہیں وہ ابن کثیر کے استدلال
کا یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ ان دونوں کی آبادیوں کے
ڈانڈے اور ان کے ملک کے سرے ایک دوسرے سے
ملے جلے تھے ان کا عہد اور زمانہ بھی ایک تھا۔ تمدن اور
معاشرت میں اشتراک تھا۔ دونوں ہم پیشہ اور ہم مذہب تھے

[1] روح المعانی ج ۸ ص ۱۵۴

اسی لئے دونوں کی حالت مذہباً اور اخلاقاً بالکل ایک
تھی جس کی بنا پر دونوں آبادیوں کے لئے ایک ہی
پیغمبر کی بعثت عمل میں آئی اور قرآن مجید نے دونوں
قوموں کے اخلاق کا نقشہ ایک ہی کھینچا ورنہ ظاہر ہے
کہ قرآن مجید میں جس طرح ان دونوں قوموں کا جدا
جدا مذکور ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام سے سوال
وجواب باہمی گفتگو اور طرزِ تکلم کا جس طرح بیان ہے
عذاب اور طریقِ عذاب جس طرح بالکل الگ الگ
مرقوم ہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدین اور
اصحاب الایکہ دو جدا جدا قومیں ہیں۔

لیکن حافظ ابنِ کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے
ہیں کہ جس طرح یہ لوگ مختلف صفاتِ قبیحہ سے متصف
تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے عذاب کئی طرح
کی سزائیں اور کئی شکل کی بلائیں ان کے لئے جمع
کردیں۔ عذابِ الٰہی زلزلہ۔ ہولناک چیخ اور سائبانِ
ابر کی شکل میں ان پر مسلط کیا گیا کہ زلزلہ نے ان کی
حرکت ختم کی چیخ نے ان کی آوازوں کو گم کردیا اور
ابر چہار طرف سے آگ برسانے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے
ہر سورت میں اسی سورت کے سیاق و سباق کے مطابق
عذاب اور طریقِ عذاب کا ذکر کیا ہے غرض ہر جگہ طرزِ
خطاب کے مطابق انواعِ عذاب کا مذکور ہوا۔[1]

اور عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث کے متعلق کتاب
مذکور میں رقمطراز ہیں فانحدیث غریب وفی رجالہ
من تکلم فیہ والاشبہ انہ من کلام عبداللہ عمروؓ مما اصابہ
یوم الیرموک من تلک الزاملتین من اخبار بنی اسرائیل
واللہ اعلم (یہ حدیث غریب ہے اس کے بعض رجال
پر کلام کیا گیا ہے اشبہ (زیادہ قرینِ صحت) یہ ہے کہ یہ حضرت
عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے جو ان کو جنگِ یرموک میں
یہود ونصاریٰ کی بنی اسرائیل کے واقعات کے سلسلہ میں
پہنچا ہے واللہ اعلم) حافظ ذہبی نے بھی میزان الاعتدال
میں اس حدیث کے راوی معاویہ بن ہشام کے ترجمہ
میں اس حدیث کو ذکر کرکے تصریح کی کہ یہ خطا ہے[2]

پ۱۴/۵ پ۱۹/۱۳ پ۲۳/۱۰ پ۲۶/۱۵

اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۔ دوزخ میں رہنے والے، دوزخی
لوگ، اَصْحٰبُ مضاف اَلْجَحِیْمِ مضاف الیہ (دیکھو
جَحِیْم) پ۱/۱۳ پ۶/۶ پ۱۱/۳ پ۱۴/۱۲ پ۲۷/۱۸

۱؎ البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۸۹ و ۱۹۰ طبع مصر ۱۳۴۸ھ۔ ۲؎ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۸۱ طبع مصر ۱۳۲۵ھ

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ۔ جنت کے رہنے والے جنتی لوگ۔ اَصۡحٰبُ مضاف اَلۡجَنَّةِ مضاف الیہ۔ (دیکھو جَنَّۃٌ) پ ۲/۴ پ ۱۲و۱۳/۱۰ پ ۸/۱۱ پ ۲/۱۳ پ ۱/۱۹ پ ۳/۲۳ پ ۲۸/۲۲

اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ۔ باغ والے۔ اَصۡحٰبَ مضاف الۡجَنَّةِ مضاف الیہ۔ یہ باغ والے کئی بھائی تھے۔ ان کے باپ کے پاس ایک باغ تھا اس میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور درختہائے ثمردار لگے تھے سارے خاندان کی گزراوقات بس اسی پر تھی باپ کا دستور تھا کہ جس دن کھیتی کٹتی یا میوہ توڑا جاتا شہر کے سب فقیر اور محتاج جمع ہوجاتے یہ اپنے سال بھر کے گزارہ کے لئے نکال کر جو باقی بچتا سب فقیروں اور محتاجوں کو صدقہ کر دیتا۔ اس کار خیر سے بڑی برکت تھی اور گھر کا گھر باغ کی پیداوار سے آسودہ تھا۔ بیٹے ہر چند باپ کی زندگی میں اسے اس کار خیر سے روکتے مگر وہ ان کی ایک نہ سنتا آخر جب اس نے وفات پائی تو انہوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ اباجان کی حماقت تو دیکھو خواہ مخواہ اپنا پیٹ کاٹ کر مسکینوں کو باغ کی پیداوار کھلا دیتے تھے اب ہم ٹھیرے سب بال بچے دار آدمی۔ باپ کی طرح کرنے لگیں تو بڑی تنگی سے گزراوقات ہو لہذا ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ فقیروں کو کچھ دینا دلانا نہ پڑے اور ساری پیداوار گھر کی گھر ہی میں رہے۔ آخر صلاح مشورہ ہو کر آپس میں اس بات پر قسما قسمی ہوگئی کہ صبح سویرے کھیت پر چل کر سب کچھ توڑ لائیں۔ فقیر بعد میں آئیں گے تو کچھ نہ پائیں گے اور اپنی اس تدبیر پر ایسے پھولے کہ قسم کھاتے وقت انشاء اللہ تک زبان سے نہ کہا اگر ادھر تو یہ صلاح مشورہ کر کے رات کو پڑ کے سو رہے ادھر باغ میں عذاب الٰہی آیا۔ بگولا اٹھا آگ لگی یا اور کوئی آفت آئی غرض سب کھیت اور باغ صاف ہو رہا۔ صبح ہوتے ہی ایک نے دوسرے کو آواز دی کہ توڑنا ہے تو سویرے ہی کھیت پر پہنچو ایسا نہ ہو کہیں دیر کرنے میں کوئی مسکین باغ میں آجائے چنانچہ آواز کے ساتھ ہی تیار ہو کر تیزی سے لپکتے ہوئے چل نکلے۔ وہاں زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صاف ہو چکی تھی کہ یہ پہنچے تو پہچان بھی نہ سکے سمجھے راہ بھول کر کہیں اور نکل آئے۔ غور کیا تو معلوم ہوا جگہ وہی ہے اب خیال ہوا کہ قسمت پھوٹ گئی در درگاہ الٰہی سے

حرماں نصیبی مقدر ہوئی۔ منجھلا بھائی ان میں زیادہ نیک تھا اس نے ان کو پہلے ہی کہا تھا کہ دیکھو خدا کو مت بھولو۔ اب جو یہ تباہی دیکھی تو اس نے وہی پہلی بات یاد دلائی۔ آخر سب نے اپنی تقصیر کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ پھر جیسا کہ ایسے موقع پر عام دستور ہے لگے ایک دوسرے کو اُلاہنا دینے اور اپنی تباہی و بربادی کا الزام دوسرے کے سر تھوپنے بالآخر سب نے مل کر اقرار کیا کہ واقعی ہماری سب کی زیادتی تھی ہم نے فقیروں اور محتاجوں کو محروم کیا تھا۔ اللہ نے ہم کو محروم کر دیا۔ بیشک ہم حد سے بڑھ گئے تھے۔ اب ہمیں اللہ سے لو لگانی چاہئے کیا عجب کہ وہ اس باغ سے اچھا باغ عطا فرمادے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ لوگ حبشی تھے[1] قرآن مجید میں سورۂ ن میں ان لوگوں کا تذکرہ تفصیل سے مذکور ہے۔ پ ۲۹

أَصْحٰبُ الْحِجْرِ۔ حجر والے۔ حجر کے رہنے والے اَصْحٰبُ مضاف اَلْحِجْرِ مضاف الیہ۔ تمام مفسرین اور مورخین سلف و خلفا اس پر متفق ہیں، کہ اصحاب الحجر سے مراد قوم ثمود ہے۔ لیکن ہمارے مشہور اور محترم معاصر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے نزدیک اصحاب الحجر ثمود نہیں بلکہ وہ انباطیہ ہیں جنہوں نے حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمود میں واقع تھا اسی لئے قرآن مجید نے ان کو اصحاب الحجر کے نام سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ ارض القرآن میں رقمطراز ہیں

"تمام مفسرین نے اصحاب الحجر سے ثمود مراد لیا ہے، اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دار الحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا لیکن قرآن مجید کا عام طرز ادا بتاتا ہے کہ اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ ان کے بعد کی آبادی مراد ہے۔ قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے لیکن ہر جگہ ان کا نام لیا ہے۔ اس اجمال کے ساتھ یعنی "حجر والے" کہہ کر کہیں نہیں بیان کیا ہے۔ ایک وہ بات بھی قابل ذکر ہے، ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہے یعنی وادی القری وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ۔ ثمود جنھوں نے وادی القری

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۶۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

میں پتھر تراشے۔ یہاں "حجر والے" کہکران کی تعمیرِ سنگتراشی کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اشارہ یہ ہے کہ ان کی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں، ان کے نشان اور آثار اب تک موجود ہیں، ان پر جو کتبات منقوش ہیں ان میں بانی اپنا نام نبطیو بتلاتے ہیں جس کو ہر نبطی خط و زبان کا عالم ہر وقت پڑھکر تصدیق کر سکتا ہے اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ اصحاب الحجر انہی انباط کا لقب تھا۔ صحیح بخاری اور احادیث و سیر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو تشریف لیجاتے ہوئے مقام حجر سے گزرے تھے اس موقع پر بھی اکثر روایتوں میں ثمود کا نام نہیں یہ فقرہ مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا لاتدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسھم الا ان تکونوا باکین ان یصبکم مثل ما اصابکم، ان اپنی جان پر آپ ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے جاؤ ایسا نہ ہو کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے تم پر بھی آئے یہ روایت امام بخاری نے باب غزوۂ تبوک، تفسیر سورۂ حجر اور ثمود کے ذکر میں درج کی ہے، اس میں ثمود کا مطلق نام نہیں۔ ایک روایت میں یہی حدیث بزیادت

الفاظ اس طرح مروی ہے ان الناس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلوا ارض ثمود الحجر اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا اور اس سے ہم کو انکار نہیں۔" [1]

جس طرح قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے مگر صرف ایک جگہ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ کہکران کا تعارف کرایا ہے اسی طرح ایک مقام پر اصحاب الحجر کے الفاظ بھی ان کے متعلق استعمال کئے ہیں ورنہ قرآن مجید کی رو سے صاف ظاہر ہے کہ ثمود اور اصحاب الحجر دو علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں کیونکہ دونوں جگہ ان کے حالات کے بیان کرنے میں طرزِ کلام ایک ہی ہے۔ دونوں مقام پر ان کی تعمیر اور طرزِ تعمیر عذاب اور طریقۂ عذاب ایک ہی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام ثمود کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (اعراف، شعراء) اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر۔

اور اصحاب الحجر کے متعلق ارشاد ہے۔

وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ اور وہ تراشتے تھے

[1] ملاحظہ ہو ارض القرآن ص ۷۸ ج ۱ مطبوعہ اعظم گڈھ ۱۳۴۴ھ

بُیُوْتًا۔ (حجر) پہاڑوں کے گھر۔

ثمود کے عذاب کے متعلق فرمایا جاتا ہے۔

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا ان کو ہولناک آواز نے آ لیا تو فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ o صبح صبح سب اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے۔ (ھود)

اور اصحاب الحجر کے متعلق بیان ہوتا ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ پھر صبح ہوتے ان کو ہولناک مُصْبِحِیْنَ۔ (حجر) آواز نے آ لیا۔

غرض اس بنا پر کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ ثمود اور اصحاب الحجر دو جداگانہ قومیں ہیں۔ رہی یہ نکتہ سنجی کہ ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہے یعنی وادی القریٰ یہاں "حجر والے" کہہ کر ان کی تعمیر و سنگتراشی کا ذکر کیا ہے اس سے اشارہ یہ ہے کہ ان کی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں۔ سو محض فضول ہے کیونکہ حجر اور وادی القریٰ دو جداگانہ مقامات کے نام نہیں۔

علامہ علی بن محمد خازن لکھتے ہیں۔

قال المفسرون الحجر اسم وادکان یسکنہ ثمود و ھو معروف بین المدینۃ النبویۃ والشام واثارہ موجودۃ باقیۃ یمر علیھا رکب الشام الی الحجاز و اھل الحجاز الی الشام [1] مفسرین کا بیان ہے کہ حجر اس وادی کا نام ہے جس میں ثمود رہتے تھے۔ یہ وادی مدینہ منورہ اور شام کے درمیان مشہور ہے اور اس کے آثار موجود اور باقی ہیں۔ شام کا کاروان حجاز کی طرف اور اہل حجاز شام کی طرف اس پر گذرتے ہیں

پھر حجر کے متعلق سید صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دارالحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا۔ اب اگر ثمود اور اصحاب الحجر کو دو جداگانہ قومیں مانا جائے تو کتنی لو العجبی ہوگی کہ جس قوم نے اپنے دارالحکومت کے تمام اکناف و اطراف میں اپنی بہترین تعمیر کاری کے نمونے چھوڑے ہوں خود اس کا دارالحکومت اس سے خالی ہو۔

درحقیقت سید صاحب کے اشتباہ کا اصل منشا یہ ہے کہ حجر میں جو سنگی عمارتوں کے آثار اب تک موجود ہیں، ان پر جو کتبات منقوش ہیں ان میں بانی اپنا نام نبطیو بتاتے ہیں۔ لیکن اس سے صرف اس قدر معلوم

[1] لباب التاویل تفسیر سورہ حجر ج ۳ ص ۵۹ طبع مصر۔

ہوتا ہے کہ زمانہ قبل مسیح میں حجر پر نبطیوں کا قبضہ ہوگیا تھا اور انھوں نے بھی اپنے وہاں کچھ آثار چھوڑے ہیں جو اب تک موجود ہیں۔ اس سے یہ کس طرح ثابت ہوگیا کہ اصحاب الحجر سے ثمود کی بجائے انباط مراد ہیں پھر اب تک جن آثار کے کتبات پڑھے گئے ہیں وہ صرف چار مقامات ہیں۔ تصر بنت۔ قبر باشا۔ قلعہ اور برج آثار کی کھدائی کا کام ہنوز باقی ہے ایسی صورت میں صرف تین چار مقامات کے کتبات کے پڑھ لینے سے اتنے بڑے عظیم الشان مسئلہ کا فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

یہ بھی خیال رہے کہ قرآن مجید کے مخاطب اول عرب ہیں اور اسی لئے عرب اور حوالی عرب کی قوموں اور ان کے پیغمبروں کا ذکر قرآن مجید نے خصوصیت کے ساتھ بار بار کیا ہے۔ حجر کا علاقہ شام و حجاز کے درمیان مدینہ سے کچھ آگے بجانب شمال واقع ہے۔ اصحاب الحجر سے اگر ثمود کی بجائے کوئی اور قوم مراد ہوتی کہ جس میں پیغمبر بھی مبعوث ہوئے اور جو عذاب الٰہی میں بھی گرفتار ہوئی تو نا ممکن تھا کہ اس کا ذکر قرآن مجید ایسے مشتبہ اور مبہم انداز میں کرتا کہ آج تک امت اس قوم کا صحیح طور پر تعین ہی نہ کر سکی اور ثمود انباط کی بجائے غلطی سے ثمود ہی کو اس کا مصداق سمجھتی رہی۔ غور فرمایئے اصحاب الحجر سے انباط مراد ہیں۔ ان میں پیغمبر بھی مبعوث ہوئے۔ عذاب الٰہی بھی آیا مگر عرب میں ہوتے ہوئے بھی نہ ان کے پیغمبر کا نام مذکور ہے اور نہ قرآن مجید میں ان کا کہیں دوبارہ ذکر ہے۔ ایک جگہ اور صرف ایک جگہ ان کا تذکرہ آیا بھی تو اس طرح کہ جو حالات ثمود کے متعلق بیان کئے گئے تھے وہی ان کے متعلق بیان کئے گئے اور پھر عہد نبوی سے آج تک امت ان کے تعین میں غلطی ہی کرتی رہی۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ عاد و ثمود کے متعلق قرآن مجید کی تصریح ہے وَعَادًا وَّثَمُوْدَاْ وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَکُمْ مِّنْ مَّسٰکِنِهِمْ (اور (ہم نے قوم) عاد اور ثمود (کو بھی ہلاک کیا) اور تم کو ان کے گھر بھی دکھائی دیتے ہیں) عہد نبوی سے لیکر آج تک مسلمان مساکن ثمود ہی کو اصحاب الحجر ہی کے مساکن سمجھتے چلے آئے ہیں۔ اگر اصحاب حجر کے مساکن ثمود کے مساکن نہیں ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مسلمانوں نے جو کچھ سمجھا غلط سمجھا اور قرآن مجید نے ان کی اس غلطی کو برقرار رکھا۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے الفاظ ہیں ان الناس نزلوا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارض ثمود الحجر (لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرزمین ثمود حجر میں فروکش ہوئے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ اصحابُ الحجر سے صرف ثمود ہی کو مراد لیتے تھے اسی لئے حجر کے ساتھ ارض ثمود کے الفاظ بیان کئے گئے ورنہ یوں کہتے ارض النبط الحجر یا صرف حجر ہی کا تعین کرنا ہوتا تو کہتے ارض ثمود والنبط الحجر۔ سید صاحب نے اس میں یہ نکتہ سنجی کی ہے کہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا اور اس سے ہم کو انکار نہیں حالانکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کا ذہن حجر سے فوراً ثمود کی طرف منتقل ہو جاتا تھا نبطیوں کا کسی کو خیال بھی نہ گزرتا تھا۔ اگر سید صاحب اسی حدیث پر پورے طور پر غور کر لیتے تو ان الفاظ کے لکھنے کی ضرورت نہ پیش آتی اسی حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ نے حجر کے کنوؤں سے پانی بھر لیا تھا اور آٹا گوندھ لیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کنوؤں سے جو کچھ پانی کھینچا گیا ہے وہ بہا دیا جائے اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے اسی کا آخری فقرہ ہے وامرہم ان یستقوا من البئر التی کان تردھا الناقة[1] (اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس کنوئیں سے پانی لیں جہاں ناقہ آکر پیتی تھی) غور فرمایئے کہ اصحاب الحجر سے اگر انباط مراد ہیں تو کیا ان میں بھی کوئی خاص ناقہ تھی جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اور مستدرک حاکم میں اس سلسلہ میں جو حدیث مروی ہے اس سے تو بحث کا تمام فیصلہ ہو جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اتی علی الحجر حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فلا تسئلوا رسولکم الآیات ھذا قوم صالح سألوا رسولھم الآیۃ فبعث اللہ لھم الناقۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر پر آئے تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا لوگو اپنے پیغمبر سے نشانی مت مانگو۔ یہ صالح کی قوم ہے جس نے اپنے پیغمبر سے نشانی مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے ایک ناقہ بھیجی جو اس

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۶ ص ۲۹۲ طبع مصر ۱۳۲۵ھ

فکانت ترد من ھذا الفجو راہ پر آتی تھی اور اس راہ کو جاتی

تصدر من ھذا الفج تشرب تھی۔ اور اپنی باری کے دن ان

یوم ورودھا سب کا پانی پی جاتی تھی

حاکم نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس کو مسلم کی شرط پر صحیح مانا ہے[له]۔ اگر اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ کوئی دوسری قوم مراد ہوتی تو اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ذکر کبھی نظر انداز نہ فرماتے۔

سید صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ اکثر روایتوں میں ثمود کا نام نہیں یہ فقرہ مذکور ہے۔ لا

تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسھم الا ان تکونوا

باکین ان یصیبکم مثل ما اصابکم، اپنی جان پر آپ

ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے چلو، ایسا نہ ہو کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے تم پر بھی آئے" اس سے کبھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اصحاب الحجر سے ثمود کی بجائے ان کے بعد کی آبادی مراد ہے بلکہ چونکہ خود قرآن مجید میں ان کو ظالم کہا گیا تھا اس لئے حدیث میں بھی ان کے اس وصف کو برقرار رکھا گیا ارشاد ہے۔

وَأَخَذَ الَّذِينَ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ ان کو ہولناک آواز نے آلیا۔

(ملاحظہ ہو ثمود) ۶۷ـ

اَصْحٰبَ الرَّسِّ ۔کنویں والے۔ اَصْحٰب مضاف الرّس مضاف الیہ۔ یہ کون تھے، کہاں تھے۔ اس کے تعین میں مفسرین اور مورخین سخت مشکوک ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال اور روایات مذکور ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اس درجہ مستند نہیں کہ اس کی بنا پر اس بارے میں کوئی صحیح فیصلہ کیا جا سکے قرآن مجید میں اصحاب الرس کا ذکر دو مقام پر آیا ہے لیکن کوئی حال نہیں بیان کیا گیا بلکہ صرف گنہگار اور معذب قوموں کی فہرست میں ان کا بھی شمار کیا گیا ہے۔ محققین اس سلسلہ میں قرآن مجید کے بیان سے آگے بڑھنا نہیں چاہتے۔ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں ان کے متعلق آٹھ اقوال نقل کئے ہیں مگر آخر میں فیصلہ یہی کرنا

واعلم ان القول ما قالہ اس کا علم رہے کہ بات وہی ہے جو

ابومسلم وھو ان شیئا من ابومسلم نے بیان کی ہے کہ ان

ھذہ الروایات غیر روایات میں سے کسی چیز کا بھی

له مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۵۶۹ و ۵۶۸ طبع دائرۃ المعارف سنہ ۱۳۴۲ھ

معلوم بالقرآن ولا بخبر : قرآن میں پتہ ہے اور نہ کسی قوی
قوی الاسناد ولکنھم الاسناد حدیث میں یہی یہ بات کہ
کیف کانوا فقد اخبر ان کے کوائف کیا تھے تو اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ عنھم انھم نے ان کے متعلق یہ اطلاع دی ہے
اھلکوا بسبب کفرھم[له] کہ وہ اپنے کفر کی بدولت ہلاک ہوئے۔
اور حافظ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں تفسیر سورۂ
فرقان میں بہت سے اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں۔
وملخص ھذہ الاقوال ان سب اقوال کا خلاصہ یہ ہے
انھم قوم اھلکھم اللہ کہ وہ کوئی قوم تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے
بتکذیب من ارسل اپنے پیغمبر کی تکذیب کی پاداش
الیھم ۔[ٹ] میں ہلاک کیا۔

پ ۹ ب ۳۶ ۲ ۱۵

اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۔ ہفتہ کے دن والے ۔

اَصْحٰبَ مضاف السَّبْتِ مضاف الیہ۔ مستدرک
حاکم میں بسند صحیح حضرت عکرمہ سے جو مشہور تابعی اور
مفسر اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے خادم
خاص ہیں مروی ہے کہ میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ
عنہما کے پاس داخل ہوا، یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ
ان کی بینائی ابھی نہیں گئی تھی وہ مصحف (قرآن مجید)
میں پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ میں نے
عرض کیا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کے
رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرمانے لگے تم ایلہ کو جانتے ہو میں نے
کہا ایلہ[ع] کیا ہے۔ فرمایا یہ وہ بستی ہے جہاں یہودیوں کی ایک
قوم رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن ان پر مچھلیوں
کو حرام کردیا تھا۔ اور ہفتہ ہی کے دن سفید سفید مچھلیاں
حاملہ اونٹنیوں کے برابر موٹی تازی ان کے صحنوں اور
مکانات میں پانی کی سطح پر آتیں اور جو ہفتہ کا دن نہ ہوتا
تو بغیر سخت محنت و مشقت کے نہ وہ ان کو پاتے اور نہ وہ
ان کے ہاتھ لگتیں پس آپس میں ایک دوسرے سے کہا
یا ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ ہفتہ
کے دن ان کو پکڑیں اور اور دنوں میں کھائیں چنانچہ
ایک گھر کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اور مچھلیاں پکڑ کر
بھونیں۔ بھوننے کی خوشبو جو پڑوسیوں نے پائی تو کہنے
لگے خدا کی قسم فلانے کے خاندان کو کوئی نہ کوئی بات

له تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۴۸ طبع مصر ۱۳۲۴ھ۔ ٹ البحر المحیط ج ۶ ص ۴۹۹ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ ع یہ بحر قلزم کے کنارہ پر جہاں حجاز و شام کی سرحدیں ملتی ہیں ایک مشہور شہر ہے اس کا شمار ملک شام میں ہوتا ہے۔

ہاتھ لگی ہے چنانچہ اوروں نے بھی یہی کیا یہاں تک کہ یہ طریقہ ان میں پھیلا اور بڑھ گیا۔ اس پر ان میں تین جماعتیں بن گئیں ایک جماعت مچھلیاں کھانے لگی۔ دوسری منع کرتی رہی تیسری کہنے لگی تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ یا ہلاک کرکے چھوڑیگا یا سخت عذاب دیگا۔ منع کرنے والے فرقے نے کہا کہ ہم تم کو اللہ کے غضب اور اس کی سزا سے ڈراتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ اس کی سزا خسف (زمین میں دھنسنا) یا قذف (کسی چیز کو قوت سے اٹھا کر پھینک مارنا) کی صورت میں تم کو پہنچ جائے یا اور کوئی عذاب اللہ کی طرف سے نازل ہو، اللہ کی قسم ہم تو اس جگہ رات نہیں گزاریں گے جہاں تم ہو، چنانچہ وہ شہر پناہ سے نکل گئے۔ صبح جب شہر پناہ پر پہنچے دروازہ پر دستک دی کسی نے جواب نہیں دیا۔ آخر سیڑھی لے کر شہر پناہ پر قائم کی اور ایک شخص اس پر چڑھا اس نے چڑھتے ہی آواز لگائی اللہ کے بندو، اللہ کی قسم دم والے بندر ہیں جو تین دفعہ چیختے ہیں پھر اس شخص نے شہر پناہ سے اتر کر دروازہ کھولا اور یہ لوگ اندر داخل ہوئے بندروں نے اپنے اپنے رشتہ دار انسانوں کو پہچانا مگر انسان اپنے رشتہ دار بندروں کو نہ پہچان سکے۔ اب تو یہ حالت ہوئی کہ بندر اپنے قرابتدار اور ہم نسب شخص کے پاس آتا اس کے قدم بقدم چلتا اور چپٹنے لگتا اور جب وہ کہتا کہ تو فلاں ہے تو یہ اپنے سر سے اشارہ کرتا جاتا کہ ہاں اور روتا جاتا، اسی طرح بندریا اپنے ہم نسل اور قرابتدار انسان کے پاس آتی اور وہ اس سے کہتا کہ تو فلاں ہے تو وہ سر سے اشارہ کرتی کہ ہاں اور روتی جاتی۔ یہ لوگ ان سے کہتے کہ کیوں کیا ہم نے تم کو اللہ کے غصہ اور اس کی سزا سے نہیں ڈرایا تھا؟ کہ کہیں ایسا نہ ہو تم زمین میں دھنس جاؤ یا مسخ ہو جاؤ یا اللہ کے اور کسی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سنو اللہ فرماتا ہے وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (ہم نے ان لوگوں کو تو نجات دی جو برے کام سے منع کرتے تھے اور گنہگاروں کو نافرمانی کی پاداش میں بری عذاب میں پکڑا) اب مجھے نہیں معلوم کہ تیسرے نے کیا کیا، (یعنی آیا انھوں نے بھی اس برے کام سے منع کرکے نجات پائی یا نہیں) ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم نے بہت سی بری باتیں دیکھیں مگر ان سے منع نہ کرکے عکرمہ

کہتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے
آپ کی کیا رائے ہے بلا شبہ انھوں نے لِمَ تَعِظُوْنَ
قَوْمًا اِللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا
(کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو اللہ چاہتا ہے
کہ ہلاک کرے یا ان کو سخت عذاب دے) کہکر اس
فعل پر انکار بھی کیا اور اسے ناپسند بھی سمجھا۔ میری یہ
یہ بات ان کو پسند آئی اور انھوں نے میرے لئے
دو گاڑھی چادروں کا حکم دیا اور وہ مجھے پہنا دیں۔[1]

ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی
حاتم اور ابو الشیخ نے آیت لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (بنی اسرائیل کے
کافر داؤد اور مریم کے بیٹے عیسٰی کی زبان پر ملعون
ہوئے یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے
گزر گئے تھے) کے سلسلہ میں حضرت ابو مالک غفاری
سے جو صحابی ہیں روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد
علیہ السلام کی زبان پر ملعون ہوئے تو بندر کر دیئے
گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کئے گئے
تو سور بنائے گئے۔[2] اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غالبًا یہ
واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں واقع ہوا۔
چنانچہ علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی میں تفسیر
سورۂ بقرہ میں اس کی تصریح بھی کی ہے۔[3] قرآن مجید میں
سورۂ اعراف پ۹ میں اصحاب السبت کا قصہ تفصیل
سے مذکور ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں الفاظ
حَاضِرَةَ الْبَحْرِ، سبت، قردۃ، قریۃ) پ۹

اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۔ دوزخ والے۔ اَصْحٰبِ مضاف
السَّعِيْرِ مضاف الیہ (دیکھو سعیر) پ۲۲ س۱۳ پ۲۹ ع۱

اَصْحٰبُ السَّفِيْنَةِ۔ کشتی والے۔ جہاز والے
اَصْحٰبُ مضاف السَّفِيْنَةِ مضاف الیہ۔ اصحاب
السفینہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام
پر ایمان لائے اور طوفان کے وقت حضرت کی معیت
میں جہاز پر سوار ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے طوفان کے

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۲۲ و ۳۲۳ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۰ھ [2] فتح القدیر للشوکانی ج ۲ ص ۶۳ طبع مصر ۱۳۵۰ھ
[3] روح المعانی ج ۱ ص ۲۵۶ طبع مصر۔

عذاب سے نجات دیکر سرفراز فرمایا تھا پ۲۰۔

اَصْحٰبُ الشِّمَالِ۔ بائیں والے۔ اَصْحٰبُ مضاف الشِّمَالِ مضاف الیہ۔ ان سے مراد وہ بدبخت انسان ہیں جو روزِ الست میں اخذ میثاق کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے نکالے گئے حشر کے دن یہ عرش کے بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے ان کا صحیفۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے ان کو بائیں طرف سے پکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔ شبِ معراج میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کو دیکھا تھا کہ وہ جب بائیں طرف نظر کرتے ہیں تو روتے ہیں سو حضرت آدم علیہ السلام ان ہی اصحاب الشمال کو دیکھکر روتے تھے۔ پ۲۷/۱۵

اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ۔ سیدھی راہ والے اَصْحٰبُ مضاف الصِّرَاطِ السَّوِيِّ۔ مضاف الیہ (دیکھو صراط اور سوی) پ۱۶/۱۴

اَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ ہاتھی والے۔ اَصْحٰبِ مضاف اَلْفِيْلِ مضاف الیہ۔ ۵۷۱ء میں ابرہہ نے جو یمن کا حاکم تھا، بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پر فوج کشی کی۔ اس مہم میں چونکہ ابرہہ نے ہاتھیوں کو ساتھ لیکر یورش کی تھی اس لئے عرب اس مہم کو واقعۃ الفیل اور اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے قرآن مجید میں ان کے واقعات کو سورۃ الفیل میں اصحاب الفیل کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اسی سال واقع ہوئی ابرہہ لفظ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہے چونکہ ایک جنگ میں اس کی ناک کٹ گئی تھی اس لئے اشرم یعنی نکٹا کہلاتا تھا۔ یہ بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن کا حاکم تھا۔ عیسائیت کی ترویج و اشاعت کے لئے اس نے صنعا میں جو یمن کا پایۂ تخت تھا ایک نہایت عظیم الشان گرجا تعمیر کرایا اور اس کو پورے طور پر مرصع اور مزین اور ہر طرح آراستہ و پیراستہ کرکے کعبے کے نام سے موسوم کیا مقصد یہ تھا کہ عرب اصلی کعبہ کو چھوڑ کر ادھر رجوع ہونے لگیں اور مکہ کا حج چھوٹ جائے۔ عربوں میں چونکہ کعبہ کی ہمیشہ سے بڑی عظمت تھی اور وہ ان کے ہر قبیلہ اور ہر جماعت کے نزدیک محترم سمجھا جاتا تھا اس لئے سارے عربوں میں کیا عدنانی اور کیا قحطانی اس نئے کعبہ کے خلاف نفرت کا جذبہ پھیل گیا قریش نے سنا تو سخت برہم ہوئے۔ ایک عرب نے رات کو چھپ کر اس گرجا میں

پاخانہ پھر دیا۔ ابرہہ کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور اپنے مقدس معبد کی بے حرمتی کا بدلہ لینے کے لئے ایک فوج جرار اور ہاتھیوں کا دستہ ساتھ لیکر مکہ مکرمہ کا رخ کیا کہ کعبہ ابراہیمی کو منہدم کرکے اپنے غصہ کی آگ ٹھنڈی کرے۔ درمیان میں عرب کے متعدد قبائل سدِ راہ ہوئے خوب جیداری کرکے لڑے اور بڑھ بڑھ کر حملہ آور ہوئے لیکن ابرہہ کے کوہ پیکر ہاتھیوں کے مقابلہ میں کسی کی پیش نہ گئی اور بالآخر ہزیمت اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔

عبد بن حمید، ابن المنذر، ابنِ مردویہ، حاکم، ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واقعہ کے سلسلہ میں ان کے تفصیلی بیان کے جو مختلف ٹکڑے مختلف راویوں سے علیحدہ علیحدہ نقل کئے ہیں ان سب کا یکجائی ترجمہ یہ ہے۔

"اصحاب الفیل جب مقام صفاح (یہ مکہ کے قریب ایک مقام ہے) میں آکر فروکش ہوئے تو حضرت عبد المطلب نے ان کے بادشاہ سے جاکر کہا کہ آپ کا یہاں کیسے آنا ہوا کسی کو بھیجدیا ہوتا ہم خود ہر چیز لیکر حاضر ہو جاتے۔ ابرہہ کہنے لگا مجھے خبر ملی ہے کہ اس گھر میں جو داخل ہوتا ہے وہ امن میں رہتا ہے اس لئے میں اہلِ بیت اللہ کو خائف کرنے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت عبد المطلب نے پھر بھی کہا کہ آپ جس چیز کی خواہش ظاہر کریں گے ہم لاکر حاضر کر دیں گے۔ آپ واپس لوٹ جائیے۔ اس نے ماننے سے انکار کر دیا تو عبد المطلب نے کہا یہ مقام بیت اللہ ہے اللہ نے اس پر کسی کو مسلط نہیں کیا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم بغیر کعبہ کو منہدم کئے واپس نہیں ہوں گے۔ یہ سن کر عبد المطلب ہٹ کر پہاڑ پر آکھڑے ہوئے کہنے لگے میں تو اپنی آنکھوں بیت اللہ اور اہل بیت اللہ کی بربادی نہ دیکھوں گا۔ ادھر ان لوگوں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس پر ہاتھی ہولنا چاہا مگر وہ پیچھے پلٹ پلٹ گیا کہ اتنے میں سمندر کی طرف سے آسمان پر دل بادل نمودار ہوا اور پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ اڑتے ہوئے آئے ان کے منہ اور پنجوں میں کنکریاں تھیں انھوں نے آتے ہی لشکر کو حلقہ میں لیا اور کنکریوں کی بارش شروع کر دی وہ کنکری کی ٹھیکریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرنے لگیں جس کے سر پر پڑی خارش نے آگھیرا جوں ہی کھجایا خون جاری ہو گیا اور گوشت گل گل کر گرنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے بغیر

خون اور بے گوشت و پوست کے خالی ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوگیا. فوج کو واپسی نصیب نہ ہو سکی۔ اور یوں چند منٹوں میں سارا لشکر تہ و بالا ہو کر رہ گیا.

ابنِ اسحٰق نے سیرۃ میں اور واقدی، ابنِ مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے ہاتھی کے ہولنے والے اور اس کے سائیس کو مکہ میں اس حال میں دیکھا تھا کہ وہ دونوں آنکھوں سے اندھے اور بیروں سے بالکل معذور ہو گئے تھے لوگوں سے کھانے کا سوال کیا کرتے تھے. واقدی نے حضرت اسماءؓ کی بھی جو حضرت عائشہؓ کی بہن ہیں اسی قسم کی شہادت نقل کی ہے۔[۱]

سورۃ الفیل مکی ہے جو زیادہ سے زیادہ اس واقعہ کے پچاس برس بعد نازل ہوئی ہے اس وقت بہت سے ایسے اشخاص زندہ ہوں گے جنھوں نے اس واقعہ کو خود اپنی آنکھوں دیکھا ہوگا اور جنھوں نے نہ دیکھا ہوگا انھوں نے ان لوگوں سے جو اس کے چشم دید گواہ ہوں گے سنا ہوگا. تاہم کسی نے ان میں سے بھی اس کی تکذیب نہیں کی اس سے بڑھکر اس واقعہ کی صحت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے.

عرب میں چیچک کی بیماری اسی سال پیدا ہوئی اس سے یورپ کے تاریخ نگاروں نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ ابرہہ کی فوج چیچک کی وبا سے برباد ہوئی. لیکن یاد رہے پرندوں کا پتھراؤ کرنا اور اس سے ایک بڑے لشکر کا دم بھر میں تباہ و برباد ہو جانا حیرت انگیز کہا جا سکتا ہے مگر محال نہیں جو قادرِ مطلق چیچک کے ذرا سے دانوں میں زہریلا مادہ پیدا کر کے انسان کو ہلاک کر سکتا ہے وہ اگر کنکریوں میں ہلاکت آفرینی کا سامان پیدا کر دے تو کیا بعید ہے۔ اسی طرح سرسید نے تہذیب الاخلاق میں جو اس سورت کی تفسیر کی ہے وہ بھی سراسر لغو اور غلط ہے کہ جس کا نہ عربی زبان ساتھ دے سکتی ہے اور نہ وہ اصولِ روایت پر صحیح کہی جا سکتی ہے۔ پ۳۰

اَصۡحٰبِ الۡقُبُوۡرِ - قبر والے، مردے، اَصۡحٰبِ مضاف الۡقُبُوۡرِ مضاف الیہ۔ پ۲۸

اَصۡحٰبَ الۡقَرۡیَۃِ - گاؤں کے لوگ. گاؤں والے اَصۡحٰبَ مضاف. اَلۡقَرۡیَۃِ مضاف الیہ. اصحاب القریہ

[۱] ان تمام حوالوں کے لئے دیکھو فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۴۸۳ طبع مصر

کا قصہ قرآن مجید میں سورۂ یٰسین میں تفصیل سے مذکور ہے لیکن نہ تو قریہ کے نام کی صراحت ہے نہ ان تین پیغمبروں کے نام بیان کئے گئے ہیں جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے نہ اس شخص کا نام ہے جو شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا تھا اور نہ اس کے شہید کئے جانے کا ذکر ہے۔

قرطبی نے تصریح کی ہے کہ سب مفسرین کے قول میں اس قریہ سے انطاکیہ مراد ہے[1]۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کا خیال ہے کہ غالباً یہ انطاکیہ کے قریب کوئی شہر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے کہ اس قریہ کے لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا مگر اس شہر انطاکیہ میں جواب موجود ہے اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا[2]۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اگر یہ تینوں پیغمبر عہد عتیق میں اہلِ انطاکیہ کی طرف بھیجے گئے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے وہاں کے لوگوں کو پیغمبروں کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک کر دیا ہو اور انطاکیہ دوبارہ آباد ہونے پر جب مسیح علیہ السلام نے اپنے عہد میں ان کی طرف اپنے تینوں حواریوں کو بھیجا اور یہ ایمان لے آئے تو ایسا ہونے سے کوئی مانع نہیں۔[3]

ابن اسحٰق نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار اور وہب بن منبہ سے بلاغاً نقل کیا ہے کہ یہ شہر انطاکیہ تھا۔ یہاں کے بادشاہ کا نام انطیخش بن انطیخش تھا جو بت پرست تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف تین رسول بھیجے جن کے نام صادق، صدوق اور شلوم ہیں، وہاں کے لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ قتادہ کا خیال ہے یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے تین حواری تھے جو ان کا پیغام تبلیغ لے کر آئے تھے۔ شعیب جبائی نے ان کے نام شمعون، یوحنا اور بولص بتلائے ہیں[4]۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ متاخرین مفسرین میں سے کسی سے اس کے سوا مذکور نہیں۔ مگر یہ چیز متعدد وجوہ سے محلِ نظر ہے۔

(۱) بظاہر اس قصہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں بزرگ اللہ کے رسول تھے نہ مسیح علیہ السلام کے پیامبر۔ ارشاد ہے۔

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۳۵۳ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔ [2] فتح الباری ج ۶ ص ۲۶۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

[3] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۳۰۔ [4] ایضاً ج ۱ ص ۲۲۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ جب ہم نے ان کی طرف (دو پیغمبر) کو
اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا۔
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ اس پر ہم نے تیسرے (پیغمبر) سے ان کی
فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ (اور) مدد کی تو ان تینوں نے (اہلِ قریہ سے)
مُّرْسَلُوْنَ۔ کہا کہ ہم تمہارے پاس (خدا) کے بھیجے
ہوئے آئے ہیں۔
پھر جب ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا تو کہتے ہیں۔
رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ ہمارا پروردگار علیم ہے کہ ہم بے شک
اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ (اسی کے) بھیجے ہوئے تمہارے پاس
وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا آئے ہیں اور ہمارا کام تو خدا کا حکم
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ صاف صاف پہنچا دینا ہے اور بس۔
حالانکہ اگر وہ حواری تھے تو ان کو ایسی عبارت
استعمال کرنی مناسب تھی جس سے پتہ چلتا کہ وہ حضرت
مسیح علیہ السلام کے پیامبر ہیں۔ یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے
کہ اگر وہ مسیح علیہ السلام کے پیامبر تھے تو اہلِ انطاکیہ
کا ان سے یہ کہنا کیا معنی کہ
مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا بس تم ہماری ہی طرح کے آدمی ہو
وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ (اور خدائے) رحمٰن نے تو کچھ نہیں
شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ اتارا۔ تم سارے جھوٹ کہتے ہو۔

(۲) اہلِ انطاکیہ پیامبرانِ مسیح پر ایمان لا چکے
تھے بلکہ یہ پہلا شہر ہے جو حضرت پر ایمان لایا حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اس کے رسولوں
کو جھٹلایا اور عذابِ الٰہی نے ایک چنگھاڑ کی شکل میں
ظاہر ہو کر ان کی زندگی کا چراغ بجھا کر رکھ دیا۔

(۳) حوارینِ مسیح علیہ السلام کے ساتھ اہلِ انطاکیہ
کا واقعہ نزولِ تورات کے بعد کا واقعہ ہے ابو سعید
خدری اور سلف میں بہت سے لوگوں سے منقول
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نزولِ تورات کے بعد کسی قوم کو
عذاب بھیج کر ہلاک نہیں کیا بلکہ اس کے بعد مومنین
کو حکم دیا گیا کہ وہ مشرکین سے قتال جاری رکھیں۔
پس ایسی صورت میں جس قریہ کا قرآن مجید میں ذکر ہے
وہ انطاکیہ کے علاوہ کوئی اور قریہ ہوگا یا اس قصہ میں
اگر انطاکیہ کا لفظ محفوظ ہے تو یہ اس نام کا کوئی اور شہر
مشہور و معروف انطاکیہ کے علاوہ ہوگا کیونکہ موجودہ
شہر کے متعلق یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ زمانِ نصرانیت
یا اس سے پہلے کبھی تباہ ہوا ہو۔ [1]

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۲۱۹ طبع مصر ۱۳۰۱ھ

تیسری وجہ کے سلسلہ میں اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ اس میں صرف ایک استثنا ہے یعنی اصحاب السبت کا اس بارے میں جو حدیث مرفوعاً روایت کی گئی ہے اس میں بھی یہ استثنا موجود ہے چنانچہ مستدرک حاکم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جب سے تورات نازل فرمائی ہے، روئے زمین پر کسی قوم کسی قرن کسی امت کسی بستی کو سوائے اس بستی کے جس کو بندر کی شکل میں مسخ کیا گیا آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں فرمایا۔ کیا تم اس آیت پر خیال نہیں کرتے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (اور اگلی امتوں کے ہلاک کئے پیچھے ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی جس سے لوگوں کی آنکھیں کھلتی تھیں اور (ان کے لئے) ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت پکڑیں) حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔[1]

یہ بھی یاد رہے کہ گو ابنِ کثیر انطاکیہ کے تعین میں مذبذب ہیں لیکن البدایہ والنہایہ سے ہم سابق میں نقل کر چکے ہیں کہ انطاکیہ تباہ ہونے کے بعد دوبارہ آباد ہو گیا ہو تو کوئی مانع نہیں ہے۔

جو شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اس کے متعلق ابنِ جریر، ابنِ ابی حاتم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ حبیب نجار تھا، نجار بڑھئی کو کہتے ہیں۔ ابنِ ابی حاتم نے دوسرے طریقہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ صاحبِ یٰسین کا نام حبیب تھا اور یہ سخت جذام میں مبتلا تھے۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب صاحبِ یٰسین نے یہ کہا کہ لوگو رسولوں کی پیروی کرو تو وہ لوگ ان کا گلا گھوٹنے لگے کہ دم نکل جائے اس وقت انھوں نے انبیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا میں تمہارے رب پر ایمان لایا تم گواہ رہنا۔ حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے مگر ذہبی نے تلخیص میں تصریح کی ہے کہ اس روایت کا ایک راوی

[1] مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۴۰۸۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق ضعیف ہے۔[1] پ ۲۲ / ۱۹

اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِيْمِ

غار اور رقیم والے۔ اَصْحٰبَ مضاف اَلْکَهْفِ مضاف الیہ ان لوگوں کا قصہ قرآن مجید سورہ کہف پ ۱۵ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ پ ۱۵ ۱۵ و ۱۶ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ اصحاب الکہف اور لوگ ہیں اور اصحاب الرقیم اور لوگ۔ ان علماء کے خیال میں اصحاب الرقیم کا قصہ قرآن مجید میں مذکور نہیں بلکہ محض عجیب ہونے کے لحاظ سے اصحاب الکہف کے تذکرہ میں ان کا حوالہ دیدیا گیا۔ پھر اس خیال کے قائلین کے بھی دو فریق ہیں۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ چونکہ ان کا قصہ بھی اصحاب الکہف سے ملتا جلتا تھا اس لئے صرف اصحاب الکہف کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا۔ چنانچہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اس جماعت کا حال بھی اصحاب الکہف کا سا ہوا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ رقیم روم کا ایک شہر ہے جہاں اصحاب الکہف کی طرح ایک غار کے اندر اکیس انسان مردہ پڑے ہوئے سو رہے ہیں۔[2] دوسرے فریق کی رائے میں اصحاب الرقیم وہی اصحاب الغار ہیں جن کا قصہ صحیحین میں مذکور ہے کہ اگلے زمانے میں تین شخص چلے جارہے تھے کہ بارش نے ان کو آلیا اور یہ بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے اوپر کا ایک بڑا پتھر آپڑا جس سے غار کا منہ بند ہوگیا اس وقت ان میں سے ہر ایک شخص نے اپنی عمر بھر کے بہترین عمل کا حوالہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ہر ایک کی دعا سے پتھر کا ایک تہائی حصہ غار کے منہ سے ہٹتا گیا یہاں تک کہ ادہر تیسرے کی دعا ختم ہوئی اور اُدہر غار کا دہانہ بالکل وا ہو چکا تھا۔

بزار اور طبرانی نے باسناد حسن نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رقیم کا ذکر فرماتے ہوئے اس قصہ کو سنا تھا۔[3] لیکن اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقیم کا ذکر کرتے ہوئے اصحاب الغار کے قصہ کو بھی بیان فرمایا اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ رقیم سے مراد غار ہی ہے قرآن مجید سے جو ظاہر معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ

---

[1] مستدرک مع تلخیص ج ۲ ص ۲۳۹۔ [2] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [3] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۴۹۶

اصحاب الکہف والرقیم سے ایک ہی جماعت مراد ہے
اور یہی جمہور علماء کی رائے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ الرقیم
فی الحقیقت ایک شہر کا نام تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا
یاقوت حموی معجم البلدان میں رقمطراز ہیں۔
وبقرب البلقاء من اطراف — اطرافِ شام میں بلقاء کے قریب
الشام موضع یقال له — ایک مقام ہے جس کو رقیم کہا جاتا
الرقیم یزعم بعضهم — ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ
ان به اهل الکهف[۵۱] — وہیں اصحابِ کہف رہتے۔
چونکہ کہف یعنی غار اسی رقیم میں واقع تھا اس لئے
قرآن مجید نے ان کو اصحاب الکہف والرقیم کے
نام سے ذکر کیا۔ مصنف عبدالرزاق میں بسندِ صحیح
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کعب کی
موجود ہے[۵۲] کہ وہ اس کو ایک شہر کا نام بتاتے تھے خود
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت
میں یہی مروی ہے۔ وہب[۵۳] اور سدی[۵۴] کی بھی یہی تصریح ہے۔

عیسائیت کی ابتدائی چند صدیوں میں بارہا ایسا
ہوا ہے کہ بہت سے راسخ الاعتقاد عیسائی مخالفوں
کے ظلم وستم سے تنگ آکر پہاڑوں کے غاروں میں
پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور آبادیوں سے روپوش ہوکر
انھوں نے اپنی زندگی کے بقیہ دن وہیں گزار دئیے
اور پھر ایک عرصہ کے بعد ان کی نعشیں برآمد ہوئیں
چنانچہ ایک واقعہ اطرافِ اندلس میں گزرا ہے ایک
روم کی طرف منسوب ہے اور ایک افسوس یا طرسوس
کا بیان کیا جاتا ہے۔ اصحاب الکہف کے شہر کے تعین
میں بھی مفسرین نے متعدد نام لئے ہیں۔ یاقوت حموی
نے معجم البلدان میں تصریح کی ہے کہ صحیح یہی ہے کہ
یہ بلادِ روم کا واقعہ ہے[۵۵]۔ ابنِ کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ
میں اسی طرف رجحان ظاہر کیا ہے[۵۶]۔ ابوحیان اندلسی
کے نزدیک اصحاب الکہف کا اندلس میں ہونا زیادہ
راجح ہے[۵۷]۔ لیکن قرآن مجید نے "الکہف" کے ساتھ

---

۵۱ معجم البلدان یاقوت ج ۴ ص ۲۷۴ طبع مصر ۱۳۲۳ھ۔ ۵۲ تفسیر ابنِ کثیر ج ۳ ص ۷۳ طبع مصر ۱۳۵۶ھ
۵۳ حضرت ابنِ عباسؓ اور وہب کی تصریح حافظ ابوحیان اندلسی نے البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ میں ذکر کی ہے۔
۵۴ سدی کا قول تفسیر کبیر امام رازی ج ۵ ص ۶۲۴ اور تفسیر فتح القدیر شوکانی ج ۳ ص ۲۶۳ میں مذکور ہے۔
۵۵ معجم البلدان ج ۴ ص ۲۷۴۔ ۵۶ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۱۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ
۵۷ البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۲۔

"الرقیم" کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔ جو اس امر کی صاف تصریح ہے کہ یہ واقعہ نہ روم کا ہے نہ اندلس کا، نہ افسوس کا نہ طرسوس کا بلکہ الرقیم کا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار، وہب بن منبہ اور سدی کی تصریح آپ کی نظر سے گزری کہ وہ اس کو ایک شہر کا ہی نام بتاتے ہیں۔ عطیہ عوفی، قتادہ، ضحاک اس کو اس وادی کا نام بتاتے ہیں جس میں یہ کہف (غار) تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت میں یہی تصریح منقول ہے[1]۔ ظاہر ہے کہ شہر اور اس کے اطراف واکناف کی وادی ایک ہی نام سے موسوم ہوں گے اس لئے ان دونوں بیانات میں کوئی تعارض نہیں، شہر اور اس شہر کی مناسبت سے اس کی وادی کو بھی الرقیم ہی کہا گیا۔ چونکہ اس نام کا کوئی شہر عام طور پر مشہور نہ تھا اور جیسا کہ ہم نے سابق میں تصریح کی نصرانیت نے اپنے ابتدائی قرنوں ہی میں ریاضت اور گوشہ نشینی کی ایک خاص زندگی پیدا کر دی تھی جس نے آگے چل کر رہبانیت کی شکل اختیار کی، اس زندگی کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ لوگ دنیا کے تمام تعلقات سے منہ موڑ کر کسی پہاڑ کے غار میں یا کسی غیر آباد مقام پر گوشہ گیر ہو جاتے اور پھر ان پر استغراق عبادت کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ وضع و نشست کی جو ہیئت اختیار کر لیتے زندگی کے آخری سانس تک اسی ہیئت پر قائم رہتے اور مرنے کے بعد بھی اسی حالت پر نظر آتے نہ زندگی میں کوئی ان کو چھیڑتا اور نہ مرنے کے بعد کوئی اس کی جرأت کرتا اس لئے اگر موسم موافق ہوتا اور درندوں سے حفاظت حاصل ہوتی تو مدت تک ان کی نعشیں اسی حالت پر باقی رہتی تھیں جس حالت میں کہ انھوں نے اپنی زندگی کے آخری سانس لئے تھے اور صدیوں تک ان کے ڈھانچے اسی وضع و ہیئت پر محفوظ رہتے کہ دور سے دیکھنے والا ان کو زندہ انسان ہی تصور کرتا چونکہ اس قسم کی نعشیں متعدد جگہ برآمد ہوئیں اس لئے ان علماء کو اصحاب الکہف کے شہر اور مقام کے تعین میں سخت دھوکہ ہوا۔

اصحاب الکہف کا زمانہ قبل مسیح تھا یا بعد مسیح اس کے متعلق حافظ عماد الدین بن کثیر اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۴

بیان کیا گیا ہے کہ اصحاب الکہف حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مذہب پر تھے یوں تو خدا ہی بہتر جانتا ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ وہ بالکلیہ ملتِ نصرانیت سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ اگر وہ دینِ نصرانیت پر ہوتے تو احبار یہود اپنی اس مخالفت کی بنا پر جو ان کو عیسائیوں سے تھی اصحاب الکہف کی خبر اور ان کے حالات کو محفوظ رکھنے کی طرف اعتنا نہ کرتے، حالانکہ سابق میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت گزر چکی کہ قریش نے مدینہ میں احبارِ یہود کے پاس اپنے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے تھے کہ وہ ان سے چند ایسی باتیں معلوم کر لیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ امتحان لے سکیں احبار نے یہ کہلا کر بھیجا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب الکہف کے حالات ذوالقرنین کی خبر اور روح کے متعلق سوال کریں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اصحاب الکہف کا حال کتب اہلِ کتاب میں محفوظ تھا اور نیز یہ کہ ان کا واقعہ مذہبِ نصرانیت سے پہلے ہوا ہے واللہ اعلم۔ [1]

اصحاب الکہف کی تعداد کیا تھی اور وہ کتنے تھے اس کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا۔

کچھ لوگ کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا یہ سب اندھیرے میں تیر چلاتے ہیں بعض کہتے ہیں وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا (اے پیغمبر) کہدے ان کی گنتی میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے ان کا حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے تو اس بارے میں بحث و نزاع نہ کر مگر اس حد تک کہ صاف صاف بات ہیں ہو اور نہ ان لوگوں میں سے کسی سے اس بارے میں کچھ دریافت کر۔

اصحاب الکہف کی تعداد کے سلسلہ میں لوگوں کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تین اقوال نقل فرمائے ہیں اس سے پتہ چلا کہ ان تین اقوال کے علاوہ اور کوئی چوتھا قول نہیں پہلے دو اقوال کو "رجماً بالغیب" (اٹکل پچو) فرمایا۔ تیسرے کے متعلق

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۸ طبع مصر ۱۳۵۶ھ

سکوت اختیار کیا۔ پہلے دونوں جملوں میں واؤ
عطف نہ تھا۔ تیسرے جملہ میں وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ
عطف کے ساتھ کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہی
تعداد حقیقت میں صحیح ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ قُلْ
رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ (کہدے ان کی گنتی میرا
پروردگار ہی خوب جانتا ہے) سو یہ اس طرف
اشارہ ہے کہ ایسے مقامات پر علم کو اللہ ہی کے
حوالہ کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ بغیر علم اس قسم
کی باتوں میں غور وخوض کرنا فضول ہے ہاں جب
کسی چیز کے متعلق پوری اطلاع ہو تو اس کو
زبان سے نکالنا چاہیے ورنہ توقف کرنا بہتر ہے۔
خود قرآن مجید کی تصریح ہے مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا
قَلِيلٌ (ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ)
طبرانی[1] نے معجم اوسط میں اور ابن جریر طبری نے
اپنی تفسیر میں باسانید صحیحہ[2] حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کی ہے کہ میں بھی ان ہی تھوڑے
لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار
دیا ہے۔ اصحاب الکہف کی تعداد سات تھی، ابن
ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا
بعینہ یہی بیان نقل کیا ہے۔[3]
اصحابِ الکہف کے نام کیا تھے۔ اس کے متعلق
حافظ ابو حیان اندلسی رقمطراز ہیں۔

واما اسماء فتية	نوجوانان اصحاب الکہف کے
اهل الكهف فاعجمية	نام عجمی ہیں نہ وہ اعراب کے ذریعہ
لا تنضبط بشكل	منضبط ہوتے ہیں نہ نقطوں کے ذریعہ
ولا نقط والسند في	نیز ان کی معرفت کی سند بھی
معرفتها ضعيف[4]	ضعیف ہے۔

حافظ ابنِ کثیر کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

وفي تسميتهم بهذه	اصحابِ الکہف کو جو نام بتائے
الاسماء واسم كلبهم	جاتے ہیں ان کو ان کے موسوم ہونے میں
نظر في صحته۔[5]	اور نیز ان کے کتے کے نام کی صحت میں کلام ہے

اصحابِ الکہف غار میں کتنی مدت تک رہے
اس کے متعلق قرآن مجید میں مرقوم ہے۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ	اور مدت گزری ان پر اپنی کھوہ

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰ [2] تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱ طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ھ
[3] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰ [4] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱۔ [5] تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ　میں تین سو برس اور ان کے اوپر
وَازْدَادُوْا تِسْعًا　نو۔ تو کہدے اللہ ہی بہتر جانتا
قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا　ہے کہ وہ کتنی مدت تک رہے
لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ　وہ آسمان و زمین کی ساری پوشیدہ
وَالْاَرْضِ۔　باتیں جانتا ہے۔

لیکن اس کے متعلق بعض علماء کی رائے یہ کہ جس طرح قرآن مجید نے پہلے اصحاب الکہف کی تعداد کے بارے میں لوگوں کے متعدد اقوال نقل کئے تھے۔ اسی طرح یہاں بھی مدتِ بقاء کے بارے میں لوگوں کا قول نقل کیا ہے یعنی لوگ کہتے ہیں غار میں تین سو برس تک رہے اور بعضوں نے اس پر نو برس اور بڑھادئے تم کہدو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ فی الحقیقت کتنی مدت گزر چکی ہے۔ پس ان علماء کے خیال میں یہ قرآن کی تصریح نہیں بلکہ لوگوں کا قول ہے اور سیقولون سے نقلِ اقوال کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اسی سلسلہ کی یہ آخری کڑی ہے۔ سلف میں قتادہ اور مطرف بن عبد اللہ کی یہی رائے ہے،[1]

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انسان کسی آیت کی تفسیر یہ سمجھ کر کرنے لگتا ہے کہ وہ ٹھیک ہوگی، حالانکہ وہ زمین و آسمان کے درمیان نہایت دور جا کے گرتا ہے اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ الآیہ پھر دریافت کرنے لگے کہ یہ لوگ کتنے عرصہ رہے۔ لوگوں نے جواب دیا تین سو نو برس آپ نے فرمایا اگر اتنی مدت تک رہے ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا مقولہ نقل کیا ہے چنانچہ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ سے رَجْمًا بِالْغَيْبِ تک فرما کر ان کی لاعلمی کی خبر دی اور پھر فرمایا کہ وہ یہ بھی کہیں گے وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔

علامہ محمود آلوسی اپنی مشہور تفسیر روح المعانی میں اس روایت کو نقل کرکے فرماتے ہیں۔

ولعل هذا لا يصح عن　غالباً حضرت حبر امت عبد اللہ بن
الحبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ　عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ
فقد صح عنہ القول بأن　روایت صحیح نہیں کیونکہ ان سے یہ ثابت
عدۃ اصحاب الکہف　ہو چکا کہ اصحاب الکہف کی تعداد

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۳۲۔

سبعۃ وثامنہم کلبہم سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تھا
اللہ تعالیٰ عقب القول حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس قول کو
بذلک بقولہ سبحانہ قل بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا قُلْ
رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ و رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ اور اس میں
لا فرق بینہ وبین قولہ اور قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا کے
تعالیٰ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فرمانے میں کوئی فرق نہیں پس قل اللہ
بما لبثوا فلم یدل هذا اعلم بما لبثوا سے تردید کیونکر ثابت
علی الرد ولم یدل ذلک ۱ ہوئی اور اس کی کیوں ثابت نہیں ہوئی
عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی
حاتم نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ
بن مسعود کی قرأت میں قالوا کا لفظ آیا ہے یعنی
انھوں نے اس آیت کی قرأت اس طرح کی ہے
قَالُوْا لَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ یہ
لوگوں کا مقولہ ہے۔ قتادہ کہتے ہیں تم نہیں دیکھتے کہ
اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی فرمایا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا لَبِثُوْا ۳ حافظ ابن کثیر اس روایت کے بارے
میں فرماتے ہیں۔

ورواية قتادة قراءة ابن ابن مسعود کی قرأت کے متعلق
مسعود منقطعة ثم هي قتادہ کی روایت منقطع ہے نیز یہ قرأت
شاذة بالنسبة الى قراءة جمہور کے لحاظ سے شاذ بھی ہے لہٰذا
الجمهور فلا یحتج بها ۴ اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا
علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ ابن مسعود کی قرأت
سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں کا قول ہے
جو اصحاب الکہف کے معاملہ میں بحث کر رہے تھے
رہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمانا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا لَبِثُوْا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اصحاب الکہف کی تعداد
کے بارے میں تیسرے قول کو بیان کرکے فرمایا اس سے
اس قول کی تردید کا پتہ نہیں چلتا ۲
غرض اکثر مفسرین اسی کے قائل ہیں کہ اصحاب الکہف
کے غار میں رہنے کی یہ تین سو نو برس کی مدت خود اللہ تعالیٰ
کی بیان کی ہوئی ہے۔ امام بغوی لکھتے ہیں۔
هذا اخبار من الله تعالى کہف میں ان لوگوں کے ٹھیرے
عن قدر لبثهم فی الکهف رہنے کے متعلق یہ اللہ تعالیٰ نے
وهو الاصح ۵ خبر دی اور یہی اصح ہے۔

۱ و ۲ روح المعانی ج ۱۵ ص ۲۳۳ طبع مصر۔ ۳ تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰۔ ۴ تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۳۳ طبع مصر ۱۳۰۱ھ ۵ معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۶۹ طبع مصر۔

امام ابنِ جریر طبری اور حافظ ابنِ کثیر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

وھذا الذی قلناہ علیہ غیر واحد من علماء التفسیر کمجاھد غیر واحد من علماء السلف والخلف[1]	ہم جس بات کے قائل ہیں اسی پر اکثر علمار تفسیر جیسے مجاہد اور اکثر علمار سلف خلف ہیں۔

خود حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شانِ نزول میں جو روایت مروی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ ابن مردویہ نے بروایت ضحاک حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَمِائَةٍ تو کہا گیا یا رسول اللہ یہ تین سو دن ہیں یا مہینے یا برس۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا۔ ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابنِ منذر ابنِ ابی حاتم نے خود ضحاک سے بھی یہی نقل کیا ہے[2]

اصحاب الکہف کس طرح ایک دوسرے کو آ کر ملے اور اکٹھے ہوئے اور پھر کس طرح وہ شہر سے باہر نکلے اس بارے میں مختلف باتیں بیان کی جاتی ہیں

حافظ ابو حیان اندلسی فرماتے ہیں۔

والرواۃ مختلفون فی قصصھم وکیف کان اجتماعھم وخروجھم ولم یأت فی الحدیث الصحیح کیفیۃ ذلک ولا فی القرآن الا ما قص تعالیٰ علینا من قصصھم[3]	ان کے قصوں کے بیان کرنے میں راوی مختلف ہیں کہ ان کا اجتماع کیونکر ہوا وہ کس طرح شہر سے باہر نکلے اس کی کیفیت نہ تو کسی صحیح حدیث میں آئی ہے اور نہ قرآن میں بجز ان واقعات کے جن کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور کچھ مذکور ہے۔

اسی طرح اصحاب الکہف کے دائیں بائیں کروٹ بدلوانے کی مدت میں بھی مختلف اقوال مذکور ہیں بعض چھ ماہ بعض ایک سال بعض نو برس بتاتے ہیں۔ مگر امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔

ھذہ التقدیرات لاسبیل العقل الیھا ولفظ القرآن لایدل علیہ وما جاء بہ خبر صحیح فکیف یعرف[4]	یہ مقداریں عقل سے نہیں معلوم کی جا سکتیں نہ قرآن کے الفاظ ان پر دلالت کرتے ہیں اور نہ کوئی صحیح حدیث اس کے متعلق موجود ہے پس اس کا کیونکر پتہ چل سکتا ہے۔

[1] تفسیر ابنِ کثیر ج ۳ ص ۷۸ ۔ [2] فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۱ [3] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ ۔ [4] تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۷۳ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

اصحابِ الکہف کے اس مرتبہ جاگنے کے بعد یہ پتہ نہیں کہ اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی یا یہ زندہ رہے۔ وفات ہوئی تو کب ہوئی۔ زندہ رہے تو کب تک رہے یا کب تک رہیں گے۔ حافظ ابنِ کثیر علامہ محمود آلوسی اور دیگر علماء کی بڑی جماعت کا رجحان اسی طرف ہے کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ واللہ اعلم ۱۵/۱۲

اَصْحٰبُ مَدْیَنَ۔ مدین والے۔ مدین کے لوگ اَصْحٰبُ مضاف۔ مَدْیَنَ مضاف الیہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ سارہ، ہاجرہ قطورا۔ مدین قطورا کے بطن سے حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا تھا۔ سامی قوموں کا عام قاعدہ ہے کہ وہ اپنی آبادی اور قبیلہ کو بانی و مورث خاندان کے نام سے موسوم کرتی ہیں۔ اسی لحاظ سے مدین کا سارا خاندان جو آگے چل کر ایک بہت بڑا قبیلہ بن گیا تھا جدِ قبیلہ مدین بن ابراہیم کی طرف منسوب ہوا اور جہاں یہ قبیلہ آباد ہوا وہ ملکِ مدین کہلایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اول ان کی ہی طرف مبعوث ہوئے تھے اور اسی نسل اور اسی قبیلہ سے تھے چنانچہ قرآن مجید نے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (اور مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) کہہ کر ان کے اسی نسلی رشتہ کو واضح کیا ہے۔ اصحابِ مدین کا ذکر قرآن مجید میں سورۂ اعراف ۸/۹ و ۹ اور سورۂ ہود ۱۲/۸،۹ اور سورۂ عنکبوت ۲۰/۱۲ میں قدرے تفصیل سے آیا ہے اور سورۂ توبہ ۱۰/۵ اور سورۂ حج ۱۷/۱۲ میں صرف معذب اور گنہگار قوموں کی فہرست میں ان کا نام بتلانے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ اصحابِ مدین اور اصحاب الایکہ آیا ایک ہی قوم ہیں یا دو جداگانہ قومیں اس کے متعلق اصحاب الایکہ کے ضمن میں تفصیلی بحث سپردِ قلم کی جا چکی ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اصحاب الایکہ، شعیب، مدین) ۱۰/۵ ۱۷/۱۲

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ۔ کمبختی والے۔ بائیں والے اَصْحٰبُ مضاف اَلْمَشْئَمَةِ مضاف الیہ۔ یہی لوگ ہیں جن کو دوسری جگہ قرآن مجید میں اصحاب الشمال کہا گیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھو اصحاب الشمال، اور مشئمہ) ۲۷/۱۲ ۳۰/۱۵

اَصْحٰبُ مُوْسٰی۔ موسیٰ کے لوگ۔ اَصْحٰبُ مضاف مُوْسٰی مضاف الیہ۔ یہ وہی بنی اسرائیل

ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلکر چلے تھے اور بحرِ قلزم کے کنارہ پہنچکر اس کو پار کرنے کی فکر کر رہے تھے کہ دوسرے فرعون لشکر لے کر آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق عصا کو دریا پر مارا، پانی تھا بہت گہرا۔ بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے جن میں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے الگ الگ گزرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے ہوگئے۔ عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب موسیٰ جنھوں نے سمندر کو پار کیا بارہ اسباط تھے اور ہر راستے میں بارہ ہزار انسان تھے جو سب کے سب اولادِ یعقوب علیہ السلام سے تھے۔[1] پ ۹

اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ۔ داہنے والے بڑے نصیب والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْمَيْمَنَةِ مضاف الیہ۔ یہ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کو عہدِ الست کے دن حضرت آدم علیہ السلام کے داہنے پہلو سے نکالا گیا تھا۔ جو روزِ حشر عرشِ الٰہی کے داہنی جانب ہوں گے، ان کا اعمالنامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے ان کو داہنی طرف سے لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں دیکھا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف دیکھکر ہنستے ہیں۔ سو حضرت آدم علیہ السلام ان کی خوش نصیب اور مبارک لوگوں کو دیکھکر خوش ہو رہے تھے۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں انہیں کو اصحاب الیمین کہا گیا ہے پ ۲۷/۱۴ پ ۳۰/۱۵

اَصْحٰبُ النَّارِ۔ دوزخ کے رہنے والے۔ دوزخ والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلنَّارِ مضاف الیہ۔ آیت شریفہ وَمَا جَعَلْنَا اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً میں اصحاب النار سے دوزخ کے داروغہ مراد ہیں اس لئے یہاں اصحاب النار کا ترجمہ دوزخ پر داروغہ کرنا چاہئے اصل میں اصحاب النار کے لفظی معنی ہیں دوزخ والے دوزخیوں کو دوزخ میں رہنے کی وجہ سے اور دوزخ کے فرشتوں کو دوزخ کے داروغہ ہونے کی وجہ سے دوزخ والے کہا گیا۔ قرآن مجید میں ان فرشتوں کی تعداد جو دوزخ پر مقرر ہوں گے انیس مذکور ہے

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۹۹ طبع مصر سنہ ۱۳۵۰ھ

۲/۴، ۱۰ ۲/۱۱ ۳/۶، ۶۲ ۳/۳ ۷/۷ ۷/۱۰ ۸/۱۰، ۱۱، ۱۲ ۱۱/۸ ۱۳/۷

۲۲/۱۵ ۲۳/۶، ۱۰ ۲۸/۶۲، ۱۵ ۲۹/۱۵

اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۔ داہنی طرف والے ۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْيَمِيْنِ مضاف الیہ ۔ ان کو ہی دوسری جگہ قرآن مجید میں اصحاب المیمنہ کہا گیا ہے (دیکھو اصحاب المیمنہ) ۲۷/۱۲، ۱۶، ۲۹/۲

اَصْحٰبِهِمْ ۔ ان کے ساتھی ۔ اَصْحٰبُ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی رفیق اور ساتھی کے ہیں مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۷/۶

اِصْدَعْ ۔ تو کھول کر سنا دے (فَتَحَ) صَدْعٌ سے ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں صَدْعٌ کے معنی کسی ٹھوس جسم مثلاً لوہا یا شیشہ وغیرہ میں شگاف پڑ جانے اور اس کے شق ہو جانے کے ہیں ۔ گویا کھل جانا اس کے مفہوم میں داخل ہے اسی اعتبار کسی بات کے کھلم کھلا کہنے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہیں ۔ ۱۴/۶ ۔

اَصْدَقُ ۔ زیادہ سچا ۔ صِدْقٌ سے جس کے معنی سچ بولنے کے ہیں ۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۵/۸، ۱۵

اَصَّدَّقَ ۔ میں خیرات کروں ۔ تَصَدُّقٌ سے کہ جس کے معنی صدقہ دینے اور خیرات کرنے کے ہیں ۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۸/۱۴

اِصْرًا ۔ بھاری بوجھ ۔ اصل میں اِصْرٌ کے معنی اس بوجھ کے ہیں جو اپنے اٹھانے والے کو چلنے سے روک رکھے یہاں مراد تکلیفِ شاقہ اور سخت و دشوار امور ہیں ۳/۸

اَصْرِفُ ۔ میں پھیر دوں گا ۔ (ضَرَبَ) صَرْفٌ سے جس کے معنی کسی شے کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینے یا ایک شے کو کسی دوسری شے سے بدل دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۹/۶

اِصْرِفْ ۔ ہٹا دے ، پھیر دے ۔ صَرْفٌ سے امر حاضر کا صیغہ واحد مذکر ۔ ۱۹/۴

اَصَرُّوْا ۔ انہوں نے ضد کی ۔ انہوں نے اصرار کیا اِصْرَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز پر سختی کے ساتھ جمے رہنے اور مصر ہونے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۔ ۲۹/۹

اِصْرَهُمْ ۔ ان کے بوجھ ۔ اِصْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۔ یہاں مراد ان سخت احکام سے ہے جو یہودیوں پر تھے ۔ ۹

اِصْرِیْ ۔ میرا عہد ۔ اِصْرِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم

مضاف الیہ۔ چونکہ عہد کی ذمہ داری کا بھی انسان پر بوجھ ہوتا ہے اس لئے اِصْرٌ کا استعمال عہد کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ پ ۳/۱۴

اِصْطَادُوْا تم شکار کر لو۔ اِصْطِیَادٌ سے جس کے معنی شکار کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶/۱

اِصْطَبِرْ۔ تو قائم رہ۔ ٹھہرا رہ۔ صبر کر۔ اِصْطِبَارٌ سے جس کے معنی صبر کے ساتھ قائم رہنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۶/۷، ۱۶/۱۷ پ ۲۷/۹

اِصْطَفٰی۔ اس نے چن لیا۔ اس نے پسند کر لیا۔ اِصْطِفَاءٌ سے جس کے معنی چن لینے اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱/۱۶ پ ۳/۱۲ پ ۱۹/۲۰ پ ۲۳/۹، ۱۵۔

اِصْطَفَیْتُكَ۔ میں نے تجھکو امتیاز دیا۔ میں نے تجھکو برگزیدہ کیا۔ اِصْطَفَیْتُ۔ اِصْطِفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ ۹/۶

اِصْطَفٰكِ۔ تجھ کو پسند کیا۔ اِصْطَفٰی صیغہ ماضی۔ كِ ضمیر واحد مونث حاضر۔ پ ۳/۱۳

اِصْطَفَیْنَا۔ ہم نے چن لیا۔ برگزیدہ کیا۔ اِصْطِفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۲۲/۱۶

اِصْطَفَیْنٰهُ۔ ہم نے اس کو منتخب کیا۔ اس میں هٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۱۶

اِصْطَفٰهُ اس کو پسند فرمایا۔ اِصْطَفٰی صیغہ ماضی، هٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۲/۱۶

اِصْطَنَعْتُكَ۔ میں نے تجھ کو بنایا۔ اَصْطَنَعْتُ اِصْطِنَاعٌ سے۔ جس کے معنی کسی شے کی درستی اور بنانے میں مبالغہ کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶/۱۱

اَصْغَرُ۔ زیادہ چھوٹا۔ صِغَرٌ سے جس کے معنی چھوٹے ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ ۱۱/۱۲ پ ۲۲/۷

اَصْفَادِ۔ زنجیریں۔ بیڑیاں۔ صَفَدٌ اور صِفَادٌ کی جمع جس کے معنی بیڑی اور زنجیر کے ہیں پ ۱۳/۱۹ پ ۲۳/۱۲

اِصْفَحْ تو درگزر کر۔ (فَتَحَ) صَفْحٌ سے جس کے معنی درگزر کرنے اور اعراض کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۴/۶ پ ۲۵/۱۳

اِصْفَحُوْا۔ درگزر کرو۔ صَفْحٌ سے۔ امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر پ ۱/۱۳

اَصْفٰكُمْ۔ تم کو چن لیا۔ تم کو انتخاب کر لیا اَصْفٰی اِصْفَاءٌ سے جس کے معنی برگزیدہ کرنے اور منتخب کرنے

کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۸/۲۵

اَصْلِ ۔ جڑ۔ اُصُوْلٌ جمع۔ پ ۲/۲۴

اَصْلَابِکُمْ ۔ تمہاری پشتیں۔ اَصْلَابٌ صُلْبٌ کی جمع۔ جس کے معنی پشت کی ہڈی کے ہیں مضاف ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۴/۵

اِصْلَاحٍ ۔ سنوارنا۔ صلح کرانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ ۲/۱۱ پ ۵/۱۴ پ ۸/۱۲ اِصْلَاحًا پ ۲/۱۲ پ ۵/۳

اِصْلَاحِهَا ۔ اس کی اصلاح۔ اِصْلَاحٌ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۸/۱۴ و ۱۸

اُصَلِّبَنَّكُمْ ۔ میں تم کو سولی پر چڑھاؤنگا اُصَلِّبَنَّ تَصْلِيْبٌ سے جس کے معنی سولی دینے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۹/۱۱ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۹/۷

اَصْلَحَ ۔ اس نے صلح کرادی۔ اس نے اصلاح کی۔ وہ سنور گیا۔ نیک ہوگیا۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲/۶ پ ۲/۱۰ پ ۶/۱۱،۲،۱ پ ۷/۱۱ پ ۸/۵ پ ۲۵/۵ پ ۲۶/۵

اَصْلِحْ ۔ تو اصلاح کر۔ تو نیک بنادے۔ اِصْلَاحٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۹/۲ پ ۲۶/۲ ۔

اَصْلَحَا ۔ ان دونوں نے اپنی اصلاح کرلی ۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ ۴/۱۲

اَصْلَحْنَا ۔ ہم نے اچھا کردیا۔ ہم نے درست کردیا۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۷/۹

اَصْلَحُوْا ۔ انھوں نے اپنے کام کو درست کیا۔ انھوں نے نیک کام کئے۔ انھوں نے اپنی اصلاح کی۔ وہ سنور گئے۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲/۲ پ ۳/۱۷ پ ۵/۱۸ پ ۶/۲۱ پ ۱۸/۷

اَصْلِحُوْا ۔ تم صلح کرو۔ تم صلح کرادو۔ تم ملاپ کرادو اِصْلَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۹/۱۵ پ ۲۶/۱۳

اِصْلَوْهَا ۔ اس میں جاپڑو۔ اس کے اندر چلے جاؤ۔ (سَمِعَ) اِصْلَوْا صَلْيٌ سے جس کے معنی آگ میں جلنے اور اس میں جاپڑنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۲۳/۳ پ ۲۴/۳

اَصْلُهَا ۔ اس کی جڑ۔ اَصْلٌ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۱۶

اُصْلِيْهِ میں اس کو آگ میں ڈالوں گا۔ اُصْلِي اِصْلَاءٌ سے جس کے معنی آگ میں ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۹/۱۵

اَصَمَّ۔ بہرا۔ صَمٌّ سے جس کے معنی بہرا ہونے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ۔ ۱۳/۱

اَصَمَّهُمْ۔ ان کو بہرا کر دیا۔ اَصَمَّ۔ اِصْمَامٌ سے جس کے معنی بہرا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۲۶

اَصْنَام۔ بت۔ مورت۔ ہر وہ چیز جس کو خدا کے سوا پوجا جائے۔ صَنَمٌ کی جمع ۹ ۱۸ اَصْنَامًا ۱۵

اَصْنَامَكُمْ۔ تمہارے بت۔ اَصْنَامُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۷

اِصْنَعْ۔ تو بنا۔ تو درست کر (فتحہ) صَنْعٌ سے جس کے معنی کسی کام کے درست کرنے اور بنانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۲ ۱۸

اَصْوَات آوازیں۔ صَوْتٌ کی جمع جس کے معنی آواز کے ہیں۔ ۱۶ ۱۵ ۲۱ ۱۱

اَصْوَاتَكُمْ۔ تمہاری آوازیں۔ اَصْوَاتَ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۳

اَصْوَاتَهُمْ۔ ان کی آوازیں۔ اَصْوَاتَ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۶ ۱۳

اَصْوَافِهَا۔ ان کی اون۔ اَصْوَاف۔ صُوفٌ کی جمع جس کے معنی اُون کے ہیں۔ اَصْوَافِ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ جس کا ترجمہ انعام کی طرف راجع ہونے کے سبب سے (ان کی) کیا گیا ہے۔ ۱۴

اُصُولِهَا۔ اس کی جڑیں اصول اَصْلٌ کی جمع هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ ۲۸

اُصِيبُ۔ میں پہنچاتا ہوں۔ ڈالتا ہوں۔ اِصَابَةٌ سے جس کے معنی پہنچانے اور لا ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۹

اَصِيلًا۔ شام۔ عصر و مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں۔ ۱۸ ۱۹ ۲۲ ۳ ۲۶ ۲۹ ۲۰

فصل الضاد المعجمة

اَضَاءَ۔ اس نے روشن کیا۔ اِضَاءَةٌ سے جس کے معنی روشن کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱

اَضَاءَتْ۔ اس نے روشن کر دیا۔ اِضَاءَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ ۱

اَضَاعُوا۔ وہ کھو بیٹھے۔ انھوں نے ضائع کر دیا۔ اِضَاعَةٌ سے جس کے معنی کھو دینے اور ضائع کر دینے کے

ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۱۶/۷

اَضْحَکَ۔ اس نے ہنسایا۔ اِضْحَاکٌ سے جس کے معنی ہنسانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۷

اِضْرِبْ۔ تو مار۔ تو بنا دے۔ تو بیان کر۔ ضَرْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں ضَرْبٌ کے معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر واقع کرنے کے ہیں۔ چونکہ اس کی صورتیں مختلف ہیں اس لئے مختلف محل پر اس کے مختلف معانی آتے ہیں۔ کہیں مارنے کے، کہیں ڈال دینے کے، کہیں چلنے کے، کہیں بیان کرنے کے اور کہیں تھپک دینے کے غرض ہر موقع اور محل پر اس کے مناسب ترجمہ ہونا چاہئے۔ بشرطیکہ اصل معنی ملحوظ رہیں چونکہ چلنے میں زمین پر پیر پڑتے ہیں اس لئے ضَرَبَ فِی الْاَرْضِ میں ضَرَبَ کے معنی زمین پر چلنے کے ہوں گے کسی چیز کا اس طرح ذکر کرنا کہ اس کا اثر دوسری چیز پر پڑے اس کا نام ضَرْبُ الْمَثَلِ ہے۔ اس لئے جب مَثَلَ کے ساتھ ضَرْبٌ کا استعمال ہو تو اس کے معنی بیان کرنے کے آئیں گے۔ آیتِ شریفہ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا (تو ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دے) میں چونکہ طَرِیْقٌ (راستہ) کو بحرٌ (سمندر) پر واقع کیا جا رہا ہے اس لئے یہاں اِضْرِبْ کا ترجمہ بنا دے۔ تیار کر دے یا ڈال دے کرنا چاہئے۔ پ ۱/۷ پ ۹/۴ پ ۱۵/۱۷و۱۸ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۹/۸ پ ۲۲/۱۹ پ ۲۳/۱۳

اِضْرِبُوْا۔ تم مارو۔ تم کاٹو۔ ضَرْبٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۹/۱۶

اِضْرِبُوْهُ۔ اس پر مارو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۹

اِضْرِبُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) کو مارو۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے جو عورتوں کی طرف راجع ہے۔ اگر بیویوں سے سرکشی اور بدخوئی کا ڈر اور اندیشہ ہو تو یہ نہ چاہئے کہ فوراً دل برداشتہ ہو کر قطع تعلق کر لیا جائے بلکہ پہلے ان کو نرمی اور محبت سے سمجھایا جائے اور نصیحت کی جائے اگر اس پر بھی وہ سرکشی سے باز نہ آئیں تو خوابگاہ میں ان سے الگ رہنا چاہئے اور اگر اب بھی نہ مانیں تو بطور تنبیہ کے مارنے کا بھی حکم ہے لیکن نہ اس قدر کہ اس کا نشان باقی رہے یا ہڈی ٹوٹ جائے۔ یاد رہے مارنا پیٹنا آخری درجہ ہے۔ اور جب وہ نافرمانی اور بدخوئی سے باز آ جائیں اور بظاہر مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان کو ملزم بنانے کے لئے راہیں

نہیں ڈھونڈنی چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا
چاہئے۔ ۷ ب

أُضْطُرَّ۔ وہ بے اختیار کیا گیا۔ وہ لاچار کیا گیا۔
اِضْطِرَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب
اِضْطِرَارٌ کے معنی اصل میں انسان کو کسی ضرر رساں
چیز پر مجبور کرنے کے ہیں۔ عام طور پر اس کا استعمال
انسان کو کسی ایسے امر پر مجبور کرنے کے لئے ہوتا ہے
کہ جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ اضطرار کی دو شکلیں ہیں
ایک یہ کہ کسی خارجی سبب کی بنا پر ہو پھر اس کی بھی
دو صورتیں ہیں اول یہ کہ انسان کو کسی امر پر اس طور
سے مجبور کیا جائے کہ اس امر کے نہ ہونے کی صورت
میں اس کو قتل کیا جائے یا قتل کی دھمکی دی جائے
یا اس کا کوئی عضو بیکار کر دیا جائے یا بیکار کرنے کی
دھمکی دی جائے۔ دوم یہ کہ زبردستی پکڑ کر اس سے
کام لیا جائے۔ آیہ شریفہ ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ
النَّارِ (پھر اس کو دوزخ کے عذاب میں جبراً بلاؤنگا)
میں اضطرار کی یہی آخری صورت مراد ہے۔ دوسری
شکل یہ ہے کہ اضطرار کسی داخلی سبب کی بنا پر ہو یعنی
ایسی قوت کے غلبہ کی وجہ سے کہ اگر اس کی مدافعت
کی جائے تو ہلاکت واقع ہو۔ جیسے بھوک سے بیتاب
ہو کر کسی حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہونا آیت شریفہ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ
(پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور
نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں) اس میں دونوں طرح
کا اضطرار داخل ہے یعنی یہ کہ انسان کسی ایسی جگہ
ہو جہاں اس کو بجز کسی حرام چیز کے اور کچھ کھانے
پینے کو نہ مل سکے اور وہ بھوک یا پیاس کی شدت سے
قریب بہ ہلاکت ہو یا یہ کہ رزق حلال موجود ہے مگر
وہ حرام چیز کے کھانے یا پینے پر اس لئے مجبور ہے
کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کو ہلاک کر دیا جائیگا یا
اس کا کوئی عضو ضائع کر دیا جائے گا۔ ۲ ب ۶ ب
۸ ب ۱۴ ب

اُضْطُرِرْتُمْ۔ تم مجبور کئے گئے۔ اِضْطِرَارٌ سے
ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۸ ب

اَضْطَرُّهٗ۔ میں اس کو مجبور کروں گا۔ اَضْطَرُّ
اِضْطِرَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اُضْطُرَّ) ۱ ب

اَضْعَافًا۔ کئی گنا۔ دونے پر دونا۔ ضِعْفٌ کی جمع

جس کے معنی دگنے کے آتے ہیں۔ یہ بھی نِصْفٌ اور زَوْجٌ کی طرح سے الفاظ متضائفہ میں سے ہے کہ جن میں سے کسی ایک کا وجود دوسرے کے وجود کا مقتضی ہوتا ہے۔ پ ۴ ع ۱۶ پ ۴ ع ۵

أَضْعَفُ۔ زیادہ کمزور۔ ضُعْفٌ سے جس کے معنی کمزور ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے پ ۱۶ ع ۸ پ ۲۹ ع ۱۲

أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ۔ خیالی خواب، پریشان خواب، اَضْغَاثٌ ضِغْثٌ کی جمع جس کے معنی سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے گٹھے آتے ہیں۔ اور أَحْلَامٌ حُلُمٌ کی جمع ہے جس کے معنی خواب دیکھنے کے ہیں چونکہ سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے گٹھر میں بری بھلی ہر طرح کی سینکیں یا لکڑیاں ملی جلی ہوتی ہیں اس لئے خواہائے پریشاں یا طرح طرح کے خیالی خواب کو اضغاث احلام کہتے ہیں اَضْغَاثُ مضاف اَحْلَامٌ مضاف الیہ۔ پ ۱۲ ع ۱۶ پ ۱۷ ع ۱

أَضْغَانَكُمْ۔ تمہارے دل کی خفگیاں۔ اَضْغَانٌ ضِغْنٌ کی جمع جس کے معنی سخت کینہ اور دل کی خفگی کے آتے ہیں اَضْغَانَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۲۶ ع ۸

أَضْغَانَهُمْ۔ ان کے کینے۔ اَضْغَانَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۶ ع ۸

أَضَلَّ۔ اس نے گمراہ کیا۔ اس نے بہکایا۔ اس نے بھٹکایا۔ اس نے کھو دیا۔ اِضْلَالٌ سے جس کے معنی گمراہ کرنے اور سیدھے راستے سے ہٹانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یاد رہے اس لفظ کا استعمال جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ اس اضلال کا سبب ضلال بنا۔ بایں طور کہ کسی شخص نے گمراہی اختیار کی بدیں وجہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس پر گمراہی اور ضلالت کا حکم لگایا اور آخرت میں جنت کے راستہ سے دوزخ کے راستے کی طرف اس کو ہٹا دیا۔ دوسری صورت اضلالِ الٰہی کی یہ ہے کہ خالقِ کائنات نے جبلتِ انسانی ایک خاص ہیئت اور وضع کی بنائی ہے جب انسان کسی اچھے یا برے راستے کو اختیار کر لیتا ہے تو پھر وہی راستہ اس کو مرغوب و محبوب ہوتا ہے جس کو وہ کسی طرح نہیں چھوڑتا بلکہ وہ اس کی طبیعت و خو بن جاتا ہے۔ اسی اعتبار سے کہا گیا ہے العادۃ طبع ثانی چونکہ انسان میں

یہ قوت اللہ تعالیٰ ہی کی ودیعت کی گئی ہے اس لئے اس لحاظ سے بھی اضلال کی نسبت اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح ہے اور اسی وجہ سے اس اضلال کی مومنین سے نفی کی گئی اور کافروں اور فاسقوں کے لئے اس کا اثبات کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جب ان کو راہ پر لا چکا) فاسقوں کے حق میں ارشاد ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (اور گمراہ نہیں کرتا اس سے مگر بدکاروں کو) کافروں کے متعلق فرمایا جاتا ہے كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (اسی طرح بھٹکاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جو ہو بے باک شک کرنے والا) پ ۱ پ ۱۲ پ ۲ پ ۲۴ پ ۲۶

اَضَلُّ بہت بہکا ہوا۔ زیادہ بیراہ۔ زیادہ گمراہ ضَلَالٌ سے۔ جس کے معنی سیدھے راستے ہٹنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ ۶ پ ۹ پ ۸ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۵ پ ۲۶

اَضِلُّ میں بہکوں گا۔ (ضرب۔ سمع) ضَلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۲۲ (مزید تفصیل کے لئے دیکھو ضَلَالٌ)

اَضَلَّانَا ان دونوں نے ہم کو بہکایا۔ گمراہ کیا۔ اَضَلَّا اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ نَا ضمیر جمع متکلم۔ پ ۲۴

اَضْلَلْتُمْ تم نے بہکایا تم نے گمراہ کیا اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۹

اَضْلَلْنَ انھوں نے بہکایا۔ انھوں نے گمراہ کیا۔ اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ ۱۳

اَضَلَّنَا اس نے ہم کو بہکایا۔ اس نے ہم کو گمراہ کیا اَضَلَّ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱۹

اُضِلَّنَّهُمْ میں ان کو ضرور بہکاؤں گا۔ اُضِلَّنَّ اِضْلَالٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۵

اَضَلَّنِيْ اس نے مجھ کو بہکایا۔ اَضَلَّ صیغہ ماضی۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ ۱۹

اَضَلُّوْا انھوں نے گمراہ کردیا۔ انھوں نے بہکایا۔ اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶ پ ۱۴ پ ۲۹

اَضَلُّوْنَا انھوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ ۸ پ ۲۴

اَضَلَّهٗ۔ اس کو بے راہ کر دیا۔ اَضَلَّ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۲۵/۱۹

اَضَلَّهُمْ۔ ان کو بہکایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲/۱۴

اُضْمُمْ۔ تو ملالے (نَصَرَ) ضَمٌّ سے جس کے معنی ملانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۱۶/۱۰ ۳۰/۲

اُضِیْعُ۔ میں ضائع کرتا ہوں۔ میں ضائع کردوں گا۔ اِضَاعَةٌ سے جس کے معنی ضائع کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔ ۱۱

فصل الطاء المهملة

اَطَاعَ۔ اس نے حکم مانا۔ اِطَاعَةٌ سے جس کے معنی حکم ماننے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ فرمانبرداری خواہ زندہ کی ہو یا مردہ کی۔ عربی لغت میں دونوں اطاعت کے معنی میں داخل ہیں۔ ۵/۸

اَطَاعُوْنَا۔ انھوں نے ہماری اطاعت کی۔ انھوں نے ہمارا حکم مانا۔ اَطَاعُوْا اِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔

اَطَاعُوْهُ۔ انھوں نے اس کا کہا مانا۔ انھوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس میں هٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۲۵

اَطْرَافٌ۔ حصے۔ طَرَفٌ کی جمع جس کے معنی کسی شے کے حصہ اور اس کی جانب اور کنارے کے آتے ہیں۔ ۱۶/۱۱

اَطْرَافِهَا۔ اس کے کنارے۔ اَطْرَافِ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ ۱۳/۱۲ ۱/۴

اِطْرَحُوْهُ۔ اس کو پھینک دو۔ (فَتَحَ) اِطْرَحُوْا۔ طَرْحٌ سے جس کے معنی پھینک دینے اور دور ڈال دینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۱۲

اِطْعَامٌ۔ کھانا دینا۔ کھانا کھلانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ ۲ ۳۴/۱ ۳۰/۱۵

اَطَعْتُمْ۔ تم نے حکم مانا۔ تم نے اطاعت کی۔ اِطَاعَةٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۱۸/۳

اَطَعْتُمُوْهُمْ۔ تم نے ان کا کہا مانا۔ تم نے ان کی اطاعت کی۔ اَطَعْتُمُوْا اِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل صیغہ اَطَعْتُمْ ہی ہے اس میں و اشباع کا ہے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۸

اَطْعِمُوْا۔ تم کھلاؤ۔ اِطْعَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۱۷/۱۱ و ۱۲

اَطْعَمَهٗ۔ اس کو کھلایا۔ اَطْعَمَ اِطْعَامٌ سے ماضی کا

صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۳/۲

اَطْعَمَهُمْ۔ ان کو کھانا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۳۰/۱

اَطِعْنَ۔ تم اطاعت میں رہو۔ تم حکم مانو۔ اِطَاعَۃ سے۔ امر کا صیغہ جمع مونث حاضر ۲۲/۱

اَطَعْنَا ہم نے حکم مانا۔ ہم نے اطاعت کی۔ اِطَاعَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۲/۸ ۴/۵ ۵/۱ ۱۸/۱۲،۱۳ ۲۲/۵

اَطَعْنَکُمْ ان (عورتوں) نے تمہارا کہا مانا۔ اَطَعْنَ اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ۵/۴

اَطْغٰی۔ زیادہ شریر۔ بہت سرکش طُغْیَانٌ سے جس کے معنی نافرمانی میں حد سے زیادہ بڑھ جانے کے ہیں، اِفعل التفضیل کا صیغہ ہے ۲۷/۷

اَطْغَیْتُهٗ میں نے اس کو شرارت میں ڈالا۔ اَطْغَیْتُ اِطْغَاءٌ سے جس کے معنی شرارت اور سرکشی میں ڈالنے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۲۶/۱۶

اَطْفَالُ۔ لڑکے۔ طِفْلٌ کی جمع۔ بچہ میں جب تک نعومت و تازگی موجود رہیگی وہ طفل ہی کہلائیگا ۱۸/۱۴

اَطْفَاهَا۔ اس کو بجھا دیا۔ اَطْفَا اِطْفَاءٌ سے جس کے معنی بجھا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب ۶/۱۲

اِطَّلَعَ۔ اس نے جھانکا۔ وہ مطلع ہوا۔ اِطِّلَاعٌ سے جس کے معنی جھانکنے اور مطلع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۶/۸ ۲۳/۶

اَطَّلِعُ۔ میں جھانکوں۔ میں مطلع ہوں۔ اِطِّلَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۰/۲ ۲۴/۴

اَطَّلَعْتَ۔ تو نے جھانکا۔ اِطِّلَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۵/۱۵۔

اِطْمَاَنَّ۔ وہ قائم ہوگیا، وہ مطمئن ہوگیا۔ اِطْمِیْنَانٌ سے جس کے معنی سکون حاصل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۷/۱

اِطْمَاْنَنْتُمْ۔ تم مطمئن ہوئے۔ اِطْمِیْنَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۵/۱۲

اِطْمَاَنُّوْا وہ مطمئن ہوگئے۔ اِطْمِیْنَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱/۴

اِطْمِسْ۔ تو مٹا دے۔ طَمْسٌ سے جس کے معنی محو کرنے اور مٹا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۱/۱۴

اَطْمَعُ ۔ میں توقع رکھتا ہوں۔ طَمَعٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کی طرف جی چاہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۹/۹ ۔

اَطْوَارًا ۔ طرح طرح۔ طَوْرٌ کی جمع جس کے معنی حد اور اندازہ کے آتے ہیں اَطْوَارٌ کے معنی طرح طرح کی شکل وصورت کے بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی کہ انسان نے ماں کے پیٹ میں جو طرح طرح کے رنگ بدلے ہیں یعنی نطفہ، علقہ، مضغہ پھر جیتا جاگتا انسان اور پھر پیدائش سے لے کر موت تک آدمی جتنے ادوار اور اطوار سے گزرتا ہے ۲۹/۹

اَطْهَرُ ۔ بہت پاکیزہ۔ زیادہ پاک۔ طَهَارَةٌ سے جس کے معنی پاک ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک طہارتِ جسم دوسرے طہارتِ نفس۔ ۲/۱۴ ۱۲/۷ ۲۲/۴ ۲۹/۲ ۔

اِطَّهَّرُوْا ۔ خوب پاک ہو۔ تَطَهُّرٌ سے جس کے معنی خوب پاک ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِطَّهَّرُوْا اصل میں تَطَهَّرُوْا تھا۔ تا اور طا دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تا کا طا میں ادغام کر دیا گیا اور ابتدا میں ہمزہ وصل لائی گئی تو اِطَّهَّرُوْا بن گیا۔ تَطَهُّرٌ میں چونکہ طہارت میں تکلف یعنی اہتمام کے معنی ملحوظ ہیں۔ اس لئے سطحِ بدن کے جس حصہ تک پانی بغیر ضرر کے پہنچ سکتا ہو پہنچانا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر ناخن میں آٹا لگا رہ گیا اور خشکی باقی رہ گئی تو غسل نہیں ہوا۔ اسی بنا پر امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد، زفر، لیث بن سعد، سفیان ثوری غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو بھی فرض کہتے ہیں۔ ۶/۲

اِطَّيَّرْنَا ۔ ہم نے بدفالی لی۔ ہم نے منحوس سمجھا۔ اِطَّيَّرَ۔ تَطَيُّرٌ سے۔ جس کے معنی اصل میں تو پرندوں سے بدفالی لینے کے ہیں مگر پھر اس کا استعمال ہر بدفالی کے لئے ہونے لگا۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم اِطَّيَّرْنَا اصل میں تَطَيَّرْنَا تھا تاء کا طا میں ادغام کیا اور ہمزہ وصل شروع میں لائی گئی۔ ۱۹/۹

اَطِيْعُوْا ۔ تم اطاعت کرو۔ تم حکم مانو۔ اِطَاعَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۲/۳ ۵/۴ ۵/۵ ۲/۷ ۹/۱۰،۱۷ ۲/۱۰ ۱۳/۱۶ ۱۳/۱۹ ۸/۲۶ ۱۶،۲/۲۸

اَطِيْعُوْنِ ۔ میری اطاعت کرو۔ میرا کہا مانو۔ اس میں ن وقایہ کا اور ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ ۱۳/۳ ۱۹/۱۴ ۱۲/۲۵ ۹/۲۹

فصل الظاء المعجمة

اَظْفَرَكُمْ ۔ اس نے تم کو کامیاب کیا۔ اَظْفَرَ۔ اِظْفَارٌ سے جس کے معنی کامیاب بنانے اور فیروزمند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۶/۱۱

اَظْلَمُ ۔ زیادہ ظالم۔ ظُلْمٌ سے جس کے معنی حق سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ (مزید تفصیل کے لئے دیکھو ظُلْمٌ) پ۱/۱۳و۱۹ پ۶/۹و۱۷ پ۹/۴و۷و۱۱ پ۱۱/۷ پ۱۲/۲ پ۱۵/۱۴و۲۰ پ۲۱/۳و۱۵ پ۲۳/۱ پ۲۷/۷ پ۲۹/۹

اَظْلَمَ ۔ اس نے اندھیرا کیا۔ وہ اندھیرے میں ہوگیا اِظْلَامٌ سے جس کے معنی اندھیرا کرنے اور اندھیرے میں پھنس جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱/۲

اَظُنُّ ۔ میں خیال کرتا ہوں، میں سمجھتا ہوں (نَصَرَ) ظَنٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ظَنٌّ کے معنی اس اعتقاد راجح کے ہیں جس میں اس کے خلاف ظہور پذیر ہونے کا بھی احتمال موجود ہو یہ کبھی شک اور کبھی یقین کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ پ۱۵/۱۷ پ۲۵/۱

اَظُنُّكَ میں تجھ کو سمجھتا ہوں۔ میں تجھ کو خیال کرتا ہوں۔ اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۱۵/۱۲

اَظُنُّهٗ ۔ میں اس کو خیال کرتا ہوں۔ میں اس کو سمجھتا ہوں۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲۰/۷ پ۲۴/۹

اَظْهَرَهٗ ۔ اس کو ظاہر کردیا۔ اَظْهَرَ اِظْهَارٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۸/۱۴

فصل العین المهملة

اَعَانَهٗ ۔ اس کی مدد کی ۔ اس کا ساتھ دیا ۔ اَعَانَ اِعَانَتٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۸/۱۶

اَعْبُدُ ۔ میں بندگی کروں۔ میں عبادت کرتا ہوں (نَصَرَ) عِبَادَةٌ اور عُبُوْدِيَةٌ سے جس کے معنی بندگی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ واضح رہے کہ عِبَادَةٌ میں عُبُوْدِيَةٌ سے زیادہ بلاغت ہے پ۷/۱۲ پ۱۱/۱۹ پ۱۳/۱۱ پ۲۰/۳ پ۲۳/۱و۱۹ پ۲۳/۱۲ پ۳۰/۲۴

اُعْبُدْ ۔ تو بندگی کئے جا۔ عِبَادَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۴/۴ پ۲۳/۱۵ پ۳۰/۳

اُعْبُدُنِيْ ۔ میری بندگی کر۔ اس میں ن وقایہ اور

ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ ۱۰/۱

اُعْبُدُوْا۔ تم بندگی کرو۔ عِبَادَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۳۔ پ ۲/۵۔ پ ۱۲/۷۔ پ ۶/۲۔ پ ۸/۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸۔ پ ۱۲/۲۔ پ ۱۱/۱۴۔ پ ۷/۲۔ پ ۳۔ پ ۱۹/۱۹۔ پ ۲۰/۴، ۵، ۱۲۔ پ ۱۲/۲۲۔ پ ۷/۲۷۔ پ ۹/۲۹

اُعْبُدُوْنِ۔ میری بندگی کرو۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ پ ۱۷/۲ و ۶۔ پ ۲/۲۱۔ پ ۲/۲۳

اُعْبُدُوْہُ۔ تم اسی کی بندگی کرو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۱۳/۳۔ پ ۱۱/۷۔ پ ۹/۱۱۔ پ ۵/۱۶۔ پ ۱۴/۲۰۔ پ ۱۲/۲۵

اُعْبُدْہُ تو اسی کی عبادت کر۔ اُعْبُدْ عِبَادَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲/۱۔ پ ۱۶/۸

اِعْتَبِرُوْا۔ تم عبرت پکڑو۔ اِعْتِبَارٌ سے اُمر کا صیغہ جمع مذکر حاضر کسی حالت سے اس طرح عبرت پکڑنا کہ مشاہد چیز کی معرفت سے غیر شاہد تک رسائی حاصل ہو جائے اعتبار کہلاتا ہے۔ چونکہ قیاس بھی اعتبار کی ایک صنف ہے اس لئے ظاہر آیت سے ضرورت کے وقت احکام حوادث میں قیاس کے استعمال کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے قیاس شرعی کی حجیت علماء نے اسی آیت سے استنباط کی ہے۔ پ ۲۸

اَعْتَدَتْ۔ اس عورت نے تیار کی اِعْتَادٌ سے جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۲/۱۳

اَعْتَدْنَا۔ ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ اِعْتَادٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۴/۱۲۔ پ ۳/۵۔ پ ۲/۶ و ۱۔ پ ۱۵/۱ و ۱۶۔ پ ۳/۱۶۔ پ ۱۷/۱۸۔ پ ۲/۱۹۔ پ ۱/۲۲۔ پ ۱۰/۲۶۔ پ ۹/۲۹ و ۱ و ۱۹

اِعْتَدَوْا۔ انھوں نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے جس کے معنی حق سے تجاوز کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۱

اِعْتَدُوْا۔ تم زیادتی کرو۔ اِعْتِدَاءٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲

اِعْتَدٰی۔ اس نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲/۸ و ۹۔ پ ۲

اِعْتَدَیْنَا۔ ہم نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۷

اِعْتَرَفْنَا۔ ہم قائل ہو گئے۔ ہم نے اقرار کر لیا۔ اِعْتِرَافٌ سے جس کے معنی اقرار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم اصل میں اعترافِ گناہ کی معرفت کے اظہار کا نام ہے پ ۲۴

اِعْتَرَفُوْا۔ انھوں نے اقرار کیا۔ وہ قائل ہو گئے

اِعْتَرَفُ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۱/۲ ۱۹/۱

اِعْتَرٰىكَ ۔ تجھکو آسیب پہنچایا ہے۔ اِعْتَرٰی سے۔ اِعْتِرَاءٌ سے جس کے معنی کسی شئے کی طرف قصد کرنے اور اس پر چھا جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب لَکَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۲/۵

اِعْتَزَلْتُمُوْهُمْ ۔ تم نے ان سے کنارہ کرلیا۔ اِعْتَزَلْتُمُوْا اِعْتِزَالٌ سے۔ جس کے معنی کنارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر واو اشباع کا ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۱۵/۱۲

اَعْتَزِلُكُمْ ۔ میں تم کو چھوڑتا ہوں۔ اَعْتَزِلُ اِعْتِزَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۱۶/۶

اِعْتَزِلُوْا ۔ تم الگ رہو۔ تم چھوڑ دو۔ اِعْتِزَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲/۱۲

اِعْتَزَلُوْكُمْ ۔ وہ تم سے الگ رہے۔ انھوں نے تم کو چھوڑ دیا۔ اِعْتَزَلُوْا اِعْتِزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۵/۹

اِعْتَزِلُوْنِ ۔ تم مجھ سے پرے ہو جاؤ۔ مجھ کو چھوڑ دو اِعْتَزِلُوْا اِعْتِزَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم فرعون کو خطاب کرکے کہا تھا یعنی میں اپنی قوم کو لیجاؤں تم راہ نہ روکو۔ ۲۵/۱۴

اِعْتَزَلَهُمْ ۔ وہ ان سے جدا ہوا۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اِعْتَزَلَ اِعْتِزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۱۶

اِعْتَصِمُوْا ۔ تم مضبوط پکڑو۔ اِعْتِصَامٌ سے جس کے معنی کسی شے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۴/۲ ۱۴/۱۱

اِعْتَصَمُوْا ۔ انھوں نے مضبوط پکڑا۔ اِعْتِصَامٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۵/۸ ۶/۲

اِعْتِلُوْهُ ۔ اس کو دھکیل کر لیجاؤ (ضَرَبَ۔ نَصَرَ) اِعْتِلُوْا عَتْلٌ سے جس کے معنی چاروں طرف سے پکڑ کر زبردستی کھینچنے اور دھکیلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۵/۵

اِعْتَمَرَ ۔ اس نے عمرہ کیا۔ اِعْتِمَارٌ سے۔ جس کے معنی عمرہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (عمرہ کے لئے دیکھو عُمْرَةَ) ۲/۲

اَعْثَرْنَا ۔ ہم نے تبلا دیا۔ ہم نے مطلع کر دیا۔ اِعْثَارٌ

جس کے معنی بلا طلب مطلع کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۱۵

اَعْجَازُ۔ جڑیں تنے۔ عَجُزٌ کی جمع۔ جس کے معنی جسم کے پچھلے حصے کے آتے ہیں اور درختوں کا چونکہ پچھلا حصہ جڑ ہی ہے اس اعتبار سے اَعْجَازُ نَخْلٍ کے معنی درختوں کی جڑوں کے ہیں۔ ۲۷ ۲۹

اَعْجَبَ۔ اس کو خوش لگا۔ اس کو بھایا۔ اِعْجَابٌ سے جس کے اصلی معنی اچنبھے میں ڈالنے کے ہیں اور مجازاً بھانے اور خوش لگنے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۷ ۱۹

اَعْجَبَتْكُمْ۔ وہ تم کو بھائی۔ وہ تم کو بھلی لگی۔ اَعْجَبَتْ اِعْجَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۱۱

اَعْجَبَكَ وہ تجھ کو بھایا۔ تجھے بھلا معلوم ہوا۔ اَعْجَبَ صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۲۲

اَعْجَبَكُمْ۔ وہ تم کو بھایا۔ وہ تم کو بھلا لگا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۱۱

اَعْجَلَكَ۔ اس نے تجھ سے جلدی کرائی اَعْجَلَ اِعْجَالٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں ماضی کا

صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۶

اَعْجَمِیٌّ۔ عجمی۔ اوپری زبان والا۔ اَعْجَمُ اس کو کہتے ہیں جس کی زبان میں عجمیت اور اوپراپن ہو ی اس میں نسبت کی ہے ۱۴ ۱۹ ۲۴ ۱۹ **اَعْجَمِیًّا** ۲۴ ۱۹

اَعْجَمِیْنَ۔ اوپری زبان والے عجمی لوگ۔ اَعْجَمُ کی جمع ۱۹ ۱۵

اَعَدَّ۔ اس نے تیار کیا۔ اِعْدَادٌ سے جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اِعْدَادٌ عَدٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں، اس اعتبار سے اِعْدَادٌ کے معنی کسی چیز کے اس طرح تیار کرنے کے ہوئے کہ وہ شمار کی جاسکے۔ ۱۰ ۱۵ ۱۱ ۲ ۲۱ ۲۲ ۲۶ ۲۸ ۲۹

اَعْدَاءٌ۔ دشمن، عَدُوٌّ کی جمع جس کے معنی دشمن کے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھو عَدُوٌّ) ۴ ۹ ۲۲ ۲۶ ۲۸

اَعْدَائِكُمْ۔ تمہارے دشمن، اَعْدَاءٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ مضاف الیہ ۵

اُعِدَّتْ۔ وہ تیار کی گئی۔ اِعْدَادٌ سے ماضی کا صیغہ

واحد مونث غائب پ ۲ ع ۶ پ ۱۹

اَعْدِلَ۔ میں انصاف کروں (ضَرَبَ) عَدْلٌ سے جس کے معنی انصاف کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ عدل کا مطلب ہے کسی شخص کے ساتھ بدون افراط و تفریط کے وہ معاملہ کرنا جس کا وہ مستحق ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک مطلق عدل کہ جس میں حسن و خوبی کا پایا جانا عقل جمع کا اقتضا ہے۔ جیسے محسن کے ساتھ احسان سے پیش آنا اور جو اذیت نہ دے اس کو ستانے سے باز رہنا۔ یہ عدل ہر عہد اور ہر زمانے میں واجب التعمیل ہے اور کسی وقت اس کا چھوڑنا روا نہیں۔ عدل کی دوسری قسم عدلِ شرعی ہے جس کا ترک بھی بعض اوقات روا ہو جاتا ہے جیسے قصاص اور دیات کہ اگر صاحبِ حق معاف کر دے تو ان کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ پ ۲۵

اِعْدِلُوْا۔ تم انصاف کرو، عَدْلٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶ پ ۸

اَعِدُّوْا۔ تم تیار کر رکھو۔ اِعْدَادٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰ ع ۴ ع ۳

اُعَذِّبَنَّهٗ۔ میں اس کو ضرور سزا دوں گا۔ اُعَذِّبَنَّ تَعْذِیْبٌ سے جس کے معنی عذاب دینے اور سزا دینے کے ہیں۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۹

اُعَذِّبُهٗ۔ میں اس کو عذاب دوں گا۔ اُعَذِّبُ تَعْذِیْبٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۷

اُعَذِّبُهُمْ۔ میں ان کو عذاب دوں گا اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۳ ع ۱۴

اَعْرَابٌ۔ گنوار۔ بدو۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہے اور اعراب دراصل انہی کی جمع ہے جو صحرا نشینوں کا علم قرار پا گیا ہے۔ لیکن مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ اعراب بادیہ نشین عربوں کو کہتے ہیں اس کا واحد نہیں ہے جمع اعاریب آتی ہے۔ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورہ براۃ میں رقمطراز ہیں کہ اعراب وہ ہیں جو صحراؤں میں سکونت گزیں ہوں۔ اس کے برخلاف لفظ عرب کے مفہوم میں وسعت ہے کیونکہ اس کا استعمال ان تمام انسانوں کے لئے عام ہے جو ریگستانِ عرب کے باشندے ہوں

خواہ وہ صحراؤں میں بستے ہوں یا آبادیوں میں رہتے ہوں۔ اہل لغت کا بیان یہی ہے اور اسی بنا پر سیبویہ نے کہا ہے کہ اعراب صیغہ جمع تو ہے مگر لفظ "عرب" کی جمع کا صیغہ نہیں ہے۔ نیسا بوری کا بیان ہے کہ اہل لغت رجل عربی اسی شخص کو کہتے ہیں جس کا نسب عرب کی طرف ثابت ہوتا ہے اور جس طرح مَجُوْسٌ مَجُوْسِیٌّ کی اور یَهُوْدٌ یَهُوْدِیٌّ کی جمع ہے اسی طرح عَرَبٌ عَرَبِیٌّ کی جمع ہے، جب کسی اعرابی کو یا عربی کہا جاتا ہے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔ لیکن اگر کسی عربی سے یا اعرابی کہدیا جائے تو وہ طیش میں آجاتا ہے، ایسا کیوں؟ اس لئے کہ جو عرب کے شہروں میں متوطن ہو وہ عربی ہے اور جو بادیہ نشین ہو وہ اعرابی، مہاجرین و انصار چونکہ سب کے سب عرب ہیں اس لئے ان کو اعراب کہنا جائز نہیں[1]۔ پ۱۰ ۱۸ پ۱۱ ۲ و ۳ پ۲۱ ۱۸ پ۳۶ ۱۴ و ۱۰

اِعْرَاضاً۔ روگردانی کرنا۔ رخ پھیر لینا۔ بروزن اِفْعَال مصدر ہے پ۵ ۱۶

اِعْرَاضُهُمْ۔ ان کا منہ پھیر لینا۔ اِعْرَاضٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۷

اَعْرَافٌ۔ اعراف عُرْفٌ کی جمع ہے جس کے معنی مکان مرتفع یعنی اونچی جگہ کے ہیں۔ یہاں اس دیوار کے بالائی حصے مراد ہیں جو قیامت میں جنت و دوزخ کے درمیان حائل ہوگی۔ سعید بن منصور اور ابن المنذر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور فریابی عبد بن حمید ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کیا ہے[2]۔ اور یہی اکثر مفسرین سلف کا قول ہے (ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ) پ۸ ۱۲ و ۱۳

اَعْرَجُ۔ لنگڑا۔ عَرَجٌ سے جس کے معنی لنگڑا کر چلنے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ہے پ۲۶ ۱۰

اَعْرِضْ۔ تو منہ پھیر لے۔ تو کنارہ کر لے اِعْرَاضٌ کے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۵ ۸ و ۹ پ۷ ۱۰ پ۹ ۱۴ و ۱۹ پ۱۲ ۱۲ پ۱۳ ۱۴ و ۱۳ پ۱۴ ۴ پ۲۷ ۶ پ۲۸ ۲

اَعْرَضَ۔ اس نے منہ پھیر لیا۔ اس نے کنارہ کیا۔ اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۵ ۹ و ۲۰ پ۱۶ ۱۴ و ۱۶ پ۱۸ ۱۵ پ۲۱ ۱۵ پ۲۴ ۱ پ۲۵ ۱ پ۲۹ ۱۹

اَعْرَضْتُمْ۔ تم نے کنارہ کر لیا۔ تم نے رخ پھیر لیا۔

---

[1] فتح القدیر ج ۲ ص ۳۷۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [2] ایضاً ج ۲ ص ۱۹۹۔

إعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۵

أَعْرِضُوا۔ تم درگزر کرو۔ تم کنارہ کرلو۔ إعْرَاضٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۴ ۶

أَعْرَضُوا۔ انھوں نے کنارہ کرلیا۔ انھوں نے منہ پھیر لیا۔ إعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲ ۲۲ ۲۳ ۲۵

أَعَزُّ۔ زیادہ زور والا۔ زیادہ عزت والا۔ عِزٌّ سے جس کے معنی عزت کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ۸ ۱۵ ۲۸

أَعِزَّةٌ۔ زبردست۔ عزت والے عَزِیْزٌ کی جمع جس کے معنی زبردست اور باعزت کے ہیں ۶ ۱۹

إِعْصَارٌ۔ بگولا۔ أَعَاصِرُ اور أَعَاصِیْرُ جمع ۳

أَعْصِرُ۔ میں نچوڑتا ہوں (ضَرَب) عَصْرٌ سے جس کے معنی نچوڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۲

أَعْصِی۔ میں نافرمانی کروں گا (ضَرَب) مَعْصِیَۃٌ سے جس کے معنی نافرمانی کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۵

أُعْطُوا۔ ان کو دیا گیا۔ ان کو ملا۔ إِعْطَاءٌ سے جس کے معنی عطا کرنے اور دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۱

أَعْطٰی۔ اس نے دیا۔ إِعْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۱ ۲۷ ۳۰

أَعْطَیْنٰکَ۔ ہم نے تجھکو دیا۔ أَعْطَیْنَا إِعْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۳۰

أَعِظُکَ۔ میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں (ضَرَب) أَعِظُ وَعْظٌ سے جس کے معنی نصیحت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۲

أَعِظُکُمْ۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ۲۲

أَعْظَمُ۔ بہت بڑا۔ عَظْمَۃٌ سے جس کے معنی بڑے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ۲ ۲۶ ۲۹

أُعْفُ۔ تو درگزر کر، معاف کر (نَصَر) عَفْوٌ سے جس کے معنی معاف کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۴ ۸ ۹

أُعْفُوا۔ تم معاف کرو عَفْوٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱

أَعْقَابِکُمْ۔ تمہاری ایڑیاں۔ أَعْقَابٌ عَقِبٌ کی

جمع جس کے معنی ایڑی کے ہیں ....
اَعْقَابِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ
پ۴/۶و۷ پ۱۸/۴

اَعْقَابِنَا۔ ہماری ایڑیاں۔ اَعْقَابِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۷/۱۵

اَعْقَبَهُمْ۔ ان میں اثر رکھدیا۔ ان کو وارث بنا دیا اَعْقَبَ اِعْقَابٌ سے جس کے معنی اثر چھوڑنے اور وارث بنانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۰/۱۶

اَعْلَامٌ۔ پہاڑ۔ عَلَمٌ کی جمع۔ عَلَمٌ اصل میں تو اس علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی شے کا علم ہو سکے جیسے نشانِ راہ کے پتھر اور فوج کا علم، اسی اعتبار سے پہاڑوں کا بھی نام عَلَم ہو گیا پ۲۵/۸ پ۲۷/۱۱

اَعْلَمُ۔ میں جانتا ہوں۔ مجھ کو معلوم ہے۔ (سَمِعَ) عِلْمٌ سے جس کے معنی کسی شے کو اس کی حقیقت کے ساتھ جاننے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم علم کی دو قسمیں ہیں ایک کسی شے کی ذات کا ادراک دوسرے کسی شے میں ایسی شے کے پائے جانے کا حکم لگانا جو اس میں موجود ہے یا کسی شے کے متعلق اس شے کی نفی کرنا جو اس میں موجود نہیں۔ پہلی صورت میں وہ متعدی بیک مفعول ہو گا جیسے آیہ شریفہ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (تم ان کو نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے) اور دوسری صورت میں متعدی بدو مفعول، جیسے آیہ شریفہ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ (پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں) پ۱/۴ پ۳/۲ پ۷/۶و۱۱ پ۸/۱۵ پ۹/۱۲
پ۱۲/۲ پ۱۳/۴و۵

اَعْلَمُ۔ خوب جاننے والا۔ عِلْمٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ پ۱/۱۶ پ۳/۱۲ پ۴/۸ پ۵/۱و۳ پ۶/۱۳ پ۷/۱۲و۱۳ پ۸/۱و۲ پ۱۱/۹
پ۱۲/۳ پ۱۴/۲۰و۲۲ پ۱۵/۳و۵و۶و۹و۱۰و۱۲ پ۱۶/۸و۱۳ پ۱۷/۱۶ پ۱۸/۹
پ۱۹/۱۲ پ۲۰/۷و۹و۱۲و۱۳و۱۶ پ۲۳/۲ پ۲۶/۱و۱۷ پ۲۷/۶ پ۲۸/۷و۸
پ۲۹/۲ پ۳۰/۹

اِعْلَمْ۔ تو جان لے۔ عِلْمٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۶/۱۱ پ۳۰/۸ پ۲۶/۹

اِعْلَمُوْا۔ تم جان لو۔ عِلْمٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲/۸و۹و۱۳و۱۴و۱۶ پ۳/۵ پ۶/۹ پ۷/۲و۳
پ۹/۱۴و۱۹ پ۱۰/۱و۷و۱۱ پ۱۱/۵ پ۱۴/۲ پ۲۶/۱۳ پ۲۷/۱۸و۱۹

اَعْلَنْتُ۔ میں نے کھلم کھلا کہا، میں نے اعلان کیا اِعْلَانٌ سے جس کے معنی کھول کر کہنے اور اعلان

کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۲۹/۳

اَعْلَنْتُمْ۔ تم نے ظاہر کیا۔ تم نے اعلان کیا اِعْلَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۸/۶

اَعْلَوْنَ۔ غالب۔ بلند مرتبہ۔ اَعْلیٰ کی جمع اَعْلَوْنَ اصل میں اَعْلَیُوْنَ تھا ی متحرک ماقبل مفتوح لہٰذا ی کو الف سے بدلا گیا اب دو ساکن جمع ہوئے اَ اور وَ لہٰذا اَ کو حذف کیا گیا اور فتحہ کو باقی رکھا گیا تاکہ وہ حذفِ الف پر دلالت کرے پ۴/۵ پ۲۶/۸

اَعْلیٰ۔ سب سے اوپر، غالب، سب سے برتر۔ عُلُوٌّ سے جس کے معنی بلند و برتر ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۳/۱۳ پ۱۶/۱۲ پ۲۱/۶ پ۲۳/۵ و ۱۴ پ۲۷/۵

پ۳۰/۳ و ۱۲ و ۱۵

اَعْمَالُ۔ کام۔ عَمَلٌ کی جمع۔ عمل ہر اس فعل کو کہتے ہیں جو کسی حیوان سے بالقصد صادر ہو۔ اچھے اور برے دونوں طرح کے کاموں کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ عمل فعل سے اخص ہے۔ فعل کے مفہوم میں قصد و ارادہ داخل نہیں۔ اس لئے فعل کا استعمال ان حیوانات کے لئے بھی ہوتا ہے جن سے بلا قصد و ارادہ کوئی فعل سرزد ہو اسی طرح جمادات کے متعلق بھی فعل کا لفظ بولتے ہیں پ۱/۲ **اَعْمَالًا** پ۱۶/۲

اَعْمَالُکُمْ۔ تمہارے اعمال۔ تمہارے کام۔ اَعْمَالُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱/۱۶ پ۴/۹ پ۲۲/۹ پ۲۵/۳ پ۲۶/۸ و ۱۳ و ۱۴

اَعْمَالُنَا۔ ہمارے اعمال۔ ہمارے کام۔ اَعْمَالُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱/۱۶ پ۴/۹ پ۲۵/۳

اَعْمَالُهُمْ۔ ان کے اعمال، ان کے کام۔ اَعْمَالُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲/۴ و ۱۱ پ۳/۱۱ پ۶/۱۲ پ۹/۴ پ۱۰/۲ و ۱۳ و ۱۵ پ۱۲/۲ و ۱۰ پ۱۳/۱۵ پ۱۴/۱۴ پ۱۶/۳ پ۱۸/۱۱ پ۱۹/۶ و ۱۷ پ۲۰/۱۶ پ۲۱/۱۸ پ۲۶/۳ و ۵ و ۷ و ۸ پ۳۰/۲۳

اَعْمَامِکُمْ۔ تمہارے چچا۔ تمہارے تایا۔ اَعْمَام عَمٌّ کی جمع جس کے معنی باپ کے بھائی کے ہیں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۸/۱۴

اَعْمَلُ۔ میں عمل کروں۔ میں عمل کرتا ہوں یا کروں گا عَمَلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۱/۲ پ۱۸/۶ پ۱۹/۱۷ پ۲۶/۲

اِعْمَلْ۔ تو بنا، تو کام کر، تو عمل کر، عَمَلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۲/۸ پ۲۳/۱۵

اِعْمَلُوْا۔ تم عمل کرو، تم کام کرو عَمَلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸/۲ پ۱۱/۲ پ۱۲/۸ و ۱۰ پ۱۸/۳ پ۲۲/۸ پ۲۴/۱ و ۱۹

اَعْمٰی۔ اندھا۔ عَمًی سے جس کے معنی بینائی کے مفقود ہو جانے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ بینائی دل کی جاتی رہے یا آنکھوں کی دونوں کے لئے عَمًی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں نابینائی کی مذمت کی گئی ہے وہاں چشم بصیرت ہی کے جاتے رہنے کے معنی ہیں۔ آیتِ شریفہ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ (اندھے پر کچھ تکلیف نہیں) اور عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی (تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ اس کے پاس ایک اندھا آیا) میں اَعْمٰی سے چشم ظاہر کا نابینا مراد ہے دوسرے مواقع پر حسب مقتضائے کلام دونوں معنی لئے جاسکتے ہیں۔ پ ۷/۱۱ پ ۱۲/۲ پ ۱۳/۸و۹ پ ۱۵/۸ پ ۱۶/۱۶ پ ۱۸/۱۲ پ ۲۲/۱۸ پ ۲۳/۱۱ پ ۲۶/۱۰ پ ۳۰/۵

اَعْمٰی۔ اس نے اندھا کر دیا۔ اِعْمَآءٌ سے جس کے معنی نابینا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں چشم بصیرت کا کھو دینا مراد ہے پ ۲۶/۷

اَعْنَابٌ۔ انگور۔ عِنَبٌ کی جمع جس کے معنی انگور کے ہیں پ ۳/۳ پ ۷/۱۸ پ ۱۳/۷ پ ۱۴/۸و۱۵ پ ۱۵/۱۲ پ ۱۸/۱ پ ۲۳/۲

اَعْنَابًا پ ۳۰/۲

اَعْنَاقِ۔ گردنیں۔ عُنُقٌ کی جمع جس کے معنی گردن کے ہیں پ ۹/۱۹ پ ۲۲/۱۰ پ ۲۳/۱۲

اَعْنَاقِهِمْ۔ ان کی گردنیں اَعْنَاقِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۷ پ ۱۵/۵ پ ۲۲/۱۸ پ ۲۳/۱۲

اَعْنَتَكُمْ۔ اس نے تم پر مشقت ڈال دی۔ اَعْنَتَ اِعْنَاتٌ سے جس کے معنی مشقت میں ڈالنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۲/۱۱

اَعُوْذُ۔ میں پناہ چاہتا ہوں (نَصَرَ) عَوْذٌ سے جس کے معنی دوسرے سے التجا کرنے، اس سے متعلق ہونے اور پناہ مانگنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱/۸ پ ۳/۱۳ پ ۱۲/۱ پ ۳۰/۲۸و۲۹

اَعْهَدْ۔ میں نے عہد لیا۔ عَهْدٌ سے جس کے معنی پیہم ایک حال کے بعد دوسرے حال میں کسی چیز کی حفاظت اور نگہداشت کرنے کے ہیں اور اسی بنا پر اس وعدہ کو جس کی پابندی ضروری ہو عہد کہا جاتا ہے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ قرآن مجید میں یہ لفظ یوں مذکور ہے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ (کیا میں نے کہہ نہ رکھا تھا تم کو۔ کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا) قاعدہ یہ ہے کہ لَمْ

جب مضارع پر آتا ہے تو اس کو ماضی منفی کے معنی
میں کر دیتا ہے اس لئے لَمۡ اَعۡهَدۡ کے معنی ہوئے
میں نے عہد نہ لیا۔ پ۲۳ ع۲

اَعِیۡبَهَا۔ میں اس میں عیب ڈال دوں۔
(ضَرَبَ) اَعِیۡبُ عَیۡبٌ سے۔ جس کے معنی عیبدار
کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھَا ضمیر
واحد مؤنث غائب پ۱۶ ع۱

اُعِیۡدُوۡا۔ وہ لوٹا دیئے گئے۔ اِعَادَۃٌ سے جس کے
معنی کسی شے سے واپس ہونے کے بعد اسی کی طرف
لوٹا دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۱ ع۱۵

اُعِیۡذُھَا۔ میں اس کو پناہ میں دیتی ہوں۔ اُعِیۡذُ
اِعَاذَۃٌ سے جس کے معنی پناہ میں دینے کے ہیں، واحد متکلم
کا صیغہ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۳ ع۱۲

اَعۡیُنٌ۔ آنکھیں۔ عَیۡنٌ کی جمع جس کے معنی آنکھ
کے آتے ہیں پ۹ ع۱۲، ۱۳ و ۱۳ پ۱۱ ع۵ پ۱۷ ع۲ پ۲۱ ع۱۵ پ۲۳ ع۶ پ۲۵ ع۱۳

اَعۡیُنُکُمۡ۔ تمہاری آنکھیں اَعۡیُنٌ مضاف کُمۡ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۰ ع۱ پ۲۴ ع۲

اَعۡیُنَنَا۔ ہماری آنکھیں۔ اَعۡیُنٌ مضاف۔ نَا
ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۲ ع۳ پ۱۸ ع۲ پ۲۷ ع۳ و ۸

اَعِیۡنُوۡنِیۡ۔ تم میری مدد کرو۔ اَعِیۡنُوۡا اِعَانَۃٌ سے
جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر
ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۶ ع۲

اَعۡیُنُھُمۡ۔ ان کی آنکھیں، اَعۡیُنٌ مضاف ھُمۡ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۷ ع۱ پ۸ ع۱ و ۱۹ پ۱۰ ع۲
پ۱۲ ع۸ پ۲۲ ع۳ پ۲۷ ع۹

اَعۡیُنُھُنَّ۔ ان (عورتوں) کی آنکھیں۔ اَعۡیُنٌ
مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۳ ع۲

فصل الغین المعجمہ

اِغۡتَرَفَ۔ اس نے ایک چلو بھرا۔ اِغۡتِرَافٌ
سے جس کے معنی چلو بھرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب پ۲

اُغۡدُوۡا۔ تم سویرے چلو (نَصَرَ) غُدُوٌّ سے
جس کے معنی صبح سویرے چلنے کے ہیں امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ۲۹ ع۲

اَغۡرَقۡنَا۔ ہم نے ڈبا دیا۔ ہم نے غرق کر دیا۔ اِغۡرَاقٌ
سے جس کے معنی ڈبا دینے اور غرق کر دینے کے ہیں۔
ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱ ع۶ پ۸ ع۱۵ پ۱۰ ع۲ پ۱۱ ع۱۳ پ۱۹ ع۸ و ۱۰

پ ۱۹ ۲۳

أَغْرَقْنٰهُ ہم نے اس کو ڈبا دیا۔ ہم نے اس کو غرق کر دیا

اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۵/۱۲

أَغْرَقْنٰهُمْ ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ ہم نے ان کو

ڈبا دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ

پ ۱۱ پ ۱۹ پ ۲۵

أُغْرِقُوْا ۔ وہ ڈبو دیے گئے۔ وہ غرق کیے گئے۔ اِغْرَاقٌ

سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۹

أَغْرَيْنَا ۔ ہم نے لگا دی۔ ہم نے ڈال دی۔ اِغْرَاءٌ

سے جس کے معنی لگانے ڈالنے اور رغبت دلانے

کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ

اِغْسِلُوْا ۔ تم دھولو (ضَرَبَ) غَسْلٌ سے جس کے

معنی دھونے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

أُغْشِيَتْ ۔ وہ ڈھانک دی گئی۔ اِغْشَاءٌ سے

جس کے معنی ڈھانک دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ

واحد مونث غائب پ ۱۱

أَغْشَيْنٰهُمْ ۔ ہم نے ان کو اوپر سے ڈھانک دیا۔

أَغْشَيْنَا اِغْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ هُمْ

ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۲/۱۸

أُغْضُضْ ۔ تو نیچی کر۔ تو جھکا۔ (نَصَرَ) غَضٌّ سے

جس کے معنی جھکانے اور نیچا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ

واحد مذکر حاضر پ ۲۱

أَغْطَشَ ۔ اس نے تاریک کر دیا۔ اِغْطَاشٌ سے

جس کے معنی تاریک ہونے اور تاریک کر دینے کے ہیں

ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اِغْفِرْ ۔ تو بخش دے۔ تو معاف کر دے۔ (ضَرَبَ)

غَفْرٌ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں غفر

ایسے لباس پہنا دینے کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی گندگی اور

میل سے محفوظ رکھ سکے۔ مغفرتِ الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ

اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ اسی اعتبار کے

غفر کا استعمال معاف کرنے اور بخش دینے کے معنی میں

ہوتا ہے۔ پ ۱۰۹۸ پ ۱۱۹۳ پ ۹۸ پ ۱۸ پ ۲ پ ۱۹ پ ۵

پ ۲۳ پ ۲۴ پ ۲۰۷۵۴ پ ۲۸ پ ۱۰ ۲۹

أَغْفَلْنَا ۔ ہم نے غافل کر دیا۔ اِغْفَالٌ سے جس کے

معنی غافل کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ۔ جمع متکلم۔

(دیکھو غَفْلَةٌ) پ ۱۵/۱۹

أَغْلَالٌ ۔ قیدیں۔ طوق۔ ہتھکڑیاں۔ غُلٌّ کی جمع۔

غُلٌّ اس شے کے ساتھ مخصوص ہے جس سے قید کیا

جائے اور اس میں اعضاء باندھ دیے جائیں

أَغْلَالًا

أَغْلِبَنَّ۔ میں ضرور غالب ہوں گا۔ (ضَرَبَ) غَلَبَةٌ سے جس کے معنی غالب ہونے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم

أُغْلُظْ۔ تو کڑا رہ۔ سختی کر (نَصَرَ۔ کَرُمَ) غِلْظَةٌ سے جس کے معنی سختی برتنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

أَغْنَتْ۔ اس نے بے پرواہ کر دیا۔ وہ کام آیا۔ إِغْنَاءٌ سے جس کے معنی بے پرواہ بنا دینے اور دوسرے کے کام آنے اور اس کے لئے کافی ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب

أَغْنٰى۔ وہ کام آیا۔ اس نے غنی بنا دیا۔ اس نے دولت دی۔ إِغْنَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (دیکھو غَنِيٌّ)

أُغْنِيْ۔ میں کام آسکتا ہوں یا آسکوں گا۔ إِغْنَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم

أَغْنِيَاءُ۔ مالدار۔ دولتمند لوگ۔ غَنِيٌّ کی جمع۔ جس کے معنی مالدار کے ہیں اور جو غَنَاءٌ کا صفت مشبہ ہے (دیکھو غَنِيٌّ)

أَغْنٰهُمْ۔ ان کو دولتمند کر دیا۔ أَغْنٰى صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

أَغْوَيْتَنِيْ۔ تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ تو نے مجھے راہ سے کھو دیا۔ أَغْوَيْتَ إِغْوَاءٌ سے جس کے معنی بے راہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ جب اغواء کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک گمراہی پر سزا دینا دوسرے اضلال یعنی بے راہ کرنا اس کے متعلق ہم أَضَلَّ میں بحث کر چکے ہیں۔

أَغْوَيْنَا۔ ہم نے بہکایا۔ إِغْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔

أَغْوَيْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو گمراہ کیا۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

أَغْوَيْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بہکایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

أُغْوِيَنَّهُمْ۔ میں ان کو ضرور گمراہ کر دوں گا۔ أُغْوِيَنَّ إِغْوَاءٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

فصل الفاء

اُفٌّ ۔ ہوں ۔ اصل میں اف ہر قسم کے میل کچیل (جیسے ناخن کا تراشہ وغیرہ) کو کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے کسی چیز کے متعلق گندگی اور نفرت کے اظہار کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے ۔ شیخ الشائخ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورہ اسراء میں رقمطراز ہیں ۔

اصمعی کا بیان ہے کہ اف کان کا میل ہے اور تف ناخن کا کسی چیز سے گھن ظاہر کرتے وقت اف کہا جاتا ہے چنانچہ اس معنی میں یہ اس کثرت سے بولا گیا کہ ہر اذیت رساں چیز کے بارے میں اہل عرب اس کا استعمال کرنے لگے ثعلب ابن الاعرابی سے راوی ہیں کہ اَفَفٌ (جو اُفٌّ کی اصل ہے) کے معنی جی میں گھٹنے اور تنگ دل ہونے کے ہیں ۔ قتیبی کا بیان ہے کہ اس کی اصل یہ ہے کہ جب کسی شخص پر خاک وغیرہ آپڑتی ہے تو وہ اس کو پھونک مار کر صاف کرنے لگتا ہے ۔ اس پھونک مارنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہی اف ہے پھر لوگوں نے اس کے معنی میں وسعت پیدا کی اور ہر قسم کی تکلیف کے پہنچنے پر اس کو بولنے لگے ۔ زجاج نے اس کے معنی بدبو کے بتائے ہیں ۔ ابو عمرو بن العلاء کا قول ہے کہ اف ناخن کا میل ہے اور تف اس کا تراشہ بہر حال یہ یا تو اسم فعل ہے یا اسم صوت جو تنگدلی اور گرانی کو بتلاتا ہے ۔ [1]

اولاد کو والدین کے متعلق ایسے کلمہ کے اظہار سے بھی منع کر دیا کہ جس سے ان باپ کے متعلق ذرا سی تنگدلی اور گرانی کا بھی اظہار ہو سکے ۔ ۲۳﴿۱۷﴾

اَفَاءَ ۔ اس نے لوٹایا ۔ اس نے ہاتھ لگوا دیا ۔ اس نے فئے میں عطا فرمایا ۔ اِفَاءَۃٌ سے جس کے معنی لوٹانے اور فئے میں دینے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب فئے کے معنی اصل میں کسی اچھی حالت کی طرف لوٹنے کے ہیں ۔ اسی اعتبار سے لوٹنے والے سایہ کو بھی فئے کہتے ہیں اور جو مال غنیمت بلا مشقت حاصل ہو وہ بھی فئے کہلاتا ہے ۔ علامہ ناصر بن عبد السید المطرزی المغرب میں رقمطراز ہیں ۔

غنیمت وہ ہے جو بحالت جنگ کفار سے بزور شمشیر حاصل کی جائے ۔ اس کا پانچواں حصہ نکال کر بقیہ چار حصے

[1] فتح القدیر ج ۳ ص ۲۱۰ و ۲۱۱ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

قائمین یعنی مجاہدین کا حق ہے۔ فَیْ وہ ہے جو کفار سے بعد جنگ کے حاصل ہو جیسے خراج یہ عام مسلمانوں کا حق ہے۔[1]

اَفَاءَ کا لفظ قرآن مجید میں تین جگہ مذکور ہے اول سورہ احزاب میں یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ (اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فے میں دلوادی ہیں) فے کے سلسلہ میں جو بیبیاں آپ کی ملک میں آئیں وہ چار تھیں حضرت صفیہ، حضرت جویریہ، حضرت ریحانہ، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہن اجمعین۔ اول الذکر دو بیبیوں کو آپ نے آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا اور دوسری دو سے آپ نے تسری کی تھی۔[2]

دوسرے سورۂ حشر میں ارشاد ہوتا ہے وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ (اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوا دیا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرما دیتا ہے) یہاں مَآ اَفَآءَ سے بنو نضیر کا مال واسباب مراد ہے یہ پہلا مال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فے میں دلوایا۔ یہ مال خالص آپ کی ملکیت تھا اور فی میں اس طرح کی ملکیت آپ ہی کی خصوصیت تھی۔ آپ نے اموال بنی نضیر کا اکثر حصہ مہاجرین کو تقسیم فرمایا اور انصار میں سے صرف تین حضرات کو دیا اور بقیہ میں سے اپنے اہل وعیال کو سال بھر کا خرچ دیکر جو بچتا وہ جہاد کی تیاری ہتیار اور سواری کی خریداری میں صرف فرما دیتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا جو مال مسلمانوں کو بغیر لشکر کشی کئے بطور صلح حاصل ہو وہ بیت المال میں داخل کیا جائیگا اور خراج وجزیہ کے مصارف میں اس کو بھی صرف کیا جائے گا کیونکہ ایسے مال کا حکم بنو نضیر کے مال کا ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھا اور آپ کے بعد

[1] الدر المختار ج ۳ ص ۲۱۵ بحاشیہ شامی۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۹۹ برحاشیہ فتح البیان۔

بیت المال کی ملکیت ہوگا۔

تیسرے سورۂ حشر میں اسی آیت کے بعد تیسری آیت میں مذکور ہے مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی الخ (جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں سے دلوادے) یہاں مَآ اَفَآءَ سے قریظہ۔ فدک اور خیبر کی زمینیں مراد ہیں۔ پہلی آیت میں اس فَیْ کا حکم تھا جو بغیر لشکر کشی کے ہاتھ لگے اور اس آیت میں اس فَیْ کا حکم ہے جو لشکر کشی کے ذریعہ حاصل ہو۔ اس کے مصارف خود قرآن مجید میں مذکور ہیں پ۲۸ ع۷

اَفَاضَ۔ وہ پھیلا۔ وہ متفرق ہوا۔ اِفَاضَۃٌ سے جس کے معنی منتشر اور متفرق ہونے کے بھی آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل میں تو فَیْضٌ کے معنی پانی کے اوپر سے گر کر بہنے کے ہیں پھر بہنے کے مفہوم کا لحاظ کرتے ہوئے بطورِ استعارہ اس کا استعمال پھیلنے کے معنی میں ہونے لگا اور اسی اعتبار سے افاضہ کے معنی منتشر اور متفرق ہونے کے ہوئے۔ پ۲

اٰفَاقِ۔ دنیا۔ اطراف۔ اُفُقٌ اور اُفْقٌ کی جمع۔ (ملاحظہ ہو اُفُق) پ۲۵

اَفَاقَ۔ وہ ہوش میں آیا۔ اِفَاقَۃٌ سے جس کے معنی غشی یا نشہ کی مستی یا جنون سے ہوش میں آنے یا مرض کے بعد قوت پانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۹

اَفَّاکٍ۔ جھوٹا۔ اِفْکٌ سے۔ مبالغہ کا صیغہ ہے بروزن فَعَّالٌ (ملاحظہ ہو اِفْکٌ) پ۱۹ ع۱۵ پ۲۵

اِفْتَحْ۔ تو فیصلہ کردے۔ اس باب کی ماضی اور مضارع دونوں پر فتحہ ہوتا ہے فَتْحٌ سے جس کے معنی کشودگی کے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ علامہ ابوحیان البحر المحیط تفسیر سورۂ بقرہ میں لکھتے ہیں۔

"یمنی زبان میں فتح کے معنی قضاء یعنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ ارشاد ہے وَھُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ (وہی ہے قصہ چکانیوالا سب کچھ جاننے والا) اذکار یعنی یاد دلانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے فَتَحَ عَلَی الْاِمَامِ (اس نے امام کو یاد دلایا) ظفر و نصرت کے معنی بھی دیتا ہے جیسے فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ (پس تمہارے پاس فتح آچکی) بقول کلبی قصص یعنی بیان کرنے اور بقول کسائی تَبَیَّنَ یعنی ظاہر کرنا اور بقول اخفش مَنَّ یعنی بمعنی احسان بھی آتا ہے۔ اصل میں فتح کے معنی خرق یعنی کھولنے کے ہیں جو سد کی ضد ہے جس کے معنی بند کرنے کے آتے ہیں۔"

(البحر المحیط ج۱ ص ۲۶۹ طبع مطبع سعادت ۱۳۲۸ھ)

راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

•فتح کے معنی اغلاق واشکال کے ازالے کے ہیں اس کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو نظر آسکے جیسے فتح باب وغیرہ یعنی دروازے وغیرہ کا کھولنا اور جیسے قفل یا کسی بند چیز یا سازوسامان کا فتح (کھولنا) مثلاً ارشاد ہے وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ (اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا) وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ (اور اگر ہم ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں) دوسرے وہ جو بنگاہِ بصیرت معلوم کیا جاسکے جیسے فتحِ ہم یعنی غم کا ازالہ یہ بھی کئی طرح پر ہے امورِ دنیویہ میں ہو مثلاً غم کو دور کر دیا جائے اور فقیری کو مال عطا کر کے زائل کر دیا جائے جیسے فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ (جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے) یعنی ہم نے ان پر وسعت کر دی اور آیت وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگار بن جاتے تو ہم ان پر آسمان وزمین سے نعمتیں کھول دیتے) یعنی ان پر برکتیں آنی شروع ہو جاتیں۔

تیسرے علوم مغلقہ کا حل جیسے عرب کا قول ہے فَتَحَ فُلَانٌ الْعِلْمِ بَابًا مُغْلَقًا (اس نے علم کا مغلق باب کھولا)۔[1]

ب ۹/۱ ب ۱۹/۱

اِفْتَدَتْ۔ اس (عورت) نے اپنے چھڑانے کا فدیہ (بدلہ) دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے جس کے معنی اپنے نفس کی طرف سے فدیہ یعنی بدلہ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ب ۱۲/۲ ب ۱۱/۱

اِفْتَدَوْا۔ انھوں نے اپنے چھڑانے کا فدیہ دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ب ۳۶/۸ ب ۳۳/۲

اِفْتَدٰی۔ اس نے اپنے چھڑانے کا بدلہ دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ب ۳/۱۷

اِفْتِرَاءً۔ بہتان باندھنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے۔

اِفْتَرٰی۔ اس نے جھوٹ باندھا۔ اس نے بہتان تراشا۔ اِفْتِرَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

ب ۴/۱ ب ۵/۴ ب ۷/۱۷،۹،۹ ب ۸/۱۱،۱۶،۴ ب ۱۱/۷ ب ۱۲/۲ ب ۱۵/۱۴ ب ۱۶/۱۱ ب ۱۹/۳ ب ۲۱/۲ ب ۲۲/۱ ب ۲۵/۴ ب ۲۸/۹

اِفْتَرَيْتُهٗ۔ میں نے اس کا افترا کیا۔ میں نے اس کو گھڑ لیا

[1] مفردات راغب طبع خیریہ مصر ج ۲ ص ۱۹۹ و ۲۰۰ بر حاشیہ نہایہ۔

اِفْتَرَيْتُہٗ۔ اِفْتِرَآءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۲ پ۲۶

اِفْتَرَيْنَا۔ ہم نے بہتان باندھا۔ اِفْتِرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۹

اِفْتَرٰىهُ۔ اس نے اس کو گھڑ لیا۔ اس نے اس کا افترا کیا۔ اِفْتَرٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۸ پ۲۱ پ۲۶

اَفْتِنَا۔ تو ہم کو حکم دے۔ اَفْتِ اِفْتَاءٌ سے جس کے معنی فتوی دینے اور مشکل احکام کا جواب دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۲

اَفْتُوْنِیْ۔ مجھ کو خبر دو۔ مجھ کو جواب دو۔ اَفْتُوْا اِفْتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۲ پ۱۶ پ۱۹

اَفْرِغْ۔ تو ڈال دے، تو دہانہ کھول دے۔ اِفْرَاغٌ سے جس کے معنی بہانے اور دہانہ کھولنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں ایک مادی چیز کے طور پر صبر کے بہانے اور دہانہ کھولنے کا سوال کیا جا رہا ہے یعنی صبر اُن پر اس طرح بہایا جائے کہ وہ سب طرف سے چھا جائے۔ گویا صبر بمنزلہ ظرف کے ہوا اور مانگنے والے بمنزلہ ظروف فیہ کے۔ پ۲ پ۹

اُفْرِغْ۔ میں ڈال دوں۔ میں بہا دوں۔ اِفْرَاغٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۶

اُفْرُقْ۔ جدائی کر دے۔ (نَصَرَ۔ ضَرَبَ) فَرْقٌ سے جس کے معنی دو چیزوں کے درمیان جدائی اور فصل کرنے کے ہیں خواہ وہ جدائی ظاہری ہو یا معنوی۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۶

اِفْسَحُوْا۔ تم کھل جاؤ (فَتَحَ) فَسْحٌ سے جس کے معنی وسعت سے بیٹھنے اور کھل کر رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۸

اَفْسَدُوْهَا۔ انھوں نے اس کو خراب کر دیا۔ اَفْسَدُوْا اِفْسَادٌ سے جس کے معنی فساد پھیلانے اور خراب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ پ۱۹

اَفْصَحُ۔ زیادہ فصیح۔ فَصْحٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ اصل میں تو اس کا استعمال دودھ کے خالص ہونے کے لئے ہوا اور پھر بطور استعارہ زبان کی عمدگی اور آمیزش سے پاک ہونے کے لئے مستعمل ہونے لگا ہے

اَفَضْتُمْ۔ تم منتشر ہوئے۔ تم نے پھیلایا۔ اِفَاضَۃٌ سے جس کے معنی منتشر ہونے اور پھیلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَفَاضَ) پ ۲ ۹

اَفْضٰی۔ وہ پہنچ گیا۔ بے حجابانہ مل گیا۔ اِفْضَاءٌ سے جس کے معنی فضاء میں پہنچنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ خازن لکھتے ہیں۔

"دراصل لغت میں افضاء کے معنی پہنچنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے اَفْضٰی اِلَیْہِ یعنی وہ اس کی طرف پہنچا۔ اس آیت میں افضاء سے کیا مراد ہے اس کے متعلق مفسرین کے دو قول ہیں۔ (۱) افضاء جماع سے کنایہ ہے اور یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد اور سدی کا ہے زجاج اور ابن قتیبہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اگر شوہر نے قبل مسیس (جماع) طلاق دیدی تو گو وہ خلوت کر چکا ہو نصف مہر واپس لے سکتا ہے۔

(۲) افضاء کے معنی عورت کے ساتھ خلوت کرنے کے ہیں گو اس سے جماع نہ کرے۔ کلبی نے کہا ہے کہ افضاء یہ ہے کہ عورت کے ساتھ ایک لحاف میں ہو، خواہ جماع کرے یا نہ کرے اسی قول کو فراء نے اختیار کیا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے کہ خلوت صحیحہ سے پورا مہر ثابت ہو جاتا ہے۔" [۱]

قاضی شوکانی نے تفسیر فتح القدیر میں ہروی سے بھی افضاء کے وہی معنی نقل کئے ہیں جو کلبی سے نقل کئے گئے [۲]۔ حافظ ابوحیان البحر المحیط میں رقمطراز ہیں

وقال عمر وعلی وناس من الصحابۃ والکلبی والفراء ھی الخلوۃ۔ [۳]

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) میں سے بہت سے لوگوں نے نیز کلبی اور فراء افضاء کے معنی خلوت ہی کے بتاتے ہیں۔

اور خود اصل لغت کے اعتبار سے بھی خلوت ہی کے معنی زیادہ قوی معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام ابوبکر جصاص فرماتے ہیں۔

"فراء کا بیان ہے کہ افضاء سے خلوت ہی مراد ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی ہو۔ اور فراء کا بیان لغت کے بارے میں حجت ہے۔ پس جب افضاء کا لفظ خلوت کے متعلق مستعمل ہے تو آیت نے شوہر کو اس بات سے روک دیا کہ وہ خلوت اور طلاق کے بعد اپنی بیوی سے کچھ لے سکے۔ کیونکہ ارشادِ

[۱] لباب التاویل ج ۱ ص ۴۱۸ طبع مصر۔ [۲] فتح القدیر ج ۱ ص ۴۰۶ طبع مصر ۱۳۴۹ھ۔ [۳] البحر المحیط ج ۳ ص ۲۰۷ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

باری وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ نے تفریق وطلاق کو بتلادیا۔ افضا، فضا سے ماخوذ ہے۔ فضا اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی عمارت اس جگہ کی کسی چیز کے ادراک کی مانع نہ ہو خلوت بھی اسی وجہ سے افضا سے موسوم ہوئی کہ اس میں وطی اور دخول سے جو چیز مانع تھی وہ دور ہوگئی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فضا کے معنی وسعت کے ہیں اور اَفْضٰی کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی شخص اپنے مقصد کے حصول کے لئے وسعت (آسانی) میں ہوگیا۔ اس اعتبار سے بھی خلوت کو افضا سے موسوم کیا جاسکتا ہے کیونکہ خلوت کے ذریعہ اس کو وطی کا موقع مل گیا اور اس کی بدولت اس بارے میں اس کو آسانی حاصل ہوگئی حالانکہ خلوت سے پہلے اس چیز تک پہنچنا اس پر تنگ تھا تو اس معنی کے لحاظ سے خلوت کا نام افضا ہوا۔[1]

احتیاط کا مقتضی بھی یہی ہے کہ افضا سے خلوت صحیحہ مراد لی جائے کیونکہ جب اس کا اطلاق باعتبار لغت جماع اور خلوت دونوں پر صحیح ہے تو ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ جماع کے معنی مراد لینے میں خلوت کے معنی پر بالکل عمل نہیں ہوسکتا۔ لیکن خلوت کے معنی لینے کی صورت میں جماع بدرجہ اولیٰ داخل ہوگا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ تَمَسُّوْهُنَّ) [illegible]

اِفْعَلْ۔ تو کر۔ تو کر ڈال (فتح) فَعْلٌ جس کے معنی کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر فعل کے معنی اصل میں مؤثر کی طرف سے تاثیر کے ہیں خواہ وہ عمدگی کے ساتھ ہو یا بغیر عمدگی کے علم کے ساتھ ہو یا بغیر علم کے بالقصد ہو یا بغیر قصد کے انسان کی طرف سے ہو یا حیوان اور جمادات کی طرف سے [illegible]

اِفْعَلُوْا۔ تم کرو۔ تم کر ڈالو۔ فَعْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اُفُقٌ۔ کنارہ آسمان۔ آفاقٌ جمع۔ افق اصل میں آسمان کے اس کنارہ کو کہتے ہیں جہاں زمین آسمان دونوں ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے افق اعلیٰ کے معنی مطلع آفتاب کے بیان کئے ہیں۔[2] قتادہ اور مجاہد کا بھی یہی بیان ہے۔[3] یہاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو

[1] احکام القرآن ج ۲ ص ۱۴۴ طبع مصر ۱۳۴۷ھ [2] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۰۷، طبع مصر ۱۳۵۱ھ [3] ایضاً ص ۱۰۳۔

ان کی اصلی صورت پر دیکھا تھا ۔ پ ۲۶ ع ۶

اِفْكٌ ۔ جھوٹ بہتان ۔ کسی شئے کا اس کی اصلی جانب سے منہ پھیرنے کا نام افک ہے ۔ پس جو بات اپنی اصلی صورت سے پھر گئی اس کو افک کہیں گے ۔ جھوٹ اور بہتان میں چونکہ یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے ان کو افک کہا گیا ۔ پ ۱۸ ع ۱۲ و ۸ ۔ پ ۲۲ ع ۱۱ پ ۲۶ ع ۲

اِفْكًا پ ۲۳ ع ۱۲ پ ۲۰ ع ۱۴

اُفِكَ ۔ وہ پھیر گیا ۔ (ضَرَبَ ۔ سَمِعَ) اَفْكٌ سے جس کے معنی کسی شے کے اپنے اصلی رخ سے پھرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۶ ع ۱۸

اِفْكِهِمْ ۔ ان کی افترا پردازی ۔ ان کا جھوٹ اِفْكٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳۶ ع ۹ پ ۲۳ ع ۸

اَفَلَ ۔ وہ غائب ہو گیا ۔ غروب ہو گیا ۔ (ضَرَبَ ، نَصَرَ ۔ سَمِعَ) اُفُوْلٌ سے جس کے معنی آفتاب ، ماہتاب وغیرہ ستاروں کے چھپنے اور غروب ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ پ ۷ ع ۱۵

اَفَلَتْ ۔ وہ غائب ہوئی ۔ چھپ گئی ۔ اُفُوْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔ عربی میں شمس (آفتاب) کو مؤنث بولا جاتا ہے ۔ پ ۷ ع ۱۵

اَفْلَحَ ۔ وہ جیت گیا ۔ وہ مراد کو پہنچا ۔ اِفْلَاحٌ سے جس کے معنی کامیابی اور مقصدوری کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ فلاح کی دو قسمیں ہیں دنیوی اور اخروی ۔ فلاح دنیوی ان کامیابیوں کا حصول ہے جن سے دنیوی زندگی سنور جائے یعنی مال و دولت صحت اور عزت اور اخروی فلاح چار چیزوں میں ہے ۔ بقاء بلا فنا ۔ غنا بلا فقر عزت بغیر ذلت ۔ علم بغیر جہالت آیت شریفہ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى (اور جیت گیا آج جو غالب رہا) میں فلاح دنیوی کا مراد ہونا ہی زیادہ قرین قیاس ہے ۔ پ ۱۶ ع ۱۲

پ ۱۸ ع ۱ پ ۳۰ ع ۱۲ و ۱۶

اٰفِلِيْنَ ۔ غائب ہو جانے والے ۔ غروب ہو جانے والے ۔ اٰفِلٌ کی جمع جو اُفُوْلٌ کا اسم فاعل ہے پ ۷ ع ۱۵

اَفْنَانٍ ۔ شاخیں ۔ زنگا رنگ ۔ علامہ محمود آلوسی سورہ رحمٰن میں اس لفظ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ۔ " اَفْنَان یا تو فَنٌّ کی جمع ہے بمعنی نوع (قسم) کے اور اسی بنا پر عرف میں اس کا استعمال بمعنی علم کے ہوتا ہے یعنی (ذَوَاتَا اَفْنَانٍ کے معنی ہوں گے) انواع و اقسام کے درختوں

اور پھلوں والے۔ یہی معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
ابن جبیر اور ضحاک سے مروی ہیں اور اسی معنی کے اعتبار
سے شاعر کا قول ہے ؎

ومن کل افنان اللذاذۃ والصبا
اور میں ہر طرح کی لذت اور شوق
لھوت بہ والعیش اخضر ناضر
میں مور رہا جبکہ زندگی خوش و خرم تھی

یا فَنَنٌ کی جمع ہے جس کے معنی پتلی اور نرم و نازک
ڈالی کے ہیں جیسا کہ ابن الجوزی کا بیان ہے اور کبھی محض
شاخ کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے [۱]
عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے بھی شاخ ہی کے معنی نقل کئے
ہیں [۲]۔ قاضی شوکانی نے مجاہد، عکرمہ اور عطیہ وغیرہم
کا بھی یہی قول بیان کیا ہے [۳]۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں [۴]
اور علامہ ابو حیان نے البحر المحیط میں تصریح کی ہے کہ
یہی معنی زیادہ اولیٰ ہیں۔ ابو حیان کہتے ہیں کیونکہ اَفْعَالٌ
کے وزن پر فَعْلٌ بسکون عین کی بہ نسبت فَعَلٌ کی

جمع زیادہ آتی ہے اور فَنٌّ کی جمع فُنُوْنٌ ہے [۵]۔ پ ۲۷ / ۱۲

اَفْوَاجًا۔ غول کے غول۔ فوج در فوج۔ فَوْجٌ
کی جمع جس کے معنی تیز رو جماعت کے ہیں۔ پ ۳۰ / ۲۵ / ۱ ، ۳۱

اَفْوَاهِكُمْ۔ تمہارے منہ۔ اَفْوَاہٌ فَمٌ کی جمع جس
کے معنی منہ کے ہیں۔ فَمٌ کی اصل فُوْہٌ تھی ہ کو گرا کر و
کو م سے بدل لیا گیا۔ افواہ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر مضاف الیہ۔ قرآن مجید میں جہاں صرف منہ سے
کہنے پر بات رکھی گئی ہے وہاں دروغ بیانی کی طرف
اشارہ ہے اور اس طرف تنبیہ ہے کہ اعتقاد واقع کے
مطابق نہیں۔ پ ۲۱ / ۱۲

اَفْوَاهِهِمْ۔ ان کے منہ۔ اَفْوَاہٌ مضاف ھُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۴ / ۸ ، پ ۶ / ۱۰ ، پ ۸ / ۱۱ ، پ ۱۳ / ۱۱
پ ۱۵ / ۱۲ ، پ ۲۳ / ۲ ، پ ۲۸ / ۹

اَفُوْزُ۔ میں مراد پاتا ہوں یا پاؤں گا۔ (نَصَرَ) فَوْزٌ
سے جس کے معنی سلامتی کے ساتھ با مراد اور کامیاب
ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۵

اُفَوِّضُ۔ میں سونپتا ہوں۔ تَفْوِیْضٌ سے جس کے

[۱] روح المعانی ج ۲۷ ص ۱۰۱ طبع منیریہ مصر۔ [۲] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۴۱ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [۳] ایضاً ص ۱۳۷
[۴] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۹ طبع مصر ۱۳۲۴ھ۔ [۵] البحر المحیط ج ۵ ص ۱۹۶ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

معنی سونگھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۳ ۳۲

اَفْئِدَة۔ دل۔ فُؤَادٌ کی جمع جس کے معنی دل کے ہیں۔ ۸ ۱۳ ۱۴ ۷ ۱۲ ۳ ۲ ۲۹ ۲۹

اَفْئِدَتُهُمْ۔ ان کے دل۔ اَفْئِدَة مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۹ ۱۳ ۱۹ ۳ ۲۱

اَفِيْضُوْا۔ تم پھرو۔ تم بہاؤ۔ اِفَاضَةٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو افاض) ۹ ۱۳ ۲

فصل القاف

اَقَامَ۔ اس نے قائم کیا۔ اس نے درست کیا۔ اِقَامَةٌ سے جس کے معنی ٹھیرنے اور درست کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ کسی جگہ پر اقامت کرنے کے معنی وہاں ٹھیرنے اور قیام کرنے کے ہیں اور کسی شئے کی اقامت کے معنی اس کو درست رکھنے قائم کرنے اور اس کے حقوق کی بجا آوری کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یا اس کی تعریف کی گئی ہے اِقَامَۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں اس طرف متنبہ کرنا مقصود ہے کہ نماز پڑھنے کا مقصد محض اس کی ظاہری ہیئت کا ادا کرنا ہی نہیں بلکہ اس کی شرائط کا پورا کرنا ہے ۹ ۲ ۹

اِقَامَ۔ قائم رکھنا۔ یہ دراصل بابِ افعال کا مصدر اِقَامَةٌ تھا۔ تخفیف کے لئے ت کو آخر سے حذف کر دیا ۱۱ ۱۹ ۵ ۱۷

اِقَامَتِكُمْ۔ تمہارا قیام کرنا۔ تمہارا فروکش ہونا۔ اِقَامَةِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۱۴ ۱۲

اَقَامُوْا۔ انہوں نے درست کیا۔ انہوں نے قائم رکھا۔ انہوں نے حقوق کو پورا کیا۔ اِقَامَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۹ ۲ ۱۲ ۶ ۱۱ ۹ ۷ و ۸ ۱ ۹ ۱۳ ۱۲ ۱۴ ۱۵ و ۱۶ ۲۲ ۵ ۲۵

اَقَامَهٗ۔ اس کو سیدھا کر دیا۔ کھڑا کر دیا۔ اَقَامَ اِقَامَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۶

اَقَاوِيْل۔ باتیں۔ یہ اَقْوَالٌ کی جمع ہے اور اَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جس کے معنی بات کے ہیں۔ ۲۹

اَقْبَرَهٗ۔ اس کو قبر میں رکھوایا۔ اَقْبَرَ اِقْبَارٌ سے جس کے معنی قبر میں رکھنے اور رکھوانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۳۰

اَقْبِلْ۔ تو آگے آ۔ تو متوجہ ہو۔ اِقْبَالٌ سے جس کے معنی

آگے آنے متوجہ ہونے اور رخ کرنے کے ہیں۔ امر کا
صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۲

اَقْبَلَ۔ اس نے رخ کیا۔ وہ متوجہ ہوا۔ اِقْبَالٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲ پ۲ پ۲۹

اَقْبَلَتْ۔ وہ سامنے آئی۔ وہ متوجہ ہوئی۔ اِقْبَالٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۲۶

اَقْبَلْنَا۔ ہم نے رخ کیا۔ ہم آگے آئے۔ اِقْبَالٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۳

اَقْبَلُوْا۔ انھوں نے رخ کیا۔ وہ متوجہ ہوئے۔ اِقْبَالٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۳ پ۲۲

اُقِّتَتْ۔ اس کا وقت مقرر کیا گیا۔ تَوْقِیْتٌ سے
جس کے معنی وقت مقرر کرنے کے ہیں۔ ماضی مجہول
کا صیغہ واحد مونث غائب۔ اُقِّتَتْ اصل میں
وُقِّتَتْ تھا واو مضموم کو ہمزہ سے بدل لیا کیونکہ ہر
وہ واو جو مضموم ہو اور اس کا ضمہ لازم ہو اس کو
ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ پ۲۹

اِقْتَتَلَ اس نے قتال کیا۔ اس نے جنگ کی۔ اِقْتِتَالٌ
سے جس کے معنی آپس میں جنگ و قتال کرنے کے
ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳

اِقْتَتَلُوْا۔ انھوں نے قتال کیا۔ وہ آپس میں لڑے
اِقْتِتَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳ پ۲۶

اِقْتَحَمَ۔ وہ آ چڑھا۔ وہ گھس پڑا۔ اِقْتِحَامٌ سے
جس کے معنی بے دیکھے بھالے اپنے آپ کو کسی شے
میں جھونک دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳۰

اِقْتَدِهْ۔ تو اس کی پیروی کر۔ اس کی اقتدا کر۔
اِقْتَدِ۔ اِقْتِدَاءٌ سے جس کے معنی پیروی کرنے کے ہیں
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مونث غائب پ۷

اِقْتَرِبْ۔ تو نزدیک ہو۔ اِقْتِرَابٌ سے جس کے
معنی نزدیک ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر۔ پ۳۰

اِقْتَرَبَ۔ وہ نزدیک ہوا۔ وہ قریب ہوا۔ اِقْتِرَابٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۹ پ۱۷

اِقْتَرَبَتْ۔ وہ پاس آگئی۔ وہ نزدیک ہو گئی۔ اِقْتِرَابٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۲۷

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا۔ تم نے اس کو کمایا۔ اِقْتَرَفْتُمُوْا۔
اِقْتِرَافٌ سے جس کے معنی کمانے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہ دراصل اِقْتَرَفْتُمْ ہی ہے۔
واو اشباع کا ہے اور ھا ضمیر واحد مونث غائب۔

اصل میں اِقْتِرَافٌ کے معنی درخت کا چھلکا اتارنے
یا زخم پر سے کھال اتارنے کے ہیں پھر بطور استعارہ
اس کا استعمال کسی چیز کے کمانے کے معنی میں ہونے
لگا خواہ وہ چیز اچھی ہو یا بری لیکن برائی کے کمانے میں
استعمال زیادہ ہے۔ پ۸

اَقْتُلُ ۔ میں قتل کروں گا میں مار ڈالوں گا (نَصَرَ)
قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ قتل کے معنی
اصل میں جسم سے روح کے زائل کرنے کے ہیں جس
طرح کہ موت میں ہوتا ہے۔ قتل اور موت میں فرق
یہ ہے کہ اگر اس فعل کے انجام دینے والا کا اعتبار
کیا جائیگا تو اس کو قتل کہا جائیگا۔ اور اگر صرف زندگی
کے ختم ہونے کا اعتبار کیا جائے گا تو وہ موت
کہلائے گی۔ پ۲۴

اَقْتُلَكَ ۔ میں تجھے قتل کروں۔ مار ڈالوں۔ اس میں
کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۶

اَقْتُلَنَّكَ ۔ میں تجھ کو ضرور مار ڈالوں گا اَقْتُلَنَّ
قَتْلٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم
کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۶

اُقْتُلُوْا تم قتل کرو۔ تم مار ڈالو۔ قَتْلٌ سے۔ امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۵ پ۱۰ پ۱۲ پ۲۴

اُقْتُلُوْهُ ۔ اس کو مار ڈالو۔ اس کو قتل کر دو۔ اس میں
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۵ پ۲۰

اُقْتُلُوْهُمْ ۔ ان کو مار ڈالو۔ ان کو قتل کر دو۔ اس میں ھُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲ پ۵

اَقْدَامٌ ۔ قدم۔ پاؤں۔ اس کا واحد قَدَمٌ ہے جس
کے معنی پاؤں کے ہیں۔ پ۹ پ۱۲

اَقْدَامَكُمْ ۔ تمہارے پاؤں۔ اَقْدَامٌ مضاف کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۶

اَقْدَامَنَا ۔ ہمارے پاؤں۔ اَقْدَامٌ مضاف نَا ضمیر
جمع متکلم مضاف الیہ پ۲ پ۴ پ۱۸

اَقْدَمُوْنَ زیادہ اگلے اور پہلے لوگ۔ اَقْدَمُ کی جمع
جس کے معنی زیادہ اگلے کے ہیں اَقْدَمُ قَدَمٌ سے جس
کے معنی آگے ہونے اور سبقت کرنے کے ہیں افعل التفضیل
کا صیغہ واحد مذکر ہے پ۱۹

اِقْذِفِيْهِ تو اس کو ڈال دے (ضَرَبَ) اِقْذِفِيْ
قَذْفٌ سے جس کے معنی دور پھینکنے اور ڈال دینے
کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ہٖ ضمیر واحد
مذکر غائب۔ پ۱۶

اِقْرَءْ - تو پڑھ۔ (فَتَحَ، نَصَرَ) قِرَاءَۃٌ سے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵ ع ۲ پ ۳۰ ع ۲۱

اَقْرَبُ - زیادہ نزدیک۔ زیادہ قریب۔ قُرْبٌ سے جس کے معنی نزدیک ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ قرب اور بعد دو متقابل صفتیں ہیں۔ قرب کا استعمال قرآن مجید میں کہیں باعتبار مکان کے ہوا ہے اور کہیں باعتبار زمان کے کہیں باعتبار نسب کے قریب ہونا مراد ہے اور کہیں باعتبار درجے کے۔ کسی جگہ باعتبار رعایت وحفاظت کے قرب کا ذکر ہے اور کسی مقام پر باعتبار قدرت کے بندے سے اللہ کے قریب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل ورحمت سے متوجہ ہے۔ پ ۲ ع ۷ پ ۵ ع ۸ و ۱۲ پ ۶ ع ۶ پ ۱۴ ع ۱۲ پ ۱۵ ع ۱۹ و ۱۶ پ ۲۶ ع ۱ پ ۱۴ ع ۱ پ ۲۶ ع ۱۹ پ ۲۷ ع ۱۶

اَقْرَبُوْنَ - قریبی قرابت والے۔ قریب کے رشتہ دار اَقْرَبُ کی جمع۔ یہاں قرب سے قرب نسب ونسبت مراد ہے۔ حالت رفعی میں اس کی جمع اَقْرَبُوْنَ آور حالت نصبی وجری میں اَقْرَبِیْنَ آتی ہے۔ پ ۲ ع ۱۲ پ ۴

اَقْرَبُهُمْ - ان میں سب سے نزدیک۔ اَقْرَبُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۶ ع ۱۵

اَقْرَبِیْنَ - قریبی قرابت والے۔ قریب کے رشتہ دار۔ (ملاحظہ ہو اَقْرَبُوْنَ) پ ۲ ع ۶ و ۱ پ ۵ ع ۱۴ پ ۱۹ ع ۱۵

اَقْرَرْتُمْ - تم نے اقرار کیا۔ اِقْرَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو ثابت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اقرار کبھی صرف دل سے ہوتا ہے اور کبھی صرف زبان سے اور کبھی دونوں سے۔ توحید اور ایمانیات میں صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں بلکہ دل اور زبان دونوں کا اقرار ضروری ہے۔ پ ۱ ع ۱۰ پ ۳ ع ۱۷

اَقْرَرْنَا - ہم نے اقرار کیا۔ اِقْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۳ ع ۱۷

اَقْرَضْتُمْ - تم نے قرض دیا۔ اِقْرَاضٌ سے جس کے معنی قرض دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶ ع ۶

اَقْرَضُوْا - انہوں نے قرض دیا۔ اِقْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۷ ع ۱۸

اَقْرِضُوْا - تم قرض دو۔ اِقْرَاضٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۹ ع ۱۴

اِقْرَءُوْا - تم پڑھو۔ تم پڑھ لیا کرو۔ (فَتَحَ۔ نَصَرَ) قِرَاءَۃٌ سے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۹ ع ۱۴ و ۱۵

اَقْسَطُ ۔ پورا انصاف والا۔ زیادہ انصاف والا۔ یہ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ علامہ ابو حیان اندلسی البحر المحیط میں لکھتے ہیں۔

"بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں شذوذ ہے کیونکہ یہ رباعی سے اَفْعَلُ کے وزن پر آیا ہے۔ کہا جاتا ہے اَقْسَطَ الرَّجُلُ یعنی اس مرد نے انصاف کیا۔ قرآن مجید میں وَاَقْسِطُوْا (اور تم انصاف کرو) اسی باب سے وارد ہے۔ چنانچہ اس شذوذ سے نکالنے کے لیے اَقْسَطُ کو قَاسِطٌ سے بطریق نسبت بمعنی ذِی قِسْطٍ (انصاف والے) ماخوذ بتاتے ہیں زمخشری نے یہی کہا ہے۔ ابن عطیہ کا بیان ہے کہ اس کو دیکھنا چاہیے کہ جس طرح اَکْرَمُ کَرُمَ سے آتا ہے اسی طرح کیا یہ بھی قَسُطَ بضم سین سے ہے۔ انتہی۔ اس کو قِسْطٌ بالکسر سے بھی جس کے معنی عدل کے ہیں بیان کیا گیا ہے لیکن قِسْطٌ ایسا مصدر ہے جس سے کوئی فعل مشتق نہیں ہوا۔ اور یہ اِقْسَاطٌ سے بھی نہیں ہے کیونکہ افعل التفضیل اِفْعَالٌ سے نہیں آتا۔ زمخشری نے کہا ہے کہ اگر تم دریافت کرو کہ اَقْسَطُ اور اَقْوَمُ کس فعل سے افعل التفضیل بنے ہیں تو میں کہوں گا کہ سیبویہ کے مذہب پر اَقْسَطَ اور اَقَامَ سے ان کی بنا جائز ہے اتنی یہ چیز کہ افعل التفضیل اَفْعَلَ سے بنایا جا سکتا ہے اس پر سیبویہ کی کوئی تصریح موجود نہیں ہاں بذریعہ استدلال یہ چیز اخذ کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ سیبویہ نے اپنی کتاب کے اوائل میں یہ تصریح کی ہے کہ اَفْعَلُ فعلِ تعجب کا صیغہ فَعَلَ یَفْعَلُ فَعِلَ اور اَفْعَلَ ان سب سے آتا ہے۔ پس اس سے یہی ظاہر ہے کہ اَفْعَلُ جو تعجب کے لئے آتا ہے وہ اَفْعَلَ سے بھی بنتا ہے اور نحویوں کی یہ تصریح ہے کہ جس فعل سے اَفْعَلُ صیغہ تعجب بنتا ہے اس سے افعل التفضیل کا صیغہ بھی بنتا ہے پس جس فعل سے تعجب کا صیغہ قیاسی ہوگا تفضیل کا صیغہ بھی قیاسی ہوگا۔ اور جس سے تعجب کا صیغہ شاذ ہوگا تفضیل کا بھی یہی شاذ ہوگا۔ اور اَفْعَلَ سے تعجب کا صیغہ بننے میں بھی نحویوں کے تین مذہب ہیں۔ بعض مطلق جائز کہتے ہیں بعض بالکل ممنوع اور بعض اس میں تفریق کرتے ہیں کہ اگر ہمزہ اِفْعَالٌ نقل کے لئے ہے تب تو اس سے تعجب کا صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں بن سکتا۔ اور اگر نقل کے لئے نہ ہو تو اس سے تعجب کا صیغہ بن سکتا ہے۔ زمخشری کے خیال میں سیبویہ کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ سیبویہ کے اَفْعَلَ کہنے سے مراد ان کے نزدیک اَفْعَلَ کا وہ باب ہے جس کی ہمزہ نقل کے لئے نہ ہو۔ اور جو لوگ اس کو مطلقاً ممنوع

کہتے ہیں وہ سیبویہ کے قول واصل ہیں افعل کو امر کا صیغہ بتاتے ہیں یعنی یہ کہ سیبویہ کے قول میں فعل تعجب اَفْعِلْ کے وزن پر ہے جس کا صیغہ فَعَلَ۔ فَعُلَ۔ فَعِلَ۔ اور اَفْعَلَ سب سے آتا ہے۔ کتب نحو میں ان تمام مذاہب کے دلائل پورے طور پر مذکور ہیں۔ رہا یہ کہ اَقْسَطُ کس فعل سے مانا جائے تو زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس کو قَسَطَ ثلاثی سے جو بمعنی عدل (اس نے انصاف کیا) ہے افعل التفضیل کا صیغہ سمجھا جائے۔ ابن السید نے الاقتضاب میں تصریح کی ہے کہ ابن السکیت نے کتاب الاضداد میں ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے کہ قَسَطَ کے معنی ہیں اس نے ظلم کیا اور اس نے انصاف کیا اور اَقْسَطَ بالالف کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس نے انصاف کیا۔ اور ابن القطاع نے کہا کہ قَسَطَ قُسُوْطًا و قَسْطًا کے دونوں معنی آتے ہیں ظلم کرنے کے بھی اور انصاف کرنے کے بھی یہ اضداد میں سے ہے پس اس صورت میں یہ شاذ نہیں ہوگا اور اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ کے معنی اللہ کے حکم میں زیادہ انصاف والے کے ہوں گے[1] ب ۳ ۲۱/۱۲

اَقْسِطُوْا ۔ تم انصاف کرو۔ اِقْسَاطٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِقْسَاطٌ کے معنی اصل میں حق دار کا حصہ حق دار کو دیتے کے ہیں اور چونکہ انصاف اسی چیز کا نام ہے اس لئے اس کے معنی انصاف کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ ۲۶/۱۳

اُقْسِمُ ۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ اِقْسَامٌ سے جس کے معنی قسم کھانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ دراصل قَسَامَۃٌ سے ماخوذ ہے۔ قسامت وہ قسمیں ہیں جو اولیائے مقتول پر تقسیم کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں (۱) اپنی ذاتِ مقدسہ کی۔ (۲) اپنے افعالِ حکیمانہ کی (۳) اپنی مخلوق کی۔ مخالفین جو قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں اللہ نے قسمیں کیوں کھائیں۔ یہ اعتراض طرح طرح کی رنگ آمیزیوں کے ساتھ مختلف طور پر دہرایا جاتا رہتا ہے لیکن قسم کی حقیقت اور اس کی تاریخ پر ذرا غور و فکر کی زحمت گوارا کی جاتی تو یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا۔

اصل میں قسم کا استعمال ابتداءً اس طرح شروع

[1] البحر المحیط تفسیر سورہ بقرہ ج ۲ ص ۳۵۱ و ۳۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

ہوا کہ جب کوئی اہم واقعہ بیان کیا جاتا تو اس کی صحت
اور تصدیق کے لئے کسی شخص کی گواہی پیش کی جاتی
یہی طریقہ جب بڑھنے لگا تو انسان کے علاوہ حیوانات
اور جمادات کی شہادت بھی معرض ثبوت میں آنے
لگی۔ مثلاً ہم خود اپنی زبان میں کہتے ہیں "در و دیوار
اس بات پر شاہد ہیں۔ آسمان زمین اس امر پر گواہ ہیں"،
اس نے جنگ میں جس جانبازی کے جوہر دکھلائے
میدانِ جنگ اس کی گواہی دے سکتا ہے وغیرہ
وغیرہ۔ عربی زبان میں اس کی ہزاروں مثالیں
موجود ہیں۔ اس قسم کی شہادتوں کے پیش کرنے
اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ چیزیں زبانِ حال سے
اس کی شاہد ہیں یعنی اگر ان میں ذرا بھی بولنے کی
سکت ہوتی تو ضرور کہہ اٹھتیں کہ ہاں یہ واقعہ سچ
ہے یہی طریقہ آگے چل کر قسم کے معنی میں مستعمل ہونے
لگا۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں شہادت کا لفظ قسم
کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سورۂ منفقون میں
ارشاد ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ
اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ اِتَّخَذُوْٓا
اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً (منافقین جب تمہارے پاس آتے
ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بیشک
تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تو
اس کا رسول ہے لیکن خدا شہادت دیتا ہے کہ منافقین
جھوٹے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے)
آیتِ مذکورہ میں منافقین کے الفاظ میں قسم کا کوئی لفظ
مذکور نہیں صرف شہادت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔
قرآن مجید نے اسی شہادت کو قسم قرار دیا ہے اسی کا
اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں قسم کھلتے ہیں تو
کہتے ہیں "اللہ جانتا ہے، خدا گواہ ہے، خدا شاہد ہے"
عربی زبان نے جب وسعت اختیار کی تو بعض حروف
قسم کے ساتھ خاص ہو گئے جیسے واو، ب، ت۔
واللہ، باللہ، تاللہ۔ کہیں صاف لفظِ قسم ہوتا ہے
اور کبھی لا کے ساتھ آتا ہے لَآ اُقْسِمُ اور کبھی جملہ پر لام
لاکر قسم کھائی جاتی ہے جیسے لَعَمْرُكَ اب قسم کا
استعمال دو معنی میں ہوتا ہے ایک یہ کہ جب کوئی چیز
بیان کی جائے تو اس کے ثبوت پر کوئی شہادت پیش
کی جائے خواہ وہ شہادت ذی روح کی ہو یا غیر
ذی روح کی، بزبانِ حال ہو یا بزبانِ قال۔ دوسرے

یہ کہ کسی چیز کی توثیق و اثبات کے لئے کسی عظیم الشان شئے یا کسی عزیز چیز کی قسم کھائی جائے۔ یہ دوسرے معنی قسم کے حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی ہیں جو بعد میں چل کر پیدا ہوگئے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں اللہ تعالی کے لئے قسم کا لفظ آیا ہے پہلے معنی کے لحاظ سے آیا ہے، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نہایت کثرت سے۔ شمس و قمر لیل ونہار، ابر و باد، کوہ وصحرا، چرند پرند۔ دریا اور سمندر غرض جا بجا تمام مظاہر قدرت کی نسبت آیت کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں۔ جن چیزوں کو اکثر مواقع پر آیات کے لفظ سے تعبیر کیا ہے انہی کی جا بجا قسم بھی کھائی ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ تمام چیزیں اس کے وجود اور عظمت و شان پر شہادت دے رہی ہیں اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ قسم، یمین، حلف عام لوگ ان تینوں کو ہم معنی خیال کرتے ہیں جن کی بنا پر بڑی غلط فہمی پیدا ہوجاتی ہے حالانکہ ان سب الفاظ کے مفہوم اور معانی بالکل جدا جدا ہیں۔ قسم کے معنی ہیں کسی چیز کی صحت اور تصدیق کے لئے گواہی پیش کرنا۔

قرآن مجید میں جو قسمیں مذکور ہیں ان سب کے یہی معنی ہیں کہ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے وہ خدا کے وجود پر اس کی قدرت وشان پر اس کی عظمت و اقتدار پر شہادت دے رہی ہے۔ سورۂ فجر میں ارشاد ہے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (فجر، دس راتیں، جفت اور طاق، اور رات جب چلنے پر ہو، ان باتوں میں صاحب عقل کے لئے قسم ہے) یعنی یہ سب چیزیں عقلمند کے نزدیک خدا کے وجود اور اس کی قدرت پر زبان حال سے گواہی دے رہی ہیں۔ یمین کے معنی ہاتھ کے ہیں یہ لفظ عموماً معاہدات کی توثیق کے لئے استعمال ہوتا ہے گویا دوسرے معاہد کو ضامن دینا مقصود ہوتا ہے۔ راغب اصفہانی رقمطراز ہیں۔

والیمین فی الحلف	معاہدہ کرنے والا اور حلیف
مستعار من الید	جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ
اعتبارا بما یفعله	مارتا ہے۔ یمین حلف کے
المعاهد والمحالف	معنی میں اسی فعل سے مستعار
غیرہ۔	لیا گیا ہے۔

(مفردات امام راغب ج ۲ ص ۲۸۶ بر حاشیہ نہایہ طبع مصر)

یمین کا لفظ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی زبان کر
کہیں مستعمل نہیں ہوا۔

حلف کا لفظ ان دونوں لفظوں سے زیادہ
وسیع ہے لیکن اس کے مفہوم میں ندامت اور ذلت
شامل ہے اور اس کا استعمال بالکل اسی طرح ہوتا ہے
جس طرح کہ آج کل عوام قسمیں کھاتے ہیں۔ اسی وجہ
سے قرآن مجید میں حلاف کے لئے مہین (قابل اہانت)
کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ
حَلَّافٍ مَّهِينٍ (اور تو کہا نہ مان ہر قسمیں کھانے
والے بیقدر کا) یہ لفظ جہاں آیا ہے منافقین کی بابت
سے آیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ
اپنے لئے کہیں استعمال نہیں کیا۔

علامہ ابن القیم نے التبیان فی اقسام القرآن
اور علامہ حمید الدین فراہی نے امعان فی اقسام
القرآن خاص اسی موضوع پر تالیف کی ہیں جن میں
اقسام قرآن پر سیر حاصل بحث ہے۔

جمہور مفسرین کے نزدیک لَا اُقْسِمُ میں لَا
تاکید کے لئے ہے۔ پ۲۷ ع۱۶، پ۲۹ ع۶ و ۸ و ۱۶، پ۳۰ ع۴ و ۹ و ۱۵

اَقْسَمْتُمْ۔ تم نے قسم کھائی اِقْسَامٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں قسم کا استعمال اس کے دوسرے
معنی میں ہے۔ شہادت پیش کرنے میں نہیں پ۱۳ ع۱۴، ۱۹

اَقْسَمُوْا۔ انھوں نے قسمیں کھائیں۔ اِقْسَامٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب یہاں بھی قسم کا استعمال
دوسرے معنی کے اعتبار سے ہے۔ پ۷ ع۱۲، پ۷ ع۱۹، پ۱۴ ع۱۱، پ۱۸ ع۱۲
پ۲۲ ع۱۷، پ۲۹ ع۲۔

اِقْصِدْ تو اعتدال اختیار کر (ضَرَبَ) قَصْدٌ سے
جس کے معنی سیدھی راہ ہونے اور میانہ روی اختیار
کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۱ ع۱۱

اُقْصُصْ۔ تو بیان کر (نَصَرَ) قَصَصٌ سے جس کے
معنی بیان کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۹ ع۱۲

اَقْصٰی۔ بہت بعید زیادہ دور۔ قَصَاءٌ سے
جس کے معنی دور ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا
صیغہ مسجد اقصیٰ کو باعتبار عرب مخاطبین کے اقصیٰ
کہا گیا ہے۔ پ۱۵ ع۱، پ۲۰ ع۵، پ۲۲ ع۱۹

اِقْضِ تو کر گزر۔ تو فیصلہ کرلے۔ (ضَرَبَ) قَضَاءٌ
سے جس کے معنی فصل امر یعنی معاملہ فیصل کرنے کے
ہیں خواہ بذریعہ قول ہو یا فعل۔ امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر۔ قضا قولی اور فعلی دونوں کی دو دو قسمیں ہیں

الٰہی اور بشری۔ بذریعہ قول قضاء الٰہی کی مثال ہے
آیت شریفہ وَقَضٰی رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ
اِيَّاهُ (اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ اس کے سوا
کسی کو نہ پوجو) یہ قضا بذریعہ حکم ہے۔ اور بذریعہ فعل قضاء
الٰہی کی مثال وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ (اور اللہ فیصلہ
کرتا ہے انصاف سے) ہے۔ قضاء بشری بذریعہ قول
حاکم کا فیصلہ کرنا ہے اور قضاء بشری بذریعہ فعل
کی مثال ہے آیت شریفہ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا
وَطَرًا (جب زید فیصلہ کر چکا اس عورت سے اپنی
غرض کا) اور فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ (سو تو کر
جو تجھ کو کرنا ہے) میں بشری قضاء کی دونوں صورتیں
بن سکتی ہیں فعلی بھی اور قولی بھی۔ پ۲۶ ع۱۲

اِقْضُوْٓا۔ تم کر گزرو۔ تم فیصلہ کر لو۔ قَضَاءٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۱ ع۱۲

اَقْطَارِ۔ کنارے۔ قُطْرٌ کی جمع جس کے معنی جانب
اور طرف کے ہیں۔ پ۲۷ ع۱۲

اَقْطَارِهَا۔ اس کے کنارے اَقْطَارِ مضاف
هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ۲۱ ع۱۸

اُقَطِّعَنَّ۔ میں ضرور کاٹوں گا۔ تَقْطِيْعٌ سے
جس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہیں مضارع بانون
تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ اصل میں قطع کا لفظ ہر قسم کی
چیز کے جدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے خواہ مادی
ہو یا غیر مادی۔ پ۸ پ۱۲ پ۱۹

اِقْطَعُوْٓا۔ تم کاٹ ڈالو۔ (فتح) قَطْعٌ سے جس کے
معنی جدا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶

اَقْعُدَنَّ۔ میں ضرور بیٹھوں گا۔ (نصر) قُعُوْدٌ سے
جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا
صیغہ واحد متکلم پ۸

اُقْعُدُوْا۔ تم بیٹھو۔ قُعُوْدٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر
حاضر پ۱۰ ع۱۳ و۱۴

اَقْفَالُهَا۔ اس کے قفل۔ اس کے تالے۔ اَقْفَالٌ
قُفْلٌ کی جمع جس کے معنی تالے کے ہیں مضاف ہے
هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۲۶

اَقُلْ۔ میں نے کہا۔ (ضرب) قَوْلٌ سے جس کے
معنی بولنے اور کہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
متکلم اَقُلْ اصل میں اَقُوْلُ تھا۔ حرف جازم لَمْ کے
کے آنے سے اجتماع ساکنین کے باعث واو گر گیا اور
مضارع ماضی منفی کے معنی دینے لگا۔ پ۱ پ۸ پ۱۵

پ۲۲ ع۱۶ ع۳۹

اَقَلَّ - زیادہ کم۔ قِلَّۃٌ ہے جس کے معنی کم ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ قلت و کثرت کا استعمال بیشتر اعداد و شمار میں ہوتا ہے۔ پ۱۵ ع۱۶ ع۳۹ س۱۲

اَقْلَامُ - قلمیں۔ قَلَمٌ کی جمع ہے۔ قَلْمٌ کے اصل معنی ہیں کسی سخت چیز مثلاً ناخن۔ نیزہ کی پور وغیرہ کا کاٹنا۔ اور اس کٹی ہوئی چیز یعنی مقلوم کو قلم کہا جاتا ہے۔ جس طرح منقوض کو نقض بولتے ہیں قَلَمٌ کا لفظ لکھنے کے قلم اور جوے کے تیر کے معنی میں مخصوص ہے۔ یہاں قلم کے معنی ہی مراد ہیں۔ پ۱ س۲

اَقْلَامَهُمْ - اپنے قلم۔ ان کے قلم۔ اَقْلَامٌ قَلَمٌ کی جمع مضاف ہے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں قلم سے دونوں معنی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ قرعہ اندازی کے تیر بھی اور لکھنے کے قلم بھی۔ چنانچہ عبد بن حمید نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے ابنِ جریج سے روایت کیا ہے کہ یہ وہی قلم تھے جن سے وہ لوگ تورات کی کتابت کرتے تھے۔ اور ان دونوں نے عطاء سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ ان کو قرعہ اندازی کے تیر بتلاتے تھے۔ ابنِ جریر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت مریم علیہا السلام کو مسجد میں لاکر رکھا گیا تو اہلِ مسجد نے جو وحی کی کتابت کرتے تھے ان کی کفالت کے بارے میں اپنے قلموں سے قرعہ اندازی کی۔ یہی دونوں بزرگ عکرمہ اور ربیع سے ناقل ہیں کہ جب ان دونوں نے اپنے قلم پانی میں ڈالے تو سب کے قلم پانی کی رو میں بہ گئے اور حضرت ذکریا علیہ السلام کا قلم الٹی طرف چڑھتا رہا۔ لہذا حضرت ذکریا ان کے کفیل ہوگئے۔ [له] پ۳ س۱۲

اَقَلَّتْ - اس نے کم سمجھا۔ اس نے اٹھانے میں ہلکا پایا۔ اِقْلَالٌ ہے جس کے معنی قلیل پانے اور ہلکا سمجھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب کسی چیز کو ہلکا سمجھنا محض حکمی ہوتا ہے اور کبھی اس کی قوت کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے۔ یہاں پر ہلکا سمجھنا بلحاظ قوت ہے یعنی اٹھانے میں ہلکا پانا مراد ہے۔ پ۸ س۱۲

اَقْلِعِىْ - تو تھم جا۔ اِقْلَاعٌ ہے جس کے معنی تھم جانے اور رک جانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ۱۲ س۱۲

له ان سب روایات کے لئے ملاحظہ ہو فتح القدیر للشوکانی ج ۱ ص ۳۰۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

اَقِمْ۔ تو راست کر۔ سیدھا کر۔ قائم رکھ۔ اِقَامَۃٌ سے جس کے معنی سیدھا کرنے اور قائم رکھنے کے ہیں امرکا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اقام) پ ۱۱/۱۲ ب ۱۳ پ ۱۵ ب ۱۶/۱۰ ب ۲۱/۱۱، ۸، ۷ اور ۱۱

اَقَمْتَ۔ تو نے قائم کی۔ تو نے درست کی۔ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۵/۱۳

اَقَمْتُمْ۔ تم نے قائم کیا۔ تم نے سیدھا کیا۔ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶

اَقِمْنَ۔ تم قائم کرو، تم درست کرو۔ اِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر پ ۲۲

اُقْنُتِیْ۔ تو بندگی کر (نَصَرَ) قُنُوْتٌ سے جس کے معنی خضوع وخشوع کے ساتھ عبادت میں لگے رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر پ ۳/۱۳

اَقْنٰی۔ اس نے خزانہ دیا۔ اس نے فقیر بنایا۔ اِقْنَاءٌ سے۔ جس کے معنی قُنْیَۃٌ (ذخیرہ کیا ہوا مال وخزانہ جو باقی رہ سکے) دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد واحد مذکر غائب۔ عام طور سے اقنی کے معنی یہی بیان کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں (وعلی ھذا یدور کلام کثیر من المفسرین منھم ابو صالح وابن جریر وغیرھما)۔ ابو صالح ابن جریر وغیرہ کا کلام اس معنی میں دائر ہے۔ لیکن ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَقْنٰی کے معنی اَرْضٰی (اس نے راضی کیا) کے نقل کئے ہیں[۱]۔ علامہ محمود آلوسی کی تصریح ہے کہ یہ معنی قنیہ سے مجاز لئے گئے ہیں[۲]۔ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ اس معنی کی حقیقت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے رضا و طاعت کا سرمایہ کر دیا۔ مجاہد قتادہ اور حسن بصری نے اَقْنٰی کے معنی اَخْدَمَ کے کئے ہیں یعنی اس نے خادم عطا فرمایا[۳] مگر یاد رہے کہ یہ دونوں معانی پہلے ہی معنی میں داخل ہیں کیونکہ وہ اپنی عمومیت کے اعتبار سے دونوں پر مشتمل ہے اور یہ دونوں اس کے صرف دو افراد کی تعیین کر رہے ہیں اِقْنَاءٌ کے معنی اس مال کے دینے کے ہیں جو باقی رہ سکے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مال کو

[۱] فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۱۱۵ [۲] روح المعانی ج ۲۷ ص ۵۷
[۳] تفسیر ابن کثیر ج ۹ ص ۳۳۸ طبع مصر برحاشیہ فتح البیان

غیرمادی یعنی رضا، وطاعت کے سرمایہ کی شکل میں متعین کرتے ہیں اور حضرات ثلاثہ اس کی مادی شکل میں بصورتِ خادم تعیین کرتے ہیں۔

ابن زید، ابنِ کیسان اور اخفش اَقْنٰی کے معنی اَفْقَرَ کے کرتے ہیں یعنی اس نے کسی کو فقیر بنایا۔ شوکانی کا بیان ہے کہ ابنِ جریر بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں[۱]۔ اگرچہ ابنِ کثیر کی رائے میں یہ معنی لفظ کے اعتبار سے بعید ہیں[۲]۔ لیکن یاد رہے کہ باب افعال کی ہمزہ سلب ماخذ کے لئے بھی آتی ہے جیسے اَشْفٰی اور اَشْکٰی سلبِ شفا، وسلب شکایت کے معنی میں بھی مستعمل ہیں اور اسی اعتبار سے اگر اَقْنٰی کا بھی سلب قنیہ یعنی فقیر بنا دینے میں استعمال ہو تو کیا بعید ہے بلکہ یہ معنی یہاں سیاقِ آیات کے بھی مناسب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ متقابل چیزوں کا ذکر چلا آرہا ہے۔ ۲۷/۴۸

اَقْوَاتَھَا۔ اس کی خوراکیں۔ اَقْوَات قُوْتٌ کی جمع قوت اس خوراک کو کہتے ہیں جس سے سدِ رمق ہو سکے اَقْوَاتَ مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ ۲۴/۱۶

اَقُوْلُ۔ میں کہتا ہوں۔ میں کہوں۔ میں کہوں گا۔ قَوْلٌ سے۔ جس کے معنی بولنے اور کہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۱و۶/۴ ۴/۳ ۱۲/۳ ۱۱/۱۱ ۱۲/۳

اَقْوَمُ۔ بہت درست رکھنے والا۔ سب سے سیدھا قِیَامٌ سے جس کے معنی راست ہونے اور اعتدال پر رہنے کے بھی آتے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ بعض لوگوں نے اس کو اِقَامَۃٌ سے افعل التفضیل بتایا ہے لیکن اس صورت میں پھر وہی شذوذ کی بحث پیدا ہو جاتی ہے جس کی تفصیل اَقْسَطُ کی بحث میں گزر چکی ہے۔ ہاں جیسا کہ زمخشری نے تصریح کی ہے اس کو قَوِیْمٌ (درست) سے باعتبارِ نسبت کے یعنی زیادہ درست و زیادہ سیدھے کے لے سکتے ہیں۔[۳] ۴/۳ ۱۵/۱ ۴/۳ ۲۹/۱۲

اَقِیْمُوْا۔ تم قائم کرو۔ تم درست رکھو۔ اِقَامَۃٌ سے جس کے معنی ٹھیرنے قائم کرنے اور درست رکھنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَقَامَ) ۱/۵و۹و۱۰ ۱/۱۳ ۵/۸و۹و۱۲ ۶/۱۵ ۷/۱۰ ۱۱/۱۲ ۱۴/۱۴ ۱۹/۱۳ ۲۱/۷ ۲۵/۳

---

۱ دیکھو فتح القدیر ج۵ ص ۱۱۳۔ ۲ تفسیر ابنِ کثیر ص ۳۲۸ و ۳۲۹۔ ۳ کشاف ج ا ص ۱۴۹ طبع مصر ۱۳۵۴ھ

ب ۲۴/۱۱ ب ۲۸/۲، ۱۶ ب ۲۹/۱۴

فصل الکاف

اَکُ - میں ہوں (نقص) کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَکُ اصل میں اَکُوْنُ تھا۔ لَمْ کے آجانے سے اجتماع ساکنین کے باعث واو گر گیا۔ ب ۱۶/۱۱

اَکَابِرَ - بہت بڑے۔ اَکْبَرُ کی جمع ب ۸/۲

اَکَادُ - میں چاہتا ہوں (سَمِعَ) کَوْدٌ سے جس کے معنی قریب کرنے اور کبھی چاہنے اور ارادہ رکھنے کے بھی آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ افعالِ مقاربہ میں سے ہے جو تنہا استعمال نہیں ہوتے بلکہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ مل کر آتے ہیں اگر اس پر حرف نفی نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فعل قریب تھا کہ واقع ہو جائے لیکن نہ ہو سکا اور اگر حرفِ نفی ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ فعل واقع تو ہو گیا مگر قریب تھا کہ واقع نہ ہو سکے۔ یہاں اَکَادُ کا استعمال چاہنے اور ارادہ رکھنے کے معنی میں ہوا ہے ب ۱۶

اَکَّالُوْنَ - بڑے کھانے والے۔ اَکَّالٌ کی جمع جس کے معنی بڑے کھانے والے کے ہیں۔ اَکَّالٌ اَکْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ب ۶

اَکْبَرُ - زیادہ بڑا۔ کِبَرٌ سے جس کے معنی بڑے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ صغر و کبر اسمائے متضائفہ میں سے ہیں جن میں سے ہر ایک کا استعمال دوسری شے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ پس ایک ہی چیز ایک شے کے اعتبار سے اصغر بھی ہو سکتی ہے اور دوسری کے لحاظ سے اکبر بھی کہی جا سکتی ہے۔ اعداد کی طرح یہ دونوں لفظ بھی کمیتِ متصلہ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ ب ۱۱/۲ ب ۲/۲ ب ۲/۶ ب ۸، ۹، ۱۵/۶ ب ۷، ۹، ۱۵/۳۰ ب ۱۲/۱۱ ب ۱۲/۱۴ ب ۲/۱۵ ب ۷/۱۴ ب ۱۸، ۱۹، ۲۱ ب ۷/۲۲ ب ۱۶/۲۳ ب ۶، ۹، ۱۱/۲۲ ب ۱۱/۲۵ ب ۲/۲۹ ب ۱۲/۳۰

اَکْبَرْنَہٗ - ان عورتوں نے اس کو بہت بڑا سمجھا۔ اَکْبَرْنَ اِکْبَارٌ سے جس کے معنی بڑا سمجھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ب ۱۲/۱۴

اِکْتَالُوْا - انھوں نے ناپا۔ انھوں نے پیمانہ سے ناپ کر لیا۔ اِکْتِیَالٌ سے جس کے معنی پیمانہ سے ناپ کر لینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ب ۸/۳۰

اُكْتُبْ۔ تو لکھ دے (نَصَرَ) كِتَابَةٌ سے جس کے
معنی لکھنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۹
اُكْتُبْنَا۔ تو ہم کو لکھ دے۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے
پ ۱۳ ع
اُكْتُبُوْهُ۔ تم اس کو لکھ لو۔ اُكْتُبُوْا كِتَابَةٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۳
اَكْتُبُهَا۔ میں اس کو لکھ دوں گا۔ اَكْتُبُ
كِتَابَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھا ضمیر
واحد مونث غائب پ ۹
اِكْتَتَبَهَا۔ اس نے اس کو گھڑ کر لکھ رکھا ہے۔
اس نے اس کو لکھوا لیا ہے۔ اِكْتَتَبَ اِكْتِتَابٌ
سے جس کے معنی گھڑ کر لکھ لینے اور دوسرے سے
لکھوا لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
ھا ضمیر واحد مونث غائب پ ۱۸ ع ۱۶
اِكْتَسَبَ۔ اس نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے جس کے
معنی کمانے اور اپنے ارادہ و قدرت کو فعل میں صرف
کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ جس
چیز میں جلبِ منفعت یا کسی فائدہ کا حصول ہو اس
میں کوشش کرنے اور تحری کرنے کا نام کسب ہے
خواہ اپنے لئے ہو خواہ دوسرے کے لئے کبھی کسب کا
استعمال اس میں بھی ہوتا ہے جس کے متعلق انسان
گمان کرتا ہے کہ اس میں منفعت حاصل ہوگی حالانکہ
بجائے منفعت کے اس کو ضرر پہنچ جاتا ہے کسب و
اکتساب میں فرق یہ ہے کہ اکتساب وہ ہے جو اپنے
لئے ہو اور کسب کا لفظ عام ہے پس ہر اکتساب
کسب میں داخل ہے لیکن ہر کسب اکتساب نہیں۔
کسب اور اکتساب دونوں کا استعمال قرآن مجید میں
اچھے اور برے دونوں طرح کے کام انجام دینے
کے لئے ہوا ہے۔ پ ۳ ع ۸
اِكْتَسَبَتْ۔ اس عورت نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۳ ع ۸
اِكْتَسَبْنَ۔ ان عورتوں نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ ۵ ع ۲
اِكْتَسَبُوْا۔ انہوں نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے۔ ماضی
کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۵ ع ۲، پ ۲۲ ع ۴
اَكْثَرُ۔ اکثر۔ بہت زیادہ۔ كَثْرَةٌ سے جس کے معنی
زیادہ ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ ۲ ع ۱۶
پ ۷ ع ۱۲، پ ۸ ع ۱، پ ۹ ع ۱۳، پ ۱۰ ع ۱۵، پ ۱۲ ع ۲، ۳، ۱۳، ۱۵، پ ۱۳ ع ۲، ۳، ۵، ۷، پ ۱۴ ع ۱۱

پ۱۵ ۱و۲و۱۶و۱۸ پ۱۹ ۳ پ۲۱ ۲و۱۱ پ۲۲ ۴و۷ پ۲۳ ۱و۱۰ پ۲۴ ۹ پ۲۷ ۱۷و۱۸

پ۲۷ ۱۲ پ۲۸ ۱۹ پ۲۹ ۲

اَكْثَرْتَ - تونے بہت زیادہ کیا - تونے زیادہ بڑھایا

اِكْثَارٌ سے - جس کے معنی کثرت کو کام میں لانے کے

ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر - پ۱۲ ۳

اَكْثَرُكُمْ - تم میں اکثر - اَكْثَرُ مضاف كُمْ ضمیر جمع

مذکر حاضر مضاف الیہ - پ۱۱ ۱۳ پ۲۵ ۱۳

اَكْثَرُوْا - انھوں نے زیادہ کیا - انھوں نے بڑھایا -

اِكْثَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳۰ ۱۴

اَكْثَرُهُمْ - ان میں اکثر - ان میں بیشتر - اَكْثَرُ مضاف

هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ - پ۱ ۱۲ پ۲ ۴

پ۷ ۴و۱۰ پ۸ ۱و۹ پ۹ ۳و۹و۱۲و۱۸ پ۱۰ ۸ پ۱۱ ۲و۱۱ پ۱۳ ۹

پ۱۳ ۱۹و۱۶و۲۰ پ۱۴ ۴ پ۱۸ ۲ پ۱۹ ۲و۵و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳

پ۱۹ ۱۴و۱۳و۱۵ پ۲۰ ۱و۳و۴و۹ پ۲۱ ۲و۸و۱۲ پ۲۳ ۱۱و۱۸ پ۲۲ ۱۷

پ۲۳ ۲و۱۵ پ۲۵ ۱۵ پ۲۶ ۱۳ پ۲۷ ۲

اَكْدٰى - وہ پتھر کی طرح سخت نکلا - اِكْدَاءٌ سے

جس کے معنی زمین کے پتھر کی طرح سخت نکلنے کے

ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اِكْدَاءٌ اصل میں

كُدْيَةٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی زمین کے سخت ہونے

کے ہیں۔ چنانچہ جب کنواں کھودا جائے اور اس میں

کوئی ایسا پتھر نکل آئے جو کھودنے سے عاجز کر دے

تو اس وقت کہتے ہیں قَدْ اَكْدٰى (یعنی یہ سخت نکلا)

پھر اہل عرب اس کا استعمال اس شخص کے متعلق کرنے

لگے جو کچھ دے کر رک جائے اور پورے طور پر عطا نہ کرے

یا ذرا طلب کرے اور پھر مانگنے سے باز رہے - فرا نے

اس لفظ کے معنی دینے سے رک جانے اور عطار کو

منقطع کر دینے کے بتائے ہیں اور مبرد نے سختی کے

ساتھ دینے سے رک جانے کے بیان کئے ہیں[1] - پ۲۷ ۶

اِكْرَامٌ - باعظمت ہونا - دوسرے کو عزت دینا اور

اس پر کرم کرنا - بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے - اکرام

کے دو معنی آتے ہیں ایک یہ کہ دوسرے پر کرم کیا جائے

یعنی اس کو ایسا نفع پہنچایا جائے جس میں کسی طرح کا

کھوٹ نہ ہو - دوسرے یہ کہ جو چیز عطا کی جائے وہ

عمدہ چیز ہو - آیہ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ میں لفظ

اکرام دونوں معنی پر مشتمل ہے - کرم کا لفظ قرآن مجید

میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے وصف میں آیا ہے وہاں

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۱۱ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

احسان وانعامِ الٰہی مراد ہے۔ پ ۲۵ / ۱۳و۱۲

اِکْرَاہٌ۔ انسان کو زبردستی کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دین اور ایمان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے جبر اور زبردستی جاری نہیں فرمائی بلکہ اس کو انسان کے اختیار پر چھوڑا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب دلائل توحید پورے طور پر بیان فرما دئے گئے اور کفر وضلالت اور ایمان وہدایت میں بخوبی امتیاز ہو گیا تو اب زور وزبردستی سے کسی کو مسلمان بنانے کی کیا حاجت ہو سکتی ہے چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (تو کیا اب تو لوگوں پر زبردستی کرے گا تاکہ وہ باایمان بن جائیں) یعنی زبردستی لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

اِکْرَاہِھِنَّ۔ ان عورتوں پر زبردستی کرنا۔ اِکْرَاہٌ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ۔ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے۔ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے وہ بدکاری کرا کر روپیہ کماتا تھا۔ ان میں سے جب کچھ لونڈیاں ایمان لے آئیں تو انھوں نے اس بدکاری سے انکار کر دیا۔ اس پر اس ملعون نے ان کو زدوکوب کرنا شروع کیا۔ یہ آیت اسی سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اور اس لئے اس فعل کی مزید قباحت ظاہر کرنے کے لئے آیت میں اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (اگر وہ لونڈیاں بچنا چاہیں) اور لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (کہ تم دنیوی زندگی کے لئے کچھ پونجی چاہنے لگو) کی قیود اضافہ کی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زنا ایسی بری چیز ہے کہ جو جبر واکراہ کے بعد بھی بری ہی رہتی ہے۔ رضامندی کا تو کیا ذکر۔ ہاں ایسی صورت میں گناہ کی ساری ذمہ داری زبردستی کرنے والے پر ہوگی اور جن پر زبردستی کی جائیگی وہ بری ہوگا۔ پ ۱۸ / ۱۰

اَکْرَمُ۔ بڑا کریم۔ کَرَمٌ سے جس کے معنی باعزت ہونے اور سخاوت کرنے کے ہیں۔ اَفْعَلُ التفضیل کا صیغہ۔ پ ۳۰ / ۲۱

اَکْرَمَکُمْ۔ تم میں زیادہ باعزت۔ اَکْرَمُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۶ / ۱۲

اَکْرَمَنِ۔ اس نے مجھ کو عزت دی۔ اَکْرَمَ اِکْرَامٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب وقایہ ی متکلم کی محذوف ہے۔ پ ۳۰

أَكْرَمَهٗ ۔ اس نے اس کو عزت دی۔ اس میں ہٗ
ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۳۰
أَكْرِمِي ۔ تو آبرو سے رکھ۔ تو باعزت کر۔ اِکْرَام سے
امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ پ ۱۲
أُكْرِهَ ۔ اس پر زبردستی کی گئی۔ اِکْرَاہٌ سے ماضی مجہول
کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۴
أَكْرَهْتَنَا ۔ تو نے ہم پر زبردستی کی۔ أَكْرَهْتَ
اِکْرَاہٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر
جمع متکلم۔ پ ۱۶
أُكْسُوهُمْ ۔ ان کو پہناتے رہو۔ (نَصَرَ) اُکْسُوْ کِسْوَۃٌ
سے۔ جس کے معنی پہننے اور پہنانے کے ہیں۔ امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۲
اِكْشِفْ ۔ تو دور کر دے۔ تو کھول دے۔ (ضَرَبَ)
کَشْفٌ سے جس کے معنی کھولنے اٹھا دینے اور دور
کر دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۵
أَكْفُرُ ۔ میں ناشکری کروں۔ میں منکر ہو جاؤں۔
(نَصَرَ) کُفْرٌ اور کُفْرَانٌ اور کُفُوْرٌ سے جن کے
معنی چھپانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم
کفر کے معنی لغت میں کسی چیز کے چھپانے کے آتے
ہیں۔ عربی میں رات کو اسی لئے کافر کہتے ہیں کہ وہ لوگوں
کی پردہ پوشی کرتی ہے اور کاشتکار کو اس وجہ سے
کافر کہا جاتا ہے کہ وہ بیج کو زمین میں چھپا دیتا ہے
اسی اعتبار سے کفرِ نعمت اور کفرانِ نعمت کے معنی
شکر ادا نہ کرکے نعمت کو چھپا دینے کے آتے ہیں اور
اسی لحاظ سے وحدانیت یا شریعت یا نبوت کے
انکار اور اس کی تصدیق کے ظاہر نہ کرنے کو کفر کہا جاتا
ہے۔ انکارِ نعمت کے سلسلہ میں کُفْرَانٌ کا لفظ
زیادہ مستعمل ہے اور انکارِ دین میں کُفْرٌ کا اور کُفُوْرٌ
کا استعمال دونوں کے لئے برابر ہوتا ہے ءَاَشْكُرُ
اَمْ اَكْفُرُ (میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری) میں کفرانِ
نعمت وَتَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ (تم بلاتے ہو
مجھ کو کہ میں اللہ کا انکار کر دوں) میں کفرِ دین مراد ہے
پ ۱۹ پ ۲۴
اُكْفُرْ ۔ تو منکر ہو۔ کُفْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر
یہاں بھی کفر سے انکارِ دین مراد ہے پ ۱۵
اُكَفِّرَنَّ ۔ میں چھپا دوں گا۔ میں محو کر دوں گا۔ تَکْفِیْرٌ
سے۔ جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح چھپانے اور ڈھانپ
دینے کے ہیں گویا وہ کبھی کی ہی نہ گئی تھی۔ مضارع

یا نونِ تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہے۔ پ٢٣

اُكْفُرُوا۔ تم منکر ہوجاؤ۔ کُفْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں بھی کفر سے انکارِ دین ہی کے معنی مراد ہیں۔ پ٢

اَكْفِلْنِيهَا۔ اس کو میرا حصہ قرار دے۔ مجھے اس کا کفیل کردے۔ اَكْفِلْ۔ اِكْفَالٌ سے۔ جس کے معنی کفیل بنانے اور دوسرے کا حصہ قرار دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم اور ھا ضمیر واحد مونث غائب ہے۔ پ٢٣

اَكَلَ۔ اس نے کھایا۔ (نَصَرَ) اَكْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ٦

اُكُلٍ۔ میوہ۔ پھل۔ جو کھایا جائے۔ بروزن فُعُلٌ پ٢٢

اَكَلَا۔ ان دونوں نے کھایا۔ اَكْلٌ سے۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ پ١٦

اَكْلًا۔ کھانا۔ مصدر ہے۔ پ١٢

اُكَلِّمَ۔ میں بولوں گا۔ میں گفتگو کروں گا۔ تَكْلِيمٌ سے جس کے معنی گفتگو کرنے اور زخمی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کَلْمٌ اصل میں اس تاثیر کو کہتے ہیں جس کو کان یا آنکھ کے ذریعہ محسوس کیا جائے گفتگو کان سے سنی جاتی ہے اور زخم آنکھ سے نظر آتا ہے اس لئے تَكْلِيمٌ کا لفظ دونوں معنی کے لئے مستعمل ہے۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ پ٢٠

اَكَلُوا۔ انھوں نے کھایا۔ اَكْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ٦

اٰكِلُونَ۔ کھانے والے۔ اٰكِلٌ کی جمع اَكْلٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع اٰكِلُونَ ہوگا اور بحالتِ نصب وجر اٰكِلِينَ۔ پ٢٣ پ٢٧

اَكَلَهُ۔ اس کو کھالیا۔ اَكَلَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ١٢

اُكُلُهٗ۔ اس کا میوہ۔ اس کا پھل۔ اُكُلُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔ پ٨

اُكُلُهَا۔ اس کا میوہ۔ اس کا پھل اُكُلُ مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ہے۔ پ٣ پ١٣ پ١٥

اَكْلِهِمُ۔ ان کا کھانا۔ اَكْلُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ٦

اٰکِلِیْنَ۔ کھانے والے۔ اٰکِلٌ کی جمع۔ اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ نصب وجر۔ پ ۱۹/۱

اَکْمَامِ۔ میوں کے غلاف۔ کِمٌّ کی جمع۔ کِمٌّ اس غلاف کو کہتے ہیں جو کلی یا پھل پر لپٹا ہوا ہوتا ہے پ ۲۴/۱۱

اَکْمَامِهَا۔ اس کے غلاف۔ اَکْمَامٌ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۵

اَکْمَلْتُ۔ میں نے کامل کردیا۔ میں نے پورا کردیا اِکْمَالٌ سے جس کے معنی کامل کردینے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۶/۵

اَکْمَهَ۔ مادرزاد اندھا۔ کَمَهٌ سے۔ جس کے معنی نابینا ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ ۳/۱۲ پ ۷/۵

اَکُنْ۔ میں ہوں۔ (نَصَرَ) کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَکُنْ دراصل اَکُوْنُ تھا۔ حرف جازم داخل ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین کی بنا پر واو گر پڑا۔ پ ۵ پ ۱۲/۴و۱۴ پ ۱۵/۳ پ ۱۶/۲ پ ۲۸/۱۴

اَکْنَانًا۔ چھپنے کی جگہیں۔ حفاظت کی جگہیں کِنٌّ کی جمع جس کے معنی حفاظت کی جگہ کے ہیں پ ۱۴/۱۲

اَکْنَنْتُمْ۔ تم نے دل میں چھپایا۔ تم نے دل میں محفوظ رکھا۔ اِکْنَانٌ سے۔ جس کے معنی دل میں چھپانے اور محفوظ رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲/۱۴

اَکِنَّةً۔ پردے۔ غلاف۔ کِنَانٌ کی جمع جس کے معنی پردہ اور غلاف کے ہیں۔ پ ۹ پ ۱۵/۵و۲۰ پ ۲۴/۱۵

اَکْوَابٌ۔ کوزے۔ آبخورے۔ کُوْبٌ کی جمع جس کے معنی کوزے اور پیالے کے ہیں پ ۲۵/۱۲ پ ۲۷/۱۴ پ ۲۹/۱۹ پ ۳۰/۱۲

اَکُوْنَ۔ میں ہوں۔ کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ افعالِ ناقصہ میں سے ہے جو مخاطب کو پورا فائدہ دینے کے لئے اپنے اسم کے علاوہ خبر کے بھی محتاج ہیں۔ پ ۱/۸ پ ۶/۹ پ ۶/۸ پ ۱۱/۱۲و۱۶ پ ۱۶/۹ پ ۲۰/۵و۳ پ ۲۲/۱۹ پ ۲۳/۳

اَکُوْنَنَّ۔ بیشک میں ہوجاؤں گا۔ کَوْنٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۵

اَکِیْدُ۔ میں داؤ کرتا ہوں۔ کَیْدٌ سے۔ جس کے معنی داؤ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کید یعنی داؤ کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی برا۔ لفظ استدراج اور مکر کی طرح اس کا استعمال بھی مذموم معنی میں زیادہ ہوتا ہے مگر یہ سب محمود معنی میں بھی مستعمل ہوتے ہیں

قرآن مجید میں جہاں جہاں ان الفاظ کا استعمال بطور مذمت ہوا ہے وہاں اس سے معنی مذموم مراد ہیں اور جہاں بطور مذمت نہیں وہاں معنی محمود مراد ہوں گے۔

اَکِیْدَنَّ ۔ میں ضرور داؤ کروں گا۔ میں ضرور تدبیر کروں گا۔ کَیْدٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم

فصل اللام

اَلْ ۔ وہ سب۔ حرف تعریف ہے۔ نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے آتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ عہدیہ اور جنسیہ۔ عہدیہ وہ جس سے کسی شئے معہود کی طرف اشارہ کیا جائے خواہ وہ معہود ذہنی ہو یا معہود خارجی اور جنسیہ کبھی تو حقیقیہ ہوتا ہے یعنی حقیقت جنس پر دلالت کرتا ہے اور کبھی استغراقیہ یعنی ہر فرد جنس پر عمومیت کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔ الف لام جب اسم جنس پر آتا ہے تو اس کو معرفہ کر دیتا ہے۔ کبھی کبھی بعض اعلام پر بھی آتا ہے۔

اٰلٌ ۔ قوم۔ گھر کے لوگ۔ تبعین۔ دوست۔ اٰلٌ کی اصل کیا ہے اس کے متعلق اہلِ لغت میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ دراصل اَھْلٌ تھا ۔ اسی بنا پر جب اس کی تصغیر کی جاتی ہے تو اصل کی طرف لوٹا کر اُھَیْلٌ کہتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک اس میں جو دوسرا لفظ ہے وہ ھ کے بدلے میں آیا ہے۔ صاحبِ قاموس کہتے ہیں کہ ھ ہمزہ سے بدلی گئی اَاْلٌ ہوا۔ اب دو ہمزہ ایک ساتھ جمع ہوئیں لہٰذا دوسری ہمزہ کو الف سے بدل لیا اٰلٌ ہوگیا۔ دیگر علماء کی رائے ہے کہ یہ دراصل اَوْلٌ تھا جس کے معنی لوٹنے کے ہیں واؤ کو الف سے بدلا گیا اٰلٌ ہوگیا۔ اور جو شخص کہ کسی کی طرف قرابت اور دوستی میں لوٹے وہ آل سے موسوم ہوا۔ ابوالحسن بن الباذش نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اسی بنا پر یونس اس کی تصغیر اُوَیْلٌ بیان کرتے ہیں اور کسائی نے تو اہلِ عرب سے صراحتاً اُوَیْلٌ ہی نقل کیا ہے۔ علاوہ بریں سیبویہ جو عربیت اور نحو کے امام ہیں[1]۔ حروف کی باہمی تبدیلی کے باب میں کہیں یہ ذکر نہیں کرتے کہ ھا ہمزہ سے بدل جاتی ہے حالانکہ

[1] البحر المحیط ج ۱ ص ۱۸۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

انھوں نے ھرقت، ھیا، ھرحت ھیا لک کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں ہمزہ کو ھا سے بدل لیا گیا ہے۔

حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ دوسرے خیال کی تقویت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اٰل کی اضافت کسی قابلِ تعظیم شخص ہی کی طرف ہوتی ہے چنانچہ اٰل القاضی بولتے ہیں اور اٰل الحجام نہیں بولتے۔ اس کے برخلاف لفظ اھل کے استعمال میں یہ چیز ملحوظ نہیں

- - - - - - - - - - -

- - - اسی طرح بیشتر اٰل کی اضافت غیر ذوی العقول کی طرف بھی نہیں ہوتی نیز اکثر علما کے نزدیک ضمیر کی طرف بھی وہ مضاف نہیں ہوتا۔ گو بعض علما رکی کے ساتھ اس کے استعمال کو روا رکھتے ہیں، چنانچہ عبد المطلب نے اصحاب الفیل کے قصہ میں جو چند ابیات کہی تھیں ان میں سے ایک شعر میں یہ اضافت ثابت بھی ہے۔

وانصر علی اٰل الصلیب ۔ وعابدیہ الیوم اٰلک

(آج تو صلیب والوں اور اس کے پرستاروں پر اپنے لوگوں کو فتحمند کر)

اٰلِ فلاں کا اطلاق کبھی تو صرف آل پر ہوتا ہے اور کبھی آل اور مضاف الیہ دونوں پر بولا جاتا ہے

اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جب صرف اٰلِ فُلاں کہا جائے گا۔ تو اس صورت میں مضاف الیہ بھی اس کے معنی میں داخل ہو گا۔ مگر یہ کہ کوئی قرینہ وہاں ایسا موجود ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ مضاف الیہ مراد نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ انا اٰل محمد لا تحل لنا الصدقۃ (ہم آلِ محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں) یہ اسی کے شواہد میں ہے کیونکہ یہاں آلِ محمد کے مفہوم میں خود حضور کی ذاتِ گرامی بھی داخل ہے۔ اور جب دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا جائے تو پھر مضاف الیہ اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہو گا (جیسے اللھم صل علی محمد و اٰل محمد کہ یہاں آلِ محمد کے لفظ میں ذاتِ گرامی داخل نہیں ہو گی) غرض آلِ فلاں کا لفظ فقیر اور مسکین۔ ایمان اور اسلام، فسوق اور عصیان کی طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک بولا جائے گا تو دوسرا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہو گا اور جب دونوں ایک ساتھ آئیں گے تو ایک دوسرے کے مفہوم میں داخل نہیں ہوں گے۔ [1]

[1] فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۳۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

یاد رہے کہ باعتبارِ لغت آل کے معنی میں قرابتدار، احباب اور پوری قوم داخل ہے چنانچہ درود شریف والی حدیث میں آلِ محمدؐ سے تمام صلحاءِ امت مراد ہیں۔ پ۱/۶ پ۳/۱۶ پ۳/۱۰و۱۲ پ۵/۵ پ۹/۹ پ۱۰/۲ پ۱۲/۱۱ پ۱۳/۱۴ پ۱۳/۴و۵ پ۱۶/۴ پ۱۹/۱ پ۲۰/۴ پ۲۲/۸ پ۲۳/۹و۱۰ پ۲۴/۹و۱۰

اِلٌّ ۔ قرابت۔ عہد۔ حلف۔ امام راغب لکھتے ہیں کہ عہد، حلف اور قرابت کی نمایاں حالت کا نام اِلٌّ ہے۔ جب کوئی چیز اس طرح چمکنے لگے کہ اس کا انکار ناممکن ہو تو اس کے لئے تَأَلَّ (وہ چمکتی ہے۔) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔ اِلٌّ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

(۱) اس کے معنی عہد کے ہیں شاعر کہتا ہے۔

وجدناھم کاذبا الھم
وذوالالّ والعھد لایکذب

ہم نے ان کے عہد کو جھوٹا پایا۔ حالانکہ عہد و پیمان کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا۔

اس شعر میں اِلٌّ کے لفظ سے عہد مراد ہے۔

(۲) فراء اِلٌّ کے معنی قرابت کے بیان کرتے ہیں۔ حضرت حسان فرماتے ہیں۔

لعمرك ان الّك من قریش
کالّ السقب من رائل النعام

(تیری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہی ہے جیسی کہ اونٹنی کے بچے کی قرابت شتر مرغ کے بچے سے ہے)

یہاں اس کا استعمال قرابت کے معنی میں ہوا ہے۔

(۳) اِلٌّ حلف کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اوس بن حجر کا قول ہے۔

لولا بنومالك والالّ مرقبة
ومالك فیھم الآلاء والشرف

(اگر بنو مالک نہ ہوتے اور قسم کہ جس کی پابندی کی گئی اور بنو مالک میں ہی بخششیں ہیں اور شرافت)

یہاں یہ حلف کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۴) یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسیلمہ کا ہذیان آپ کے گوش گزار ہوا تو آپ نے فرمایا

ان ھذا الکلام لم یخرج من إلٍّ — یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا۔

لیکن زجاج نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء احادیث اور قرآن کے ذریعہ معلوم ہیں اور کسی شخص کو یا اِلُّ کہتے نہیں سنا گیا۔

(۵) زجاج کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اِلُّ کی حقیقت جس کو لغت ضروری بتلاتی ہے کسی شئے کا تیز کرنا ہے۔ اسی اعتبار سے بھالے کو اَلَّۃٌ اور تیز کانوں کو اُذُنٌ مؤللۃ کہتے ہیں پس اس کے تیز اور مستحکم ہونے کے لحاظ سے عہد و قرابت کے الفاظ کی جو اس کی تفسیر کی گئی ہے درست ہے۔

(۶) ازہری کا بیان ہے کہ عبرانی میں ایل اللہ عزوجل کا نام ہے پس ممکن ہے کہ اسی ایل کو تعریب کرکے اِلٌّ کہا گیا ہو۔

(۷) بعض نے کہا ہے کہ اِلٌّ ماخوذ ہے اَلَّ یَوُلُّ اَلَّاً سے۔ جس کا استعمال صفائی اور چمک دمک کے لئے ہوتا ہے اور چمکنے کے اعتبار سے ہی اس کو اِل مشتق ہے (کیونکہ اولاد قرابت میں درخشاں حیثیت رکھتی ہے) اور بھالے سے اس کی تیزی میں تشبیہ دیتے ہوئے کانوں کے متعلق کہتے ہیں اُذُن مؤللۃ (یعنی بڑے تیز کان ہیں) اور عربی میں کسی شخص کے چلانے اور پکارنے کے لئے بھی اَلِیۡلٌ کا لفظ آتا ہے۔ چنانچہ جب عورت چلا کر نوحہ کرنے لگے تو کہتے ہیں رفعت المرأۃ الیلھا یعنی وہ زور زور سے یا ویلاہ پکارنے لگی۔ پس عہد کا اِلٌّ یا تو اس وجہ سے نام پڑا کہ وہ ظاہر ظہور ہوتا ہے اور بدعہدی کی آمیزشوں سے پاک صاف ہوتا ہے یا اس لئے کہ عرب جب باہم حلف لیتے تھے تو بلند آواز سے چلاتے اور اس کو شہرت دیتے تھے [۱]

امام صاحب نے اگرچہ اس سلسلہ میں سات اقوال نمبروار شمار کرائے لیکن درحقیقت یہ صرف چار ہی قول ہوئے یعنی اِلٌّ کے معنی بعض اہل لغت عہد کے بیان کرتے ہیں بعض قرابت کے بعض حلف کے اور بعض اس کو اللہ تعالیٰ کا نام قرار دیتے ہیں۔ چوتھا اور چھٹا قول درحقیقت ایک ہی ہے۔ اسی طرح پانچویں اور ساتویں قول میں صرف اشتقاق کی بحث ہے ورنہ معنی کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں۔ دونوں اقوال میں عہد کے معنی مسلم رکھے ہیں۔

امام ابن جریر طبری نے ان تمام معانی اور

---

[۱] تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۰۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

روایات کو بیان کرکے فرمایا ہے کہ چونکہ لفظ اِلّ تمام معانی پر شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی ایک معنی میں اس کو مخصوص نہیں فرمایا۔ بدیں وجہ درست یہی ہے کہ اس کو اپنے تمام معانی میں اسی طرح عام سمجھا جائے جس طرح کہ اللہ عزوجل نے اس کو عام رکھا ہے۔ پس آیتِ شریفہ لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا کا ترجمہ یوں کرنا چاہیے کہ یہ مشرکین کسی مومن کے متعلق بھی نہ اللہ کا پاس کرتے ہیں نہ رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا خیال کرتے ہیں نہ کسی قسم کا۔[1]

اَلَا۔ خبردار ہو جاؤ۔ جان لو۔ سن رکھو۔ علامہ زمخشری قاضی بیضاوی اور علماء کی ایک جماعت کے خیال میں یہ ہمزہ استفہام اور لا نافیہ سے مرکب ہے جو اپنے مابعد کے تحقق و ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ استفہام جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اس سے مزید ثبوت مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت شریفہ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی (کیا ایسا خدا زندہ نہیں کر سکتا مُردوں کو) میں قدرتِ الٰہی کا ثبوتِ مزید مقصود ہے یعنی ضرور کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو جملہ اس کے بعد مذکور ہوگا وہ ایسے الفاظ سے شروع ہوگا جو قسم کے لئے آتے ہیں۔[2] لیکن علامہ ابوحیان اندلسی النہر المادّ من البحر میں رقمطراز ہیں۔

"ہمارے نزدیک مختار یہی ہے کہ اَلَا جو تنبیہ کے لئے مستعمل ہے حرف بسیط ہے اور اس کے مرکب ہونے کا دعویٰ خلافِ اصل ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال غلط ہے اور اَلَا کے مواقع استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ لا نافیہ نہیں جہاں کا دعویٰ مکمل ہو غور فرمایئے الا ان زیدا منطلق کی اصل لا ان زیدا منطلق نہیں کیونکہ یہ عرب کی ترکیب نہیں برخلاف آیتِ شریفہ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ کے جو بطورِ نظیر پیش کی گئی ہے کیونکہ لیس زید بقادر کی ترکیب صحیح ہے۔ نیز رُبَّ، لَیْتَ، اور حرف نداء وغیرہ سے پہلے بھی اَلَا آتا ہے جہاں یہ سمجھا ہی نہیں جا سکتا کہ لا نافیہ ہے اور ہمزہ استفہام نے لا نافیہ پر داخل ہو کر تحقیقِ شے کا فائدہ دیا۔

[1] تفسیر المنار ج ۱۰ ص ۲۱۸ طبع مصر سنہ ۱۳۴۶ھ۔ [2] دیکھو تفسیر کشاف ج ۱ ص ۲۳ طبع مصر سنہ ۱۳۵۴ھ و تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۸۲ طبع مصر ۱۳۳۶ھ

اسی طرح ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں کہ اس کے بعد جو جملہ آتا ہے وہ اس قسم کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے جو قسم کے لئے آتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد کا جملہ رُبَّ، لَیْتَ، فعل امر، ندا۔ اور حَبَّذَا سے بھی شروع ہوتا ہے حالانکہ ان میں سے کسی سے بھی قسم نہیں کھائی جاتی۔ اور اس اَلَا کی جو کہ حرف تنبیہ اور حرفِ استفتاح ہے علامت یہ ہے کہ کلام بغیر اس کے صحیح نہیں ہوتا۔ [۱]

اَلَا کا استعمال کبھی عرض کے لئے بھی ہوتا ہے یعنی کسی چیز کو نرمی سے طلب کرنا جیسے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ (کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے) اور کبھی تحضیض یعنی کسی چیز کے سختی کے ساتھ مطالبہ کے لئے بھی آتا ہے جیسے اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَہُمْ وَھَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَھُمْ بَدَءُوْکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ (کیا تم نہیں لڑو گے ان لوگوں سے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انھیں نے تم سے پہلے چھیڑ کی)۔

سلیمان جمل شیخ سمین سے ناقل ہیں۔

۱۰ اَلَا حرفِ تنبیہ و استفتاح (یعنی کلام کے شروع کرنے کے لئے) ہے اور ہمزہ استفہام و لا نافیہ سے مرکب نہیں بلکہ بسیط ہے۔ ہاں یہ تنبیہ استفتاح، عرض اور تحضیض میں مشترک ہے۔ جب یہ تنبیہ و استفتاح کے لئے استعمال ہوتا ہے تو جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور جب عرض اور تحضیض کے لئے آتا ہے تو صرف افعال کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے خواہ وہ افعال لفظاً مذکور ہوں یا تقدیراً۔ [۲]

۷: ۱۲ و ۱۳ ۔ ۸: ۱۲ ۔ ۹: ۹ ۔ ۱۰: ۸ و ۱۳ ۔ ۱۱: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۶ ۔ ۱۲: ۱ و

۱۲: ۲ و ۵ و ۶ و ۸ ۔ ۱۳: ۱ ۔ ۱۴: ۹ و ۱۲ ۔ ۱۸: ۱۵ ۔ ۱۹: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

۲۳: ۶ و ۹ و ۱۵ و ۱۶ ۔ ۲۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۱۰ ۔ ۲۶: ۲ ۔ ۲۸: ۳ ۔ ۲۹: ۱ ۔ ۳۰: ۸

اَلَّا۔ یہ کہ نہیں۔ کیوں نہیں۔ حرف تحضیض ہے اور جملہ فعلیہ خبریہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اصل میں اَنْ لَا تھا۔ نون کا لام میں ادغام کر دیا گیا۔ یا ھَلَّا تھا ھَا کو ہمزہ سے بدل لیا گیا۔ ۲۴: ۱۳ و ۱۶ ۔ ۲۵: ۶ و ۱۵ ۔ ۲۶: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳

[۱] النہر الماد من البحر ج ۱ ص ۹۵ طبع مصر بر حاشیہ البحر المحیط۔ مصنف نے البحر المحیط میں اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اشعار عرب کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ [۲] حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۱ ص ۱۸ طبع مصر ۱۳۵۳ھ

پ ۶ (۱۲) پ ۸ (۱ و ۹) پ ۱۰ (۱۸) پ ۱۱ (۱۴) پ ۱۳ (۱۱) پ ۱۴ (۳) پ ۱۵ (۱ و ۳) پ ۱۶ (۲ و ۵ و)

پ ۱۶ (۱۳ و ۱۳) پ ۱۹ (۱۷) پ ۲۲ (۱۶ و ۱۸) پ ۲۶ (۳) پ ۲۷ (۱۱ و ۱۷ و ۲۰) پ ۳۰ (۵)

اِلَّا۔ مگر۔ سوائے۔ یہ حرف استثنا ہے اور کبھی لفظ غَیْر کی طرح صفت کے معنی بھی دیتا ہے۔ جبکہ موصوف جمع منکّر ہو۔ اور کبھی واوِ عطف کی طرح عاطفہ ہوتا ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے اور کبھی حرفِ جزا بھی ہوتا ہے۔

پ ۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۱: ۱۴ و ۱۶ — پ ۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ ۳: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ ۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸

پ ۵: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۸ — پ ۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹

پ ۶: ۱۳ و ۱۴ — پ ۷: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴

پ ۷: ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ — پ ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۸: ۱۴ و ۱۷ — پ ۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و

پ ۹: ۱۷ و ۱۸ — پ ۱۰: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ — پ ۱۱: ۲ و ۳

پ ۱۱: ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ ۱۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶

پ ۱۳: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶

پ ۱۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۲

پ ۱۵: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

پ ۱۵: ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ — پ ۱۶: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵

پ ۱۶: ۱۹ — پ ۱۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ — پ ۱۸: ۱ و ۲ و

پ ۱۸: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷

پ ۱۹: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ — پ ۲۰: ۱ و ۲

پ ۲۰: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴

پ ۲۱: ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۲۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹

پ ۲۲: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹ — پ ۲۳: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و

پ ۲۳: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ — پ ۲۴: ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰

پ ۲۴: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۹ — پ ۲۵: ۱ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰

پ ۲۵: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۹

پ ۲۶: ۱۰ و ۱۹ — پ ۲۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و

پ ۲۷: ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۸: ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و

پ ۲۹: ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۳۰: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸ و ۹ و ۹

پ ۳۰: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۳ و ۲۸

اِلَّا۔ اگر نہ۔ اگر نہیں۔ اِنْ شرطیہ اور لا نفی سے مرکب ہے۔ پ ۹ (۱۲ و ۱۳) پ ۱۰ (۱۲ و ۱۳)

اٰلَاۤءِ۔ احسانات۔ نعمتیں۔ اِلًی کی جمع جس کے معنی نعمت کے ہیں۔ پ ۸ (۱۶ و ۱۷) پ ۲۷ (۷ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳)

اُلُوْفٌ ۔ ہزاروں۔ اَلْفٌ کی جمع جس کے معنی ہزار کے ہیں۔ پ۲ / ۴

اَلْاٰنَ ۔ اب۔ ظرفِ زمان ہے اور مبنی بر فتح۔ الف لام۔ اس پر بعض کے نزدیک تعریف کا۔ اور بعض کے نزدیک زائدہ اور لازم ہے پ۱ / ۸ پ۲ / ۲ پ۴ / ۲ پ۸ / ۵ پ۱۱ / ۱۰و۱۲ پ۱۲ / ۲ پ۲۹ / ۱۱

اَلْبَابٌ ۔ عقلیں۔ لُبٌّ کی جمع جس کے معنی اس عقل کے ہیں جو ہر طرح کی آمیزش سے خالص ہو۔ چونکہ لُبٌّ ہر چیز کے خلاصہ اور جوہر کو کہتے ہیں اور عقل خالص بھی انسان کا خلاصہ و جوہر ہی ہے اس لئے اس کا نام لبٌّ ہوا بعض لوگوں نے لُبٌّ کے معنی پاکیزہ عقل کے بتائے ہیں۔ غرض ہر لب عقل ہے لیکن ہر عقل لب نہیں کہی جا سکتی یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ان تمام احکام کو جن کا صرف عقولِ زکیہ ہی ادراک کر سکتی ہیں اولوالالباب ہی سے متعلق رکھا ہے

پ۲ / ۹و۲ پ۳ / ۹و۵ پ۴ / ۱۱ پ۷ / ۳ پ۱۳ / ۹و۹و۱۹ پ۲۳ / ۱۳و۱۳و۱۵و۹ پ۲۳ / ۱۶ پ۲۴ / ۱۱ پ۲۸ / ۱۸

اِلْتَفَّتْ ۔ وہ لپٹ گئی۔ اِلْتِفَافٌ سے جس کے معنی لپیٹ جانے اور آپس میں منضم ہو جانے کے ہیں

ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۲۹ / ۱۶

اِلْتَقَتَا ۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں ان دونوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اِلْتِقَاءٌ سے جس کے معنی باہم گر مقابل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب۔ پ۳ / ۱۰

اِلْتَقَطَهٗ ۔ اس کو اٹھا لیا۔ اِلْتَقَطَ۔ اِلْتِقَاطٌ سے جس کے معنی بلا قصد و طلب کسی چیز کے پا جانے اور اس کو اٹھا لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰ / ۴

اِلْتَقَمَهٗ ۔ اس کا لقمہ کر لیا۔ اس کو نگل گیا۔ اِلْتَقَمَ اِلْتِقَامٌ سے جس کے معنی نگلنے اور لقمہ کرنے کے ہیں واحد مذکر غائب کا صیغہ اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۳ / ۹

اِلْتَقٰی ۔ وہ مقابل ہوا۔ وہ ملا۔ اس کی مڈبھیڑ ہوئی اِلْتِقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۴ / ۶و۸ پ۱۰ / ۱ پ۲۷ / ۸

اِلْتَقَیْتُمْ ۔ تم ملے۔ تمہاری مڈبھیڑ ہوئی۔ تم مقابل ہوئے۔ اِلْتِقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۰ / ۱

اِلْتَمِسُوْا ۔ تم ڈھونڈھ لو۔ تم تلاش کر لو۔ اِلْتِمَاسٌ سے جس کے معنی طلب کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع

مذکر حاضر پ۲۴/۲

اَلَتْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو گھٹا دیا۔ اَلَتْنَا۔ اِلَاتَۃٌ سے
جس کے معنی کم کرنے اور گھٹا دینے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۷/۲

اَلَّتِیْ۔ (وہ ایک عورت) جو جس، اسم موصول ہے
مفرد مؤنث کے لئے آتا ہے پ۱ (۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۱۸۵) پ۳ (۱ و ۴)
پ۴ (۵ و ۱۲) پ۶ (۸) پ۸ (۶ و ۱۱) پ۹ (۶ و ۹ و ۱۱) پ۱۲ (۶ و ۱۲) پ۱۳ (۶ و ۱۱)
پ۱۴ (۱۹ و ۲۲) پ۱۵ (۱ و ۳ و ۶) پ۱۶ (۷) پ۱۷ (۵ و ۶ و ۱۳) پ۱۸ (۶ و ۱۷) پ۱۹ (۲۴)
پ۱۹ (۴ و ۶ و ۱۷) پ۲۱ (۱ و ۷) پ۲۲ (۸ و ۱۱) پ۲۳ (۳) پ۲۴ (۴ و ۶ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹)
پ۲۵ (۱۲) پ۲۶ (۴ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷) پ۲۷ (۴ و ۱۲ و ۱۵) پ۲۸ (۱ و ۲۰) پ۲۹ (۷)
پ۳۰ (۴ و ۲۹)

اِلْحَادِ۔ کجروی۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ الحاد کی
دو قسمیں ہیں۔ ایک ذاتِ الٰہی کے ساتھ کسی کو شریک
کر کے الحاد کرنا یہ الحاد ایمان کے منافی ہے اور اس کی
ایمان جاتا رہتا ہے۔ دوسرے اسباب میں شرک
کر کے الحاد کرنا اس سے ایمان کی جڑ تو کھوکھلی ہو جاتی
ہے مگر سرے سے ایمان [illegible] نہیں ہو جاتا۔ اسماء الٰہی
میں الحاد کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ
کو ایسی صفت سے متصف کیا جائے جس سے اس کا
متصف ہونا درست نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ صفاتِ الٰہی
کی ایسی تاویل کی جائے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو
پ۸/۱۷

اِلْحَافًا۔ لپٹنا۔ اصرار کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر
ہے۔ یہ اصل میں لِحَافٌ سے ماخوذ ہے۔ لحاف اس
کپڑے کو کہتے ہیں جس سے ڈھانپا جائے۔ پ۳/۵

اَلْحَقْتُمْ۔ تم نے ملایا۔ تم نے الحاق کیا۔ اِلْحَاقٌ کی
جس کے معنی ملانے اور پہنچانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ۲۲/۹

اَلْحَقْنَا۔ ہم نے پہنچا دیا۔ ہم نے ملا دیا۔ اِلْحَاقٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲۷/۳

اَلْحِقْنِیْ۔ مجھ کو ملا دے مجھ کو شامل کر دے۔ اَلْحِقْ
اِلْحَاقٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی
ضمیر واحد متکلم پ۱۳/۵ پ۱۹/۹

اَلَدُّ۔ سخت جھگڑالو۔ لَدٌّ سے جس کے معنی سخت
جھگڑا کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے

ءَاَلِدُ۔ میں جنوں گی۔ میرے بچہ ہوگا۔ (ضَرَبَ) وِلَادَۃٌ
سے۔ جس کے معنی جننے اور بچہ دینے کے ہیں۔ مضارع
کا صیغہ واحد متکلم۔ ءَ اَلِدُ میں ہمزہ اولی استفہام کا ہے

جو بر سبیلِ تعجب ہے۔ ۱۲/۱۲

اَللَّذٰنِ۔ (وہ دو مرد) جو۔ جنھوں۔ اسم موصول ہے اَلَّذِیْ کا تثنیہ ہے۔ بحالتِ رفع اَللَّذٰنِ آتا ہے ۴/۱۶

اَلَّذِیْ (وہ ایک مرد) جو۔ جس۔ اسم موصول ہے۔ مفرد مذکر کے لئے آتا ہے۔

۱: ۲و۳و۶و۷و۱۴

۲: ۵و۷و۱۲و۱۵و۱۶ — ۳: ۲و۳و۴و۶و۷و۹و۱۳و

۳: ۱۶ — ۴: ۹و۱۵و۱۶ — ۵: ۸و۱۷ — ۶: ۶ — ۷: ۲و۳و۷و۱۰و

۷: ۱۵و۱۷و۱۸ — ۸: ۱و۲و۳و۶و۷و۱۲و۱۳و۱۴و۱۷و۱۸

۹: ۹و۱۰و۱۲و۱۴ — ۱۰: ۴و۱۱و۱۵ — ۱۱: ۲و۳و۶و۸و۹و۱۰و

۱۱: ۱۲و۱۴و۱۶ — ۱۲: ۱و۵و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶ — ۱۳: ۶و۷و۸و۱۲و

۱۳: ۱۴و۱۷و۱۸ — ۱۴: ۱و۸و۱۱و۱۴و۲۰ — ۱۵: ۱و۵و۷و۸و۱۰و

۱۵: ۱۱و۱۲و۱۳و۱۷ — ۱۶: ۵و۸و۱۱و۱۲و۱۳ — ۱۷: ۳و۵و۷و۱۰و۱۶

۱۸: ۲و۵و۸و۱۰و۱۲و۱۶و۱۷ — ۱۹: ۳و۴و۶و۷و۹و۱۱و

۱۹: ۱۵و۱۷و۱۸ — ۲۰: ۲و۳و۵و۱۲و۱۳ — ۲۱: ۱و۶و۷و۸و۹و

۲۱: ۱۴و۱۵و۱۸ — ۲۲: ۱و۲و۳و۷و۱۰و۱۴و۱۶و۱۷ — ۲۳: ۱و۲و

۲۳: ۴و۵ — ۲۴: ۱و۵و۷و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۷و۱۸و

۲۴: ۱۹ — ۲۵: ۳و۴و۶و۷و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸ — ۲۶: ۲و۴و

۲۶: ۹و۱۱و۱۲و۱۶و۱۸ — ۲۷: ۲و۴و۷و۱۵و۱۷و۱۸ — ۲۸: ۲و۴و

۲۸: ۶و۸و۹و۱۱و۱۵و۱۸ — ۲۹: ۱و۲و۸ — ۳۰: ۱و۷و۸و۱۰و

۳۰: ۱۲و۱۷و۱۹و۲۱و۲۹و۳۱و۳۲و۳۳و۳۹

اَلَّذَیْنِ۔ (وہ دو مرد) جو۔ جنھوں۔ اسم موصول ہے۔ اَلَّذِیْ کا تثنیہ ہے۔ بحالتِ نصب وجر اَلَّذَیْنِ آتا ہے۔ ۲۴/۱۸

اَلَّذِیْنَ (وہ سب مرد) جو۔ جنھوں۔ اسم موصول ہے۔ اَلَّذِیْ کی جمع۔

۱: ۲و۳و۵و۶و۸و۹و۱۰و

۱: ۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ — ۲: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و

۲: ۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ — ۳: ۱و۲و۴و۵و۶و

۳: ۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ — ۴: ۱و۲و۳و۴و

۴: ۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵ — ۵: ۲و۳و۴و۵و۶و

۵: ۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ — ۶: ۱و۲و

۶: ۲و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵

۷: ۱و۲و۳و۴و۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و

۷: ۱۵و۱۶و۱۷و۱۹ — ۸: ۱و۲و۳و۵و۷و۸و۱۱و۱۲و۱۳و

۸: ۱۵و۱۶و۱۷ — ۹: ۱و۲و۳و۶و۷و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و

۹: ۱۵و۱۶و۱۷و۱۸و۱۹ — ۱۰: ۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و

۱۰: ۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ — ۱۱: ۲و۳و۴و

۱۱: ۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶

۱۲: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۸و۹و۱۰ — ۱۳: ۱و۶و۷و۸و۹و

۱۳: ۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۱۹ — ۱۴: ۱و۶و۸و

۱۴: ۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۶و۱۸و۱۹و۲۰و۲۱و۲۲و

۱۵: ۱و۵و۶و۱۲و۱۳و۱۵و۱۶و۱۹ — ۱۶: ۲و۳و۵و۷و

۱۶: ۸و۹ — ۱۷: ۱و۲و۳و۴و۶و۷و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و

۱۷: ۱۵و۱۶و۱۷ — ۱۸: ۱و۲و۳و۴و۶و۷و۸و۹و۱۰و

۱۸: ۱۱و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶ — ۱۹: ۱و۲و۳و۴و۱۱و۱۵و۱۶و۱۸و

۱۹: ۱۹و۲۰ — ۲۰: ۲و۳و۴و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶:

۲۱: ۱و۲و۳و۴و۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۵و۱۶و۱۸و۱۹

۲۲: ۲و۳و۴و۵و۶و۷و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و

۲۲: ۱۷ — ۲۳: ۲و۶و۱۰و۱۱و۱۳و۱۵و۱۶و۱۷ — ۲۴: ۱و۲و۳و

۲۴: ۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۸و۱۹

۲۵: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۸و۱۲و۱۳و۱۵و۱۷و۱۸و۲۰

۲۶: ۱و۲و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۸

۲۷: ۱و۲و۳و۴و۶و۷و۱۸و۱۹و۲۰ — ۲۸: ۱و۲و۳و۴و

۲۸: ۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۸و

۲۸: ۱۹و۲۰ — ۲۹: ۱و۲و۳و۴و۷و۸و۱۳و۱۵ — ۳۰: ۸و۹و۱۰و۱۱و

۳۰: ۱۵و۲۰و۲۳و۲۸و۳۲

الٓس۔ اس قسم کے حروف کو جو سورتوں کی ابتداء میں آتے ہیں۔ مقطعات کہا جاتا ہے۔ اور مفردات حروف تہجی کی طرح الگ الگ پڑھا جاتا ہے۔ اسرارِ دین میں سے ہیں جن کے معانی سے اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت وحکمت کی بناپر عام لوگوں کو مطلع نہیں کیا۔ اللہ اور اس کے رسول نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اہتمام کے ساتھ وہی باتیں ہم کو بتلائی ہیں جن کے نہ جاننے سے دین میں کوئی حرج واقع ہوتا ہو ظاہر ہے کہ ان کے معانی نہ جاننے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ اس لئے ہم کو بھی اس کی تفتیش کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔ بعض مفسرین نے ان کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ علامہ حافظ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں اس سلسلہ میں مفسرین کے تمام اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں۔

والذی اذھب الیہ	میرا مذہب یہ ہے کہ تمام
ان ھذہ الحروف	حروف جو سورتوں کی ابتداء
التی فی فواتح السور ھو	میں واقع ہوئے ہیں متشابہات
المتشابہ الذی	میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ
استأثر اللہ بعلمہ وسائر	کے ساتھ مخصوص ہے اور بقیہ
کلامہ تعالیٰ محکم والی	تمام کلام الٰہی محکم ہے۔ ابو محمد
ھذا ذھب ابو محمد علی بن	علی بن احمد زیدی بھی اسی

احمد الفزیدی۔ وھو طرف گئے ہیں۔ اور یہی شعبی
قول الشعبی والثوری ثوری اور محدثین کی ایک جماعت
وجماعۃ من المحدثین کا قول ہے ان لوگوں کا بیان ہے
قالوا ھی سر اللہ فی کہ یہ حروف قرآن مجید میں اسرار
القرآن وھی من المتشابہ الٰہی میں داخل ہیں اور متشابہات
الذی انفرد اللہ میں سے ہیں جن کا علم صرف اللہ
بعلمہ ولا یجب ان ہی کو حاصل ہے۔ ہمارے لئے
نتکلم فیھا ولکن ان کے بارے میں کچھ کہنا واجب
نؤمن بھا وتمر نہیں بلکہ ہم ان پر ایمان لائیں گے
کما جاءت۔ اور ان کو جس طرح نازل ہوا ہے
سلہ اسی طرح رکھا جائیگا۔

امام قرطبی نے بھی خلفاء اربعہ حضرات ابوبکر صدیق
عمر فاروق، عثمان ذی النورین۔ علی مرتضی اور حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہی نقل کیا ہے۔
ربیع بن خثیم اور ابو حاتم بن حبان بھی اسی کو اختیار
کرتے ہیں کہ ان کے معانی کا علم اللہ ہی کو ہے لہذا
ان کی کوئی تفسیر نہیں کی جائے گی اور ان کے علم کو
اللہ ہی کے سپرد کیا جائے گا۔ سلہ پ ۱/۷،۶،۱ پ ۳/۱

پ ۱۳/ ع ۷ و ۱۳ و ۲۰

اَلْزَمْنٰهُ۔ ہم نے اس کے لئے لگا دیا ہے۔ ہم نے اس کے لئے لازم کر دیا ہے۔ اَلْزَمْنَا۔ اِلْزَامٌ سے جس کے معنی لازم کرنے اور لگا دینے کے ہیں۔ جمع متکلم کا صیغہ۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۱۵/۲

اَلْزَمَهُمْ۔ ان پر لگا دیا۔ ان کو جما دیا۔ اَلْزَمَ۔ اِلْزَامٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۶/۱۱

اَلْسِنَةٌ۔ زبانیں۔ لِسَانٌ کی جمع جس کے معنی زبان اور بولی کے ہیں۔ پ ۳۱/۲۸

اَلْسِنَتِكُمْ۔ تمہاری زبانیں۔ تمہاری بولیاں۔ اَلْسِنَةٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ آیتِ کریمہ اِخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ میں بولیوں کا اختلاف بھی داخل ہے اور لہجوں کا اختلاف بھی۔
پ ۱۴/۲۱ پ ۱۸/۸ پ ۲۱/۶

اَلْسِنَتِهِمْ۔ ان کی زبانیں۔ اَلْسِنَةٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۵/۱۶ پ ۶/۱۴
پ ۱۴/۱۴ پ ۹/۹ پ ۲۶/۱۰ پ ۲۸/۷

سلہ البحر المحیط ج ۱ ص ۳۵ طبع مصر ۱۳۲۸ھ سلہ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۶۲ برحاشیہ فتح البیان طبع مصر ۱۳۰۰ھ

اِلْعَنْهُمْ۔ ان کو پھٹکار۔ ان پر لعنت بھیج (فَتَحَ)
اَلْعَنُ، لَعْنٌ سے۔ جس کے معنی پھٹکارنے اور لعنت
کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب ہے ۲۲/۳۳

اِلْغَوْا۔ بک بک کرو۔ (نَصَرَ۔ سَمِعَ۔ فَتَحَ) لَغْوٌ
سے۔ جس کے معنی بے سوچے سمجھے بکواس کرنے کے
ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں لَغَا چڑیوں
کے چیں چیں کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی اعتبار سے
بے سوچے سمجھے زبان سے بک دینے کو لَغْوٌ اور
لَغًا کہا گیا کہ وہ بھی چڑیوں کی طرح چیں چیں کرنے
سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ امام لغت ابو عبیدہ
کی تصریح کے مطابق عَیْبٌ اور عَابٌ کی طرح
لَغْوٌ اور لَغًا میں بھی دو لغتیں ہیں۔ کبھی ہر بری بات کو
بھی لغو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ناقابلِ اعتبار بات کو
بھی لغو کہتے ہیں۔ ۲۳/۱۸

اَلْفٌ۔ ایک ہزار۔ اَلْفٌ کے معنی اصل میں ایک
دوسرے سے پیوست ہو کر ملجانے کے ہیں۔ اعداد
کی چار ہی قسمیں ہیں۔ اکائی۔ دہائی۔ سیکڑہ اور ہزار چونکہ
ہزار میں یہ سب اعداد اکٹھے ہو جاتے ہیں اس لئے
اس کا نام اَلْفٌ ہوگیا۔ ۲/۱۱ ، ۹/۱۵ ، ۱۰/۵ ، ۱۴/۱۴ ، ۳۰/۱۲
۱۲/۱۲ ، ۱۲/۹ ، ۲۹/۶ ، ۳۰/۲۲ اَلْفًا ۴/۵

اَلَّفَ۔ اس نے الفت دی۔ اس نے محبت ڈالدی
تَأْلِیْفٌ سے جس کے معنی جمع کرنے اور الفت پیدا
کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
۴/۲ ، ۱۰/۳

اَلْفَافًا۔ لپٹے ہوئے۔ ایک دوسرے سے پیوست
گنجان درخت۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں اَوْزَاعٌ
اور اَخْیَافٌ کی طرح اس کا واحد نہیں آتا اور بعض
لوگ اس کا واحد لِفٌّ بتاتے ہیں چنانچہ صاحب الاقلید
کا بیان ہے کہ مجھے حسن بن علی طوسی نے یہ شعر
سنایا ؎

جنۃ لف وعیش مغدق
گنجان باغ اور حیات شیریں
وندامی کلھم بیض زھر
اور ہمنشیں سب حسین وجمیل

ابن قتیبہ کا یہ خیال ہے کہ اَلْفَافٌ لُفٌّ کی
جمع ہے اور لُفٌّ لَفَّاءُ کی جمع ہے مگر میرے خیال
میں ابنِ قتیبہ کو اس کی کوئی نظیر نہ مل سکے گی کہ فُعْلٌ

کی جمع اَحْضَارٌ اور حُمُرٌ کی جمع اَحْمَارٌ ہو۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ یہ مُتَّفَقَۃٌ کی جمع ہے۔ بصورت حذفِ زوائد تو بات ٹھکانے کی ہوگی [1] لیکن علامہ ابوحیان کہتے ہیں کہ اس طرح بات بنانا کی صحیح نہیں کیونکہ مفردات کے بیان میں اس کا مفرد لِفٌّ لام کے زیر سے مذکور ہے اور یہی جمہور اہلِ لغت کا قول ہے [2]۔ صاحب قاموس نے اس کا واحد لَفٌّ زبر سے بھی بتایا ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ علامہ ابن قتیبہ اپنے دعویٰ میں منفرد نہیں بلکہ اور ائمہ لغت بھی اس بارے میں ان کے ہمزبان ہیں۔ چنانچہ امام رازی نے فراء سے [3] اور قاضی شوکانی نے کسائی سے بھی یہی نقل کیا ہے [4]۔ ابوعبیدہ اس کا واحد لَفِیْفٌ بتاتے ہیں [5]۔

اَلْفَتَ ۔ تونے الفت ڈالی۔ تَاْلِیْفٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اَلْفَوْا ۔ انھوں نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَلْفِهِمْ ۔ ان کا مانوس رکھنا۔ ان کا دوست رکھنا الاف بروزن اِنْفعال مصدر مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اَلْفَیَا ۔ ان دونوں نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔

اَلْفَیْنِ ۔ دو ہزار۔ اَلْفٌ کا تثنیہ ہے

اَلْفَیْنَا ۔ ہم نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔

اَلْقِ ۔ تو ڈال۔ اِلْقَاءٌ سے۔ جس کے معنی ڈالنے اور پھینکنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اِلْقَاءٌ کے معنی اصل میں تو کسی شے کو اس طرح ڈالنے کے ہیں کہ نظر آتی رہے۔ پھر عرف میں اس کا استعمال ہر طرح کے ڈالنے کے متعلق ہونے لگا

اَلْقَابِ ۔ خطابات۔ لقب۔ لَقَبٌ کی جمع انسان کا اصلی نام کے علاوہ جو دوسرا نام ہوتا ہے اس کو لقب کہتے ہیں۔ علم (اصلی نام) اور لقب میں فرق یہ ہے کہ علم میں معنی کی رعایت نہیں ہوتی۔

[1] تفسیر کشاف ج ۱ ص ۷۰ طبع مصر ۱۳۰۷ھ [2] البحر المحیط ج ۸ ص ۱۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [3] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۰۵ طبع مصر ۱۳۲۴ھ [4] و [5] فتح القدیر ج ۵ ص ۳۵۴ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

لیکن لقب میں معنی کا لحاظ ہوتا ہے۔ لقب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو عزت و شرف کے اعتبار سے ہو جیسے بادشاہوں کے القاب ہوتے ہیں دوسرے وہ جو بطور چڑانے کے رکھدیا جائے۔ آیت شریفہ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے نام نہ ڈالو) میں دوسرے ہی قسم کے القاب مراد ہیں۔ ۲۶/۱۲

اَلْقَتْ ۔ اس نے نکال ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۳۰/۴

اَلْقَوْا ۔ انھوں نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۵/۹ ۹/۴ ۱۱/۱۳ ۱۳/۱۰،۱۹ ۹/۲

اَلْقُوْا ۔ تم سب ڈالو۔ اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۹/۴ ۱۱/۱۳ ۱۶/۱۳ ۹/۲

اُلْقُوْا ۔ وہ ڈالے گئے۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۹/۲ ۲۹/۱

اَلْقُوْهُ ۔ اس کو ڈالدو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۱۳/۱۲ ۱۳/۴ ۳۲/۲

اَلْقِهْ ۔ تو اس کو ڈال دے۔ اَلْقِ امر کا صیغہ اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۹/۲

اَلْقِهَا ۔ تو اس کو ڈال دے۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۲۶/۱

اَلْقٰی ۔ اس نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۵/۱ ۹/۸،۲ ۱۳/۸ ۱۶/۱۲،۱۳ ۱۶/۱۴ ۱۹/۲،۶ ۲۱/۱ ۲۶/۱۴ ۲۹/۱۴

اُلْقِیَ ۔ وہ ڈالا گیا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ءَاُلْقِیَ میں ہمزۂ اولیٰ استفہام انکاری کی ہے۔ ۹/۴ ۱۹/۱۴ ۲۵/۱۱ ۲۸/۹ ۲۹/۱

اُلْقِیْ ۔ میں ڈال دوں گا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۹/۱۹

اَلْقِیَا ۔ تم دونوں ڈال دو۔ اِلْقَاءٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۲۶/۱۹

اَلْقِیَاهُ ۔ تم دونوں اس کو ڈال دو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۲۶/۱۹

اَلْقَیْتُ ۔ میں نے ڈال دیا۔ اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱۶/۱۱

اَلْقَیْنَا ۔ ہم نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۱/۱۱ ۲۳/۲ ۲۴/۱۲ ۲۸/۱۵

اَلْقَمَهُ اس کو ڈالا۔ اَلْقٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد

مذکر غائب۔ ۲۴/۲۴

اَلْقِیْہِ۔ تو اس کو ڈال دے۔ اَلْقِ اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضرہ۔ ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۰/۳

اَلْقٰھَا۔ اس کو ڈالا۔ اَلْقٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۶/۲ ۶/۱۰

اَللّٰتِیْ۔ (وہ سب عورتیں) جو۔ جنھوں۔ اسم موصول ہے اَلَّتِیْ کی جمع۔ ۳/۱۲و۱۵ ۵/۳و۱۶ ۱۲/۱۷ ۱۸/۱۴ ۲۴/۳

اَللّٰٓئِیْ۔ (وہ سب عورتیں) جو۔ جنھوں۔ یہ بھی اسم موصول ہے جمع مؤنث کے لئے۔ اَلَّتِیْ کی جمع۔ ۲۱/۱۷ ۲۸/۱و۱۷

اَللّٰہ۔ اللہ۔ مولانا ابو الکلام آزاد ترجمان القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"نزولِ قرآن سے پہلے عربی میں اللہ کا لفظ خدا کے لئے بطورِ اسم ذات کے مستعمل تھا، جیسا کہ شعرائے جاہلیت کے کلام سے ظاہر ہے یعنی خدا کی تمام صفتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی تھیں یہ کسی خاص صفت کے لئے نہیں بولا جاتا تھا۔ قرآن نے بھی یہی لفظ بطورِ اسم ذات کے اختیار کیا اور تمام صفتوں کو اس کی طرف نسبت دی۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (۷، ۱۹۰) اور اللہ کے لئے حسن و خوبی کے نام ہیں (یعنی صفتیں) پس چاہئے کہ ان صفتوں کے ساتھ اسے پکارو۔

کیا قرآن نے یہ لفظ محض اس لئے اختیار کیا کہ لغت کی مطابقت کا مقتضا یہی تھا یا اس سے بھی زیادہ کوئی معنوی موزونیت اس میں پوشیدہ ہے۔

نوعِ انسانی کے دینی تصورات کا سب سے زیادہ قدیم عہد جو تاریخ کی روشنی میں آیا ہے، مظاہر فطرت کی پرستش کا عہد ہے۔ اسی پرستش نے بتدریج اصنام پرستی کی صورت اختیار کی۔ اصنام پرستی کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مختلف زبانوں میں بہت سے الفاظ دیوتاؤں کے لئے پیدا ہوگئے۔ اور جوں جوں پرستش کی نوعیت میں وسعت ہوتی گئی، الفاظ کا تنوع بھی بڑھتا گیا۔ لیکن چونکہ یہ بات انسان کی فطرت کے خلاف تھی کہ ایک ایسی ہستی کے تصور سے خالی الذہن رہے جو سب سے اعلیٰ اور سب کی پیدا کرنے والی ہستی ہے۔ اس لئے دیوتاؤں کی پرستش کے ساتھ ایک سب سے بڑی اور سب پر حکمراں ہستی کا تصور بھی کم و بیش ہمیشہ موجود رہا۔ اور اس کی جہاں

جہاں بے شمار الفاظ دیوتاؤں اور ان کی معبودانہ صفتوں کے لئے پیدا ہوگئے۔ وہاں کوئی نہ کوئی لفظ ایسا بھی ضرور مستعمل رہا جس کے ذریعہ اس ان دیکھی اور اعلیٰ ترین ہستی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔

چنانچہ سامی زبانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف واصوات کی ایک خاص ترکیب ہے جو معبودیت کے معنی میں مستعمل رہی ہے، عبرانی سریانی، حمیری، عربی وغیرہ تمام زبانوں میں اس کا یہ لغوی خاصہ پایا جاتا ہے۔ یہ الف، لام اور ہ کا مادہ ہے اور مختلف شکلوں میں مشتق ہوا ہے۔ کلدانی اور سریانی کا "الاھیا" عبرانی کا "الوہ" اور عربی کا "الہ" اسی سے ہے اور بلاشبہ یہی "الہ" ہے جو حرفِ تعریف کے اضافہ کے بعد اللہ ہوگیا ہے اور تعریف نے اُسے صرف خالقِ کائنات کے لئے مخصوص کردیا۔ لیکن اگر اللہ "الہ" سے ہے تو "الہ" کے معنی کیا ہیں؟ علماء لغت واشتقاق کے مختلف اقوال ہیں مگر سب سے زیادہ قوی قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل "الہ" ہے اور "اَلِہَ" کے معنی تحیرا ور درماندگی کے ہیں۔ بعضوں نے اسے "ولہ" سے ماخوذ بتلایا ہے اور اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ پس خالقِ کائنات کے لئے یہ لفظ اس لئے اسم قرار پایا کہ اس بارے میں انسان جو کچھ جانتا اور جان سکتا ہے وہ عقل کے تحیر اور ادراک کی درماندگی کے سوا اور کچھ نہیں ہے وہ جس قدر بھی اس ذاتِ مطلق کی ہستی میں غور وخوض کرے گا اس کی عقل کی حیرانی اور درماندگی بڑھتی ہی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ معلوم کرلے گا۔ اس راہ کی ابتدا بھی عجز وحیرت سے ہوتی ہے اور انتہا بھی عجز وحیرت ہی ہے

اے بروں از وہم وقال وقیل من
خاک بر فرقِ من وتمثیل من!

اب غور کرو خدا کی ذات کے لئے انسان کی زبان سے نکلے ہوئے لفظوں میں اس سے زیادہ موزوں لفظ اور کونسا ہوسکتا ہے؟ اگر خدا کو اس کی صفتوں میں پکارنا ہے تو بلاشبہ اس کی صفتیں بے شمار ہیں لیکن اگر صفات سے الگ ہو کر اس کی ذات کی طرف اشارہ کرنا ہے تو وہ اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ ایک متحیر کردینے والی ذات ہے اور جو کچھ اس کی نسبت کہا جاسکتا ہے وہ عجز ودرماندگی کے سوا کچھ نہیں ہے؟

فرض کرو، نوعِ انسانی نے اس وقت تک خدا کی ہستی یا خلقتِ کائنات کی اصلیت کے بارے میں جو کچھ سوچا اور سمجھا ہے وہ سب کچھ سامنے رکھ کر ہم ایک موزوں سے موزوں لفظ تجویز کرنا چاہیں تو وہ کیا ہوگا؟ کیا اس سے زیادہ اور اس سے بہتر کوئی بات کہی جا سکتی ہے؟

یہی وجہ ہے کہ جب کبھی اس راہ میں عرفان و بصیرت کی کوئی بڑی سے بڑی بات کہی گئی تو وہ یہی تھی کہ زیادہ سے زیادہ خود درماندگیوں کا اعتراف کیا گیا اور ادراک کا منتہی مرتبہ ہمیشہ یہی قرار پایا کہ ادراک کی نارسائی کا ادراک حاصل ہو جائے۔ عرفا کے دل و زبان کی صدا ہمیشہ یہی رہی کہ رب زدنی فیك تحیّرا! (یعنی خدایا کر کہ تیری ہستی میں ہمارا تحیّر بڑھتا رہے۔ کیونکہ یہاں تحیّر جہل کا نہیں بلکہ معرفت کا نتیجہ ہے)۔

زدنی بفرط الحب فیك تحیّرا

وارحم حشا بلظی ھواك تسعّرا!

اور حکماء کی حکمت و دانش کا بھی فیصلہ ہمیشہ یہی ہوا۔

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

چونکہ یہ اسم خدا کے لئے بطور اسم ذات کے استعمال میں آیا ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر ان تمام صفتوں پر حاوی ہو گیا جن کو خدا کی ذات کے لئے تصور کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم خدا کا تصور اس کی کسی صفت کے ساتھ کریں مثلاً الرب یا الرحیم کہیں تو یہ تصور صرف ایک خاص صفت ہی میں محدود ہوگا۔ یعنی ہمارے ذہن میں ایک ایسی ہستی کا تصور پیدا ہو جائے گا جس میں ربوبیت یا رحمت ہے لیکن جب ہم اللہ کا لفظ بولتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن ایک ایسی ہستی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو ان تمام صفات حسن و کمال سے متصف ہے۔ جو اس کی نسبت بیان کئے گئے ہیں اور جو اس میں ہونے چاہئیں۔" [1]

علامہ سید سلیمان ندوی ارض القرآن میں لکھتے ہیں "مستشرقین یورپ نے بکمال لیاقت ہم کو یہ بتانا چاہا ہے کہ اَللہ اور اللّات ایک ہی لفظ کی دو صورتیں ہیں۔ اللہ مذکر دیوتا کے لئے قریش میں مستعمل تھا۔ اور اللّات یعنی دیوی اس اللہ کی قریش نے

[1] ترجمان القرآن ج ۱ ص ۱۰۔ طبع دہلی اشاعت ۱۳۵۰ھ

تانیث بنائی تھی۔ (یہ جارج سیل مترجم قرآن، وہوسن مترجم واقدی اور مارگولیتھ مصنف محمدؐ کی تحقیق ہے دیکھو سیل کا مقدمہ اور مارگولیتھ محمدؐ صفحہ ۱۹ (حاشیہ ارض القرآن))۔ ان عقلمندوں سے پوچھنا چاہیے کہ اللہ کی تانیث عربی قواعد کے موافق اللات کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس کی تانیث اگر ممکن ہے تو اللّٰہۃ چاہیے۔ یا اَلْاِلٰہَۃُ، اللہ کی ہائے اصلی کیونکر تانیث سے ساقط ہوگئی۔ [۱]

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

لفظ اللہ کے متعلق مارگولیتھ صاحب کی تحقیق کہ "یہ اصل میں قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لئے محمدؐ کی توحید پرستی کے یہ معنی ہیں کہ انھوں نے دوسرے قبائل کے دیوتاؤں کو مٹا کر اپنے خاندانی دیوتا کو منوایا۔" (محمدؐ صفحہ ۱۹) یورپ کے مشرقی تبحر علمی کی شرمناک مثال ہے سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان میں "حقیقی خدا" کے مفہوم کے لئے کوئی لفظ موجود نہ تھا تم کہتے ہو کہ محمدؐ سے پہلے عرب میں موحدین موجود تھے بہت ہے۔ لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادبائے عرب کے بیان کے مطابق عرب میں عیسائی شعرا بکثرت پیدا ہوئے ہیں، ہاں سچ ہے، عرب میں عیسائی شعراء ہوئے ہیں۔ لیکن کیا ان کی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہیں سنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات خود مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کی ہیں وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہیں؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو اَلْاِلٰہُ ہے، اِلٰہٌ تو صرف عربی میں نہیں بلکہ تمام شامی زبانوں میں خدا تعالیٰ ہی کے لئے مستعمل ہے۔ کم از کم اِلُوہ اور اِلُوہِیم سے تو ناواقفیت نہ ہوگی، قریش اپنے دیوتاؤں کے مجسمے بنا کر پوجا کرتے تھے، کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کوئی مجسمہ تھا؟ [۲]

۱
۱و۲و۳و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱ ۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶

۲
۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و

۲
۱۵و۱۶و۱۷ ۳
۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و

۳
۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ ۴
۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و

[۱] ارض القرآن ج ۲ ص ۲۳۳ طبع معارف ۱۳۴۲ء [۲] ایضاً ج ۲ ص ۲۳۳

۴: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — ۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

۵: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

۶: ۱۵ — ۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

۷: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و

۸: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — ۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۵

۹: ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۱۰: ۱ و ۲ و

۱۰: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

۱۰: ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — ۱۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

۱۱: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و

۱۲: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و

۱۳: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و

۱۳: ۱۸ و ۱۹ — ۱۴: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

۱۴: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ — ۱۵: ۲ و ۳ و ۴ و ۱۰ و

۱۵: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ — ۱۶: ۵ و ۶ و ۷ و

۱۶: ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ — ۱۷: ۲ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

۱۷: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و

۱۸: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ — ۱۹: ۲ و ۳ و

۱۹: ۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

۲۰: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

۲۰: ۱۶ و ۱۷ — ۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

۲۱: ۱۴ و ۱۷ — ۲۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و

۲۲: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۲۳: ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و

۲۳: ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۲۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و

۲۴: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۲۵: ۱ و ۲ و

۲۵: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ... و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

۲۵: ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

۲۶: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ — ۲۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۱

۲۷: ۲۰ — ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

۲۸: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۲۹: ۱ و ۲ و ۵ و ۷ و

۲۹: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۰ — ۳۰: ۳ و ۶ و ۷ و

۳۰: ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۳ و ۲۹ و ۳۵ و ۳۷

اَللّٰهُمَّ ۔ یا اللہ، اے اللہ، امام رازی لکھتے ہیں "نحویوں کا اَللّٰهُمَّ کے بارے میں اختلاف ہے خلیل اور سیبویہ کہتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ کے معنی یا اللہ کے ہیں۔ میم مشدّدہ یا (حرف ندا) کے عوض میں آیا ہے۔ فراء کا بیان ہے کہ یہ اصل میں یا اللہ اُمَّ بِخَیْر تھا۔ کثرتِ استعمال کی بنا پر حرفِ ندا اور اُمَّ کی

ہمزہ حذف ہو کر اَللّٰھُمَّ بن گیا۔ اس کی نظیر ھَلُمَّ ہے کہ دراصل ھَلْ کے ساتھ اس میں اُمَّ کو منضم کر دیا گیا ہے۔ پہلے خیال کے قائلین فراء کی تردید میں حسب ذیل وجوہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) اگر فراء کا خیال درست ہوتا تو اَللّٰھم افعل کذا کا استعمال بغیر حرف عطف کے صحیح نہ ہوتا کیونکہ اس صورت میں اس کی اصل یہ ہوتی یا اللہ أمنا و اغفر لنا؟ حالانکہ ہم کسی شخص کو بھی نہیں پاتے کہ جو اس حرفِ عطف کو ذکر کرتا ہو۔

(۲) زجاج کی اس سلسلہ میں دلیل یہ ہے اگر یہ صحیح ہے تو پھر اصل کے اعتبار سے اَللہُ اُمَّ کہنا بھی روا ہوتا۔ جیسے وَیْلُمَّہٗ کہ جب اصل کے اعتبار سے بولتے ہیں تو وَیْلُ اُمِّہٖ کہتے ہیں۔

(۳) اگر فراء کا بیان صحیح ہے تو حرفِ ندا محذوف ماننا پڑیگا۔ پس اس اعتبار سے یا اللھم کہنا روا ہونا چاہئے تھا۔ اور صرف روا ہی نہیں بلکہ جس طرح یا اللہ اغفر لی کہا جاتا ہے اسی طرح ہمارے خیال میں یہاں حرفِ ندا کا لازم ہونا واجب تھا حالانکہ ایسا نہیں

فراء ان وجوہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلی وجہ تو یوں ضعیف ہے کہ یا اللہ ام کے معنی ہوئے یا اللہ اقصد (اے اللہ تو ارادہ فرما) پس اگر واغفر کہا جائیگا تو اس صورت میں معطوف معطوف علیہ کے مغائر ہوگا اور ایک کی بجائے دو سوال ہوں گے۔ اول اُمَّنَا (تو ہمارے لئے ارادہ فرما) دوسرے وَاغْفِرْ لَنَا (ہماری مغفرت کر) لیکن حرفِ عطف کے حذف کرنے کی صورت میں اِغْفِرْ لَنَا اُمَّنَا کی تفسیر ہوگا۔ تو اس صورت میں دونوں سوالوں کا مطلوب واحد ہوگا۔ اور زیادہ تاکید ہوگی۔ اس قسم کی نظائر خود قرآن میں بہت سی موجود ہیں۔ دوسری وجہ یوں ضعیف ہے کہ اس کی اصل ہمارے نزدیک یا اللہ اُمَّنَا ہے اور اس کے متعلق جوازِ تکلم کا کون منکر ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جہاں فرع کو اصل کے قائم مقام کرنا روا نہیں۔ غور کیجئے سیبویہ اور خلیل کا یہ مذہب ہے کہ مَا اَکْرَمَہٗ کے معنی اَیُّ شَیْءٍ اَکْرَمَہٗ کے ہیں مگر کبھی تعجب کے موقع پر یہ کلام جس کو وہ اصل قرار دیتے ہیں استعمال نہیں کیا جاتا۔ پس ایسے ہی یہاں بھی سمجھ لینا چاہئے۔ تیسری وجہ

کا جواب یہ ہے کہ یہ کس نے تمہارے لئے تسلیم کر لیا کہ یا اللھم کہنا روا نہیں چنانچہ فرا نے یہ شعر سند میں پیش کیا ہے۔

وما علیك ان تقولی کلما
سبحت او صلّیت یا اللھم

رہا بصرہ والوں کا یہ دعوی کہ یہ شعر غیر معروف ہے تو اس کا حاصل تکذیبِ نقل ہے اور اگر اس کا دروازہ کھول دیا گیا تو پھر لغت اور نحو کی کوئی چیز بھی اعتراض سے نہیں بچ سکتی۔ رہا یہ کہنا کہ حرف ندا کا لازمی ہونا واجب تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حرفِ ندا کبھی حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے آیتِ شریفہ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا (اے یوسف اے سچے ہم کو حکم دے) میں۔ پس یہ بات کیا بعید ہے کہ یہ اسم اس سلسلہ میں مخصوص ہو کہ یہاں اس قسم کا حذف لازم مانا جائے۔

فرا نے بصرہ والوں پر اس سلسلہ میں جو اعتراض کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اگر میم کو حرفِ ندا کا قائم مقام مانا جائے تو ندا کو منادی سے مؤخر ماننا پڑے گا۔ حالانکہ یہ قطعاً ناجائز ہے۔ چنانچہ اللہ یا کہنا قطعاً روا نہیں حالانکہ ان کے اصول پر یہ جائز ہونا چاہیے تھا۔

(۲) اگر یہ حرف صرف ندا کا قائم مقام ہو سکتا ہے تو اور اسما میں بھی ہونا چاہیے۔ پس جیسے یا زید یا بکر کہنا روا ہے۔ ایسے ہی زیدم اور بکرم کہنا بھی روا ہوتا۔

(۳) میم اگر حرفِ ندا کے عوض آیا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو حرفِ ندا کے ساتھ جمع نہیں ہونا چاہیے تھا حالانکہ جو شعر روایت کیا اس میں یہ بات موجود ہے۔

(۴) ہم اہلِ عرب کو نہیں پاتے کہ وہ اسما رتامہ میں اس میم کو اس لئے زیادہ کرتے ہوں تاکہ وہ بعض ان حروف کے معنی کا فائدہ دے جو کسی کلمہ پر داخل ہوں اور اس کے مبائن ہوں۔ پس صرف اسی ایک لفظ میں یہ طریقہ اختیار کرنا لغت میں استقرار عام کے برخلاف حکم لگانا ہے جو سرے سے ناجائز ہے[1]۔

قاضی شوکانی نے تصریح کی ہے کہ اہلِ بصرہ کے نزدیک اَللّٰھُمَّ کی ھاء میں جو ضمہ ہے وہ

[1] تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۲۳ و ۲۲۴ طبع مصر حسینہ مصریہ۔

اسم منادیٰ مفرد کا ہے۔ اور اہل کوفہ کے نزدیک وہی ضمہ ہے جو اُمِّنَا میں تھا۔ جب ہمزہ حذف ہوئی تو اس کی حرکت منتقل ہو گئی۔ ؎ پ ۳ ۱۱ پ ۵ پ ۱۸ ۶ پ ۲۶ ۴ پ ۲۷ ۳

الٓمّٓ۔ الف۔ لام۔ میم۔ حروف مقطعات ہیں۔ (دیکھو الٓر) پ ۱ پ ۴ پ ۹ پ ۲۰ ۱۳ پ ۲۱ (۱۴ و ۱۰ و ۲) ۱۴ و ۱۵

الٓمّٓرٰ۔ الف۔ لام۔ میم۔ را۔ حروف مقطعات ہیں (دیکھو الٓر) پ ۱۳

الٓمّٓصٓ۔ الف۔ لام۔ میم۔ صاد۔ حروف مقطعات ہیں (دیکھو الٓر) پ ۸

اَلَنَّا ہم نے نرم کر دیا۔ اِلَانَۃٌ سے جس کے معنی نرم کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۲۲ ۸

اَلْوَاحٌ۔ تختیاں۔ تختے۔ لَوْحٌ کی جمع جس کے معنی تختی اور تختے کے ہیں پ ۹ (۹ و ۸ و ۹) پ ۲۷ ۸

اَلْوَانُکُمْ۔ تمہاری رنگتیں۔ تمہارے رنگ۔ اَلْوَانٌ لَوْنٌ کی جمع۔ جس کے معنی رنگ کے ہیں۔ اَلْوَانِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۱ ۴

اَلْوَانُہٗ۔ اس کے رنگ۔ اس کی رنگتیں۔ اَلْوَانُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۱۴ (۱۵ و ۸) پ ۲۲ ۱۶ پ ۲۳ ۱۶

اَلْوَانُھَا۔ اس کے رنگ۔ اس کی رنگتیں۔ اَلْوَانُ مضاف۔ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲۲ ۱۶

اُلُوْفٌ۔ ہزاروں۔ اَلْفٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَلْفٌ) پ ۲ ۱۶

اِلٰہٌ۔ معبود۔ بروزن فِعَالٌ بمعنی اسم مفعول مَاْلُوْہٌ ہے۔ ہر قوم کے نزدیک جس کی بندگی کی جائے وہ الٰہ ہے۔ خواہ معبود برحق ہو یا معبود باطل۔ (ملاحظہ ہو اللہ) پ ۱ ۱۶ پ ۲ ۱ پ ۳ (۱۴ و ۱۰ و ۹ و ۳ و ۲) پ ۵ ۸ پ ۶ (۱۴ و ۳) پ ۷ (۱۸ و ۱۱ و ۳) پ ۸ (۱۵ و ۱۹ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸) پ ۹ ۱۱ پ ۱۰ ۱۱ پ ۱۱ (۱۴ و ۵) پ ۱۲ (۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۸) پ ۱۳ (۱۰ و ۹ و ۱۱) پ ۱۴ (۷ و ۶ و ۹ و ۱۳) پ ۱۶ (۲ و ۳ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴) پ ۱۷ (۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۱۲) پ ۱۸ (۲ و ۵ و ۶) پ ۱۹ ۱۷ پ ۲۰ (۱ و ۲ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۳) پ ۲۲ ۱۳ پ ۲۳ (۶ و ۱۴ و ۱۵) پ ۲۴ (۲ و ۹ و ۱۳ و ۱۵) پ ۲۵ (۱۳ و ۱۴) پ ۲۶ ۹ پ ۲۷ ۲ پ ۲۸ (۲ و ۹ و ۱۴) پ ۲۹ ۱۳

اِلٰھًا پ ۱ ۱۶ پ ۵ ۹ پ ۱۱ ۱۱ پ ۱۴ ۶ پ ۱۵ (۲ و ۳ و ۴ و ۱۴) پ ۱۶ ۹ پ ۱۹ (۲ و ۳ و ۶ و ۱۵) پ ۲۰ ۱۲ پ ۲۳ ۱۰ پ ۲۴ ۱۴ پ ۲۷ ۱۲

؎ فتح القدیر شوکانی ج ۱ ص ۲۹۸ و ۲۹۹ طبع مصر ۱۳۴۹ھ

اٰلِهَة۔ بہت سے معبود۔ اِلٰہٌ کی جمع۔ پ ۷/۸و۱۵ پ ۹/۶ پ ۱۵/۵و۱۴ پ ۱۶/۸ پ ۱۷/۲و۳و۷ پ ۱۸/۱۶ پ ۲۳/۱و۳و۷و۱۰ پ ۲۵/۱۰ پ ۲۶/۲

اٰلِهَتَكَ۔ تیرے معبود۔ اٰلِهَةَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۹/۵

اٰلِهَتِكُمْ۔ تمہارے معبود۔ اٰلِهَة مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۷/۳و۵ پ ۲۳/۱۰ پ ۲۹/۱۰

اٰلِهَتِنَا۔ ہمارے معبود۔ اٰلِهَة مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۲/۸ پ ۱۴/۵ پ ۱۹/۲ پ ۲۳/۲ پ ۲۵/۱۲ پ ۲۶/۲

اٰلِهَتُهُمْ۔ ان کے معبود۔ اٰلِهَة مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۲/۹ پ ۲۳/۷

اٰلِهَتِیْ۔ میرے معبود۔ اٰلِهَة مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۶/۶

اِلٰهَكَ۔ تیرا معبود۔ اِلٰہٌ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱/۱۶ پ ۱۶/۱۴

اِلٰهُكُمْ۔ تمہارا معبود۔ اِلٰہ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲/۳ پ ۱۴/۹ پ ۱۶/۳و۱۳و۱۴ پ ۱۷/۷و۱۴ پ ۲۱/۱ پ ۲۳/۵ پ ۲۴/۱۵

اَلْهَمَهَا۔ اس کو سمجھ دی۔ اس کو القا کیا۔ اَلْهَمَ اِلْهَامٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کے دل میں ڈالدینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ اِلْهَام لَهْمٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی نگلنے کے ہیں چونکہ الہام میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں ایک بات اتاری جاتی ہے، اس واسطے اس کا نام الہام ہوا۔ پ ۳۰/۱۶

اِلٰهُنَا۔ ہمارا معبود۔ اِلٰہٌ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۲۱/۱

اِلٰهَهٗ۔ اس کا معبود۔ اِلٰہَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۹/۲ پ ۲۵/۱۹

اَلْهٰكُمُ۔ تم کو غفلت میں رکھا۔ اَلْهٰی اِلْهَاءٌ سے جس کے معنی زیادہ ضروری چیز سے غافل رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۳۰/۲۴

اِلٰهَیْنِ۔ دو معبود۔ اِلٰہٌ کا تثنیہ پ ۱۴/۱۳

اِلٰی۔ تک۔ طرف۔ ساتھ۔ میں۔ لئے۔ حروف جر میں سے ہے۔ جہات شش گانہ میں کسی چیز کی انتہا کی حد بتلانے کے لئے آتا ہے خواہ زمانہ اور وقت کی انتہا بتائے

جیسے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (پھر روزہ کو رات تک پورا کرو) یا جگہ اور مقام کی جیسے مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ (مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک) اور جب ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا ہو تو معیت کے معنی دیتا ہے جیسے وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ (اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ) اور جب اس کا مجرور فعل تعجب یا اسم تفضیل کے بعد محبت یا بغض کے معنی کا فائدہ دے تو یہ بیانیہ ہوتا ہے یعنی اپنے مجرور کی فاعلیت کو بیان کرتا ہے جیسے رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ (اے رب مجھکو قید پسند ہے) اور کبھی لام جر کے مرادف ہوتا ہے جیسے وَالْاَمْرُ اِلَیْكِ (اور کام تیرے اختیار میں ہے) اور کبھی فِی کے معنی بھی دیتا ہے جیسے لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (بیشک تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن) اور جب زائدہ ہوتا ہے تو تاکید کے لئے آتا ہے جیسے فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ (سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف)۔

۱: ۲و۳و۴و۶و۹و۱۰و۱۵و۱۶ — ۲: ۱و۷و۸و۹و۱۱و۱۶

۳: ۳و۶و۷و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵ — ۴: ۱و۲و۵و۷و۸و۹

۴: ۱۲و۱۴ — ۵: ۲و۳و۵و۶و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۸ — ۶: ۳و۶و۷و۹

۶: ۱۱و۱۳و۱۴ — ۷: ۱و۴و۵و۸و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۸و۱۹

۸: ۱و۳و۷و۹و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ — ۹: ۳و۴و۶و۷و۸و۹

۹: ۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۸ — ۱۰: ۱و۷و۹و۱۲و۱۳و۱۶و۱۷

۱۱: ۱و۲و۵و۶و۷و۸و۹و۱۳و۱۴و۱۵و۱۷ — ۱۲: ۱و۲و۳

۱۲: ۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۶و۱۷ — ۱۳: ۲و۳و۴

۱۳: ۶و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۷و۱۹ — ۱۴: ۳و۴و۶و۷و۱۲و۱۳و۱۴

۱۴: ۱۵و۱۷و۱۸و۲۲ — ۱۵: ۱و۳و۵و۶و۷و۹و۱۲و۱۳و۱۴

۱۵: ۱۵و۱۷و۲۰و۲۱ — ۱۶: ۵و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵و۱۷

۱۷: ۲و۵و۶و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۴و۱۶و۱۷ — ۱۸: ۲و۳و۴و۹

۱۸: ۱۰و۱۲و۱۳ — ۱۹: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۱۶و۱۹

۲۰: ۴و۷و۸و۱۰و۱۲و۱۴و۱۵و۱۶ — ۲۱: ۸و۹و۱۲و۱۳

۲۱: ۱۴و۱۶و۱۷ — ۲۲: ۳و۴و۷و۱۰و۱۳و۱۴و۱۵و۱۷

۲۳: ۲و۳و۵و۶و۷و۹و۱۱و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ — ۲۴: ۲و

۲۴: ۳و۴و۵و۷و۹و۱۰و۱۳و۱۶و۱۷و۱۹ — ۲۵: ۱و۲و

۲۵: ۳و۶و۷و۱۱و۱۶و۱۸و۱۹و۲۰ — ۲۶: ۴و۸و۱۰و۱۳و

۲۶: ۱۵و۱۹ — ۲۷: ۱و۲و۳و۵و۷و۸و۱۵و۱۷و۱۹

پ ۲۸ / ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

پ ۲۹ / ۲ و ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۱

پ ۳۰ / ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ و ۲۱

اِلَیَّ - میری طرف، مجھ تک، اِلیٰ حرفِ جار ی ضمیر واحد متکلم مجرور پ ۳/۱۴، پ ۶/۹، پ ۷/۸ و ۱۱ و ۱۶، پ ۸/۵، پ ۹/۱۴، پ ۱۱/۷ و ۱۳، پ ۱۳/۱۳، پ ۱۶/۳، پ ۱۷/۷ و ۱۳، پ ۱۹/۱۴، پ ۲۰/۶ و ۱۳، پ ۲۱/۱۱، پ ۲۲/۱۲، پ ۲۳/۱۴، پ ۲۴/۱۵، پ ۲۵/۱۴، پ ۲۶/۱، پ ۲۹/۱۱

اِلْیَاس - نام ہے ایک پیغمبر جلیل القدر اور اللہ کے رسول کا۔ عام طور پر مفسرین اور مؤرخین آپ کو انبیاء بنی اسرائیل میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر، حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ الیاس حضرت ادریس ہی ہیں[1] حضرت ابنِ مسعود کی اس تفسیر سے ہو سکتا ہے کہ ان دو ناموں میں سے ایک آپ کا اصلی نام ہو اور دوسرا لقب۔ لیکن اگر مشہور نبی حضرت ادریس علیہ السلام مراد ہیں تو اول تو یہ کہ قرآن مجید نے جس انداز سے ان دونوں بزرگوں کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کیا ہے اس کے بظاہر یہ بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے۔ نیز سورہ انعام کی اس آیت کے اعتبار سے بھی اس کی صحت دشوار ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ — اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے
اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ — ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ — پر دی تھی۔ ہم جس کے مرتبے
اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ — بلند کرنا چاہیں بلند کردیتے
عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا — ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار
لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ — حکمت والا علم رکھنے والا ہے
كُلًّا هَدَيْنَا وَ — اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق
نُوْحًا هَدَيْنَا — اور یعقوب۔ سب کو ہم نے
مِنْ قَبْلُ وَمِنْ — ہدایت دی اور ان سب سے
ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ — پہلے نوح کو ہدایت دی اور
سُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَ — اس کی اولاد میں سے داؤد،
يُوْسُفَ وَمُوْسٰي وَ — سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ
هٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ — اور ہارون کو بھی اور ہم اسی
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَ — طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام
زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَ — کرنے والوں کو۔ اور زکریا، یحیٰی

[1] اس روایت کی اسناد حسن ہے ملاحظہ ہو قسطلانی شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۳۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

عِیْسٰی وَاِلْیَاسَ کُلٌّ عیسیٰ اور الیاس کو کہ یہ سب صلح
مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ٭ وَ انسانوں میں سے تھے نیز اسمٰعیل
اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ الیسع، یونس اور لوط کو اور سب
یُوْنُسَ وَلُوْطًا ٭ وَکُلًّا کو ہم نے بزرگی دی سارے
فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ٭ جہان والوں پر۔

آیت مذکورہ میں وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ کی ضمیر یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع ہوگی کیونکہ آپ ہی کا بیان ہو رہا ہے یا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف کہ قریب میں آپ کا ذکر آچکا ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت یونس اور لوط علیہما السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے نہیں ہیں۔ بہرصورت قرآن مجید حضرت الیاس علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں شمار کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت ادریس علیہ السلام کا عہد عام مورخین اور مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام سے بہت پہلے ہے۔ چنانچہ مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

کانت فیما بین حضرت نوح اور حضرت ادریس
نوح وادریس کے زمانہ میں ایک ہزار سال
الف سنة ؁ کا فرق ہے۔

لیکن امام بخاری نے جامع صحیح میں خود حضرت ابن عباس کا بھی تعلیقاً وہی بیان نقل کیا ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جس روایت کا امام بخاری نے حوالہ دیا ہے گو اس کی سند ضعیف ہے؁ لیکن یہ واقعہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی جس روایت کو حاکم نے ذکر کیا ہے اس سے یہ ہرگز پتہ نہیں چلتا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا عہد حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہے بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کا پہلے نام لینا اس بات کا قرینہ بن سکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ پہلے ہو۔ چنانچہ حافظ ابوبکر بن العربی جو اپنے عہد کے نامور اور مستند ترین علماء میں سے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اسی روایت سے جس کا امام بخاری نے

؁ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۴۸ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۳۴ھ ؁ ملاحظہ ہو قسطلانی ج ۵ ص ۳۳۰۔

تعلیقاً ذکر کیا ہے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق وارد ہے کہ آپ اسرائیلی ہیں۔ وہ اس سلسلہ میں شبِ معراج کی مشہور حدیث بھی پیش کرتے ہیں جس میں حضرت ادریس علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح کے الفاظ سے خطاب کیا ہے یعنی آپ کا خیر مقدم نبی صالح اور برادر صالح کہتے ہوئے کیا۔ حالانکہ اگر ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے ہوتے تو حضرت آدم و حضرت ابراہیم علیہما السلام کی طرح وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال الابن الصالح (نیک بیٹے) کے الفاظ سے کرتے۔

لیکن حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں رقمطراز ہیں کہ ہوسکتا ہے راوی نے اچھی طرح الفاظ کو محفوظ نہ رکھا ہو یا حضرت ادریس علیہ السلام نے بر سبیل تواضع اپنے پدری انتساب کو ذکر نہ کیا ہو [2]۔

تاہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت ادریس اور حضرت الیاس کی شخصیتوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے پر بجز اس کے کہ قرآنِ مجید نے ان کا تذکرہ جدا جدا ناموں سے کیا ہے اور کوئی چیز دلیل کے طور پر نہیں پیش کی جا سکتی۔ اور یہ دلیل خود اپنی جگہ پر ایسی نہیں جس سے اس بحث کا کوئی قطعی فیصلہ ہو سکے۔ رہے عام مورخین کے اس سلسلہ میں بیانات سو وہ تمام تر اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔ جن کی صحت خود اپنی جگہ پر محل بحث ہے۔

ایک روایت میں مرفوعاً یہ بھی مذکور ہے کہ خضر ہی الیاس ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر سورہ انعام میں اس کو روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں اس کی پوری اسناد نقل کی ہے اور گو کسی راوی پر جرح تو نہیں ذکر کی مگر اس کو نہایت ہی غریب کہا ہے۔ [3]

قرآن مجید کا مقصد چونکہ ایام اللہ یعنی قصص کے بیان کرنے سے تذکیر و موعظت ہے اس لئے وہ اسی حد تک کسی واقعہ کا ذکر کرتا ہے جس تک

[1] عینی شرح بخاری ج ۷ ص ۲۷۔ طبع مصر۔ [2] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مصر ۱۳۴۸ھ [3] الاصابہ ج ۱ ص ۴۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

کہ وہ زندگی پر اثر انداز ہو سکے۔ اور انسان کی فلاح وصلاح میں کام آسکے۔ رہا واقعہ کی جزئیات کا استقصا یا تاریخ نگاری تو یہ قرآن مجید کے موضوع سے علیحدہ ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے تذکرہ میں بھی قرآن مجید نے آپ کی زندگی کے اسی پہلو کو نمایاں کیا ہے جو نوع انسانی کے لئے نشان راہ کا کام دے سکے۔ چنانچہ سورہ انعام میں آپ کے متعلق ہدایت وصلاح کا ذکر ہے اور الصافات میں آپ کا اپنی قوم کو دعوتِ حق دینا۔ بعل کی پرستش پر سرزنش کرنا اور بجز اللہ کے چند مخلص بندوں کے پوری قوم کا آپ کو جھٹلانے کا بیان ہے۔ شارح وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انبیا علیہم السلام کے واقعات وسوانح کے بیان میں اسی چیز کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے جو کچھ اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کسی صحیح حدیث میں اس سے زیادہ مذکور نہیں۔ اس لئے حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق جو کچھ بھی تاریخ وقصص کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے وہ یا اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے جن کی نہ تصدیق کی جا سکتی ہے نہ تکذیب بلکہ

بظاہر صحت سے دور ہی معلوم ہوتی ہیں۔ یا قصہ گو واعظین اور مورخین کے طبع زاد افسانے ہیں۔ جو انھوں نے اعجوبہ گوئی کی ذہن میں عوام کو خوش کرنے کے لئے بیان کر ڈلے۔ چنانچہ حضرت الیاس ؑ کی حیات جاوید۔ اور ہر سال موسم حج میں آپ کی حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت الیسع علیہ السلام سے ملاقات اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خضر یا حضرت الیاسؑ کا آکر اہل بیت نبوی کی تعزیت کرنا۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں آپ سے ملنا یہ سب خود ساختہ حکایات ہیں حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اور حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے تذکرہ میں ان روایات کو بیان کر کے ایک ایک کی تنقید کی ہے۔ تعجب ہے کہ اس قسم کی ایک روایت مستدرک حاکم میں بھی موجود ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جب ہم منزل پر فروکش ہوئے تو وادی میں کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا اللّٰھم اجعلنی من امۃ محمد المرحومۃ المغفورۃ

المتاب لھا۔ اے اللہ مجھے محمد کی امت میں قرار دے کہ جس امت پر رحم کیا گیا ہے۔ جس کی مغفرت کی گئی اور جس کو اجر دیا گیا ہے) انس کا بیان ہے کہ میں وادی پر آیا تو میں نے ایسے شخص کو پایا جس کا قد تین سو گز سے بھی زیادہ تھا۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے میں نے کہا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دریافت کیا وہ کہاں ہیں۔ میں نے کہا وہ یہ رہے آپ کی آواز سن رہے ہیں۔ کہنے لگے تم جا کر ان سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ آپ کا بھائی الیاس آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر آپ کو اطلاع دی اور آپ نے ان سے آ کر ملاقات کی معانقہ کیا پھر دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ حضرت الیاس ؑ نے کہا یا رسول اللہ میں ہر سال میں ایک دن کھاتا ہوں اور آج میرے افطار کا دن ہے لہٰذا میں اور آپ ساتھ مل کر کھائیں گے۔ چنانچہ ان دونوں پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل ہوا جس میں روٹی مچھلی اور کرفس (ایک ترکاری کا نام ہے) تھی۔ ان دونوں نے

خود بھی کھایا اور مجھ کو بھی کھلایا پھر ہم سب نے مل کر عصر کی نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وداع کہا تو میں نے دیکھا کہ آپ ابر پر سوار ہو کر آسمان کی جانب روانہ ہو گئے۔ حاکم نے اس روایت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ۔

ھذا حدیث یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور صحیح الاسناد ولم بخاری مسلم نے اس کی تخریج یخرجاہ۔ نہیں کی۔

لیکن حافظ شمس الدین ذہبی تلخیص المستدرک میں اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

قلت بل موضوع قبح اللہ میں کہتا ہوں بلکہ موضوع ہے من وضعہ وما کنت اللہ تعالیٰ اس کو وضع کرنے احسب ولا اجوزان الجہل والے کا برا کرے۔ میرے یبلغ بالحاکم الیٰ ان گمان میں بھی نہ تھا اور نہ میں یصحح ھذا واسنادہ حدثنا اسے روا سمجھتا تھا کہ حاکم کو احمد بن سعید المعدانی جہالت یہاں تک پہنچا کر رہے گی بنجار احدثنا عبد اللہ کہ وہ اس کی تصحیح کر دیں گے بن محمود ثنا عبدان بن حالانکہ اس کی سند یہ ہے سیار ثنا احمد بن عبد اللہ (سند عربی عبارت میں مذکور ہے)

الہرقی ثنا یزید البلوی پس یا تو یزید بلوی نے
فاما ھذا افتراہ واما یہ افترا کیا ہے یا ابن
ابن سیاو۔ ؎۱ سیار نے۔

واضح رہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں مستشرقین یورپ کا سرمایہ تحقیق تمامتر ہی من گھڑت افسانے ہیں جن کے خود ساختہ اور جعلی ہونے کے متعلق ہمارے محدثین شکر اللہ مساعیہم صدیوں پہلے تصریح کر چکے ہیں مگر موجودہ مستشرقین جب اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو ان ہی افسانوں کو حقائق و واقعات کی شکل میں پیش کرنے کی سعی نامحمود کرتے ہیں چنانچہ مسٹر وینسنک نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں حضرت الیاس علیہ السلام کے مقالہ میں یہی دادِ تحقیق دی ہے۔

پ ۲۳ ع ۱۹

اِلْ یَاسِیْنَ۔ الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ الیاس دراصل عجمی نام ہے اور عجمی ناموں کے بولنے میں اہلِ عرب بڑی تبدیلی سے کام لیتے ہیں اور ان کا تلفظ مختلف طریقوں پر کرتے ہیں۔ چنانچہ اسمٰعیل بھی کہتے ہیں اور اسمٰعین بھی۔ میکال بھی بولتے ہیں اور میکائیل و میکائین بھی۔ ابراہیم بھی کہا جاتا ہے اور ابراہم وابراہام بھی۔ اسی طرح اسرائیل اور اسرائین، طور سینا اور طور سینین وغیرہ۔ عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض اوقات وہ قوم کے بڑے اور بزرگ شخص کے نام سے پوری قوم کو موسوم کر دیتے ہیں چنانچہ مہلبین یا مہالبہ ایک پوری قوم کا نام ہے گویا ان میں ہر شخص کا نام مہلب ہے۔ اسی پر قیاس کر کے بعض لوگوں نے الیاسین کو الیاس کی جمع بتایا ہے اور اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام کے متبعین کو لیا ہے۔ بعض الیاسی کی جمع کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جمع کی حالت میں جس طرح اشعرین اور اعجمین میں یا نسبت گر گئی ہے اس میں بھی ساقط ہو گئی لیکن یہ دونوں توجیہیں خواہ مخواہ کا تکلف ہیں۔ ال یاسین کے بارے میں ان کے اصول نحو و عربیت پر صحیح اترنے میں خود علماء فن کو کلام ہے۔ بعض لوگوں نے اٰلِ یاسِیْنَ اور اَلْیَاسِیْنَ بھی پڑھا ہے لیکن سب قرار توں بعد

؎۱ مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۶۱۷ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۲ھ

حضرت الیاس علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ کلبی نے
آلِ یاسین کے معنی آلِ محمد کے بتلائے ہیں لیکن
علامہ واحدی کا بیان ہے۔
وھذا بعید لان ما   یہ بعید معنی ہیں کیونکہ کلام
بعدہ من الکلام وما   کا اگلا پچھلا حصہ اس کو
قبلہ لا یدل علیہ[۱]   نہیں بتلاتا۔
اسی طرح علامہ محمود آلوسی نے تصریح کی ہے
کہ اس قسم کے معانی کی صحت سے سیاق سباق
انکار کرتے ہیں [۲]
مسٹر وینسنک کی رائے میں العیاذ باللہ محض
ضرورت سجع اور قافیہ کی رعایت کے خیال سے
الیاس کو آلِ یاسین بنا دیا گیا جس کی وجہ سے مفسرین
کو اس کی تشریح میں بڑی دقتیں پیش آئیں [۳]
غور فرمائیے جب الیاس کے بارے میں دونوں
لغتیں موجود ہیں اور اہلِ عرب دونوں طرح اس کو
بولتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق تحریف کا دعویٰ کرنا
علمی بددیانتی کی کیسی شرمناک مثال ہے۔ ایک تمیمی
شاعر کا شعر ہے۔

یقول رب السوق لما جئنا
ھذا ورب البیت اسرائینا

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

قالت وکنت رجلا فطینا
ھذا لعمر اللہ اسرائینا

ان دونوں شعروں میں اسرائیل کو اسرائین کہا
گیا ہے۔ [۲۳]

اَلْیَسَعَ

علیہ السلام۔ کہتے ہیں کہ آپ حضرت الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الیسع حضرت الیاس یا حضرت خضر ہی کا نام ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح یہ جو بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت خضر تری پر مقرر ہیں اور حضرت الیسع خشکی پر اور دونوں ہر شب میں سد سکندری پر ملاقات کرتے ہیں یا حضرت الیاس اور حضرت الیسع ہر سال موسم حج میں اکٹھے ہوتے اور زمزم پیتے

---

[۱] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۳۹۸ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [۲] روح المعانی ج ۲۳ ص ۱۲۹ طبع مصر
[۳] ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مقالہ (الیاس)

ہیں محض جعلی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ۲۳ (۱۲ و ۱۲)

اِلَيْكَ۔ تیری طرف۔ تجھ تک اِلٰی حرفِ جر كَ

ضمیر واحد مذکر حاضر مجرور ۱ (۱ و ۲)، ۳ (۳ و ۸ و ۱۳ و ۱۶)

۵ (۶ و ۱۳)، ۶ (۲ و ۳ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۲)، ۷ (۹ و ۱۹)، ۸ (۹)، ۹ (۷ و ۹)

۱۰ (۱۴)، ۱۱ (۱۰ و ۱۵ و ۱۶)، ۱۲ (۲ و ۴ و ۷ و ۱۱)، ۱۳ (۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱)

۱۳ (۱۲)، ۱۴ (۱۲ و ۲۲)، ۱۵ (۴ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۹)، ۱۶ (۵ و ۱۳ و ۱۵)، ۱۹ (۱۸)

۲۰ (۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲)، ۲۱ (۱ و ۱۷ و ۱۸)، ۲۲ (۳ و ۷ و ۱۹)، ۲۳ (۱۲ و ۱۵)

۲۴ (۴)، ۲۵ (۲ و ۳ و ۶ و ۱۰)، ۲۶ (۲ و ۴ و ۱۳ و ۷)، ۲۸ (۷)، ۲۹ (۱)

اِلَيْكِ۔ تیری طرف، تجھ (عورت) تک اِلٰی حرفِ جار كِ ضمیر واحد مؤنث حاضر مجرور ۱۶ (۵)، ۱۹ (۱۸)، ۳۰ (۴)

اِلَيْكُمْ۔ تمہاری طرف۔ تم تک۔ اِلٰی حرفِ جار كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور ۳ (۵)، ۴ (۱۱)، ۵ (۹ و ۱۰)

۶ (۴ و ۶ و ۱۳)، ۸ (۱ و ۸)، ۹ (۱۰)، ۱۰ (۴ و ۹)، ۱۱ (۱)، ۱۲ (۵)، ۱۴ (۱)

۱۸ (۱۰)، ۱۹ (۴)، ۲۱ (۱)، ۲۲ (۱۹)، ۲۳ (۳)، ۲۴ (۲)، ۲۶ (۱۲ و ۱۶)، ۲۸ (۷ و ۹)

۲۸ (۹ و ۱۷ و ۱۸)، ۲۹ (۱۳)

اِلَيْكُمَا۔ تم دونوں تک۔ تم دونوں کی طرف اِلٰی حرف جر كُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مجرور ۱۲ (۴)

اَلِیْمٌ۔ دردناک۔ دکھ دینے والا۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے ۲ (۲ و ۱۳)، ۲ (۵ و ۹)، ۳ (۱۱ و ۱۶ و ۱۷)

۴ (۹ و ۱۰)، ۶ (۱۰ و ۱۳)، ۷ (۳ و ۱۳)، ۸ (۱۷)، ۹ (۱۸)، ۱۰ (۷ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۹)

۱۰ (۱۸ و ۱۹)، ۱۱ (۶ و ۱۴ و ۱۵)، ۱۲ (۳ و ۴ و ۹ و ۱۳)، ۱۳ (۱۹)، ۱۴ (۴ و ۱۳ و ۲۰)

۱۴ (۲۱)، ۱۷ (۱۰)، ۱۸ (۸ و ۱۵)، ۱۹ (۱۵)، ۲۰ (۱۵)، ۲۱ (۷ و ۱۹)، ۲۲ (۹)

۲۴ (۱۹)، ۲۵ (۴ و ۵ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷)، ۲۶ (۲ و ۴)، ۲۷ (۱)، ۲۸ (۱ و ۵ و ۱۰ و ۹)

۲۸ (۱۵)، ۲۹ (۲ و ۹)، ۳۰ (۹)، **اَلِيْمًا** ۴ (۱۳)، ۵ (۱۷)، ۶ (۲ و ۴)

۱۰ (۱۲ و ۱۹)، ۱۵ (۱)، ۱۹ (۲)، ۲۱ (۱۷)، ۲۶ (۱۰ و ۱۱)، ۲۹ (۱۲ و ۲۰)

اِلَيْنَا۔ ہماری طرف۔ ہم تک۔ اِلٰی حرفِ جار نَا

ضمیر جمع متکلم مجرور۔ ۱ (۱۶)، ۴ (۱۰)، ۶ (۱۳)، ۱۱ (۸ و ۱۰ و ۱۲)

۱۳ (۲)، ۱۶ (۵ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۷)، ۱۷ (۳ و ۶)، ۱۸ (۹)، ۱۹ (۲)، ۲۰ (۷ و ۸)

۲۱ (۱ و ۲ و ۱۳ و ۱۸)، ۲۳ (۱۳)، ۲۶ (۱۷)، ۳۰ (۱۲)

اِلَيْهِ۔ اس کی طرف۔ اس تک۔ اِلٰی حرفِ جار

ہِ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور ۱ (۳ و ۵)، ۲ (۳ و ۶ و ۹ و ۱۴)

۳ (۸ و ۱۷)، ۴ (۱)، ۶ (۲ و ۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۵)، ۷ (۳ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷)

۸ (۱)، ۹ (۸ و ۱۷)، ۱۰ (۱۴)، ۱۱ (۳ و ۶ و ۱۱ و ۱۶)، ۱۲ (۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹)

۱۲ (۱۰ و ۱۲ و ۱۳)، ۱۳ (۳ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳)، ۱۴ (۵ و ۱۳ و ۲۰)، ۱۶ (۶ و ۱۳ و ۱۹)

۱۷ (۳ و ۵)، ۱۸ (۳ و ۵ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۹)، ۲۰ (۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳)، ۲۱ (۵ و ۷ و ۹)

۲۲ (۱۳)، ۲۳ (۱ و ۴ و ۱۵)، ۲۴ (۳ و ۶ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۷)، ۲۵ (۱ و ۳ و ۱۳)

۲۶ (۲ و ۱۶)، ۲۷ (۱۶)، ۲۸ (۲ و ۱۵)، ۲۹ (۲ و ۷ و ۱۳)

اِلَيْهَا۔ اس۔ (عورت) کی طرف۔ اس تک۔ اِلٰی

حرفِ جار۔ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مجرور
پ ۹/۱۴ پ ۱۶/۵ پ ۲۱/۹ پ ۲۹/۱۲

اِلَیْھِمْ۔ ان تک۔ ان کی طرف۔ اِلٰی حرفِ جار
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مجرور۔ پ ۲/۱۶ پ ۴/۱۱و۱۲ پ ۶/۳و۱۲
پ ۸/۱و۸ پ ۱۰/۳و۷ پ ۱۱/۱و۳و۷ پ ۱۳/۲ پ ۲۳/۲و۶و۱۵و۱۸و۱۹
پ ۱۳/۱۲و۱۸ پ ۱۵/۸ پ ۱۶/۳و۱۲ پ ۱۷/۱و۵ پ ۱۹/۱۷و۱۸ پ ۲۲/۱۱و۱۹
پ ۲۳/۱ پ ۲۶/۱۳و۱۹ پ ۲۸/۳و۷و۸

اِلَیْھِنَّ۔ ان کی طرف۔ اِلٰی حرفِ جار۔ ھُنَّ
ضمیر جمع مؤنث غائب مجرور۔ پ ۱۲/۱۴

فصل المیم

اُمٌّ۔ ماں۔ خواہ قریبی ماں ہو یعنی حقیقی والدہ یا دُور کی ہو یعنی نانی پرنانی وغیرہ سب کو عربی میں ام کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت حوا علیہا السلام تک کو ام کہا جاتا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں حضرت آدم علیہ السلام کو بابا آدم اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو ناں حوا کہتے ہیں۔ کسی شے کی اصل یا اس کی تربیت و اصلاح کے ذریعہ اور سبب کے لئے بھی ام کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے

خلیل نے تصریح کی ہے کہ ہر وہ شے ام کی موسوم ہو سکتی ہے۔ جس کی طرف اس سے تمام متعلق چیزیں ملادی جائیں۔ پ ۹/۸

اَمْ۔ یا۔ خواہ۔ کیا۔ حرفِ عطف ہے۔ استفہام کے معنی دیتا ہے۔ اور کبھی بمعنی بَلْ یعنی بلکہ اور کبھی بمعنی الف استفہام آتا ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے۔ پ ۱/۱
پ ۱/۹و۱۳و۱۶ پ ۲/۱۰ پ ۵/۵و۱۳ پ ۹/۴ پ ۹/۱۴ پ ۱۰/۸ پ ۱۱/۲و
پ ۱۱/۹و۱۱ پ ۱۲/۲و۱۳ پ ۱۳/۸و۱۱ پ ۱۴/۱۲ پ ۱۵/۷ پ ۱۶/۱۳ پ ۱۷/۲و۵و۷
پ ۱۸/۴و۱۲ پ ۱۹/۷و۱۸و۱۹ پ ۲۰/۱و۱۲ پ ۲۱/۷ پ ۲۲/۷و۱۷و۱۸
پ ۲۳/۵و۶و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵ پ ۲۴/۲و۱۹ پ ۲۵/۲و۳و۸و۹
پ ۲۵/۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۸ پ ۲۶/۱و۷و۸ پ ۲۷/۳و۴و۷و۱۰و۱۵
پ ۲۹/۲و۴و۱۱و۱۲ پ ۳۰/۴

اَمَّا۔ لیکن۔ یا سو۔ حرفِ شرط ہے اور اکثر حالات میں تفصیل کے لئے آتا ہے اور کبھی تاکید کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ پ ۱/۳ پ ۳/۹و۱۳ پ ۷/۲ پ ۸/۳ پ ۹/۲ پ ۱۱/۵
پ ۱۲/۹و۱۵ پ ۱۳/۸ پ ۱۶/۱و۳ پ ۱۹/۲۰ پ ۲۰/۳و۱۰ پ ۲۱/۵و۱۵ پ ۲۳/۱۹ پ ۲۵/۲۰
پ ۲۷/۱۲ پ ۲۹/۵و۹، پ ۳۰/۴و۵و۹و۱۳و۱۷و۱۹و۳۶

اِمَّا۔ اگر۔ یا۔ جزا میں یہ اِنْ اور مَا سے مرکب ہے اور مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے کبھی شک کے لئے

کبھی ابہام کے لئے کبھی اختیار دینے کبھی اباحت بتانے اور کبھی تفصیل بیان کرنے کے واسطے آتا ہے۔

پ ۱/۱ ، پ ۲/۱۴ ، پ ۸/۱۱ ، پ ۹/۴ و ۱۳ ، پ ۱۰/۳ ، پ ۱۱/۲ و ۱۰ ، پ ۱۳/۱۲ ، پ ۱۵/۲
پ ۱۶/۲ و ۵ و ۸ و ۱۲ و ۱۶ ، پ ۲۲/۱۳ و ۱۹ ، پ ۲۵/۱۰ ، پ ۲۶/۸ ، پ ۲۹/۱۹

اَمَاتَ۔ اس نے مار ڈالا۔ اس نے موت دی۔ اِمَاتَۃٌ سے جس کے معنی موت دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲۴

اَمَاتَہٗ۔ اس کو مردہ کیا۔ اس کو موت دی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۳/۲ ۳۰/۵

اَمَّارَۃٌ۔ بڑا حکم دینے والا۔ اَمْرٌ سے۔ جس کے معنی حکم دینے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالَۃٌ پ ۱۳/۱

اُمُّ الْقُرٰی۔ مکہ معظمہ کا دوسرا نام ہے ام القری کے معنی بستیوں کی اصل اور جڑ کے ہیں۔ مکہ معظمہ چونکہ ساری دنیا کا دینی مرکز ہے۔ تمام روئے زمین پر خدا کا پہلا گھر وہیں بنا۔ اور قبلۂ اول ہونے کا شرف اسی کو حاصل ہوا۔ زمانِ جاہلیت میں بھی تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور آج بھی نہ صرف عرب بلکہ تمام عالمِ اسلامی کا۔ ان وجوہ سے قرآن مجید نے مکہ معظمہ کو ام القری کہا ہے۔

پ ۷/۱۴ ، پ ۲۵/۲

اُمُّ الْكِتَابِ۔ کتاب کی اصل کتاب کی جڑ۔ لوحِ محفوظ۔ قرآن مجید بلکہ تمام آسمانی کتابوں میں دو قسم کی آیتیں ہیں۔ ایک وہ جن کے معنی بالکل صاف اور واضح ہیں یعنی ان میں لغت اور ترکیب کے اعتبار سے کسی قسم کا اجمال اور ابہام نہیں پایا جاتا اور مذہب کے عام اصول مسلمہ کے اعتبار سے ان کے معنی قطعاً متعین ہو چکے۔ دوسری وہ آیتیں جن کے معنی سمجھنے میں کچھ اشتباہ والتباس واقع ہو۔ یا تو اس وجہ سے کہ عبارت میں ابہام یا اجمال ہے یا اس وجہ سے کہ وہ کئی معنی کی محتمل ہے۔ پہلی قسم کی آیتیں محکمات اور دوسری قسم کی متشابہات کہلاتی ہیں۔ چونکہ آیاتِ محکمات درحقیقت کتاب کی ساری تعلیمات کی جڑ اور اصل ہوتی ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے ان کو ام الکتاب کہا ہے۔ اسی طرح لوحِ محفوظ چونکہ تمام علوم کا سرچشمہ ہے اور سارے علوم و فنون اسی کی طرف منسوب ہیں اور سب اسی سے نکلے ہیں۔ بدیں وجہ

اس کو بھی ام الکتاب سے موسوم کیا گیا ہے ۱۳/۹ ۱۳/۱۲ ۲۵/۲

اِمَامًا - پیشوا - مقتدا - رہنما - بروزن فِعَالٌ اسم ہے بمعنی من یوتم بہ کے یعنی جس کا قصد کیا جائے چونکہ مقتدا اور رہنما کا قصد کیا جاتا ہے اس لئے اس کو امام کہتے ہیں۔ غرض جس کی پیروی کی جائے وہ امام ہے۔ حق میں پیروی ہو یا ناحق میں اور خواہ جس کی پیروی کی جائے وہ انسان ہو کہ اس کے قول و فعل کی اقتدا کریں یا کتاب ہو کہ اس کے اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے یا اور کوئی شے۔ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے نیز جمع کے موقع پر بلفظ واحد بھی مستعمل ہے ۱/۱۵ ۱۳/۲ ۱۹/۳ ۲۱/۲

اِمَامٍ مُّبِیْنٍ - کھلا راستہ۔ کھلی اصل۔ اِمَام اس کو کہتے ہیں جس کا قصد کیا جائے اور مبین کے معنی واضح اور کھلے ہوئے کے ہیں۔ چونکہ راستہ کا قصد کیا جاتا ہے اور قیامت میں صحائف اعمال کی پیروی کی جائے گی یعنی جیسا ان میں تحریر ہوگا اسی کے مطابق سزا جزا ہوگی۔ اسی طرح لوح محفوظ میں جو کچھ مرقوم ہوتا ہے اسی کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے گویا ہر شے اپنے وجود میں اسی کی پیرو ہوتی ہے اس لئے قرآن مجید نے راستہ اور صحیفہ اعمال یا لوحِ محفوظ کے لئے امام کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ سورہ حجر میں ارشاد ہے وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ (اور وہ دونوں (یعنی قوم لوط اور اصحاب الایکہ) کھلے راستے پر واقع ہیں) یہاں امام مبین یعنی کھلا راستہ اس قدیم شاہراہ کو کہا گیا ہے جو عرب کے جغرافیہ میں یمن سے شروع ہو کر ساحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے ہوتی ہوئی خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکل کر تیمار وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی جاتی ہے۔ تمام قدیم جغرافیوں میں اس شاہراہ کا تذکرہ ملتا ہے، قومِ ثمود، قومِ لوط، قومِ شعیب، تیمار اور رقیم کی بستیاں اسی شاہراہ پر حجاز و شام کے درمیان واقع تھیں یہی وہ شاہراہ ہے جو اگلے زمانے میں ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے سفر کا تنہا راستہ تھی۔ قریش کے تجارتی قافلے صیف (موسم گرما) اور شتاء (موسم سرما) دونوں زمانوں میں اسی راہ سے گزرتے تھے۔ اور سورہ یٰس میں جو آیت کریمہ وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ - (اور ہر چیز ہم نے ایک کھلی اصل میں گن لی

اس میں اُمّ المبین سے بعض مفسرین نے لوحِ محفوظ مراد لی ہے اور بعض نے صحیفہ اعمال مگر پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے پ ۱۹ ع ۱۲ ... پ ۲۲

اَمَامَهٗ۔ اس کے سامنے۔ اس کے آگے۔ قُدَّامٌ کی طرح ہے۔ اسم بھی ہوتا ہے اور ظرف بھی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۹ ع ۱۷

اِمَامِهِمْ۔ ان کا پیشوا۔ ان کا سردار۔ اِمَامٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

پ ۱۵ ع ۸

اَمٰنٰتٍ۔ امانتیں۔ اَمَانَةٌ کی جمع پ ۵

اَمٰنٰتِكُمْ۔ تمہاری امانتیں۔ اَمَانَاتِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۹ ع ۱۷

اَمَانَتَهٗ۔ اس کی امانت۔ اَمَانَةٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳

اَمٰنٰتِهِمْ۔ ان کی امانتیں۔ اَمَانَاتِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۸ ع ۱ پ ۲۹

اَمَانَةَ۔ امانت۔ آیت شریفہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ (ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑ پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اس کو اٹھا لیا۔ اس میں شک نہیں کہ انسان بڑا بے ترس اور نادان ہے) میں امانت سے تمام مفسرین کے نزدیک تکلیفِ شرعی مراد ہے۔ حضرت شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن میں رقمطراز ہیں۔

• امانت کیا ہے؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر آسمان زمین وغیرہ میں اپنی خواہش کچھ نہیں۔ یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرائی چیز (یعنی حکم) کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑا جائے اور ماننے والوں کا قصور معاف کیا جائے۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کر دے تو بدلہ دینا پڑے گا اور بے اختیار ضائع ہو جائے تو کچھ نہیں پ ۲۲

اَمَانِيَّ۔ جھوٹی آرزوئیں۔ خیالات کے اندازے،

امیدیں ٹھیرائی ہوئیں بروزن اَفَاعِیل بتشدید یا ہے اُمْنِیَّۃٌ کی جمع۔ جس کے معنی کسی ٹھیرائی ہوئی تمنا اور اندازہ کی ہوئی چیز کے ہیں۔ بعض مفسرین نے اَمَانِیَّ کے معنی جھوٹی باتوں کے اور بعض نے بے سمجھے بوجھے پڑھ لینے کے بیان کئے ہیں چونکہ جھوٹی بات میں ایک بے حقیقت چیز کا ٹھیرانا ہوتا ہے اور بے سمجھے بوجھے پڑھنا اندازہ پر چلتا ہے اس لئے یہ دونوں معنی بھی امنیہ سے مراد ہو سکتے ہیں پ ۱

پ ۵ ع ۱۸

اَمَانِيِّكُمْ۔ تمہاری ٹھیرائی ہوئی امیدیں تمہارے خیالات کے اندازے۔ اَمَانِيِّ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۵

اَمَانِيُّهُمْ۔ ان کی باندھی ہوئی آرزوئیں۔ ان کے ٹھیرائے ہوئے خیالات۔ اَمَانِيُّ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱

اِمَآئِكُمْ۔ تمہاری لونڈیاں۔ اِمَآءٌ۔ اَمَۃٌ کی جمع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۸

اَمَۃٌ۔ لونڈی۔ باندی۔ اسم ہے پ ۲

اُمَّۃٌ۔ امت، جماعت، مدت، طریقہ، دین، ہر وہ جماعت جن میں کسی قسم کا کوئی رابطۂ اشتراک موجود ہو، اسے امت کہا جاتا ہے۔ خواہ یہ اتحاد مذہبی وحدت کی بنا پر ہو یا جغرافیائی اور عصری وحدت کی وجہ سے۔ اور خواہ اس رابطہ میں امت کے اپنے اختیار کو دخل ہو یا نہ ہو۔ اخفش نے تصریح کی ہے کہ امت باعتبار لفظ کے واحد ہے اور باعتبار معنی کے جمع نیز حیوان کی ہر جنس ایک امت ہے[1]۔ ابن درستویہ کا بیان ہے کہ جہاں بھی امت کے معنی مدت کے ہوں گے وہاں اس کا مضاف محذوف ہوگا اور مضاف الیہ مضاف کے قائم مقام سمجھا جائیگا[2]۔ اس لحاظ سے وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ (اور اگر ہم ان سے عذاب کو ایک مدت معلوم تک روکے رکھیں) اور وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ (اور اس کو مدت کے بعد یاد آیا) میں لفظ زَمَنٍ یا حِيْنٍ محذوف ہے گویا اصل میں

[1] عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۹۸۔ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانکتب ولا نحسب

[2] ملاحظہ ہو فتح القدیر للشوکانی ج ۳ ص ۲۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

یوں تھا الیٰ زمن امۃ معدودۃ اور بعد
حین امۃ زمن اور حین کو حذف کرکے مضاف
الیہ یعنی لفظ امت کو اس کا قائم مقام سمجھا گیا۔
امت کے مجازی معنی طریقہ اور دین کے
بھی آتے ہیں۔ عرب والے بولتے ہیں۔
فلان لا امۃ لہ یعنی فلاں کا
کوئی دین اور طریقہ نہیں[1]۔ پ۱/۱۵و۱۶
پ۲/۱و۱۰ پ۳/۲و۳ پ۵/۳ پ۶/۱۱و۱۲ پ۷/۱۹
پ۸/۱۱ پ۹/۱۰و۱۱و۱۲ پ۱۱/۷و۱۰ پ۱۲/۱و۱۰و۱۹ پ۱۳/۱۲
پ۱۴/۱و۱۱و۱۸و۱۹و۱۲ پ۱۶/۶و۱۲و۱۳ پ۱۷/۳و۹
پ۱۸/۴و۱۳ پ۲۰/۳و۶و۱۰ پ۲۲/۱۵ پ۲۳/۶
پ۲۵/۲و۸و۹و۲۰

اَمْتًا۔ ٹیلا۔ اونچان۔ نشیب و فراز۔
کسی چیز کا مختلف ہونا۔ پ۱۶/۱۵

اِمْتَازُوْا۔ تم الگ ہو جاؤ۔ اِمْتِیَازٌ
سے۔ جس کے معنی الگ ہونے اور
ممیز ہو جانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع
مذکر حاضر۔ پ۲۳/۳

اِمْتَحَنَ۔ اس نے جانچ لیا۔ اِمْتِحَانٌ
سے۔ جس کے معنی آزمانے اور جانچنے کے
ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
(ملاحظہ ہو اِبْتَلٰی) پ۲۶/۱۲

اِمْتَحِنُوْهُنَّ۔ ان عورتوں کو جانچ لو
اِمْتَحِنُوْا اِمْتِحَانٌ سے۔ امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث
غائب۔ پ۲۸/۸

اَمْتِعَتُكُمْ۔ تمہارے اسباب۔
تمہارے ساز و سامان۔ اَمْتِعَةٌ۔ مَتَاعٌ۔
کی جمع۔ جس کے معنی ہر قسم کی چیز بست
اور مال و اسباب کے۔ جس سے انسان
اس دنیوی زندگی میں تھوڑا بہت
نفع اندوز ہو سکے۔ مضاف کُمْ ضمیر
جمع مذکر مضاف الیہ۔ پ۵/۱۱

اُمَتِّعُكُنَّ۔ میں تم کو کچھ فائدہ پہنچا دوں

[1] عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۹۸۔

أُمَتِّعُ تَمْتِيعٌ سے۔ جس کے معنی تھوڑا بہت فائدہ پہنچانے یا تھوڑا بہت مال اسباب دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کُنَّ ضمیر جمع مؤنث حاضر۔ پ ۲۱

أُمَتِّعُهٗ۔ میں اس کو کچھ نفع پہنچاؤنگا اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۵

أُمَّتُكُمْ۔ تمہارا گروہ۔ تم لوگ أُمَّۃٌ مضاف۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۷ پ ۱۸

اِمْتَلَئْتِ۔ تو پُر ہوگئی۔ تو بھر گئی اِمْتِلَاءٌ سے۔ جس کے معنی پر ہونے اور بھر جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث حاضر پ ۲۶

أَمَتَّنَا۔ تونے ہم کو موت دی۔ أَمَتَّ اِمَاتَةٌ سے۔ جس کے معنی موت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ ۲۴

أَمْثَالٌ۔ مثالیں۔ مانند۔ مَثَلٌ اور مِثْلٌ کی جمع۔ جس کے معنی مانند اور نظیر کے ہیں۔ امثال القرآن یعنی قرآن مجید نے جو مثالیں اور نظیریں بیان کی ہیں یہ ایک مستقل فن ہے۔ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں پانچ چیزیں نازل ہوئی ہیں۔ حلال وحرام۔ محکم اور متشابہ۔ اور امثال۔ پس حلال پر عمل کرو۔ حرام سے بچو۔ محکم کی اتباع کرو۔ متشابہ پر ایمان لاؤ۔ اور امثال سے عبرت پکڑو۔ [1]

[1] اتقان ج ۲ ص ۱۳۱ طبع مصر ۱۳۴۳ھ

ابوعبدالرحمٰن سلمی، ابوالحسن ماوردی، اور ابن قیم کی اس موضوع پر مستقل تصانیف ہیں۔ پ ۱۳/۸ و ۱۶ و ۱۹ پ ۱۴/۱۹ پ ۱۵/۵ پ ۱۸/۱۱ و ۱۹ پ ۱۹/۲ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۷/۱۳ پ ۲۸/۶

اَمْثَالُکُمْ ۔ تمہاری طرح۔ تم جیسے۔ اَمْثَالُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۷/۱۰ پ ۹/۱۴ پ ۲۶/۸ پ ۲۷/۱۵

اَمْثَالُهَا ۔ اس جیسے۔ اَمْثَالُ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۸/۵ پ ۲۶

اَمْثَالُهُمْ ۔ ان کی مثالیں۔ ان جیسے اَمْثَالُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۶/۵ پ ۲۹/۳۰

اَمْثَلُهُمْ ۔ ان میں بہتر۔ اَمْثَلُ کے اصلی معنی تو زیادہ مشابہ کے ہیں لیکن اس کا استعمال اسی شخص کے لئے ہوتا ہے جو اچھے لوگوں کے مشابہ ہو اور اسی اعتبار سے اس کے معنی زیادہ بہتر اور زیادہ نیک کے آتے ہیں۔ پ ۱۶/۱۴

اَمَدٌ ۔ مدت۔ اَمَدٌ اور اَبَدٌ دونوں قریب المعنی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ابد غیر متعین اور غیر محدود زمانہ کا نام ہے اور امد محدود مگر غیر متعین زمانہ کا۔ البتہ اَمَدُ کَذَا یعنی اتنی مدت کہہ کر اس کی تعیین کی جا سکتی ہے۔ زمان اور امد کے لفظ میں صرف اتنا فرق ہے کہ امد کا استعمال باعتبار غایت یعنی کسی چیز کی مدت ختم ہونے کے لحاظ سے ہوتا ہے اور زمان کا لفظ مبدا، اور غایت دونوں کے لئے عام ہے۔ یعنی شروع زمانہ کے بتانے کے لئے بھی اور انتہائی زمانہ کے بتلانے کے لئے بھی اَمَدٌ پ ۱۸/۲۷ آمَدًا پ ۱۱/۳ پ ۱۳/۵ پ ۲۹/۱

اَمْدَدْنٰکُمْ ۔ ہم نے تمہاری مدد کی۔ اَمْدَدْنَا اِمْدَادٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۵/۱

اَمْدَدْنٰهُمْ ۔ ہم نے ان کی مدد کی۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۲۷/۲

اَمَدَّکُمْ ۔ اس نے تمہاری مدد کی۔ اس نے تم کو پہنچایا۔ اَمَدَّ۔ اِمْدَادٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۹/۱۱

اَمْرٌ ۔ کام۔ معاملہ۔ حالت۔ حکم۔ امر کا لفظ تمام اقوال و افعال کے لئے عام ہے چنانچہ آیت شریفہ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّهٗ (اسی کی طرف رجوع کیا

سب کام کا) وغیرہ میں امر اپنے اسی عمومی معنی میں مستعمل ہے۔ جب امر حکم کے معنی میں آئے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ بصیغۂ امر ہی ہو بلکہ خواہ بصیغہ امر ہو خواہ بلفظ خبر یا بطریق اشارہ کنایہ ہو۔ سب امر کے معنی میں داخل ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے اپنے مقدس صاحبزادے حضرت اسمعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے ہوئے دیکھا چونکہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ یہ کی قربانی کا حکم ہے۔ اسی لئے قرآن نے جب اس واقعہ کو بیان کیا تو حضرت اسمعیل علیہ السلام کی زبانی اس کو امر قرار دیا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب کا واقعہ اپنے اکلوتے صاحبزادے کو سنا کر ان سے اس بارے میں رائے طلب کرتے ہیں تو ذبیح اللہ کی زبان سے ارشاد ہوتا ہے۔ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (ابا جان آپ کیجئے جس کا آپ کو حکم ہوا ہے) آیت شریفہ میں خواب کے غیبی اشارہ کو امر کہا گیا ہے۔ آیت شریفہ اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ (آپہنچا حکم اللہ کا) میں امر سے قیامت کی طرف اشارہ ہے۔ پ۲ ۹و۱۲، پ۴ ۴و۷و۸، پ۵ ۴و۵و۸، پ۶ ۱۲، پ۷ ۷و۱۲، پ۸ ۱۷، پ۹ ۸، پ۱۱ ۲و۴و۹، پ۱۲ ۴و۵و۷و۹و۱۰، پ۱۲ ۱۰و۱۴و۱۵، پ۱۳ ۷و۸و۱۰و۱۶، پ۱۴ ۵و۷و۸و۱۰و۱۷، پ۱۵ ۱۰و۱۹، پ۱۶ ۲و۵و۷و۱۴و۱۷، پ۱۷ ۱۶، پ۱۸ ۱۵، پ۱۹ ۲و۱۸، پ۲۰ ۸، پ۲۱ ۴و۱۴، پ۲۳ ۱۲، پ۲۵ ۱۴و۱۸، پ۲۶ ۲و۷و۱۲و۱۵، پ۲۷ ۱و۸و۹، پ۲۸ ۱و۱۸، پ۲۹ ۱۸، پ۳۰ ۷و۱۲۔ اَمْرًا پ۱ ۱۴، پ۳ ۱۳، پ۸ ۱، پ۱۲ ۱۲، پ۱۴ ۲، پ۱۵ ۲۱، پ۱۶ ۵، پ۱۹ ۱۸، پ۲۲ ۲، پ۲۳ ۱۲، پ۲۵ ۱۲و۱۴، پ۲۶ ۱۸، پ۲۸ ۱۷، پ۳۰ ۲

اَمَرَ ۔ اس نے حکم دیا۔ اس نے فرمایا۔ (نَصَرَ) اَمْرٌ سے جس کے معنی حکم دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱ ۴، پ۵ ۱۲، پ۸ ۱۰، پ۱۳ ۱۵، پ۱۴ ۹، پ۳۰ ۲۱

اُمُرْ ۔ تو حکم دے۔ اَمْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۹ ۷و۱۴، پ۱۶ ۱۷، پ۲۱ ۱۱

اَمَرُّ ۔ بہت تلخ۔ مَرَارَةٌ سے جس کے معنی کڑوا ہونے اور تلخی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۷

اِمْرًا ۔ بھاری۔ عجیب۔ انوکھا۔ قابلِ انکار۔ اسم ہے۔ پ۱۵ ۲۲

اِمْرُؤٌ ۔ مرد۔ انسان۔ شخص۔ اِمْرَءٌ کی ہمزہ بحالت رفع واو کی شکل میں اور بحالتِ نصب الف کی

شکل میں اور بحالتِ جر یا کی شکل میں آتی ہے۔
اس کی راکو ضمہ بھی آتا ہے اور فتحہ بھی اور رفع
کی حالت میں ضمہ اور نصب کی حالت میں فتحہ
اور جر کی حالت میں کسرہ کے ساتھ پڑھنا بھی
درست ہے۔ پ۱ اِمْرَأٌ پ۵ اِمْرِئٍ پ۸ پ۲۶
پ۲۹ پ۳۰

اِمْرَأَةٌ - عورت - اِمْرَءٌ کی مونث پ۳ پ۵
پ۲۲

اِمْرَأَتَانِ - دو عورتیں - اِمْرَأَةٌ کا تثنیہ بحالت
رفع - پ۳

اِمْرَأَتُ عِمْرَانَ - عمران کی عورت - عمران
کی بیوی یہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدۂ ماجدہ
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جدۂ محترمہ ہیں۔
رضی اللہ عنہا۔ ان کا اسم مبارک حنہ تھا۔ یہ عبرانی
نام ہے۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حنہ نے حضرت مریم
کو جنا اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو معراج[۱]

کی مشہور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خالہ زاد
بھائی فرمایا ہے[۲]۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت
یحییٰ علیہ السلام کی بھی نانی ہوتی ہیں پ۳

اِمْرَأَتُ الْعَزِيزِ - عزیز کی عورت - عزیز کی
بیوی بعض علما اس کا نام راعیل بنت رعابیل
بتلاتے ہیں اور بعض زلیخا بنت تملیخا، زلیخا کا تلفظ
زا کے زبر اور لام کے زیر سے مشہور ہے اور بعض زا
کو پیش اور لام کو زبر دیتے ہیں۔ پ۱۲ پ۱۳ و ۱۴

اِمْرَأَتُ فِرْعَوْنَ - فرعون کی عورت -
فرعون کی بیوی - ان کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔
رضی اللہ عنہا۔ فرعونیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے قتل سے انہیں نے روکا تھا۔ سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ
نے ان کے ایمان کا تذکرہ کیا ہے اور مومنین کے
لئے ان کی مثال بیان فرمائی ہے، فرعون کو جب
ان کے ایمان کا حال کھلا تو وہ کمبخت ان کو طرح
طرح کی ایذائیں دینے لگا۔ ابن ابی شیبہ، عبد بن

[۱] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۲ طبع دائرۃ المعارف سنہ ۱۳۴۰ھ
[۲] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا

حمید، ابن المنذر، ابن جریر، حاکم نیز بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کو چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر کے ایذائیں دی جاتیں اور جب لوگ ایذائیں دے کر ہٹ جاتے تو فرشتے اپنے بازوؤں سے ان پر سایہ فگن ہوتے، ان کو جنت میں اپنا گھر نظر آتا تھا۔ حاکم نے مستدرک میں اس روایت کو بخاری، مسلم کی شرط پر صحیح بتلایا ہے اور ذہبی نے تلخیص میں ان کی رائے سے اتفاق ظاہر کیا ہے[1] مسند احمد، مستدرک حاکم، اور معجم طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی بیبیوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ آسیہ فرعون کی اہلیہ تھیں اپنی اس فضیلت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے متعلق ہم کو اس آیت میں بتائی ہے قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ الآیہ۔ صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے تو بہت سوں کو کمال حاصل ہوا مگر عورتوں میں بجز آسیہ، فرعون کی اہلیہ اور مریم بنت عمران کے اور کسی کو یہ بات نصیب نہیں ہوئی۔ اور بلاشبہ عائشہ کو عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو اور کھانوں پر۔[2] پ ۲۸ ع ۲۰

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ و مستدرک مع تلخیص ج ۲ ص ۴۹۶ و ۴۹۷۔

[2] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ ضرب اللہ مثلا للذین آمنوا امراۃ فرعون و صحیح مسلم کتاب الفضائل
تعجب ہے کہ حافظ ابن کثیر اور قاضی شوکانی نے صحیحین کے حوالے سے اس حدیث میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۲ طبع میریہ ۱۳۰۰ھ و تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹) حالانکہ صحیحین میں حضرت خدیجہ کا نام اس استثناء میں کہیں مذکور نہیں، البتہ معجم طبرانی، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی اور تفسیر ثعلبی میں جو روایت درج کی اس میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کا بھی اس استثناء میں نام لیا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۱ طبع میریہ ۱۳۰۰ھ)

اِمْرَاَتَ لُوْطٍ ۔ لوط کی عورت، لوط کی بیوی
مقاتل کا بیان ہے کہ اس کا نام والعہ[۵۱] تھا قرآن مجید
میں جو حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت
لوط علیہ السلام کی بیوی کے متعلق اپنے شوہروں
سے خیانت کرنا مذکور ہے۔ اس سے مراد خیانت
دینی ہے حرامکاری اور بدکاری نہیں، حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان دونوں
کی خیانت یہ تھی کہ وہ ان پیغمبروں کے دین پر نہ
تھیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی تو ان کے خفیہ
راز پر مطلع رہتی اور جب کوئی شخص ان پر ایمان
لاتا تو قوم کے سرکشوں کو اس کی اطلاع دیتی۔
اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ
جب حضرت لوط علیہ السلام کسی کی مہمانداری
کرتے تو یہ شہر کے بدکاروں کو خبر دیتی[۵۲] پ۲۸

اِمْرَاَتَ نُوْحٍ ۔ نوح کی عورت، نوح کی بیوی
مقاتل نے اس کا نام والہہ بتایا ہے۔ حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے بطرقِ صحیحہ حدیث و تفسیر
کی متعدد کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت نوح
اور لوط علیہما السلام کی جن دو بیویوں کا قرآن مجید
میں ذکر ہے۔ ان دونوں نے حرامکاری نہیں کی
تھی۔ نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی
کہ وہ لوگوں سے کہتی یہ دیوانے ہیں اور لوط علیہ السلام
کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مہمانوں کے
متعلق اطلاع دیدیتی، قرآن مجید میں اسی خیانت
کا ذکر ہے۔[۵۳] پ۲۸

اِمْرَاَتٰنِ ۔ دو عورتیں۔ اِمْرَاَۃٌ کا تثنیہ بحالت
رفع۔ پ۳

اِمْرَاَتُکَ ۔ تیری عورت۔ تیری بیوی۔ اِمْرَاَۃٌ
مضاف۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔
پ۱۲/۷ پ۱۶/۱۹

اِمْرَاَتُہٗ ۔ اس کی عورت۔ اس کی بیوی۔ اِمْرَاَۃٌ
مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ
پ۸/۱۲ پ۱۲/۷و۱۳ پ۱۳/۴ پ۱۹/۱۱ پ۲۰/۱۹ پ۲۶/۱۹ پ۳۰/۳۶

اِمْرَاَتِیْ ۔ میری عورت۔ میری بیوی۔ اِمْرَاَۃٌ مضاف
ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ پ۳/۱۲ پ۱۶/۴

اِمْرَاَتَیْنِ ۔ دو عورتیں۔ اِمْرَاَۃٌ کا تثنیہ بحالت

[۵۱] البحر المحیط ج ۸ ص ۲۹۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ [۵۲] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰ [۵۳] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹۔

نصب و جر۔ پ ۲۰

اُمِرْتُ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم پ ۷، پ ۸، پ ۱۱، پ ۱۲، پ ۲۰، پ ۲۲، پ ۲۴

اُمِرْتَ۔ تجھے حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۲، پ ۲۵

اَمَرْتُكَ۔ میں نے تجھ کو حکم دیا۔ اَمَرْتُ اَمْرٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ ۹

اَمَرْتَنِیْ۔ تو نے مجھے حکم کیا۔ اَمَرْتَ اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۷

اَمَرْتَهُمْ۔ تو نے ان کو حکم دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۱۹

اَمَرَكُمْ۔ اس نے تم کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۲

اَمْرُكُمْ۔ تمہارا کام۔ اَمْرُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۲، پ ۱۵

اَمَرْنَا۔ ہم نے حکم دیا۔ یہاں امرِ تکوینی مراد کر

اَمَرْنَا سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۴

اُمِرْنَا۔ ہم کو حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۵

اَمَرَنَا۔ اس نے ہم کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی، نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱۰

اَمْرُنَا۔ ہمارا حکم، ہمارا کام۔ اَمْرُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۲، پ ۱۲، پ ۸، پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۱۲، پ ۱۵، پ ۱۶، پ ۱۷، پ ۲۱، پ ۲۲، پ ۲۵

اٰمُرَنَّهُمْ۔ میں ان کو ضرور حکم دوں گا۔ اٰمُرَنَّ مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۵

اَمَرُوْا۔ انہوں نے حکم دیا۔ اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۷

اُمِرُوْا۔ ان کو حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۵، پ ۱۰، پ ۱۱، پ ۳۰

اٰمُرُهٗ۔ میں اس کو حکم دیتی ہوں۔ اٰمُرُ اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ هٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲

اَمَرَهٗ۔ اس کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی هٗ ضمیر واحد

مذکر غائب پ ۳۰/۵

اَمْرُہٗ۔ اس کا حکم۔ اس کا کام امر مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۱۳ پ ۳/۶ پ ۳/۳ پ ۸/۱۴ پ ۹/۹، پ ۱۲/۱۳ پ ۱۳/۱۷ پ ۱۴/۱و۷ پ ۱۵/۱۹ پ ۱۷/۲و۶و۱۶ پ ۱۸/۱۵ پ ۲۱/۲و۸ پ ۲۳/۴و۱۲ پ ۲۴/۷ پ ۲۵/۱۸ پ ۲۸/۱۷

اَمْرَھَا۔ اس کا کام اس کا حکم۔ امر مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲۳/۱۹ پ ۲۸/۱۷

اَمَرَھُمْ۔ ان کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۳/۲ پ ۲۵/۱۹

اَمْرُھُمْ۔ ان کا کام۔ ان کا معاملہ۔ ان کا حکم۔ اَمْرُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۵/۲ پ ۱۲/۱۲ پ ۱۳/۵ پ ۱۵/۱۵ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۷/۶ پ ۱۸/۴ پ ۲۳/۲ پ ۲۵/۵ پ ۲۸/۵و۱۵

اٰمِرُوْنَ۔ حکم دینے والے۔ اٰمِرٌ کی جمع۔ اَمْرٌ سے اسم فاعل کا ۔۔ جمع مذکر غائب پ ۱۱/۱۳

اَمْرِیْ۔ میرا حکم۔ میرا کام۔ امر مضاف ی متکلم کی مضاف الیہ پ ۱۵/۲۲ پ ۱۶/۱و۱۱و۱۲ پ ۱۹/۱۸ پ ۲۳/۱۰

اَمْسِ۔ کل گزشتہ۔ ظرفِ زمان ہے پ ۱۱/۸ پ ۲۰/۵و۱۱

اِمْسَاکٌ۔ روک رکھنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے پ ۲/۱۲

اِمْسَحُوْا۔ تم مسح کرو۔ تم ملو۔ (فتحہ) مَسْحٌ سے جس کے معنی ہاتھ پھیرنے اور پونچھنے کے آتے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵/۴ پ ۶/۶

اَمْسِكْ۔ تو روک رکھ۔ اِمْسَاکٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۲/۲ پ ۲۳/۱۲

اَمْسَكَ۔ اس نے روک رکھا۔ اِمْسَاکٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹/۲

اَمْسَكْتُمْ۔ تم نے روک رکھا۔ اِمْسَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۵/۱۱

اَمْسَكْنَ۔ انھوں نے روک رکھا۔ اِمْسَاکٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب پ ۶/۵

اَمْسِكُوْھُنَّ ان عورتوں کو روک رکھو۔ ان کو رکھ لو۔ اَمْسِكُوْا اِمْسَاکٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب پ ۲/۱۳ پ ۲/۱۴ پ ۲۸/۱۷

اَمْسَكَھُمَا۔ اس نے ان دونوں کو روک رکھا اَمْسَكَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۲۲/۱۷

اَمْشَاجٍ۔ ملے ہوئے۔ مخلوط۔ مَشْجٌ مَشِیْجٌ مَشَجٌ
اور مَشِجٌ کی جمع جس کے معنی ملے جلے کے ہیں پ۲۹ ع۱۹

اِمْشُوْا۔ تم چلو (ضَرَبَ) مَشْیٌ سے جس کے معنی
چلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۳ ع۱۰ پ۲۹

اِمْضُوْا۔ تم چلے جاؤ (نَصَرَ، ضَرَبَ) مُضِیٌّ سے
جس کے معنی گزر جانے اور چلے جانے کے ہیں امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۴

اَمْضِیَ۔ میں چلا جاؤں گا۔ (نَصَرَ وضَرَبَ)
مُضِیٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۵ ع۲۱

اَمْطِرْ۔ تو برسا۔ اِمْطَارٌ سے جس کے معنی برسانے
کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ مشہور لغوی
ابو عبیدہ نے تصریح کی ہے کہ مَطَرَ کا استعمال
باران رحمت میں ہوتا ہے اور اَمْطَرَ کا نزول
عذاب میں۔[1] پ۹ ع۱۸

اُمْطِرَتْ۔ اس پر برسایا گیا ہے۔ اِمْطَارٌ سے
ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۹

اَمْطَرْنَا۔ ہم نے برسایا۔ اِمْطَارٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع متکلم پ۸ ع۱۷ پ۱۲ ع۷ پ۱۴ ع۵ پ۱۹ ع۱۹،۱۲

اَمْعَآءَهُمْ۔ ان کی آنتیں۔ اَمْعَآءٌ مِعًی کی جمع
جس کے معنی آنت کے ہیں مضاف ہے ھُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶

اُمِّكَ۔ تیری ماں۔ اُمٌّ مضاف كَ ضمیر واحد
مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۶

اُمِّكِ۔ تیری ماں۔ اُمٌّ مضاف كِ ضمیر واحد
مونث حاضر مضاف الیہ پ۱۶

اُمْكُثُوْا۔ تم ٹھہرے رہو۔ (نَصَرَ) مَكْثٌ سے جس کے
معنی ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر
حاضر پ۱۶ پ۲۰

اَمْكَنَ۔ اس نے پکڑوایا۔ اس نے قابو دلوایا۔
اِمْكَانٌ سے جس کے معنی ایک کو دوسرے پر قابو
دلوانے اور پکڑوانے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب پ۱۰

اَمَلُ۔ امید۔ توقع۔ آمَالٌ جمع پ۱۴ اَمَلًا پ۱۵ ع۱۸

اِمْلَاقٍ۔ مفلس تنگدست ہونا۔ بروزن
اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ۸ پ۱۵

اَمْلَئَنَّ۔ میں ضرور بھر دوں گا۔ (فَتَحَ) مَلْأٌ سے

[1] فتح القدیر شوکانی ج ۲ ص ۲۱۲ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔

جس کے معنی بھرنے اور پُر کرنے کے آتے ہیں مضارع
بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہے ۹ ۱۰ ۱۵ ۱۳

أَمْلِكُ - میں مالک ہوں. میں اختیار رکھتا ہوں
(ضَرَبَ) مُلْكٌ سے۔ جس کے معنی مالک ہونے کے
ہیں. مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے ۹ ۱۲ ۱۱
۲۹ ۱۲

أَمْلٰى - اس نے مہلت میں ڈالدیا. اس نے لمبی
لمبی امیدیں دلائیں۔ اِمْلَاءٌ سے جس کے معنی
مہلت میں ڈالنے. ڈھیل چھوڑنے اور لمبی امیدیں
دلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے ۲۶

أُمْلِيْ - میں ڈھیل دونگا. میں ڈھیل دیئے جاتا
ہوں. اِمْلَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم
۲۹ ۱۲

أَمْلَيْتُ - میں نے ڈھیل دی. اِمْلَاءٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہے ۱۳ ۱۲

أُمَمٌ - امتیں. فرقے. اصناف. انواع. جماعتیں
أُمَّةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو أُمَّةٌ) ۱۰ ۱۱ ۸ ۷

۱۱ ۱۳ ۱۳ ۱۲ ۱۷ ۲ أُمَمًا ۱۰ ۱۱

أُمِّ مُوْسٰى - حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ماں. ان کا نام کیا تھا اس کے تعین میں مختلف
اقوال ہیں بعض میلانہ بنت یصہر بن لاوی بتلاتے
ہیں اور بعض یوخابذ (بخا معجمہ و با موحدہ) اور
بعض یارخا اور بعض یارخت اور بعض اور کچھ بیان
کرتے ہیں۔[1] سلیمان جمل ناقل ہیں کہ ان کا نام یوحانذ
تھا (بضم یا و کسر نون و بذال معجمہ) ثعلبی کا بیان
ہے کہ حضرت موسیٰ کی والدہ لوخا بنت ہاند بن لاوی
بن یعقوب ہیں۔[2] اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ
نبیہ نہیں تھیں[3] اور قرآن مجید میں جو یہ وارد ہے
اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى (جب ہم نے
حکم بھیجا تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں) اور
اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى (اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ
کی ماں کو) تو یہاں یہ لفظ ایحاء سے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ
نبی وہ ہے جس کی طرف احکام الٰہی کی وحی ہو اور

[1] روح المعانی ج ۲۰ ص ۴۹ طبع مصر۔ [2] حاشیہ الجمل علی الجلالین ج ۳ ص ۳۳۵ طبع مصر ۱۳۵۲ھ
[3] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۱۵۴۔

پھران کی تبلیغ کا امر ہو۔ یہاں یہ صورت نہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو جو حکم دیا گیا تھا سورۂ طٰہٰ اور سورۂ قصص میں وہ بالتفصیل مذکور ہے۔ یہ حکم کس ذریعہ سے اور کیونکر ان کو پہنچا اس کے متعلق مفسرین کی مختلف آرا ہیں بعض کہتے ہیں خواب دیکھا تھا۔ بعض کا خیال ہے بیداری کا واقعہ ہے الہام ہوا تھا بعض کہتے ہیں خود فرشتہ نے آکر کہا تھا اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے رہا غیر انبیا کی طرف فرشتوں کا آنا یہ اپنی جگہ پر ثابت ہے۔ قرآن مجید میں حضرت مریم کے پاس فرشتہ کا آنا مذکور ہے ارشاد ہے فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا پھر ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ اس کے سامنے پوری پوری انسانی شکل میں نمایاں ہوا) صحیحین میں اگلے زمانے میں تین اشخاص کے امتحان کے لئے ایک فرشتہ کے بھیجے جانے کا ذکر ہے جن میں ایک گنجا تھا، دوسرا کوڑھی اور تیسرا اندھا۔ اندھا امتحان میں کامیاب رہا اور دوسرے دونوں ناکام ثابت ہوئے۔[1]

اٰمَنَ - وہ ایمان لایا۔ اِیْمَانٌ سے۔ جس کے معنی ایمان لانے اور ماننے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (اَلَّذِیْٓ اٰمَنَ کے لئے ملاحظہ ہو رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ)
پ۱: ۲و۸و۱۵ پ۲: ۲ پ۳: ۱و۸ پ۴: ۱و۳ پ۵: ۵ پ۶: ۱۲
پ۷: ۱۱ پ۸: ۱۷و۱۸ پ۱۰: ۹ پ۱۱: ۴و۱۵ پ۱۲: ۴ پ۱۶: ۲و۷و۱۳ پ۱۹: ۴
پ۲۰: ۱۰و۱۱و۱۵ پ۲۲: ۱۱ پ۲۳: ۹و۱۰ پ۲۶: ۱

اِئْمَنْ - تو ایمان لا۔ اِیْمَانٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۶: ۲

اَمْنٌ - امن۔ بےخوفی۔ دلجمعی۔ مصدر ہے۔ پ۵: ۸ پ۷: ۱۵ اٰمِنًا پ۱۳: ۱۵ پ۱۹: ۱۲

اٰمَنَ - اس نے اعتبار کیا۔ وہ بےخوف ہو گیا۔ وہ نڈر ہو گیا۔ اَمْنٌ سے جس کے معنی اعتبار کرنے مطمئن ہونے اور نڈر ہونے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۷: ۱ پ۹: ۲ پ۱۳: ۱۲

اَمَّنْ - یا کون۔ بھلا کون۔ بھلا جو۔ مرکب ہے ہمزۂ استفہام اور مَنْ اسم موصول سے (ملاحظہ ہو ہمزہ اور مَنْ) پ۱۹: ۹ پ۲۰: ۱ پ۲۳: ۱۵ پ۲۶: ۲

اٰمَنَّا - ہم ایمان لائے۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۱۵۴۔

جمع متکلم پ۱ (۲ و ۹ و ۱۶) پ۳ (۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷) پ۴ (۳ و ۱۱) پ۶ (۱۰ و ۱۳)
پ۷ (۱ و ۵) پ۹ (۴) پ۱۶ (۱۲) پ۱۸ (۶) پ۱۹ (۷) پ۲۰ (۹ و ۱۳) پ۲۱ (۱) پ۲۲ (۱۲)
پ۲۴ (۱۲) پ۲۶ (۱۴) پ۲۹ (۲ و ۱۱)

اٰمِنًا۔ امن والا۔ پرامن۔ اَمْنٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ۱ (۱۵) پ۴ پ۱۳ (۸) پ۲۰ (۹) پ۲۱ (۳) پ۲۴ (۱۹)

اٰمَنْتُ۔ میں ایمان لایا۔ میں نے مانا۔ میں نے یقین کرلیا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۱ (۱۲) پ۲۳ (۱) پ۲۵ (۳)

اٰمَنَتْ۔ وہ ایمان لائی۔ اس نے مانا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ۸ (۲) پ۱۱ (۱۴ و ۱۵) پ۱۴ (۱) پ۲۸ (۱۰)

اٰمِنَۃً امن والی۔ پرامن۔ اَمْنٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ۱۴ (۲۱)

اَمَنَۃً۔ امن۔ دلجمعی۔ چین۔ اَمْنٌ کی طرح مصدر ہے۔ پ۴ (۷) پ۹ (۱۴)

اٰمِنْتُکُمْ۔ میں نے تمہارا اعتبار کیا۔ اٰمِنْتُ اَمْنٌ سے جس کے معنی اعتبار کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۳ (۲)

اٰمَنْتُمْ۔ تم ایمان لائے۔ تم نے مانا۔ تم نے یقین کیا۔ اِیْمَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ (۱۹) پ۵ (۱۸)
پ۶ (۱۴) پ۹ (۴) پ۱۰ (۱) پ۱۱ (۱۰ و ۱۳) پ۱۶ (۱۲) پ۱۹ (۷)

اَمِنْتُمْ۔ تم مطمئن ہوئے۔ تم امن میں ہوئے۔ تم نڈر ہوگئے۔ اَمْنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ءَاَمِنْتُمْ میں ہمزہ اولیٰ استفہام کی ہے۔ پ۲ (۸ و ۱۵) پ۵ (۱۵) پ۹ (۲)

اٰمَنُکُمْ۔ میں تمہارا اعتبار کروں۔ اَمِنَ اَمْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۳ (۲)

اُمْنُنْ۔ تو احسان کر۔ تو خرچ کر۔ (نَصَرَ) مَنٌّ سے جس کے معنی احسان کرنے کے آتے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۳ (۱۲)

اٰمِنُوْا۔ تم ایمان لاؤ۔ اِیْمَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ (۲ و ۵ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۹) پ۳ (۱۹) پ۴ (۹ و ۱۱)
پ۵ (۲ و ۱۷) پ۶ (۲) پ۷ (۵) پ۹ (۱۰) پ۱۰ (۱۴) پ۱۵ (۱۲) پ۲۵ (۳) پ۲۶ (۴)
پ۲۷ (۱۴) پ۲۸ (۱۵)

اَمِنُوْا۔ وہ نڈر ہوگئے۔ وہ بے خوف ہوگئے اَمْنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۹ (۲) پ۱۳ (۹)

اٰمَنُوْا۔ وہ ایمان لائے۔ انہوں نے مانا۔ انہوں نے یقین کیا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر

غائب پ۱/۲و۳و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۶ پ۲/۳و۴و۵و۶و۷

پ۲/۷و۹و۱۰و۱۱و۷ ۲و۳ پ۳/۲و۳و۵و۶و۷و۱۴و۱۵و۱۶

پ۴/۱و۲و۳و۵و۷و۸و۱۱و۱۳ پ۵/۲و۳و۴و۵و۶و۷

پ۵/۱۰و۱۵و۱۷و۱۸ پ۶/۱و۳و۵و۶و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵

پ۷/۱و۲و۳و۵ پ۸/۱۱و۱۲و۱۸ پ۹/۱و۴و۶و۱۶و۱۷و۱۸

پ۱۰/۲و۶و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳ پ۱۱/۳و۴و۵و۶و۱۲و۱۵

پ۱۲/۲و۳و۵و۶و۸ پ۱۳/۱و۱۰و۱۶و۱۷ پ۱۴/۱۹و۲۰ پ۱۵/۱۳و۱۹

پ۱۶/۳و۸و۹ پ۱۷/۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۷ پ۱۸/۸و۹و۱۰و۱۳

پ۱۸/۱۴و۱۵ پ۱۹/۱۵و۱۹ پ۲۰/۱۳ پ۲۱/۲و۵و۸و۱۰و۱۵و۱۸

پ۲۲/۳و۴و۶و۷و۱۳ پ۲۳/۲و۹و۱۱و۱۲و۱۶ پ۲۴/۶و۸و۹

پ۲۴/۱۱و۱۵و۱۶و۱۹ پ۲۵/۳و۴و۵و۶و۱۳و۱۸و۲۰ پ۲۶/۲و۵

پ۲۶/۲و۷و۸و۱۲و۱۳و۱۴ پ۲۷/۳و۱۷و۱۸و۱۹و۲۰

پ۲۸/۲و۳و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۸و۱۹و۲۰

پ۲۹/۱۵ پ۳۰/۸و۹و۱۰و۱۵و۲۰و۲۳و۲۸

اٰمِنُوْنَ - امن والے۔ بےخوف۔ مطمئن۔ اٰمِنٌ کی جمع اَمْنٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع اٰمِنُوْنَ ہوگا اور بحالتِ نصب وجر اٰمِنِیْنَ

پ۲۲/۱۱

اٰمَنَهُمْ - ان کو امن دیا۔ اٰمَنَ اِیْمَانٌ سے جس کے معنی امن دینے کے بھی آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۳۰/۳۱

اُمْنِيَّتِهٖ - اس کا خیال۔ اس کی تمنا۔ اس کی قرات اُمْنِيَّةٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ اُمْنِيَّةٌ کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے اول تمنا کی وہ صورت جو ذہنِ انسانی میں حاصل ہو، دوم قرات تَمَنّٰی سے ماخوذ ہے۔ ابومسلم اصفہانی نے تَمَنّٰی کے معنی نہایۃ التقدیر یعنی مقررہ اندازے کے انتہا کو پہنچنے کے بتائے ہیں۔ تمنا کرنے والا اپنے اندازہ کے مطابق ایک مقررہ چیز کا خیال کرتا اور پڑھنے والا حروف کا اندازہ رکھتا اور ان کا تصور قائم کرتا ہے اسی اعتبار سے اُمْنِيَّةٌ کا لفظ عربی زبان میں دونوں معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تَمَنّٰی) پ۱۷/۱۳

اٰمِنِیْنَ مطمئن۔ دلجمع۔ بےخوف۔ اٰمِنٌ کی جمع بحالتِ نصب وجر پ۱۳/۵ پ۱۴/۴و۶ پ۱۹/۱۱ پ۲۰/۷ پ۲۴/۸ پ۲۵/۱۶ پ۲۶/۱۲

اُمَنِّيَنَّهُمْ میں ان کو امیدیں دلا دوں گا۔

اُمْنِيَّۃٌ، تَمْنِيَتٌ سے جس کے معنی آرزو ہیں

دلانے کے ہیں۔ مضارع با نونِ تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۵/۱۵

اَمْوَات۔ مردے۔ مَیِّتٌ کی جمع (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اموت) پ ۲ پ ۱۲ پ ۲۲/۱۵ **اَمْوَاتًا** پ ۱/۲ پ ۳/۸ پ ۲۹/۲۱

اَمْوَال۔ مال۔ دولتیں۔ مَالٌ کی جمع پ ۲/۴و۷ پ ۳/۱۲ پ ۶/۲ پ ۱۰/۹و۱۱ پ ۱۵/۱و۷ پ ۲۱/۷ پ ۲۷/۱۹ پ ۲۹/۶ **اَمْوَالًا** پ ۱۵ پ ۱۳ پ ۲۲/۱۰

اَمْوَالُکُمْ۔ تمہارے مال اَمْوَالُ مضاف۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲ پ ۳/۶ پ ۴/۱۰و۱۲ پ ۵/۱و۲ پ ۹/۱۲ پ ۱۰/۱۲ پ ۲۲/۱۱ پ ۲۶/۸ پ ۲۷/۱۰و۱۲و۱۶

اَمْوَالِنَا۔ ہمارے مال۔ اَمْوَالِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۲/۸ پ ۲۶/۱۰

اَمْوَالِهِمْ۔ ان کے مال اَمْوَال مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳/۴و۶و۱۰ پ ۴/۲و۱۲ پ ۵/۳و۱۰ پ ۹/۱۸ پ ۱۰/۶و۹و۱۳و۱۴ پ ۱۱/۲و۳و۱۳ پ ۲۱/۱۹ پ ۲۶/۱۲و۱۴ پ ۲۶/۱۸ پ ۲۸/۳و۴ پ ۲۹/۷

اَمُوْتُ۔ میں مروں گا۔ مَوْتٌ سے۔ جس کے معنی مرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم

انواعِ حیات کے اعتبار سے موت کی بھی مختلف نوعیں ہیں (۱) انسانی، حیوانی، نباتی نشو ونما کے بالمقابل جو کیفیت پائی جاتی ہے وہ بھی ایک طرح کی موت ہی ہے۔ ارشادِ حق ہے۔ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد) یہاں زمین کی موت سے مراد اس میں نشو ونما کا نہ ہونا اور اس کی شادابی اور روئیدگی کا فنا ہو جانا ہے۔ (۲) زوالِ احساس چنانچہ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے) اور ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا (کیا جب میں مر جاؤں تو پھر زندہ ہو کر نکلونگا) میں موت سے زوالِ احساس ہی مراد ہے (۳) زوالِ عقل یعنی جہالت جیسے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ (بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو روشنی دی جس کو وہ لوگوں میں لئے پھرتا ہے) یعنی جو پہلے بے عقل اور جاہل تھا اس کو ہم نے علم کی روشنی سے حیاتِ تازہ و رونقِ بے اندازہ عنایت کی۔ آیت شریفہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ

الْمَوْتٰى (تو مردوں کو سنا نہیں سکتا) میں بھی یہی
عقل کے مردے مراد ہیں۔ (۴) وہ حزن وملال
جو زندگی کو مکدر کرکے چھوڑ دے جسے ہماری زبان
میں بے موت مرنا کہتے ہیں۔ ارشاد ہے وَيَأْتِيهِ
الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ (اور
چلی آتی ہے اس پر موت ہر طرف سے اور وہ
نہیں مرتا) (۵) نیند کی حالت چنانچہ اہل عرب
کا مقولہ ہے النوم موت خفیف والموت
نوم ثقیل (نیند خفیف قسم کی موت ہے اور موت
سخت قسم کی نیند) هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ
(وہی تو ہے جو تم کو رات میں وفات دیتا ہے) یہاں
وفات سے یہی موت مراد ہے۔ حدیث شریف
میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے
بیدار ہوتے تو فرماتے الحمد للہ الذی احیانا
بعد ما اماتنا (اللہ ہی کے لئے حمد ہے جس نے
مرنے کے بعد ہم کو زندہ فرمایا)[1] پ۶ ع۵

اُمُوْر۔ معاملات۔ کام۔ اَمْر کی جمع (ملاحظہ ہو
اَمْر) پ۲ ع۹ پ۳ ع۲و۱۰ پ۱۰ ع۱و۱۳ پ۷ ع۱۲و۱۴ پ۲۱ ع۱۱و۱۳ پ۲۲ ع۱۳

پ۲۵ ع۵ پ۲۷ ع۱۸

اُمُّهٗ۔ اس کی ماں۔ اس کا ٹھکانا۔ اُمّ مضاف
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو
اُمّ) پ۳ ع۱۲ پ۶ ع۷و۱۲ پ۸ ع۳ پ۲۰ ع۲ پ۲۱ ع۱۱ پ۲۶ ع۲ پ۳۰ ع۵و۶و۷

اُمِّهَا۔ اس کی ماں۔ ان کی بڑی بستی۔ آیت شریف
وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ
فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا (اور تیرا
رب نہیں غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک
کہ نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر
جو سنائے ان کو ہماری باتیں) میں اُمِّهَا کے معنی
ان کی بڑی بستی کے ہیں ھَا ضمیر قریٰ کی طرف
راجع اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے بستیوں
کی ماں یعنی بڑی بستی۔ اُمّ مضاف ھَا ضمیر واحد
مونث غائب مضاف الیہ۔ پ۲۰ ع۹

اُمَّهَاتُ۔ مائیں۔ اُمّ کی جمع (ملاحظہ ہو اُمّ)
پ۴ ع۱۶

اُمَّهَاتُكُمْ۔ تمہاری مائیں۔ اُمَّهات مضاف
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۴ ع۱۵ پ۴ ع۱۴

[1] سنن ابن ماجہ ص ۲۸۸ طبع فاروقی

پ ۲/۱۲ ۳۱/۱۴ ۳۷/۱۵ ۲۴/۶

اُمَّهٰتُهُمْ ۔ ان کی مائیں ۔ اُمَّهَات مضاف ۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳۱/۱۴ ۲۵/۱

اَمْهِلْهُمْ ۔ ان کو ڈھیل دے ۔ اَمْهِلْ اِمْهَالٌ سے جس کے معنی مہلت دینے اور ڈھیل چھوڑنے کے ہیں ۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱/۳۰

اُمِّیْ ۔ میری ماں ۔ اُمّ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ

اُمِّیٌّ ۔ امی ۔ جو نہ لکھ سکے نہ کتاب پڑھ سکے ۔ زجاج نے تصریح کی ہے کہ امی وہ ہے جو امتِ عرب کی صفت پر ہو بے پڑھا لکھا ہونا عرب کی مخصوص صفت تھی جس میں وہ دوسری قوموں سے ممتاز تھے ۔ صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب (ہم امی جماعت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب کرنا) اس اعتبار سے امی کو عامی کی طرح سمجھنا چاہئے کیونکہ عامی وہ ہے جو عامۃ الناس کی صفت پر ہو

بعض علماء کے خیال میں امی اُمّ کی طرف منسوب ہے چونکہ مائیں اکثر بے پڑھی لکھی ہوتی ہیں اس اعتبار سے بے پڑھے لکھے شخص کا انتساب ماں کی طرف مناسب ہوا یا چونکہ بے پڑھے لکھے شخص کی حالت گویا وہی ہوتی ہے جس حالت پر کہ اس کو ماں نے جنا تھا اس لحاظ سے اس کی نسبت ماں کی طرف کی جانے لگی ۔ امام باقرؒ کی طرف یہ خیال منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو ام القری (مکہ) کی طرف منسوب بتلاتے تھے چونکہ اہل مکہ یعنی قریش من حیث القوم بے پڑھے لکھے ہی تھے اس وجہ سے بے پڑھے لکھے شخص کو امی کہا جانے لگا ۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو النبی الامی کہا گیا ہے ۔ کیونکہ خود قرآن ہی آپ کو مخاطب کر کے آپ کی یہ صفت بیان کر رہا ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (اور آپ اس سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے دستِ مبارک سے کچھ لکھتے تھے تب تو البتہ یہ باطل پرست شبہ میں پڑتے) گویا آپ کے امی ہونے سے ایک طرف تو قرآن مجید

اپنے اعجاز کو ثابت کر رہا ہے اور دوسری طرف آپ کے اس معجزہ کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ باوجود امی ہونے کے کمالِ علوم سے سرفراز ہیں پس اس لحاظ سے لفظ امی آپ کے حق میں صفتِ مدح ہے دوسروں کے حق میں نہیں جیسے صفتِ تکبر کہ ذاتِ باری کے لئے صفتِ مدح ہے اور غیر کے لئے مذموم ہے[1] پ ۹ و ۱۰

اُمِيْتُ میں مار ڈالتا ہوں۔ میں مار ڈالونگا۔ اِمَاتَۃٌ سے۔ جس کے معنی موت دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۳

اٰمِّيْنَ ۔ قصد کرنے والے۔ اَمٌّ سے جس کے معنی قصد کرنے کے ہیں۔ اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر واحد اٰمٌّ پ ۶

اَمِيْنٌ۔ امانت دار۔ امن والا۔ معتبر اَمَانَۃٌ اور اَمْنٌ سے۔ اسمِ فاعل کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور اسم مفعول کا بھی کیونکہ فَعِيْلٌ کا وزن دونوں میں مشترک ہے۔ فراء نے اس کو بمعنی فاعل بتایا ہے[2] اور بعض دوسرے علماء نے بمعنی مفعول پ ۱۹ پ ۱۳

اُمِّيّٖ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۵ ۱۲ و ۲۱ پ ۳۰ ۲ و ۹۶

اُمِّيُّوْنَ ۔ بے پڑھے لکھے۔ اُمِّیٌّ کی جمع بحالتِ رفع۔ پ ۱

اُمِّيِّيْنَ ۔ ان پڑھ۔ امی لوگ۔ اُمِّیٌّ کی جمع بحالتِ نصب وجر۔ پ ۳ ۱۰ و ۱۶ پ ۲۸ ۱۱

فصل النون المعجمہ

اَنْ ۔ کہ۔ یہ کہ۔ اس کی چار صورتیں ہیں (۱) اَنْ مصدریہ ماضی اور مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے اور اس کا مابعد بمنزلہ مصدر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ مضارع کو نصب دیتا ہے جیسے اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ (۲) اَنْ مخففہ جو کہ شروع میں ثقیلہ تھا پھر خفیفہ کر لیا گیا یہ کسی شے کی تحقیق اور ثبوت کے معنی دیتا ہے جیسے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى (معلوم ہوا کہ بیشک تم سے کتنے ہی بیمار ہو جائیں گے) (۳) اَنْ زائدہ جو لَمَّا کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ (پھر جب پہنچا خوشخبری دینے والا) (۴)

[1] ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۹ ص ۷۰۔ طبع مصر [2] تفسیر فتح القدیر سورۃ والتین۔

اِنْ مفسرہ۔ یہ ہمیشہ اس فعل کے بعد آتا ہے جس میں کہنے کے معنی پائے جائیں۔ خواہ کہنے کے معنی پر اس فعل کی دلالتِ لفظی ہو جیسے فَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ (پھر ہم نے اس کو حکم بھیجا کہ کشتی بنا) یا دلالتِ معنوی جیسے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا۔ (اور ان میں سے کئی پنچ چل کھڑے ہوئے کہ چلو) یعنی ان کے اٹھ کر چلنے کا مطلب گویا یہ کہنا ہے کہ تم بھی چلو۔

۱: ۳ و ۸ و ۱۱ و

۱: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — ۲: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

۱۵ و ۱۶ — ۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۶ — ۴: ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و

۴: ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ — ۵: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و

۵: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — ۶: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

۶: ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ — ۷: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و

۷: ۱۴ و ۱۵ — ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

۸: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷

۱۰: ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — ۱۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و

۱۱: ۷ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و

۱۲: ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ — ۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

۱۳: ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — ۱۴: ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و

۱۴: ۱۲ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۲ — ۱۵: ۱ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

۱۵: ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۱ — ۱۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و

۱۶: ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — ۱۷: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و

۱۷: ۱ و ۱۳ و ۱۹ — ۱۸: ۲ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

۱۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۲۰: ۱ و ۲ و

۲۰: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ — ۲۱: ۴ و

۲۱: ۲ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۷ — ۲۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و

۲۲: ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ — ۲۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — ۲۴: ۳ و ۸ و

۲۴: ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ — ۲۵: ۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹

۲۶: ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ — ۲۷: ۳ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۵ و

۲۷: ۱۸ و ۱۹ — ۲۸: ۱ و ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰

۲۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰

۳۰: ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۲۱

اِنْ۔ اگر۔ نہیں۔ تحقیق و تاکید۔ اس کی بھی چار صورتیں ہیں (۱) اِنْ شرطیہ جیسے اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا) (۲) اِنْ نافیہ یہ جملہ اسمیہ پر بھی آتا ہے اور جملہ فعلیہ پر بھی۔ چنانچہ آیتِ شریف اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ (سو یہ کچھ

نہیں مگر مجھے پڑے اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں) دونوں کی مثال ہے پہلا جملہ فعلیہ ہے اور دوسرا اسمیہ۔ اس کے بعد اکثر الّا یا لمّا آتا ہے مگر ہر جگہ آنا ضروری نہیں جیسے إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَانٍ بِهَٰذَا (تمہارے پاس اس کی کوئی سند نہیں) (۳) اِنْ موکدہ جو نادر ہوتا ہے اور مَا نافیہ کی تاکید کرتا ہے جیسے وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ (اور ہم نے ان کو مقدور دیا تھا ان چیزوں کا جن کا تم کو مقدور نہیں دیا) یہاں اِنْ نافیہ بھی بن سکتا ہے (۴) اِنْ مخففہ جو اَنَّ ثقیلے سے مخفف ہو کر اِنْ بن گیا۔ یہ تحقیق و ثبوت کے معنی دیتا ہے۔ اس کے بعد لام مفتوح کا آنا لازمی ہے جیسے وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ (بلاشبہ اصحاب الایکہ ظالم تھے)

پ ۱: ۳ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و
۱۲ و ۱۳ و ۱۹ — ۲: ا و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و
پ ۲: ۱۶ — ۳: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و
۴: ا و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ — پ ۵: ا و ۲ و ۳ و
۵: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۶: ا و ۲
۶: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ — ۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

۷: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۸: ا و ۳ و ۵ و
۸: ۷ و ۹ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ — ۹: ا و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۱ و
۹: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ — ۱۰: ا و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و
۱۰: ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۱: ا و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و
۱۱: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۲: ا و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و
۱۲: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — ۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و
پ ۱۳: ۱۹ — ۱۴: ا و ۲ و ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۱ و ۲۰
۱۵: ا و ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۱
۱۶: ا و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ — ۱۷: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و
۱۷: ۹ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۷ — ۱۸: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و
۱۸: ۱۶ و ۱۷ — ۱۹: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵
۲۰: ا و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۲۱: ۷ و ۸ و
۲۱: ۹ و ۱۱ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۲۲: ا و ۳ و ۴ و ۷ و ۹ و ۱۰ و
۲۲: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹ — ۲۳: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و
۲۳: ۹ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — ۲۴: ا و ۳ و ۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۹
۲۵: ا و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰
۲۶: ا و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ — ۲۷: ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و
۲۷: ۱۲ و ۱۴ و ۱۷ — ۲۸: ا و ۲ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و
۲۸: ۱۲ و ۱۷ و ۱۹ — ۲۹: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۲۱

۳۰: ۶ و ۱۱ و ۱۲ و ۲۱

إِنَّ - أَنَّ تحقیق، بیشک، یقیناً، یہ دونوں حرف تحقیق ہیں اور حروف مشبہ بالفعل میں سے ہیں خبر کی تاکید و تحقیق مزید کے لئے آتے ہیں اپنے اسم کو نصب و خبر کو رفع دیتے ہیں، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ إِنَّ کا ما بعد جملہ مستقلہ ہوتا ہے اور أَنَّ کا ما بعد مفرد کا حکم رکھتا ہے۔ پس جہاں جملہ اپنی اصلی حالت پر باقی رہے گا وہاں کسرہ واجب ہے اور جہاں اس کا ما بعد مفرد کے حکم میں ہوگا وہاں فتحہ ضروری ہے۔ إِنَّ

۱: ا و ۲ و ۳ و

۱: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ — ۲: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و

۲: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۳: ۳ و ۵

۳: ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۴: ا و ۳ و

۴: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — ۵: ا و ۲ و ۳ و

۵: ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و

۶: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴

۷: ۲ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ — ۸: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۹ و

۸: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ — ۹: ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و

۹: ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۱۰: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و

۱۰: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — ۱۱: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و

۱۱: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — ۱۲: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و

۱۲: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ — ۱۳: ا و ۲ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

۱۳: ۱۲ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۱۴: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و

۱۴: ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ — ۱۵: ا و ۳ و ۴ و

۱۵: ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ — ۱۶: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

۱۶: ۱۴ و ۱۶ — ۱۷: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷

۱۸: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ — ۱۹: ا و ۴ و ۵ و ۶ و

۱۹: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

۲۰: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

۲۱: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷

۲۱: ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۲۲: ا و ۲ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

۲۲: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۲۳: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

۲۳: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — ۲۴: ۲ و ۳ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

۲۴: ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ — ۲۵: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۲ و

۲۵: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۲۶: ا و ۲ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و

۲۶: ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ — ۲۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و

۲۷: ۱۹ و ۲۰ — ۲۸: ا و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۶ و ۱۷

۲۸: ۱۱ — ۲۹: ا و ۳ و ۴ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۳

۳۰: ۱و۲و۳و۴و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و

۳۰: ۱۹و۲۱و۲۳و۲۵و۲۸و۳۳

اَنَّ۔ ۱: ۳و۵و۷و۹و۱۲و۱۳ ؛ ۲: ۳و۵و۸و۹و

۲: ۱۳و۱۴و۱۶ ؛ ۳: ۳و۵و۱۱و۱۲و۱۷ ؛ ۴: ۸و۱۰ ؛ ۵: ۱۷

۶: ۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۵ ؛ ۷: ۳و۸و۱۳ ؛ ۸: ۵و۶و۱۷

۹: ۲و۵و۶و۱۷و۱۹ ؛ ۱۰: ۱و۳و۵و۷و۱۱و۱۳و۱۶

۱۱: ۳و۴و۵و۶و۱۱ ؛ ۱۲: ۶و۱۷ ؛ ۱۳: ۳و۸و۱۵ ؛ ۱۴: ۳و۵و۹و

۱۴: ۱۴و۲۰ ؛ ۱۵: ۱و۱۱و۱۳و۱۵ ؛ ۱۶: ۱۱ ؛ ۱۷: ۳و۷و۸و۹و۱۵و۱۶و

۱۸: ۷و۸و۹و۱۲ ؛ ۱۹: ۲و۹ ؛ ۲۰: ۲و۳و۱۰و۱۱ ؛ ۲۱: ۷و۱۲و۱۳

۲۲: ۳و۱۶ ؛ ۲۳: ۱۶ ؛ ۲۴: ۲و۳و۱۰و۱۶و۱۷ ؛ ۲۵: ۱۳ ؛ ۲۶: ۴و۵و

۲۶: ۱۳ ؛ ۲۷: ۷و۹و۱۸و۲۰ ؛ ۲۸: ۱۹ ؛ ۲۹: ۲و۱۱ ؛ ۳۰: ۲۳و۲۹

اٰنٍ۔ کھولتا پانی۔ اِنْیٌ سے جس کے معنی سخت کھولنے اور پکنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ ۲۷: ۱۲

اِنَّا۔ بیشک ہم، حرفِ شبہ بالفعل ہے اِنَّ اور ضمیر جمع متکلم نَا سے مرکب ہے ءَاِنَّا میں ہمزۂ اولیٰ استفہام انکاری کی ہے۔ ۱: ۱و۳و۸و۱۳ ؛ ۲: ۳ ؛ ۵: ۱۳

۶: ۲و۳و۷و۸و۱۱و۱۵ ؛ ۷: ۴ ؛ ۸: ۵و۷و۸و۱۵و۱۶و

۸: ۱۶ ؛ ۹: ۴و۵و۶و۹و۱۱و۱۲ ؛ ۱۰: ۱۳ ؛ ۱۲: ۳و۷و۸و۹و۱۰و

۱۲: ۱۱و۱۲و۱۴و۱۵ ؛ ۱۳: ۲و۳و۴و۵و۶و۷و۱۴و۱۵

۱۴: ۱و۲و۴و۵و۶و۷ ؛ ۱۵: ۵و۱۱و۱۳و۱۹و۲۰ ؛ ۱۶: ۲و۳و۴و

۱۶: ۵و۱۱و۱۲و۱۳ ؛ ۱۷: ۲و۴و۷و۸و۹و۱۳ ؛ ۱۸: ۱و۳و۵و۶

۱۹: ۶و۷و۸و۱۰و۱۹ ؛ ۲۰: ۲و۳و۴و۸و۹و۱۳و۱۶ ؛ ۲۱: ۱۳و۱۵

۲۲: ۳و۵و۶و۹و۱۰و۱۵و۱۸و۱۹ ؛ ۲۳: ۲و۴و۵و۶و۷و

۲۳: ۸و۹و۱۱و۱۳و۱۵ ؛ ۲۴: ۱و۱۰و۱۱و۱۶ ؛ ۲۵: ۲و۷و۸و۹و۱۰و

۲۵: ۱۳و۱۴و۲۰ ؛ ۲۶: ۳و۹و۱۰و۱۳و۱۷ ؛ ۲۷: ۱و۲و۳و۸و۹و

۲۷: ۱۰و۱۴و۱۵ ؛ ۲۸: ۷ ؛ ۲۹: ۳و۵و۶و۸و۹و۱۱و۱۳و۱۹و

۲۹: ۲۰و۲۲ ؛ ۳۰: ۲و۳و۲۲و۳۳

اَنَّا۔ بے شک، ہم۔ حرفِ مشبہ بالفعل ہے۔ اَنَّ اور نَا ضمیر جمع متکلم سے مرکب ہے۔ ۳: ۱۳و۱۵ ؛ ۵: ۶

۶: ۷ ؛ ۱۳: ۱۲ ؛ ۱۶: ۸و۹و۱۷ ؛ ۱۴: ۳ ؛ ۱۹: ۱۹ ؛ ۲۰: ۳ ؛ ۳۱: ۱و۳و۱۶

۲۲: ۲و۴ ؛ ۲۳: ۱۰ ؛ ۲۵: ۱۲ ؛ ۲۹: ۱۱ ؛ ۳۰: ۵

اَنَا۔ میں۔ واحد متکلم کی ضمیر مرفوع منفصل ہے ۲: ۲

۳: ۱۷ ؛ ۶: ۹ ؛ ۷: ۱۳و۱۵و۱۹ ؛ ۸: ۷و۸و۹و۱۶ ؛ ۹: ۷و۱۲

۱۱: ۱۰و۱۲ ؛ ۱۲: ۳و۸و۱۹و۱۷ ؛ ۱۳: ۲و۳و۴و۶و۱۹ ؛ ۱۴: ۳و۹و

۱۴: ۷ ؛ ۱۵: ۱۷ ؛ ۱۶: ۳و۵و۱۰ ؛ ۱۷: ۲و۵و۶و۱۳ ؛ ۱۸: ۳

۱۹: ۶و۱۰و۱۶و۱۸ ؛ ۲۰: ۳و۷ ؛ ۲۱: ۱ ؛ ۲۳: ۱۴ ؛ ۲۴: ۱۰و۱۵

۲۵: ۱۱و۱۳ ؛ ۲۶: ۱و۱۹ ؛ ۲۷: ۳و۷ ؛ ۲۸: ۲ ؛ ۳۰: ۲و۳۳

اٰنَاءَ۔ اوقات، گھڑیاں۔ اٰنًی (بروزن عصا) کی

جمع جس کے معنی گھڑی اور وقت کے ہیں آنی کا استعمال دن بھر اور رات بھر کے لئے ہوتا ہے
پ ۵ پ ۱۶ پ ۲۲

أَنَابَ - وہ رجوع ہوا۔ إِنَابَةٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب انابت الی اللہ کے معنی اخلاص عمل اور دل کی اللہ کی طرف رجوع ہونے اور توبہ کرنے کے ہیں۔
پ ۱۳ پ ۲۱ پ ۲۳

أَنَابُوا - وہ رجوع ہوئے۔ إِنَابَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۳

إِنَاثًا - عورتیں، اُنثیٰ کی جمع جس کے معنی عورت کے ہیں، آیتِ شریفہ اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو، یہں معبودانِ باطل کو اناث یا تو باعتبارِ لفظ کہا کیونکہ مشرکین اپنے بتوں کو انواعِ اقسام کے زیورں سے آراستہ کرتے اور عورتوں کے نام سے نامزد کرتے تھے جیسے لات، منات، عزیٰ، نائلہ کہ یہ سب مونث نام ہیں۔ سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت حسن بصری کی تصریح نقل کی ہے کہ عرب کے قبیلہ قبیلہ کا جداجدا بت ہوتا تھا جو اسی قبیلہ کی نسبت سے انثی بنی فلاں کہلاتا تھا[۱]۔ یا معنی کے اعتبار سے إناث کہا گیا۔ چنانچہ مغربی نے إناث کے معنی کمزور اور عاجز کے بتائے ہیں جن کو کسی کام کے کرنے کی قدرت نہ ہو اسی مناسبت سے عربی میں کُند تلوار کو سَيْفٌ اَنِيْثٌ کہتے ہیں أَنَثَ فی امرہ کسی کام میں ڈھیلے پڑ جانے کے لئے آتا ہے اور مخنث اور ضعیف شخص کو انیث کہا جاتا ہے[۲]۔ راغب اصفہانی رقمطراز ہیں، کہ موجودات کی ایک دوسرے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں (۱) فاعل غیر منفعل۔ یہ صفت صرف ذاتِ باری کی ہے۔ اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ (۲) منفعل غیر فاعل یہ صفت جمادات کی ہے۔ (۳) ایک اعتبار سے منفعل دوسرے اعتبار سے فاعل جیسے جن وانس اور ملائکہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے منفعل ہیں اور اپنی مصنوعات کے اعتبار سے فاعل ہیں۔ پس چونکہ معبودانِ عرب

[۱] فتح القدیر ج ا ص ۴۷۹ طبع مصر ۱۳۴۹ھ [۲] البحر المحیط ج ۳ ص ۳۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

مجملہ جمادات تھے جو سرتا سر منفعل اور غیر فاعل ہیں یعنی ان میں محض اثر پذیری کی تو صلاحیت ہے مگر مؤثر ہونے کی قوت ذرا سی بھی نہیں۔ لہذا قرآن مجید نے اناث کہکر مشرکین کو تنبیہ کی ہے کہ تم نے جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ان میں نہ عقل ہے نہ سمجھ نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کسی حیثیت سے بھی تو کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے اپنے باپ کو توحید کی تبلیغ کرتے ہوئے اسی حقیقت کو واضح کیا تھا فرماتے ہیں یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا (اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آوے) اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ حسن بصری اور قتادہ نے اِنَاثًا کے معنی بے جان کے بتلائے ہیں۔[۱] ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت حسن بصری سے ناقل ہیں کہ ہر بے جان چیز جس میں روح نہ پائی جائے اناث میں داخل ہے خشک لکڑی ہو یا خشک پتھر۔[۲] مشہور مفسر ضحاک تابعی کا بیان ہے کہ مشرکین نعوذ باللہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے اور مدعی تھے کہ ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ بارگاہ ایزدی میں ہمارے قرب کا موجب ہیں چنانچہ انھوں نے خوبصورت شکل کی شکل میں ان کے مجسمے تراش رکھے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ اللہ کی ان بیٹیوں کی شبیہ ہیں جن کی ہم پرستش کرتے ہیں۔[۳] قرآن مجید نے ان کے اسی خیال کے اعتبار سے اِنَاث کہا ہے۔ ضحاک کی یہ تفسیر خود قرآنی آیات کے بھی مناسب ہے چنانچہ سورہ زخرف میں تصریح ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیْنَ ھُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (اور انھوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں قرار دیا) اور سورہ الصّٰفّٰت میں ارشاد ہے وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا (انھوں نے اللہ میں اور جنوں میں قرابت ٹھیرا رکھی ہے) سورہ النجم کی

[۱] مفردات راغب مادہ انث۔ [۲] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۹ اور البحر المحیط ج ۳ ص ۳۵۱۔
[۳] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۹۶ طبع مصر ۱۳۰۱ھ برحاشیہ فتح البیان [۴] ایضاً ص ۱۹۵۔

آیاتِ ذیل میں بھی اسی کا ذکر ہے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی، وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی، اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی، تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی، اِنْ ھِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ (بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ اور تیسرے منات کو جو پچھلا ہے کیا تمہارے لئے تو ہوں بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں یہ تقسیم تو بڑی بھونڈی ہے۔ یہ تو سب، تمہارے اور تمہارے باپ دادا کے رکھے ہوئے نام ہیں اللہ نے تو ان کی کوئی سند نہیں اتاری) ۵۳/۲۰ ۲۳/۹ ۲۵/۸و۹

اُنَاسٌ۔ لوگ، نَوْسٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی حرکت کرنے کے ہیں۔ اِنْسَانٌ کی جمع علیٰ غیر لفظہ ہے ۴/۱ ۱۷/۵ ۱۰/۹ ۸/۱۸ ۱۹/۱۹

اَنَاسِیَّ۔ آدمی۔ لوگ۔ سیبویہ کے مذہب پر اِنْسَانٌ کی جمع ہے فرا، مبرد اور زجاج کا بیان ہے کہ اِنْسِیٌّ کی جمع ہے فرار کا ایک قول یہی ہے کہ یہ اِنْسَانٌ کی جمع ہے اصل میں اَنَاسِیْنَ تھا جیسے سِرْحَانٌ اور سَرَاحِیْنُ اور بُسْتَانٌ اور بَسَاتِیْنُ اس میں دوسری ی جب وہ نون کے عوض لائی گئی ہے۔[1] ۱۹/۲

اَنَامِ۔ خلق۔ جن وانس۔ جو کچھ زمین پر ہے۔ ۲۷/۱۱

اَنَامِلَ۔ انگلیاں۔ اَنْمُلَۃٌ کی جمع۔ جس کے معنی کے پہلے پورو ے کے ہیں جس میں ناخن ہوتا ہے ۴/۲

اَنْبَاءُ۔ خبریں، حقیقتیں۔ نَبَأٌ کی جمع جس سے بڑا فائدہ اور یقین یا ظنِ غالب حاصل ہوا سے نبا کہا جاتا ہے اور جس خبر میں یہ باتیں موجود نہ ہوں اس کو نبا نہیں بولتے کیونکہ کوئی خبر اس وقت تک نبا کہلانے کی مستحق ہی نہیں جب تک کہ وہ شائبہ کذب سے پاک نہ ہو جیسے وہ خبر جو بطریق تواتر ثابت ہو یا جس کو اللہ اور رسول نے بیان کیا ہو ۱۲/۴ ۷/۲ ۱۲/۳و۴ ۱۰/۳۲ ۵/۱۳ ۱۲/۱۶ ۵/۱۹ ۱۰/۲۰ ۸/۲۴

اَنْبَأَکَ۔ اس نے تجھ کو خبر دی، اَنْبَأَ اِنْبَاءٌ سے جس کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۲۸/۱۹

---

[1] فتح القدیر ج ۴ ص ۸۰، طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔

اَنْبَآئِکُمْ۔ تمہاری خبریں اَنْبَآءٌ مضاف کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے پ ۱۸

اَنْبَآئِھَا۔ اس کی خبریں۔ اَنْبَآءٌ مضاف ھَا ضمیر
واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ہے پ ۹

اَنْبَأَھُمْ۔ ان کو بتلایا۔ اَنْبَأَ اِنْبَآءٌ سے صیغہ ماضی
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱

اَنْبَتَتْ۔ وہ اُگی۔ اس نے اُگایا۔ اِنْبَاتٌ سے
جس کے معنی اُگنے اُگانے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو نَبَاتٌ) پ ۳ پ ۱۷ ۸

اَنْبَتَکُمْ۔ اس نے تم کو اگایا۔ اَنْبَتَ اِنْبَاتٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
انبات کا استعمال نباتات کے اگانے اور جاندار کے
بڑھانے دونوں کے متعلق ہوتا ہے اور یہاں دوسرے
ہی معنی مراد ہیں (ملاحظہ ہو نَبَاتٌ) پ ۲۹

اَنْبَتْنَا۔ ہم نے اگایا۔ اِنْبَاتٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع متکلم۔ پ ۱۳ ۲ پ ۱۹ ۵ پ ۱۶ ۱ پ ۲۱ ۱۰ پ ۲۳ ۹ پ ۲۶ ۱۵ پ ۳۰ ۵

اَنْبَتَھَا۔ اس کو بڑھایا۔ اَنْبَتَ صیغہ ماضی ھَا
ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ ۳

اِنْبَجَسَتْ پھوٹ نکلی۔ اِنْبِجَاسٌ سے جس کے
معنی کسی تنگ مقام سے پانی کے بہ نکلنے کے ہیں ماضی
کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے پ ۹

اِنْبِذْ۔ تو پھینک دے (ضَرَبَ) نَبْذٌ سے جس کے
معنی پھینکنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۰

اِنْبِعَاثَھُمْ۔ ان کا اٹھنا۔ اِنْبِعَاثٌ بروزن اِنْفِعَالٌ
مصدر ہے بمعنی اٹھ کھڑا ہونا۔ مضاف ہے۔ ھُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے پ ۱۰

اِنْبَعَثَ۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اِنْبِعَاثٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ ۳۰

اَنَبْنَا۔ ہم رجوع ہوئے۔ اِنَابَتٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَابَ) پ ۹

اَنْبِیَآءُ۔ پیغمبر۔ نَبِیٌّ کی جمع جس کے معنی پیغامبر
کے ہیں۔ قرآن مجید میں جن انبیاء کرام کے اسماء
گرامی بالتصریح بیان کئے گئے ہیں وہ کل پچیس ہیں
آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، لوط، اسمٰعیل
اسحٰق، یعقوب، یوسف، شعیب، موسیٰ، ہارون
یونس، داؤد، سلیمان، ایوب، الیاس، الیسع،
زکریا، عیسیٰ، یحییٰ، ذوالکفل۔ (بقولِ اکثر مفسرین)
اور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ

علیہم اجمعین۔ البتہ جن انبیاء کا قرآن مجید میں
ذکر نہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے کہ
ان کی تعداد کیا تھی؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ
کی طویل حدیث اس سلسلہ میں مشہور ہے۔ چنانچہ
ابن مردویہ اپنی تفسیر میں ان سے راوی ہیں کہ
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا،
یارسول اللہ! انبیا کی تعداد کیا ہے؟ فرمایا ایک لاکھ
چوبیس ہزار۔ میں نے سوال کیا، یارسول اللہ ان
میں رسول کتنے تھے؟ فرمایا تین سو تیرہ کا جم غفیر
میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان میں پہلے رسول
کون ہیں؟ فرمایا آدمؑ میں نے دریافت کیا وہ نبی
مرسل تھے؟ فرمایا ہاں۔ اللہ نے ان کو اپنے ہاتھ
سے پیدا کیا پھر ان میں روح پھونکی اور اپنے سامنے
ان کو درست کر دیا۔ پھر فرمانے لگے اے ابوذر
چار سریانی ہیں، آدم، شیث، نوح، اور خنوخ
یہی ادریس ہیں اور ان ہی نے سب سے پہلے قلم
سے لکھا ہے اور چار عرب سے ہیں ہود، صالح،
شعیب اور تمہارے نبی اے ابوذر بنی اسرائیل کے
پہلے نبی موسیٰ اور آخری عیسیٰ ہیں۔ اول نبی آدم

ہیں اور آخری نبی تمہارے نبی ہیں۔ اس پوری حدیث
کو حافظ ابوحاتم بن حبان بستی نے بھی اپنی مشہور
کتاب التقاسیم والانواع میں روایت کیا ہے جس کو
وہ صحیح کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن حافظ
ابوالفرج الجوزی نے ان کی مخالفت کی ہے اور
اپنی کتاب موضوعات میں اس کا ذکر کیا ہے وہ
اس سلسلہ میں اس حدیث کے ایک راوی ہشام
بن حسان کو متہم گردانتے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ
ابن الجوزی کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں
ولاشک انہ قد تکلم فیہ غیر واحد من ائمۃ
الجرح والتعدیل من اجل ھذا الحدیث۔
(اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے متعلق بہت
سے ائمہ جرح و تعدیل نے اسی حدیث کی بنا پر
کلام کیا ہے) یہ بھی واضح رہے کہ اس روایت میں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا پہلا
نبی بتایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صفت حضرت یوسف
علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ اس چیز سے بھی
حافظ ابن الجوزی کے خیال کی تائید ہوتی ہے۔
ابن ابی حاتم نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ کی

بھی مرفوعاً یہی تعداد نقل کی ہے لیکن یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے اور مسند احمد میں حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کے توسط سے خود ابی ذر رضی اللہ عنہ کی بھی مذکورہ بالا روایت منقول ہے لیکن اس کی سند بھی بعینہٖ وہی ہے جو ابن ابی حاتم کی ہے[1] حافظ ابو بکر اسمٰعیلی اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری بعثت آٹھ ہزار انبیاء کے بعد عمل میں آئی ہے جن میں سے چار ہزار نبی بنی اسرائیل میں گذرے ہیں[2] لیکن اس روایت کے ایک راوی احمد بن طارق کے متعلق حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ مجھے اس کی عدالت یا جرح کا علم نہیں۔[3] امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حافظ ابو بکر بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ انبیاء کا خاتم ہوں۔[4] ان دونوں روایتوں کی

سندیں صحیح ہیں۔ اس لحاظ سے تعداد انبیاء کے متعلق یہی قول زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے (ملاحظہ ہو نُبُوَّۃ اور نَبِیٌّ) ۱۱/۱۱ ۳/۱۰۴ ۲/۹ ۸/۶

اُنَبِّئُكَ - میں تجھے بتائے دیتا ہوں۔ اُنَبِّئُ تَنْبِئَۃٌ سے جس کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ک ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۲/۳۶

اُنَبِّئُكُمْ - میں تم کو بتاؤں۔ میں تم کو خبر دوں گا اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ آیت شریفہ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ (کہدیجئے کہ کیا میں تم کو اس سے بھی بہتر بتاؤں) میں ہمزہ تقریر اور نبوت کے لئے ہے۔ ۱۰/۳ ۱۳/۶ ۱۳/۱۴ ۱۹/۱۴ ۱۳/۱۵ ۱۳/۱۲ ۱۱/۱۲

اَنْبِئُوْنِيْ - مجھے بتاؤ۔ اَنْبِئُوْا اِنْبَآءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱/۴

اَنْبِئْهُمْ - تو ان کو بتا دے۔ اَنْبِئْ اِنْبَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱/۴

اَنْتَ - تو (ایک مرد) واحد مذکر حاضر کی ضمیر مرفوع

[1] ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۸ و ۲۵۱ طبع مصر ۱۳۵۶ء [2] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰۰ طبع مصر
[3] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۹ [4] ایضاً ص ۲۵۱ و ۲۵۲۔

منفصل ہے۔ جمہور کے نزدیک اَنْتَ میں اَنْ ضمیر ہے اور تَ حرفِ خطاب۔ آیت شریف ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ (کیا تونے لوگوں سے کہا) اور ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا (کیا تونے ہی یہ کیا ہے) میں ہمزۂ اولیٰ استفہام کے لئے ہے جو بصورتِ تہدید کہ پ ۱ ع ۵

پ ۲ ع ۱، پ ۳ ع ۸ و ۹ و ۱۲، پ ۷ ع ۸، پ ۶ ع ۵ و ۶ و ۱۹، پ ۸ ع ۵، پ ۹ ع ۱ و ۱۸

پ ۹ ع ۹ و ۱۸، پ ۱۱ ع ۱۰ و ۱۵، پ ۱۲ ع ۲ و ۳ و ۸ و ۱۲، پ ۱۳ ع ۳ و ۵ و ۷، پ ۱۴ ع ۲۰

پ ۱۶ ع ۶ و ۱۱ و ۱۲، پ ۱۷ ع ۵ و ۶، پ ۱۸ ع ۲ و ۶، پ ۱۹ ع ۲ و ۶ و ۱۳ و ۱۴، پ ۲۰ ع ۳

پ ۲۱ ع ۸، پ ۲۲ ع ۱۱ و ۱۵، پ ۲۳ ع ۱۲ و ۱۶، پ ۲۴ ع ۱ و ۲ و ۶، پ ۲۵ ع ۲ و ۱۰ و ۱۶

پ ۲۶ ع ۱۴، پ ۲۷ ع ۲ و ۳، پ ۲۸ ع ۷، پ ۲۹ ع ۳، پ ۳۰ ع ۲ و ۵ و ۱۳ و ۱۵

اِنْتَبَذَتْ۔ وہ جدا ہوئی۔ یکسو ہوئی۔ اِنْتِبَاذٌ جس کے معنی لوگوں سے یکسو ہو کر جدا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۶ ع ۵

اِنْتَثَرَتْ۔ وہ جھڑ گئی، وہ بکھر گئی۔ اِنْتِثَارٌ جس کے معنی بکھر جانے اور پراگندہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۳۰ ع ۷

اِنْتَشِرُوْا۔ تم الگ ہو جاؤ۔ تم پھیل پڑو۔ اِنْتِشَارٌ جس کے معنی پھیلنے اور متفرق ہونے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ عربی میں لوگوں کے انتشار کا مطلب ان کا پھیل کر اپنے اپنے کاموں میں لگ جانا ہے۔ پ ۲۲ ع ۴، پ ۲۸ ع ۱۲

اِنْتَصَرَ۔ اس نے بدلہ لیا۔ اس نے مدد طلب کی اِنْتِصَارٌ جس کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ظالم سے انتصار کے معنی اس کو سزا دینا اور اس سے انتقام لینا ہیں پ ۲۵ ع ۵، پ ۲۶ ع ۵

اِنْتَصِرْ۔ تو بدلہ لے۔ اِنْتِصَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۷ ع ۸

اِنْتَصَرُوْا۔ انہوں نے بدلہ لیا۔ اِنْتِصَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۹ ع ۱۵

اِنْتَظِرْ۔ تو راہ دیکھ۔ تو منتظر رہ۔ اِنْتِظَارٌ سے جس کے معنی راہ دیکھنے اور انتظار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۱ ع ۱۶

اِنْتَظِرُوْا۔ تم راہ دیکھو۔ تم منتظر رہو۔ اِنْتِظَارٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۸ ع ۷ و ۱۹، پ ۱۱ ع ۷ و ۱۵، پ ۱۲ ع ۱۰

اِنْتِقَامٌ۔ غلبہ پانا۔ سزا دینا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے پ ۳ ع ۹، پ ۷ ع ۳، پ ۱۳ ع ۱۹، پ ۲۳ ع ۱

اِنْتَقَمْنَا۔ ہم نے سزا دی۔ اِنْتِقَامٌ سے ماضی کا

صیغہ جمع متکلم۔ پ۹ پ۱۳/۵ پ۱۴/۸ پ۲۵/۸ و ۱۱

اَنۡتُمۡ۔ تم (سب مرد) جمع مذکر حاضر کی ضمیر مرفوع منفصل۔ ءَ اَنۡتُمۡ میں ہمزۂ اولیٰ بجز سورۂ واقعہ کے تمام قرآن مجید میں ہمزۂ استفہام ہے جو زجر و تہدید کے لئے آئی ہے اور سورۂ واقعہ میں تقریر و ثبوت کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ پ۱/۲ و ۵ و ۶ و

پ۱/۱۰ و ۱۱ و ۱۹ پ۲/۷ و ۱۰ و ۱۱ پ۳/۵ و ۱۵ و ۱۶ پ۴/۱ و ۲ و ۳ و

پ۴/۲ و ۵ و ۹ پ۵/۳ و ۱۳ پ۶/۵ و ۷ پ۷/۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۱۳ و ۱۴

پ۸/۲ و ۵ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ پ۹/۱۳ و ۱۷ پ۱۰/۱ و ۳ پ۱۱/۸ و ۱۰ و ۱۳

پ۱۲/۲ و ۷ و ۱۲ و ۱۸ پ۱۳/۲ و ۴ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ پ۱۴/۳ و ۱۶

پ۱۵/۱۱ پ۱۷/۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ پ۱۸/۸ و ۱۵ و ۱۷ پ۱۹/۷ و ۹ و ۱۳ و

پ۱۹/۱۸ و ۱۹ پ۲۰/۱۴ پ۲۱/۶ و ۷ و ۹ پ۲۲/۱۰ و ۱۵ و ۱۹ پ۲۳/۲ و ۴ و ۵

پ۲۳/۶ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ پ۲۴/۳ و ۱۰ پ۲۵/۵ و ۱۳ پ۲۶/۸ و ۱۳ پ۲۷/۲ و

پ۲۷/۵ و ۶ و ۷ و ۱۵ و ۱۶ پ۲۸/۵ و ۸ پ۲۹/۱ پ۳۰/۲ و ۴ و ۳

اَنۡتُمَا۔ تم (دو مرد یا دو عورتیں) تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر کی ضمیر مرفوع منفصل۔ قرآن مجید میں یہ تثنیہ مذکر حاضر کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ پ۲۰

اِنۡتَهُوۡا۔ تم رک جاؤ۔ تم چھوڑ دو۔ اِنۡتِهَاءٌ سے جس کے معنی جس کام سے منع کیا جائے اس سے باز رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶/۲ پ۸/۴

اِنۡتَهَوۡا۔ وہ رک گئے، انھوں نے چھوڑ دیا۔ اِنۡتِهَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۸/۲ پ۹/۱۹

اِنۡتَهٰى۔ وہ باز آگیا۔ وہ رک گیا۔ اس نے چھوڑ دیا اِنۡتِهَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳

اُنۡثٰى۔ عورت۔ مادہ۔ پ۲/۲ پ۴/۱۲ پ۴/۱۱ پ۵/۱۵ پ۱۳/۸

پ۱۳/۱۳ و ۱۹ پ۲۲/۱۴ پ۲۳/۱۰ پ۲۵/۱ پ۲۶/۱۳ پ۲۷/۵ و ۶ و ۷ پ۲۹/۱۸

پ۳۰/۱۷

اُنۡثَيَيۡنِ۔ دو عورتیں، دو مادہ، اُنۡثٰى کا تثنیہ بحالت نصب و جر۔ پ۴/۱۳ پ۶/۴ پ۸/۴

اَنۡجَيۡتَنَا۔ تو نے ہم کو بچا لیا۔ اَنۡجَيۡتَ اِنۡجَاءٌ سے جس کے معنی نجات دینے اور چھٹکارا دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۱/۸

اَنۡجٰكُمۡ۔ اس نے تم کو چھڑا دیا۔ اَنۡجٰى اِنۡجَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۱/۸

اِنۡجِيۡلٌ۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی اس کا نام ہے یہ عجمی لفظ ہے بعض اہلِ لغت نے اس کا اشتقاق بیان کرنے میں خواہ مخواہ تکلف سے کام لیا ہے علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔

"توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں تکلف سے کام لے کر ان کا اشتقاق وری اور نجل سے بتانا اور ان کا وزن تفعلۃ اور افعیل بیان کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ دونوں لفظ عربی ہوں حضرت حسن بصریؒ نے اس کی قراءت اَنْجِیْل کی ہے جس میں ہمزہ کو فتحہ ہے یہ اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ افعیل کا فتح ہمزہ کے ساتھ سری سی اوزانِ عرب میں وجود ہی نہیں ہے" ۔[۱]

واضح رہے کہ عیسائیوں کی اصطلاح میں جو چار کتابیں اناجیل کے نام سے موسوم ہیں یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعد کے لوگوں کی تصنیفیں ہیں جن میں آپ کے اقوال و احوال کو صحیح و غلط طور پر مرتب کر دیا اور گو ان میں اصلی انجیل کے بھی کچھ مضامین موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ انجیل نہیں ہے بلکہ یہ چاروں کتابیں۔ متی، مرقس، یوحنا، لوقا نامی چار مختلف اشخاص کی تصنیف کیے ہیں جو اپنے مصنف کے نام سے مشہور ہیں ان اناجیل کی کتابت کب عمل میں آئی اس کے تعین میں عیسائیوں میں سخت اختلاف ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی ان میں زیرِ بحث ہے کہ جن اشخاص کے نام سے یہ مشہور ہیں درحقیقت ان ہی کی جمع کردہ ہیں۔ یا بعد کے لوگوں کی تصنیف ہیں۔ تاہم اس پر ہمارا اور عیسائیوں دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ چاروں کتابیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصنیف ہیں اور نہ ان کے عہد میں لکھی گئی ہیں۔ بہرحال قرآن مجید میں جس انجیل کا ذکر ہے اس سے وہی اصلی انجیل مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ پ۳ ۹و۱۳و۱۵ پ۶ ۱۱و۱۳و۱۴ پ۷

پ۹ پ۱۱ پ۲۶ ۱۲ پ۲۷ ۲۰

اَنْجٰنَا ۔ اس نے ہم کو بچا لیا۔ اَنْجٰی صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۳ ۱۲

[۱] کشاف ج ا ص ۳۰۷ و ۳۰۶، طبع مصر ۱۳۵۴ھ

اَنْجَیْنَا۔ ہم نے بچایا۔ ہم نے نجات دی۔ اِنْجَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۹ ع۱۱ پ۱۱ ع۱۰ پ۱۹ ع۸و۱۴

اَنْجَیْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو بچا لیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۱ ع۶ پ۹ ع۶ پ۱۶ ع۱۲

اَنْجَیْنٰہُ۔ ہم نے اس کو بچا لیا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۸ ع۱۶ پ۱۰ ع۱۶ پ۱۷ ع۱۲

اَنْجَیْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو بچا لیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ع۱۶

اَنْجٰہُ۔ اس کو بچا لیا۔ اَنْجٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰ ع۱۳

اَنْجٰھُمْ۔ اس نے ان کو بچا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۱ ع۸

اِنْحَرْ۔ تو قربانی کر، (فَتَحٌ) نَحْرٌ سے جس کے معنی قربانی کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَحْر سینہ کے اس بالائی حصہ کا نام ہے جہاں قلادہ پڑا رہتا ہے اور اسی اعتبار سے "نَحْرٌ" کے معنی سینہ پھاڑنے یا ذبح کرنے کے آتے ہیں۔ آیت شریفہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی ادا کیجئے) میں عامہ مفسرین کے نزدیک قربانی کرنا مراد ہے۔ ابن عباس، عطار، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری، قتادہ، محمد بن کعب قرظی، ضحاک، ربیع، عطار خراسانی، حکم، اسمٰعیل بن ابی خالد اور سلف کی ایک بڑی جماعت کا یہی قول ہے[1]۔ لیکن بعض علماء کے نزدیک نحر نماز سے متعلق ایک فعل کا نام ہے جو نماز کے اندر یا اس سے پہلے یا اس کے بعد انجام دینا چاہئے۔ چنانچہ فراء کے خیال میں نحر سے قبلہ رخ ہونا مراد ہے۔ کلبی اور ابوالاحوص بھی اس بارے میں اس کے ہمزبان ہیں[2]۔ مستدرک حاکم اور سنن بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا یہ نحیرہ کیا ہے؟ جس کا مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے۔ جبریل کہنے لگے نحیرہ نہیں بلکہ تم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب نماز کے لئے تکبیر

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۶ طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ھ [2] فتح القدیر شوکانی ج ۵ ص ۴۸۹ طبع مصر سنہ ۱۳۵۱ھ

تحریمہ کہو تو ہاتھ اٹھاؤ۔ اسی طرح جب رکوع میں جاؤ اور جب رکوع سے سر اٹھاؤ کیونکہ ہمارے اور فرشتگانِ ہفت آسمان کی نماز کا یہی طریقہ ہے[51] لیکن اس روایت کو حافظ ابن الجوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے[52]۔ اور حافظ ابنِ کثیر اس کو سخت منکر بتاتے ہیں[53]۔ اس روایت کے دو راوی اسرائیل بن حاتم اور اصبغ بن نباتہ سخت مجروح ہیں۔ حافظ ذہبی تلخیص المستدرک میں لکھتے ہیں کہ: اسرائیل عجائب بیان کرتا ہے اعتماد کے قابل نہیں ہے اور اصبغ شیعی ہے نسائی کے نزدیک متروک ہے[54]۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں وَانْحَرْ کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے بھی آئے ہیں۔ یہ روایت سنن بیہقی اور تاریخ بخاری وغیرہ میں منقول ہے[55]۔ لیکن حافظ ابن الترکمانی نے تصریح کی ہے کہ اس روایت کے متن اور سند دونوں میں اضطراب ہے[56]۔ ابن جریر کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنا مذکور ہے لیکن حسب تصریح حافظ ابنِ کثیر یہ روایت بھی غیر صحیح ہے[57]۔ سنن بیہقی میں حضرت ابنِ عباس اور حضرت انس سے بھی اِنْحَرْ کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے راوی ہیں لیکن ان کی سند بھی ضعف سے خالی نہیں[58]۔ ابنِ ابی حاتم نے عطا خراسانی سے رکوع کے بعد اعتدال کے ساتھ سینہ ظاہر کرنے کے معنی روایت کئے ہیں[59]۔ ابنِ مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے بھی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کے معنی بیان

[51] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۳۸ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۴۰ھ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۷۵ طبع مطبع مذکور ۱۳۴۶ھ۔ تفسیر ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم میں بھی یہ روایت منقول ہے۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۴۹۰ و روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۴۷ طبع مصر۔ [52] روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۴۷
[53] تفسیر ابنِ کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷۔ [54] تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۵۳۸ طبع دائرۃ المعارف
[55] ملاحظہ ہو سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۹ و ۳۰۔ [56] الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۰ طبع دائرۃ المعارف
[57] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷۔ [58] ملاحظہ ہو سننِ بیہقی اور الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۰ و ۳۱
[59] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷۔

کہے ہیں[۱]۔ ضحاک اور سلیمان تیمی سے نماز کے بعد سینہ تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے معنی منقول ہیں[۲]۔ حافظ ابنِ کثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ سب اقوال سخت غریب ہیں اور صحیح قول اول ہی ہے کہ نحر سے مراد قربانی کرنا ہے[۳]۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سب اقوال کا منشا لفظِ نحر ہے چونکہ نحر کے معنی سینہ کے بالائی حصے کے ہیں اس لئے فَصَلِّ کی مناسبت سے نماز میں سینے کے متعلق جتنے افعال تھے وانحر کی تفسیر میں ان لوگوں نے ان ہی میں سے کسی ایک فعل کو متعین کر دیا۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ سب افعال فَصَلِّ کے تحت میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب نماز کے آداب ہیں اور نماز میں شامل ہیں اس لئے یقیناً وَانْحَرْ سے ان معانی مذکورہ کے علاوہ کوئی اور معنی مراد ہونے چاہئیں کیونکہ جز کا عطف کل پر دیے بھی بعید ہے۔ بریں وجہ یہاں نحر سے قربانی کے معنی ہی لینے چاہئیں۔ محمد بن کعب قرظی نے صاف

تصریح کی ہے کہ مشرکین نماز اور قربانی بتوں کے لئے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ یہ دونوں باتیں صرف اسی کے لئے ہونی چاہئیں[۴] قرآن مجید نے صرف اسی جگہ نہیں بلکہ دوسرے مقام پر بھی نماز اور قربانی کا ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے ارشاد ہوتا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے) امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں رقمطراز ہیں۔ جن لوگوں نے اس سے قربانی کی حقیقت مراد لی ہے اولیٰ ہے کیونکہ یہ اس لفظ کے حقیقی معنی ہیں علاوہ ازیں اس لفظ کو علی الاطلاق جب کبھی استعمال کیا جائیگا اس سے قربانی کے علاوہ دوسرے معنی نہیں سمجھے جا سکتے۔ جب کوئی نحر فلان الیوم کہیگا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ فلاں نے آج قربانی کی، دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھنا

[۱] فتح القدیر ج ۵ ص ۴۹۱ - [۲] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۰۲ طبع مصر ۱۳۱۳ھ [۳] ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷
[۴] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۸۹ -

کوئی نہ سمجھے گا۔ پہلے معنی کے مراد ہونے پر یہ چیز بھی
دلالت کرتی ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نحر
(سینہ کا بالائی حصہ) پر ہاتھ نہ باندھا جائے۔ خود
حضرت علیؓ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے
دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا مروی
ہے۔[1] ب ۳۰/۲۲

اَنْدَادًا۔ مقابل۔ برابر۔ نِدٌّ کی جمع نِدٌّ اس کو
کہتے ہیں جو کسی شے کی ذات اور جوہر میں شریک ہو۔
نِدٌّ اور مِثْلٌ میں فرق یہ ہے کہ مِثْلٌ عام ہے اور
نِدٌّ خاص، مثل کا استعمال ہر قسم کی شرکت میں ہوتا ہے
لیکن نِد کا استعمال صرف ذاتی شرکت ہی کے بارے
میں ہو سکتا ہے۔ ب ۱/۲، ۲/۲، ۱۳/۱۴، ۲۲/۱۴، ۲۳/۱۵، ۲۳/۱۶

اُنْذِرَ۔ وہ ڈرایا گیا۔ اِنْذَارٌ سے جس کے معنی ڈر
کی خبر سنانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر
غائب ب ۲۲/۱۸

اَنْذَرَ۔ اس نے ڈرایا۔ اِنْذَارٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب ب ۲۶/۲

اَنْذِرْ۔ تو ڈرا۔ تو ڈر سنا۔ اِنْذَارٌ سے امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر ب ۱۲/۱۲، ۱۱/۶، ۱۳/۱۹، ۱۹/۱۵، ۲۹/۱۵،۹،۷

اَنْذَرْتُكُمْ۔ میں نے ڈر سنا دیا۔ اَنْذَرْتُ اِنْذَارٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
ب ۲۴/۲، ۲۰/۱۲

اَنْذَرْتَهُمْ۔ تو نے ان کو ڈرایا۔ اَنْذَرْتَ اِنْذَارٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب، ءَ اَنْذَرْتَهُمْ میں پہلی ہمزہ تسویہ یعنی
دونوں چیزوں میں برابری ثابت کرنے کے معنی
میں استعمال ہوئی ہے۔ ب ۱/۱، ۲۲/۱۸

اُنْذِرُكُمْ۔ میں تم کو ڈر سناؤں۔ میں تم کو ڈراتا ہوں
اُنْذِرُ اِنْذَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر ب ۷/۱۴

اَنْذَرْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو ڈر سنایا۔ اَنْذَرْنَا اِنْذَارٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ب ۳۰/۲

اَنْذِرُوْا۔ تم ڈر سناؤ۔ اِنْذَارٌ سے۔ امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ب ۱۴/۷

اُنْذِرُوْا۔ وہ ڈرائے گئے۔ ان کو ڈر سنایا گیا۔ اِنْذَارٌ
سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ب ۱۵/۲۰، ۲۶/۱

[1] احکام القرآن ج ۳ ص ۵۸۵ طبع مصر ۱۳۴۷ھ

اَنْذَرَهُمْ - وہ ان کو ڈرا چکا۔ اَنْذَرَ صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۷/۹

اَنْذِرْهُمْ - تو ان کو ڈر سنا دے۔ اَنْذِرْ صیغہ امر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۶/۵ پ ۲۴/۷

اَنْزَلَ - اس نے اتارا۔ اس نے نازل کیا۔ اِنْزَالٌ سے جس کے معنی اتارنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱/۲ و ۱۱ پ ۲/۳ و ۵ و ۱۰ و ۱۳ پ ۳/۹ پ ۴/۷ پ ۵/۶ و ۱۴ و ۱۷ پ ۶/۳ و ۱۱ پ ۷/۳ و ۱۷ و ۱۸ پ ۸/۱ پ ۱۰/۱۰ و ۱۳ پ ۱۱/۱ و ۱۱ پ ۱۲/۵ پ ۱۳/۸ و ۱۷ پ ۱۴/۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ پ ۱۵/۱۲ و ۱۳ پ ۱۶/۱۱ پ ۱۷/۱۵ پ ۱۸/۲ پ ۲۰/۱ پ ۲۱/۱۲ و ۱۹ پ ۲۲/۱۶ و ۱۹ پ ۲۳/۱۵ و ۱۹ پ ۲۴/۱۲ پ ۲۵/۳ و ۷ پ ۲۶/۵ و ۹ و ۱۱ پ ۲۷/۵ پ ۲۸/۱۸

اُنْزِلَ - وہ اتارا گیا۔ وہ نازل کیا گیا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ آیت شریفہ ءَاُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا (کیا ہم سب کو چھوڑ کر اسی پر نصیحت نازل کی گئی) میں ہمزۂ اولیٰ استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی ایسا نہیں ہوا۔ پ ۱/۱ و ۱۳ و ۱۶ پ ۲/۷ پ ۳/۸ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ پ ۴/۱۱ پ ۵/۹ پ ۶/۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ پ ۷/۱ و ۷ و ۱۶ و ۱۸ پ ۸/۷ و ۸ پ ۹/۹ پ ۱۱/۷ پ ۱۲/۲ پ ۱۳/۷ و ۹ و ۹ پ ۱۴/۱۰ و ۱۱ پ ۱۸/۱۲ پ ۱۹/۱ پ ۲۱/۱ پ ۲۲/۷ پ ۲۳/۱۰ پ ۲۴/۳ پ ۲۶/۴

اَنْزِلْ - تو اتار۔ تو نازل فرما۔ اِنْزَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۸/۵

اَنْزَلْتُ - میں نے اتارا۔ میں نے نازل کیا اِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۱/۵

اَنْزَلْتَ - تو نے اتارا، تو نے نازل فرمایا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۵/۲۵ پ ۱/۱۲

اُنْزِلَتْ - وہ اتاری گئی۔ وہ نازل کی گئی۔ اِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۵/۲۳ پ ۱۰/۱ پ ۱۱/۵ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۶/۷

اَنْزَلْتُمُوْهُ - تم نے اس کو اتارا۔ تم نے اس کو نازل کیا۔ اَنْزَلْتُمُوْ اِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۷/۱۵

اَنْزَلْنَا - ہم نے اتارا۔ ہم نے نازل کیا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱/۶ و ۱۲ پ ۲/۳ پ ۵/۱۲ پ ۶/۳ و ۱۱ پ ۷/۷ پ ۸/۱۰ و ۱۲ پ ۹/۱۰ پ ۱۰/۱ پ ۱۱/۱۵ پ ۱۳/۳ و ۶ و ۱۲ و ۱۳ پ ۱۶/۱۰ پ ۱۷/۱ و ۸ پ ۱۹/۱ و ۱۰ و ۱۲ پ ۲۰/۱ پ ۲۱/۱ و ۷ و ۱۰ پ ۲۳/۱ و ۱۵ پ ۲۴/۱ و ۹ پ ۲۷/۱۹ پ ۲۸/۱ و ۶ و ۱۵ پ ۳۰/۱

اَنْزَلْنٰهُ - ہم نے اس کو اتارا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۷/۱۷ پ ۹/۷ پ ۱۲/۸ پ ۱۲/۱۱ پ ۱۳/۱۱ و ۱۳ پ ۱۵/۱۲ و ۱۸

پ۱۶/۱۵ پ۱۷/۳و۹ پ۲۲/۱۲ پ۲۵/۱۳ پ۳۰/۲۲

اَنْزَلْنٰهَا۔ ہم نے اس کو نازل کیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مونث غائب ہے پ۱۸/۷

اَنْزِلْنِیْ۔ مجھ کو اتار۔ اَنْزِلْ صیغۂ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۸/۲

اَنْزَلَهٗ۔ اس کو نازل کیا۔ اس کو اتارا۔ اَنْزَلَ صیغۂ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۶/۳ پ۱۸/۱۲ پ۲۸/۱۷

اٰنَسَ۔ اس نے دیکھا۔ اس نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے۔ جس کے معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ۲۰/۲

اِنْسٌ۔ آدمی۔ اُنْسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی مانوس ہونے کے ہیں۔ چونکہ انسان ذاتی طور پر متمدن واقع ہوا ہے اس لئے اس کی زندگی کا قوام انس باہمی اور آپس میں میل جول کے بغیر نہیں بن سکتا۔ آدمیوں کا یہی انس ہے جس کی بدولت ان کا نام انس ہوا۔ پ۸/۱و۲و۳و۱۱ پ۹/۱۲ پ۱۵/۱۰ پ۱۹/۱۷ پ۲۲/۱۷و۱۸ پ۲۶/۲ پ۲۷/۲و۱۲و۱۳ پ۲۹/۱۱

اَنْسَابٌ۔ قرابتیں۔ رشتے ناتے۔ نَسَبٌ کی جمع ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کی قرابت میں اشتراک کا نام نسب ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک نسب بالطول یعنی باپ بیٹوں کی شرکت قرابت دوسرے نسب بالعرض جیسے بھائیوں اور چچاؤں کا باہمی رشتہ پ۱۸/۷

اِنْسَانٌ۔ آدمی۔ مذکر اور مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پ۵/۲ پ۱۱/۷ پ۱۳/۲و۱۱ پ۱۴/۱۷ پ۱۴/۳و۷ پ۱۵/۲و۶و۷و۹و۱۱و۲۰ پ۱۶/۸ پ۱۷/۳و۱۹ پ۱۸/۱ پ۱۹/۱ پ۲۰/۱۲ پ۲۱/۱۱و۱۲ پ۲۲/۱ پ۲۳/۳و۱۵ پ۲۴/۲ پ۲۵/۱و۲و۷ پ۲۶/۲و۱۹ پ۲۷/۵و۷و۱۱ پ۲۸/۵ پ۲۹/۷و۱۷و۱ پ۲۹/۱۸و۱۹ پ۳۰/۳و۵و۷و۹و۱۱و۱۴و۱۵و۲۰و۳۱و پ۳۰/۲۴و۲۵و۲۸

اَنْسٰنِیْهُ۔ مجھے اس کو بھلا دیا۔ اَنْسٰی اِنْسَاءٌ سے جس کے معنی بھلا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۵/۳۱

اٰنَسْتُ۔ میں نے دیکھا۔ میں نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲/۱۰ پ۱۹/۱۶ پ۲۰/۲

اٰنَسْتُمْ۔ تم نے دیکھا۔ تم نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴/۱۲

اِنْسَلَخَ۔ وہ چھوڑ نکلا۔ وہ گزر گیا۔ اِنْسِلَاخٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ انسلاخ کے معنی اصل میں تو کھال کھینچنے کے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے کسی چیز کو چھوڑ نکلنے اور گزر جانے میں اس کا استعمال ہوتا ہے گویا جس طرح کھال کھینچ کر جسم سے جدا ہو جاتی ہے ایسے ہی وہ جدا ہو گیا یا گزر گیا ب ۹/۱۰ ط

اَنْسَوْكُمْ۔ انھوں نے تم کو بھلا دیا۔ اَنْسَوْا، اِنْسَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ب ۱۸/۹

اِنْسِیًّا۔ آدمی۔ اِنْسٌ کی طرف منسوب ہے ی نسبت کی ہے۔ اس اعتبار سے اِنْسِی اس کو کہا جائے گا جو کثیر الانس ہو اور جس سے انس کیا جا سکے۔ ب ۱۶/۵

اَنْسٰهُ اس کو بھلا دیا۔ اَنْسٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَنْسٰنِیْہِ) ب ۱۳/۱۵

اَنْسٰهُمْ۔ ان کو بھلا دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ب ۲۸/۳،۹

اِنْشَاءٌ۔ پیدا کرنا۔ پرورش کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس کا استعمال زیادہ حیوانات کے متعلق ہوتا ہے ب ۲۷/۱۴

اَنْشَاَ۔ اس نے پیدا کیا۔ اس نے پرورش کی۔ اِنْشَآءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ث ۱۸/۵

اَنْشَاْتُمْ۔ تم نے پیدا کیا۔ تم نے پرورش کی اِنْشَآءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ب ۲۷/۱۷

اَنْشَاَكُمْ۔ اس نے تم کو پیدا کیا۔ اس نے تمہاری پرورش کی۔ اَنْشَاَ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ب ۱۸ ث ۲ سے ۶/۱۲ سے ۲/۲۹

اَنْشَاْنَا۔ ہم نے پیدا کیا۔ ہم نے پرورش کی۔ اِنْشَآءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ب ۷ ب ۲/۱۷ ب ۱۸/۱،۲،۳ ب ۲۰/۸

اَنْشَاْنٰهُ۔ ہم نے اس کو پیدا کیا۔ ہم نے اس کی پرورش کی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ب ۱۸/۱

اَنْشَاْنٰهُنَّ۔ ہم نے ان کو پیدا کیا۔ ہم نے ان کی پرورش کی، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے ب ۲۷/۱۴

اَنْشَاْهَا۔ اس کو پیدا کیا، اس کی پرورش کی اَنْشَاَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ب ۲۳/۴

اَنْشَرْنَا۔ ہم نے اٹھا کھڑا کیا ہم نے زندہ کر دیا

اِنْشَارٌ سے جس کے معنی زندہ کرنے اور اٹھا کھڑا
کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲۵

اَنْشَرَ کا ۔ اس کو زندہ کر دیا۔ اس کو اٹھا کھڑا کیا۔
اَنْشَرَ اِنْشَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰

اُنْشُزُوْا ۔ تم اٹھ کھڑے ہو (نَصَرَ، ضَرَبَ) نَشْزٌ سے
جس کے معنی اٹھ کھڑا ہونے کے ہیں امر کا صیغہ،
جمع مذکر حاضر پ۲۸

اِنْشَقَّ ۔ وہ پھٹ گیا۔ وہ شق ہو گیا۔ اِنْشِقَاقٌ
سے۔ جس کے معنی پھٹنے اور شق ہو جانے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷

اِنْشَقَّتْ ۔ وہ پھٹ گئی۔ وہ شق ہو گئی۔ اِنْشِقَاقٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۷ پ۲۹
پ۳۰

اَنْصَاب ۔ بت۔ تمام وہ چیزیں جو عبادت کے
لئے نصب کی جائیں خواہ مورتی ہو یا پتھر یا اور
کچھ۔ نُصُبٌ کی جمع، مجاہد، قتادہ اور ابن جریج
سے مروی ہے کہ نُصُبٌ وہ پتھر ہیں جو عبادت
کے لئے نصب کئے گئے تھے مشرکینِ عرب ان
پتھروں کو پوجا کرتے اور ان کے تقرب کے لئے
وہاں جا کر قربانی کرتے تھے۔[1] پ۷

اَنْصَار ۔ مددگار۔ نَصِیْرٌ اور نَاصِرٌ کی جمع جس
کے معنی مددگار کے ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں مہاجرین
و انصار کا ذکر ہے وہاں انصار سے انصارِ مدینہ
مراد ہیں جو نصرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت
اس لقب سے سرفراز کئے گئے ہیں پ۳ پ۴ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲
پ۲۸ اَنْصَارًا پ۲۹

اَنْصَارِیْ ۔ میرے مددگار۔ اَنْصَارٌ مضاف
یْ ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۳ پ۲۸

اِنْصَبْ ۔ تو محنت کر (سَمِعَ) نَصَبٌ سے
جس کے معنی جدوجہد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر یہاں عبادت میں جدوجہد کا حکم ہے پ۳۰

اَنْصِتُوْا ۔ تم کان لگائے رہو۔ تم چپ رہو۔ تم
خاموشی سے سنتے رہو۔ اِنْصَاتٌ سے جس کے
معنی خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سننے کے ہیں
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹ پ۲۶

[1] احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۲۸ طبع مصر ۱۳۴۳ھ

اَنْصَحُ ۔ میں نصیحت کرتا ہوں، میں نصیحت کروں (فَتَحَ) نُصْحٌ سے جس کے معنی نصیحت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۸ ۱۵، پ ۳

اِنْصَرَفُوْا ۔ وہ چل دیئے۔ وہ پلٹ گئے۔ اِنْصِرَافٌ سے جس کے معنی ایک حالت سے دوسری حالت پر لوٹ جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۱

اُنْصُرْنَا ۔ تو ہماری مدد کر۔ (نَصَرَ) اُنْصُرْ نَصْرٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم۔ پ ۲، پ ۴، پ ۶

اُنْصُرْنِیْ ۔ تو میری مدد کر، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے پ ۱۸ ۲ و ۳، پ ۲۰ ۱۵

اُنْصُرُوْا ۔ تم مدد کرو، نَصْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۷ ۵

اَنْطَقَ ۔ اس نے گویائی عطا فرمائی۔ اس نے کہلوایا۔ اِنْطَاقٌ سے جس کے معنی گویائی عطا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۴ ۱۷

اَنْطَقَنَا ۔ ہم کو گویائی عطا فرمائی۔ ہم سے کہلوایا اِنْطَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ ۲۴ ۱۷

اِنْطَلَقَ ۔ وہ چل کھڑا ہوا۔ اِنْطِلَاقٌ سے جس کے معنی چھوڑ کر چل کھڑے ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۳ ۱۰

اِنْطَلَقَا ۔ وہ دونوں چلے۔ اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ ۱۵ ۲۲، پ ۱۶ ۱

اِنْطَلَقْتُمْ ۔ تم چلے، اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۶ ۱۰

اِنْطَلَقُوْا ۔ وہ چلے، اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۹ ۳

اِنْطَلِقُوْا ۔ تم چلو، اِنْطِلَاقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۹ ۲ و ۳

اَنْظُرُ ۔ میں دیکھوں گا۔ (نَصَرَ، سَمِعَ) نَظْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ نَظْرٌ کے معنی ان ظاہری آنکھوں سے دیکھنے اور نگاہ کرنے کے بھی ہیں اور بصیرت کے ذریعہ کسی چیز کو پانے اور اس کا ادراک کرنے کے بھی اور کبھی تامل اور تفحص کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (کہہ دیجئے دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں) یہاں

دیکھنے سے مراد تامل اور تفحص سے کام لینا ہے کبھی اس کا استعمال حیرت سے تاکنے کے بارے میں بھی ہوتا ہے جیسے وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں دیکھتے) اور کبھی راہ دیکھنے اور انتظار کرنے کے معنی بھی آتے ہیں جیسے وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ (اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لے گی) جب اس کے صلہ میں اِلٰی آتا ہے تو معنی نگاہ اٹھانے کے ہوتے ہیں اور جب فِیْ آتا ہے تو غور و تامل کے پ۹

اُنْظُرْ۔ تو دیکھ۔ تو غور کر۔ نَظْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۳/۲ پ ۵/۴ پ ۷/۱۴ پ ۷/۹ و ۱۱ و ۱۴ پ ۸/۱۷ پ ۹/۳ و ۷ پ ۱۱/۹ و ۱۳ پ ۱۲/۲ و ۵ پ ۱۶/۱۴ پ ۱۸/۱۶ پ ۱۹/۱۶ و ۱۷ و ۱۹ پ ۲۰/۷ پ ۲۱/۹ پ ۲۳/۲ و ۷ پ ۲۵/۸

اُنْظُرْنَا۔ ہم پر نظر کیجے۔ اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے۔ پ ۱/۱۲ پ ۵/۴

اَنْظِرْنِیْ۔ مجھ کو مہلت دے۔ مجھ کو ڈھیل دے، اَنْظِرْ اِنْظَارٌ سے جس کے معنی مہلت دینے اور ڈھیل دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ ۸/۹ پ ۱۴/۳ پ ۲۳/۱۴

اُنْظُرُوْا۔ تم دیکھو، تم غور کرو۔ نَظْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴/۵ پ ۷/۸ و ۱۸ پ ۸/۱۸ پ ۱۱/۱۵ پ ۱۴/۱۱ پ ۲۰/۲ و ۱۴ پ ۲۸/۸

اُنْظُرُوْنَا۔ تم ہماری راہ دیکھو۔ تم ہمارا انتظار کرو اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے پ ۲۷/۱۸

اُنْظُرِیْ۔ تو دیکھ لے، تو غور کرے۔ نَظْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۱۹/۱۸

اَنْعَامٌ۔ مویشی۔ بھیڑ، بکری، گائے بھینس اور اونٹ مویشی کو اس وقت تک انعام نہیں کہا جا سکتا، جب تک ان میں اونٹ داخل نہ ہوں، یہ نَعَمٌ کی جمع ہے جس کے معنی اصل میں تو اونٹ کے ہیں مگر بھیڑ بکری اور گائے بھینس پر بھی بولا جاتا ہے چونکہ اونٹ عرب کے نزدیک بہت بڑی نعمت ہے اس لئے اس کا نام نَعَمٌ ہوا۔ پ ۵/۱۵ پ ۶/۵ پ ۸/۳ و ۴ پ ۹/۱۲ پ ۱۱/۸ پ ۱۳/۷ و ۱۵ و ۱۷ پ ۱۴/۱۱ و ۱۲ پ ۱۸/۱ پ ۱۹/۲ و ۱۱ پ ۲۲/۱۲ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۳/۱۲ پ ۲۵/۲ و ۷ پ ۲۶/۹ اَنْعَامًا پ ۱۹/۲ پ ۲۳/۴

اَنْعَامِكُمْ۔ تمہارے مویشی، اَنْعَام مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۶ ع ۱۱ پ ۳۰ ع ۴ و ۵

اَنْعَامُهُمْ۔ ان کے مویشی۔ اَنْعَامُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۹ ع ۱۶

اَنْعُمِ۔ احسانات، نعمتیں، نِعْمَةٌ کی جمع پ ۱۴ ع ۲۱

اَنْعَمَ۔ اس نے انعام کیا۔ اس نے فضل کیا۔ اِنْعَامٌ سے جس کے معنی احسان کرنے اور نوازش کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۵ ع ۶ و ۷ پ ۶ ع ۸ پ ۱۶ ع ۷ پ ۲۲ ع ۲

اَنْعَمْتُ۔ میں نے احسان کیا۔ میں نے انعام کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۱ ع ۱ و ۵ و ۶ و ۱۵

اَنْعَمْتَ۔ تو نے فضل کیا۔ تو نے احسان کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱ ع ۱ پ ۱۹ ع ۱۷ پ ۵ ع ۸ پ ۲۲ ع ۲ پ ۲۶ ع ۲

اَنْعَمْنَا۔ ہم نے احسان کیا۔ ہم نے فضل کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۵ ع ۹ پ ۲۵ ع ۱ و ۱۲

اَنْعُمِهٖ۔ اس کے احسانات، اس کی نعمتیں اَنْعُمِ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۴ ع ۲۲

اَنْعَمَهَا۔ اس کو انعام میں دیا۔ اس سے نوازا۔ اَنْعَمَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۱۴ ع ۲

اَنْفَ۔ ناک۔ پ ۶ ع ۱۱

اٰنِفًا۔ ابھی، اَنْفٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی سر کے آتے ہیں چونکہ سر سے شئے کی ابتدا ہوتی ہے اس لحاظ سے اٰنِفًا کے معنی اول وقت کے ہوئے پ ۲۶ ع ۶

اِنْفَاقٍ۔ خرچ کرنا، بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے انفاق میں جان اور مال دونوں کا صرف کرنا آجاتا ہے۔ یہ کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی واجب، یہاں اِنْفَاقِ کے معنی خرچ ہو جانے کے ہیں پ ۱۵ ع ۱۱

اَنْفَال۔ مالِ غنیمت، نَفَلٌ (بفتح فا) کی جمع۔ جس کے معنی اصل میں زیادتی کے ہیں اور اسی لئے زائد نماز کو نَافِلَةٌ کہتے ہیں ارشاد ہے وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے) اور اسی اعتبار سے اولاد کی اولاد کو نافلہ کہا جاتا ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً (اور ہم نے اس کو عنایت کیا اسحٰق نیز یعقوب کو مزید) یعنی مانگا تو بیٹا ہی تھا مگر ہم نے پوتا مزید عنایت فرمایا۔ پھر عطیہ اور بخشش

کے معنی میں حقیقت بن کر استعمال ہونے لگا کیونکہ
بخشش بھی بسبب تبرع غیر لازم ہونے کے گویا
ایک شے مزید ہوئی۔ اور اسی طرح امام یا خلیفہ
غازی کے لئے اس کے حصہ سے زائد جو مشروط
کردے خواہ کسی معین شخص کے لئے ہو یا غیر معین
شخص کے لئے جیسے اعلان کردے کہ جو کسی کو قتل
کرے گا اس کا چھینا ہوا مال وہی پائیگا۔ سب نفل
کے نام سے موسوم ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ
کی طرف سے بخشش و عطا ہے پ ۹/۱۵

اِنْفَجَرَتْ وہ بہ نکلی، وہ پھوٹ نکلی۔ اِنْفِجَارٌ سے
جس کے معنی خوب پھوٹ نکلنے کے ہیں ماضی کا
صیغہ واحد مؤنث غائب۔ اِنْفِجَارٌ اور اِنْبِجَاسٌ
میں فرق یہ ہے کہ انبجاس صرف کسی تنگ چیز
سے نکلنے کا نام ہے اور انفجار کا استعمال تنگ
مقام ہو یا فراخ دونوں کے متعلق ہوتا ہے پ ۱

اَنْفُخُ۔ میں پھونک مارتا ہوں (نَصَرَ) نَفْخٌ سے
جس کے معنی پھونک مارنے کے ہیں مضارع کا
صیغہ واحد متکلم پ ۳/۱۳

اُنْفُخُوْا۔ تم پھونک مارو تم دھونکو نَفْخٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۶/۲

اُنْفُذُوْا۔ تم نکل بھاگو۔ (نَصَرَ) نُفُوْذٌ سے جس کے
معنی، چیرنے، نکل جانے، اور رہائی پانے کے ہیں۔
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۷/۱۲

اِنْفِرُوْا۔ تم نکلو، تم کوچ کرو (نَصَرَ، ضَرَبَ)
نَفِیْرٌ اور نُفُوْرٌ سے جس کے معنی نکلنے اور کوچ کرنے
اور بھاگنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر
اصل میں نَفْرٌ کے معنی کسی چیز کے لئے بیتاب ہوجانے
یا اس سے بیزار ہوجانے کے ہیں پ ۱۰/۱۲

اَنْفُسٌ۔ جانیں، دل، جی۔ نَفْسٌ کی جمع
جس کے معنی روح کے ہیں پ ۳/۲ پ ۵/۱۶ پ ۱۳/۴ پ ۳۰/۴
پ ۲۵/۱۲ پ ۲۷/۵

اَنْفُسَکُمْ۔ تمہاری جانیں۔ تمہارے اشخاص، تمہارے
جی۔ اَنْفُسُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف
الیہ۔ پ ۱: ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ — پ ۲: ۷ و ۱۲ و ۱۳ — پ ۳: ۵ و ۸ و ۱۴
پ ۴: ۸ و ۱۰ — پ ۵: ۲ و ۷ و ۱۷ — پ ۶: ۳ و ۱۷ — پ ۱۰: ۱۱ و ۱۲ — پ ۱۱: ۵ و ۸ — پ ۱۲: ۱۲
پ ۱۳: ۳ و ۶ — پ ۱۴: ۱۶ — پ ۱۵: ۱ — پ ۱۸: ۱۴ — پ ۲۱: ۶ و ۷ — پ ۲۳: ۷ و ۱۸ — پ ۲۵: ۳
پ ۲۶: ۱۴ و ۱۸ — پ ۲۷: ۶ و ۱۷ و ۱۹ — پ ۲۸: ۱۰ و ۱۶ و ۱۹ — پ ۲۹: ۱۴

اَنْفُسَنَا۔ اپنی جانیں۔ ہماری جانیں، اَنْفُسُ

مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۳ ۱۲، پ ۶ ۲ و ۳

اَنْفُسِہِمْ۔ ان کے جی، ان کے دل، ان کی جانیں۔ اَنْفُسُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۱ ۲ و ۶ و ۱۲ و ۱۳، پ ۳ ۴ و ۱۵، پ ۴ ۳ و ۵ و، پ ۴ ۷ و ۸ و ۹، پ ۵ ۴ و ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴، پ ۶ ۱۲ و ۱۴ و ۱۵، پ ۷ ۸ و ۹، پ ۸ ۲ و ۳ و ۸ و ۱۱ و ۱۳، پ ۹ ۱۰ و ۱۲ و ۱۴، پ ۱۰ ۳ و ۴ و، پ ۱۰ ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷، پ ۱۱ ۲ و ۳ و ۱۰، پ ۱۲ ۲ و ۳ و ۹، پ ۱۳ ۸ و ۱۹، پ ۱۴ ۱۰ و ۱۸ و ۲۱، پ ۱۵ ۲۴، پ ۱۶ ۴ و ۵ و ۷، پ ۱۸ ۲ و ۷ و ۸ و ۱۹، پ ۱۹ ۱ و ۱۲، پ ۲۰ ۱۴، پ ۲۱ ۴ و ۸ و ۱۶، پ ۲۲ ۸، پ ۲۳ ۲ و ۱۶، پ ۲۴ ۳، پ ۲۵ ۱ و ۲، پ ۲۶ ۱۲، پ ۲۸ ۲ و ۳ و ۶

اَنْفُسَھُنَّ۔ ان کے جی۔ اَنْفُسُ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲ ۱۲ و ۱۳ و ۱۵

اِنْفِصَامَ۔ ٹوٹنا۔ بروزن اِنْفِعَالٌ مصدر ہے پ ۳ ۲

اِنْفَضُّوْا۔ وہ متفرق ہو گئے۔ اِنْفِضَاضٌ سے جس کے معنی متفرق ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۴ ۸، پ ۲۸ ۱۲

اِنْفَطَرَتْ۔ وہ چر گئی، وہ پھٹ گئی۔ اِنْفِطَارٌ سے جس کے معنی چرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۳۰

اَنْفَقَ۔ اس نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِنْفَاق) پ ۱۵ ۱۴، پ ۲۴ ۱۴

اَنْفَقْتَ۔ تو نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْفَاق) پ ۱۰ ۴

اَنْفَقْتُمْ۔ تم نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ ۱۰، پ ۳ ۵، پ ۲۲ ۱۱، پ ۲۸ ۸

اَنْفَقُوْا۔ انھوں نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۳ ۴، پ ۵ ۳، پ ۱۰ ۹، پ ۲۲ ۱۶، پ ۲۶ ۱۷، پ ۲۸ ۸

اَنْفِقُوْا۔ تم خرچ کرو۔ اِنْفَاقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ ۸، پ ۳ ۲ و ۵، پ ۱۰ ۱۳، پ ۲۲ ۲، پ ۲۸ ۱۲ و ۱۶ و ۱۷

اِنْفَلَقَ۔ وہ پھٹ گیا۔ اِنْفِلَاقٌ سے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۹ ۸

اَنْقَذَکُمْ۔ اس نے تم کو نجات دی۔ اِنْقَذَ اِنْقَاذٌ سے جس کے معنی نجات دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۴۔

اُنْقُصْ۔ تو کم کر۔ (نَصَرَ) نَقْصٌ سے جس کے معنی کم کرنے یا کم ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر

حاضر۔ ب ۲۹/۱۳

اَنْقَضَ۔ اس نے توڑ دی، اس نے جھکا دی۔ اِنْقَاضٌ سے۔ جس کے معنی توڑ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ب ۳۰/۱۹

اِنْقَلَبَ۔ وہ الٹ گیا، اِنْقِلَابٌ سے جس کے معنی الٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ب ۱۴/۵

اِنْقَلَبْتُمْ۔ تم پھر گئے۔ اِنْقِلَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ب ۴/۹

اِنْقَلَبُوْا۔ وہ لوٹ گئے، وہ پھر گئے۔ اِنْقِلَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ب ۴/۹ ب ۹/۹ ب ۱۳/۲ ب ۳۰/۸

اَنَّكَ۔ بے شک تو، اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنَّ) ب ۱۴/۹ ب ۱۶/۱۹ ب ۲۴/۱۹ ب ۲۵/۱۴

اِنَّكَ۔ بے شک تو، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنَّ) ب ۱/۴ و ۱۵

ب ۲/۱ و ۱۷ ب ۳/۹ و ۱۱ و ۱۲ ب ۴/۱۱ ب ۷/۵ و ۹ ب ۸/۹ ب ۱۱/۱۴ و ۱۶ ب ۱۲/۷ و ۸

ب ۱۳/۱ و ۴ و ۵ و ۱۸ ب ۱۴/۱ و ۳ ب ۱۵/۴ و ۲۱ و ۲۲ ب ۱۶/۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲

ب ۱۷/۱۶ ب ۱۸/۴ ب ۱۹/۱۶ ب ۲۰/۲ و ۵ و ۷ و ۹ ب ۲۱/۸ ب ۲۳/۱۸

ب ۲۳/۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ ب ۲۴/۹ ب ۲۵/۲ و ۱۰ و ۱۶ ب ۲۷/۴

ب ۲۸/۶ و ۷ و ۱۲ و ۲۰ ب ۲۹/۴ و ۱۰ ب ۳۰/۹

اِنَّكِ۔ بے شک تو۔ اس میں کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر ہے ب ۱۲/۱۳

اَنْكَاثًا۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ نِکْثٌ کی جمع جس کے معنی سوت کے اس ٹکڑے کے ہیں جو دوبارہ کاتنے کے لئے توڑا جائے۔ ب ۱۴/۱۹

اَنْكَالًا۔ بیڑیاں۔ قید۔ نِکْلٌ کی جمع جس کے معنی سخت قید اور آہنی لگام کے ہیں ب ۲۹/۱۳

اُنْكِحَكَ۔ میں تجھ کو بیاہ دوں۔ میں تیرے نکاح میں دیدوں۔ اُنْکِحُ، اِنْکَاحٌ سے جس کے معنی نکاح کرانے اور بیاہ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ب ۲۰/۹

اَنْكِحُوْا۔ تم نکاح کردو تم عقد کرادو۔ اِنْکَاحٌ کا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ب ۱۸/۱۰

اِنْكِحُوْا۔ تم نکاح کرلو۔ تم عقد کرلو (فَتْحٌ ضَرَبَ) نِکَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل لغت میں نکاح کے حقیقی معنی دو چیزوں کو ملانے اور جمع کرنے کے ہیں اور اسی اعتبار سے وطی اور عقد کو نکاح کہا

جاتا ہے۔ جمع کے معنی چونکہ درحقیقت وطی میں پائے جاتے ہیں عقد میں نہیں اس لئے وطی کے معنی میں اس کا استعمال باعتبار حقیقت ہے اور عقد کے معنی میں باعتبار مجازاً۔ یہاں مجازی معنی مراد ہیں۔ پ ۴/۱۲

اِنْكِحُوْهُنَّ۔ تم ان سے نکاح کرو۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے پ ۵/۱

اِنْكَدَرَتْ۔ وہ میلی ہو گئی۔ وہ بکھر گئی، اِنْكِدَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ اِنْكِدَارٌ کے اصل معنی تو میلے ہونے کے ہیں مگر بکھر جانے اور پراگندہ ہونے میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے پ ۳۰/۶

اَنْكَرُ۔ بہت زیادہ برا۔ نُكْرٌ سے جس کے معنی نہ پہچاننے اور برا جاننے کے ہیں یا نَكَارَةٌ سے جس کے معنی نامانوس، سخت اور وحشتناک ہونے کے ہیں باب مفعول میں افعل التفضیل کا صیغہ۔ اول صورت میں سَمِعَ سے آئیگا اور دوسری صورت میں کَرُمَ سے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے جَدِيْرٌ کا افعل التفضیل اَجْدَرُ ہے ایسے ہی یہ نَكِيْرٌ کا ہو۔ واضح رہے کہ عیب کے معنی میں نیز باب مفعول میں افعل التفضیل کا آنا شاذ ہے۔ پ ۲۱/۱۱

اِنَّكُمْ۔ بیشک تم۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنَّ) پ ۱/۶ پ ۵/۱۷ پ ۶/۸ پ ۷/۸ پ ۸/ ۱و۱۷ پ ۹/ ۱و۴و۱۷ پ ۱۰/ ۷و۱۳و۱۷ پ ۱۲/۱ پ ۱۳/۳ پ ۱۳/ ۵و۱۸ پ ۱۵/۴ پ ۱۷/ ۷و۵ پ ۱۸/ ۱و۳و۴ پ ۱۹/ ۷و۸و۱۹ پ ۲۰/۱۵ پ ۲۲/۷ پ ۲۳/ ۲و۸و۹و۱۷ پ ۲۴/۱۶ پ ۲۵/ ۱۳و۱۴و۲۰ پ ۲۶/۱۸ پ ۲۷/۱۵ پ ۲۹/۲۲

اَنَّكُمْ۔ بیشک تم، اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل کُمْ ضمیرِ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲/ ۷و۹و۱۲و۱۳ پ ۷/۱۵ پ ۱۰/۷ پ ۱۸/ ۳و۹ پ ۲۰/۲۰ پ ۲۷/۱۶ پ ۲۸/۱۱

اِنَّمَا۔ بیشک، تحقیق، سوائے اس کے نہیں۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اور مَا کافہ ہے جو حصر کے لئے آتی ہے اور (اِنَّ) کو عملِ لفظی سے روک دیتی ہے۔

پ ۱/ ۲و۱۲و۱۳و۱۶ پ ۲/ ۵و۶ پ ۳/ ۶و۱۰و۱۳ پ ۴/ ۷و۹و۱۰و پ ۴/ ۱۲و۱۴ پ ۵/۱۳ پ ۶/ ۳و۹و۱۲ پ ۷/ ۲و۸و۱۰و۱۹ پ ۸/ ۳و پ ۸/ ۷و۱۱ پ ۹/ ۲و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵ پ ۱۰/ ۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و پ ۱۰/ ۷و۱۸ پ ۱۱/ ۷و۸و۱۹ پ ۱۲/ ۳و۴ پ ۱۳/ ۳و۷و۹و۱۱و۱۲و۱۹ پ ۱۴/ ۱و۱۱و۱۳و۱۷و۱۹و۲۰و۲۱و۲۲ پ ۱۵/۲ پ ۱۶/ ۳و۵و۹ پ ۱۶/ ۱۲و۱۳ پ ۱۷/ ۳و۷و۱۳ پ ۱۸/ ۶و۱۳و۱۵ پ ۱۹/ ۱۲و۱۴و۱۸

۲۰/ ۳ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ، ۲۱/ ۱ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ ، ۲۲/ ۱ و ۵ و ۱۲ و

۲۲/ ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ ، ۲۳/ ۴ و ۵ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ ، ۲۴/ ۱ و ۲ و

۲۴/ ۱۰ و ۱۲ و ۱۵ ، ۲۵/ ۵ و ۱۶ ، ۲۶/ ۳ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹

۲۷/ ۴ ، ۲۸/ ۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۹ ، ۲۹/ ۳ و ۱۲ و ۱۹ و ۲۱ ، ۳۰/ ۳ و ۴ و ۱۲

اَنَّمَا ۔ بیشک، تحقیق، بجز اس کے نہیں۔ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل۔ ما کافہ ہے حصر کے معنی دیتی ہے اور اَنَّ کو عمل سے روکتی ہے۔ ۳/۹ ، ۶/۱۱ ، ۷/۲

۹/۱۷ ، ۱۰/۱ ، ۱۲/۲ ، ۱۳/ ۹ و ۱۹ ، ۱۶/۲ ، ۱۷/ ۷ و ۱۵ ، ۱۸/ ۴ و ۶

۲۰/۸ ، ۲۱/۱۲ ، ۲۳/ ۱۱ و ۱۳ ، ۲۵/ ۱۰ و ۱۵ ، ۲۷/۱۹

اِنَّا ۔ بیشک ہم، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِنَّ) ۳/۱۰ ، ۴/۱۱ ، ۱۲/۹ ، ۱۶/۱۱

۲۴/۱۵ ، ۲۵/۱۱

اَنَّا ۔ بیشک ہم۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَّ) ۲/۵ ، ۳/۱

اِنَّنِیْ ۔ بیشک میں۔ اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، نَ وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۷/۸ ، ۸/۷ ، ۱۱/۱۷ ، ۱۶/ ۱۰ و ۱۱

۲۴/۱۹ ، ۲۵/۹

اِنْہَ ۔ تو منع کر (فتحہ) نَھْیٌ سے جس کے معنی منع کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۱/۱۱

اِنَّہٗ ۔ بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، جب اس ضمیر کے بعد جملہ مفسرہ ہو جو اس کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان یا ضمیر قصہ کہلاتی ہے کیونکہ اس وقت یہ بیانِ واقعہ اور حالت بتانے کے لئے آتی ہے۔

۱/ ۴ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۱۶ ، ۲/ ۲ و ۵ و ۹ و ۱۷ ، ۳/۷ ، ۴/ ۱۲ و ۱۳

۶/ ۱۲ و ۱۳ ، ۷/ ۹ و ۱۰ ، ۸/ ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۷ و ۱۰ و ۱۳ ، ۹/ ۱۱ و ۱۳

۱۰/ ۴ و ، ۱۱/ ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷ ، ۱۲/ ۲ و ۳ و ۷ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷

۱۳/ ۲ و ۳ و ۵ و ۱۸ ، ۱۴/ ۲ و ۹ و ۱۹ و ۲۲ ، ۱۵/ ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۱۱

۱۶/ ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ، ۱۷/ ۵ و ۷ ، ۱۸/ ۶ و ۷ و ۹ و ۱۹

۱۹/ ۴ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ ، ۲۰/ ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷

۲۰/ ۹ و ۱۱ و ۱۵ ، ۲۱/ ۸ و ۱۱ ، ۲۲/ ۲ و ۳ و ۱۲ و ۱۷ ، ۲۳/ ۳ و ۷ و ۸ و

۲۳/ ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ ، ۲۴/ ۳ و ۸ و ۱۱ و ۱۹ ، ۲۵/ ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و

۲۵/ ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ، ۲۶/ ۴ و ۸ و ۱۹ ، ۲۷/ ۳ و ۷ و ۱۶

۲۸/۱۱ ، ۲۹/ ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹ ، ۳۰/ ۳ و ۶ و

۳۰/ ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۲۷ و ۳۵

اَنَّہٗ ۔ بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے، بیشک واقعہ یوں ہے۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ جب اس کے بعد جملہ مفسرہ اس

کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان ہے واضح رہے کہ جب تک کوئی اور وجہ نکل سکے اس کو ضمیر شان پر محمول نہیں کرنا چاہئے۔ پ۱/۲ پ۲/۱ پ۳/۱۰ پ۶/۹ پ۷/۱۲ پ۸/۱ پ۹/۸و۱۷ پ۱۰/۱۳ پ۱۱/۳و۱۳ پ۱۲/۴و۱۵ پ۱۴/۷ پ۱۷/۲و۸و۱۳ پ۲۴/۷ پ۲۵/۱ پ۲۶/۶ پ۲۷/۷ پ۲۸/۱۵ پ۲۹/۱۱و۱۷

اِنَّهَا۔ بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل ھا ضمیر واحد مؤنث غائب اور جب اس کے بعد جملہ مفسرہ اس کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان ہے۔ پ۱/۵و۸ پ۶/۸ پ۱۱/۱ پ۱۴/۳و۵ پ۱۷/۱۱و۱۳ پ۱۸/۶ پ۱۹/۴و۱۸ پ۲۱/۱۱ پ۲۳/۲ پ۲۹/۷و۱۶و۲۱ پ۳۰/۵و۲۹

اَنَّهَا۔ بیشک وہ۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل ھا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۷/۱۹ پ۹/۱۵ پ۱۶/۱۲ پ۲۵/۳

اِنْهَارَ۔ وہ ڈھ پڑا۔ اِنْهِيَارٌ سے جس کے معنی ڈھ پڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۱/۴

اَنْهَارُ۔ نہریں، نَهَرٌ کی جمع۔ پ۱/۳و۹ پ۳/۴و۱۰ پ۴/۵و۱۱و۱۳ پ۵/۵و۱۳ پ۶/۷ پ۷/۱و۶و۷ پ۸/۱۲ پ۱۰/۵و۱۷ پ۱۱/۳و۹ پ۱۳/۱۱و۱۲و۱۷ پ۱۴/۸و۱۰ پ۱۵/۱۰و۱۲ پ۱۶/۱۲ پ۱۷/۹و۱۰ پ۱۸/۱۷ پ۲۱/۲ پ۲۳/۱۲ پ۲۵/۱۱ پ۲۶/۲و۹و۱۰ پ۲۷/۱۸ پ۲۸/۳و۱۰و۱۵و۱۸و۲۰ پ۳۰/۱۰و۲۳

اَنْهَارًا پ۱۴/۷

پ۲۰/۹ پ۲۹

اَنْهٰكُمَا۔ میں نے تم دونوں کو منع کیا۔ اَنْهَ اصل میں اَنْهٰى تھا جس کے معنی ہیں میں منع کرتا ہوں یا منع کروں گا لَمْ کے آنے سے ی حرفِ علت ساقط ہو گئی اور مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیا۔ پ۸/۹

اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ سب لوگ، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱/۲و۶ پ۳/۴و۹، پ۵/۱۲ پ۶/۱۲ پ۷/۶و۹و۱۰ پ۹/۱۰و۱۵و۱۷ پ۱۰/۳و۸و۱۲و۱۳و۱۷ پ۱۱/۱و۲و۱۷ پ۱۲/۳و۴و۷و۱۰ پ۱۴/۵ پ۱۵/۱۳و۱۵ پ۱۶/۵و۹ پ۱۸/۱و۱۰ پ۱۸/۵و۱۷ پ۱۹/۸و۹و۱۵و۱۶و۱۹ پ۲۰/۷و۱۳ پ۲۱/۱۹ پ۲۲/۱۲ پ۲۳/۶و۸و۹و۱۳و۱۷ پ۲۴/۱۷و۲۰ پ۲۵/۱و۱۰و۱۱و۱۳و۱۵و۱۶و۱۸ پ۲۶/۲و۱۸ پ۲۷/۱و۷و۱۵ پ۲۸/۱و۳و۱۳ پ۲۹/۷و۱۰ پ۳۰/۱و۸و۱۱

اَنَّهُمْ۔ بیشک وہ سب لوگ۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱/۵و۷و۱۲ پ۲/۱۷ پ۳/۶و۱۱و۱۲ پ۴/۳ پ۵/۴و۹ پ۶/۱۳و۱۵ پ۷/۱۷ پ۸/۳و۱۰ پ۹/۶و۷و۸و۱۹ پ۱۰/۵و۷و۱۳و۱۴و۱۹ پ۱۱/۳و۴و۵و۸و۹ پ۱۲/۳ پ۱۳/۲ پ۱۴/۱۱و۱۴و۲۰ پ۱۵/۱۱و۱۹ پ۱۶/۳ پ۱۷/۷و۱۳ پ۱۸/۴و۹ پ۱۹/۷ پ۲۰/۱۰ پ۲۱/۱۸ پ۲۳/۱ پ۲۴/۶و۸ پ۲۶/۵و۷و۱۲ پ۲۸/۳و۴و۵ پ۲۹/۱۱ پ۳۰/۸

إِنَّهُمَا ۔ بیشک وہ دونوں، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۱۳/۸ پ ۲۳/۲

أَنَّهُمَا ۔ بیشک وہ دونوں۔ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۲/۲ پ ۲۸/۵

إِنَّهُنَّ ۔ بیشک وہ سب عورتیں، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب پ ۲۲/۱۸

أَنْهٰكُمْ ۔ میں تم کو منع کر رہا ہوں، اَنْهٰى نَهْیٌ سے جس کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۲/۸

إِنِّیْ ۔ بے شک میں، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، ی ضمیر واحد متکلم، پ ۱/۴ پ ۲/۷ پ ۳/۱۲،۱۳ پ ۴/۱۳ پ ۶/۷،۸،۹ پ ۷/۵،۸،۱۱،۱۳،۱۵ پ ۸/۳،۹،۱۵،۱۶ پ ۹/۳،۷،۱۰،۱۵ پ ۱۰/۲ پ ۱۱/۷،۱۵،۱۶ پ ۱۲/۳،۴،۵،۸،۱۱،۱۳،۱۵،۱۷ پ ۱۳/۱،۳،۵،۱۶،۱۸ پ ۱۴/۳،۶ پ ۱۵/۱۲،۱۴،۱۶،۲۱ پ ۱۶/۴،۵،۹ پ ۱۷/۶،۹ پ ۱۸/۴،۶ پ ۱۹/۶،۱۰،۱۱،۱۳ پ ۱۹/۱۳،۱۴،۱۵،۱۶،۱۷،۱۸ پ ۲۰/۵،۶،۷،۱۵ پ ۲۲/۸ پ ۲۳/۱،۷،۱۲،۱۳،۱۴،۱۶ پ ۲۴/۱،۸،۹ پ ۲۵/۱۱،۱۲ پ ۲۶/۲،۳ پ ۲۷/۲،۳،۸ پ ۲۸/۵،۹ پ ۲۹/۵،۹،۱۲

أَنِّیْ ۔ بے شک میں۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل۔ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱/۶،۱۵ پ ۳/۱۳ پ ۳/۱۱ پ ۹/۱۶ پ ۱۳/۵ پ ۱۳/۲ پ ۱۴/۴ پ ۲۲/۶،۱۵ پ ۲۸/۹

أَنّٰى ۔ جہاں، کیونکر، جب۔ اسم ظرف ہے زمان و مکان دونوں کے لئے آتا ہے۔ ظرفِ زمان ہو تو بمعنی مَتٰى (جب جس وقت) کے اور ظرفِ مکان ہو تو معنی اَیْنَ (جہاں کہاں) اور استفہامیہ ہو تو بمعنی کَیْفَ (کیسے کیونکر) ہوتا ہے۔ پ ۲/۱۲،۱۶ پ ۳/۳،۱۲،۱۳ پ ۴/۸ پ ۶/۱۴ پ ۷/۱۸،۱۹ پ ۱۰/۱۱ پ ۱۱/۹ پ ۱۶/۳،۵ پ ۱۸/۵ پ ۲۱/۲ پ ۲۲/۱۲،۱۳ پ ۲۳/۳ پ ۲۴/۱۲،۱۳ پ ۲۵/۱۳،۱۴ پ ۲۶/۹ پ ۲۸/۱۳ پ ۳۰/۱۴

أُنِیْبُ ۔ میں رجوع ہوتا ہوں، اِنَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو اَنَابَ) پ ۱۲/۸ پ ۲۵/۲

أَنِیْبُوْا ۔ تم رجوع ہو جاؤ، اِنَابَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۴/۳

إِنٰىهُ ۔ اس کا پکنا، اس کا وقت، اِنٰى اول معنی میں مصدر ہے اور دوسرے معنی میں وہی اٰن ہے کہ جب اس کے پہلے زیر آتا ہے تو الف ممدودہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور زیر آتا ہے تو الف مقصورہ کے ساتھ پ ۲۲/۴

اٰنِیَۃٍ ۔ سخت کھولتی ہوئی، اِنًى سے جس کے معنی سخت کھولنے اور دھکنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ

واحد مؤنث پ ۳۰/۱۳

اٰنِیَۃٍ۔ برتن۔ اِنَاءٌ کی جمع جس کے معنی برتن کے ہیں۔ پ ۲۹/۱۲

فصل الواو

اَوْ۔ یا، خواہ، یہاں تک، مگر، جبکہ، اگرچہ، کیا۔ حرفِ عطف ہے مختلف معانی شک، ابہام، تخییر، اباحت اور تفصیل کے لئے آتا ہے۔ کوفہ والوں کے خیال میں واؤ اور بَل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کبھی اِلٰی اور اِلَّا کے معنی بھی دیتا ہے۔ ان تمام معانی میں اَوْ عاطفہ اور واؤ ساکن ہوگا اور جب توضیح یا تقریر یا رد یا انکار یا استفہام کے لئے ہوگا تو واؤ مفتوح ہوگا۔ سنن بیہقی میں ابن جریج سے مروی ہے کہ بجز اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا کے قرآن مجید میں جہاں بھی اَوْ استعمال ہوا ہے وہاں تخییر کے معنی میں ہیں۔ امام شافعیؒ کی بھی یہی تصریح ہے۔[1]

پ ۱/۲و۸و۱۳و۱۴و۱۶و۱ — پ ۲/۳و۶و۷و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۵ — پ ۳/۵و۷و۱۱ — پ ۴/۴و۵و۸و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱ — پ ۵/۳و۴و۶و۷و۸و۹و۱۲و — پ ۵/۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ — پ ۶/۲و۹و۱۰و۱۲ — پ ۷/۲و۳و۴و

پ ۷/۹و۱۰و۱۱و۱۴و۱۷ — پ ۸/۵و۷و۸و۱۱و۱۳ — پ ۹/۱و۱۱و — پ ۹/۱۲و۱۶و۱۸ — پ ۱۰/۱۳ — پ ۱۱/۵و۷و۸و۱۰ — پ ۱۲/۲و۷و۸و۱۲و۱۳ — پ ۱۳/۴و۶و۸و۱۰و۱۲و۱۵ — پ ۱۴/۱۰و۱۲و۱۷و۱۹ — پ ۱۵/۳و۵و — پ ۱۵/۶و۷و۱۰و۱۲و۱۵و۱۷و۲۰و۲۱ — پ ۱۶/۹و۱۰و۱۱و۱۵ — پ ۱۷/۱۱و۱۳و۱۴و۱۵ — پ ۱۸/۱و۲و۶و۷و۱۰و۱۱و۱۴و۱۶ — پ ۱۹/۱و۲و۴و۹و۱۲و۱۷ — پ ۲۰/۳و۷ — پ ۲۱/۳و۱۸و۱۹ — پ ۲۲/۴و۷و۹ — پ ۲۳/۹و۱۲ — پ ۲۴/۱و۱۰و۱۳و۱۶ — پ ۲۵/۵و۶و۱۰و۱۱ — پ ۲۶/۱و۱۰و۱۷ — پ ۲۷/۱و۲و۳و۵ — پ ۲۸/۳و۴و۵و۱۲و۱۷ — پ ۲۹/۱و۲و۷و۱۳و — پ ۲۹/۱۹و۲۰و۲۱ — پ ۳۰/۳و۵و۸و۱۵و۲۱

اَوَّ پ ۱/۱۲ — پ ۳/۲ — پ ۷/۲ — پ ۹/۱۳ — پ ۲۰/۱۳ — پ ۲۳/۱۰

اَوَّابٌ۔ بہت رجوع ہونے والا، اَوْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالٌ یہاں اپنے تمام اقوال و افعال حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور اس کا مطیع ہونا مراد ہے۔ دیلمی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اَوَّاب کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] کلیات ابوالبقاء ص ۱۰۵ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

سوال کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اَوّاب وہ ہے جو
تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ
سے مغفرت کا خواستگار ہو۔ ابنِ جریر طبری نے حضرت
ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مُسَبِّح
"یعنی تسبیح کرنے والا" نقل کی ہے اور عبد بن حمید نے
آپ سے موقن یعنی یقین رکھنے والے کے معنی
روایت کئے ہیں[۱]۔ ظاہر ہے اَوّاب اسی وقت ہوگا
جب اس میں یہ تمام صفات مذکورہ پائی جائیں

پ ۲۲ ع ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ پ ۲۶ ع ۱۷

اَوَّابِیْنَ ۔ بہت رجوع کرنے والے۔ اَوَّابٌ
کی جمع، سعید بن منصور، ہناد، ابنِ ابی حاتم، اور
بیہقی نے ضحاک سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے
کہ اوّابین وہ ہیں جو گناہ سے توبہ کی طرف اور
برائیوں سے اچھائیوں کی طرف رجوع کریں۔
ابن جریر اور ابنِ ابی حاتم حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما
سے راوی ہیں کہ اطاعت گزار اور نیکوکار مراد ہیں
ابن المنذر، ابنِ ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان
میں آپ سے اس کی تفسیر تَوّابین[۱] نقل کی ہے۔

جس کے معنی ہیں کثرت سے توبہ و استغفار کرنیوالے[۲]۔ پ ۱۵

اُوَارِیْ ۔ میں چھپاؤں۔ مُوَارَاۃٌ سے جس کے
معنی چھپانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے پ ۶

اَوَّاہٌ ۔ نرم دل۔ بہت آہ کرنے والا۔ اَوْہٌ
سے جس کے معنی آہیں بھرنے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ
بروزن فَعَّالٌ ۔ قرآن مجید میں اَوَّاہٌ سے کیا
مراد ہے اس بارے میں سلف سے حسبِ ذیل
اقوال منقول ہیں۔ (۱) بہت زیادہ دعا کرنے والا۔
(۲) مومن (۳) فقیہ (۴) رحمدل (۵) مومن تواب
(۶) تسبیح حق سبحانہ میں مصروف رہنے والا۔ (۷)
کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔ (۸) کتاب اللہ
کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والا۔ (۹) خشیتِ الٰہی
کی بنا پر بہت زیادہ آہ کرنے والا (۱۰) دربارِ الٰہی
میں خضوع و خشوع کرنے والا۔ (۱۱) حبشی زبان
میں مومن کو کہتے ہیں۔ (۱۲) معلّم خیر (۱۳) وعدہ کو
پورا کرنے والا۔ (۱۴) گناہوں کو یاد کرتے وقت
استغفار میں مشغول ہونے والا۔ (۱۵) شفیق۔ (۱۶)
ہر بری بات سے رجوع کرنے والا۔[۳]

---

۱ ان تینوں حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۱۵۴ طبع مصر ۱۳۵۰ھ ۲ ایضاً ج ۲ ص ۲۱۶ ۔

۳ البحر المحیط ج ۵ ص ۱۰۶ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

شوکانی لکھتے ہیں۔

لغت کے اعتبار سے اواہ کے یہ معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں کہ اواہ وہ ہے جو اپنے گناہوں پر بہت زیادہ آہ کرے مثلاً یہ کہے کہ "آہ میرے گناہ" "آہ مجھ پر کیا سزا دی جائے گی" وغیرہ۔ فراء کا یہی بیان ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔[1]

امام ابو جعفر بن جریر طبری فرماتے ہیں کہ۔

ان سب اقوال میں اولیٰ اسی شخص کا قول ہے جو اس کے معنی بہت زیادہ دعا کرنے والے کے بیان کرتا ہے، سیاقِ قرآنی کے بھی یہی معنی مناسب ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے متعلق فرمایا کہ اپنے باپ کے لئے ان کی طلبِ مغفرت ایک وعدہ کے بنا پر تھی اس سلسلہ میں انھوں نے اپنے باپ سے کر لیا تھا، اب چونکہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) بہت زیادہ دعا کیا کرتے اور نیز جو آپ کو ستاتا اور تکلیف پہنچاتا آپ اس کے ساتھ بردباری سے کام لیتے تھے بدیں وجہ باپ کی طرف سے آپ کو شدید اذیت پہنچنے پر بھی آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔[2]

ابنِ جریر، ابنِ ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابنِ مردویہ نے عبداللہ بن شداد بن الہاد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اواہ کون ہے فرمایا خضوع خشوع کرنے والا بہت زیادہ دعا مانگنے والا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عبداللہ بن شداد تابعی ہیں ابنِ مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص بآوازِ بلند ذکر کر رہا تھا، اس پر کوئی بول اٹھا کہ کاش یہ اپنی آواز دھیمی رکھتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اواہ ہے۔ ذوالنجادین ایک صاحب تھے جو کثرت سے تلاوت قرآن اور دعا کے ذریعہ ذکر الٰہی کیا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ اواہ ہے۔ یہ روایت امام احمد طبرانی اور ابنِ مردویہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔[3] ۹ ۱۱۴

اَوْبَارِهَا۔ اس کی بریاں۔ اس کی اون۔ اَوْبَار

---

[1] فتح القدیر ج ۲ ص ۳۹۲۔ [2] تفسیر ابنِ کثیر ج ۵ ص ۸، طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ھ

[3] ان سب حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۲۹۳

دَبَرٌ کی جمع جس کے معنی اونٹ کی اون اور بکری کے ہیں۔ اَوْبَارِ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۳/۱۴

اَوِّبِیْ ۔ تو رجوع ہو، تو لوٹ، تَاْوِیْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ آیت شریفہ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ (اے پہاڑ اور اے پرندو اس کے ساتھ تسبیح پڑھو) میں تاویب سے مراد تسبیح کرنا ہے، چنانچہ سورہ ص کی آیت اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَۃً (ہم نے تابع کر دیے پہاڑ کہ وہ اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام اور صبح اور اڑتے جانور اکٹھے ہو کر) اس آیت کی تفسیر کر رہی ہے۔ ابنِ ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابنِ جریر، ابنِ ابی حاتم، اور ابن المنذر نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے تسبیح ہی کے معنی روایت کیے ہیں اور یہی معنی قتادہ، مجاہد، ابو میسرہ، عکرمہ اور ابنِ زید سے مروی ہیں۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جب آپ تسبیح الٰہی میں مصروف ہوتے تو پہاڑ اور پرند سب مل کر آپ کے ساتھ تسبیح کرتے یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل تھا۔ کیونکہ قرآن مجید اس چیز کو خاص طور پر فضل کہہ رہا ہے۔ پہاڑوں کی تسبیح سے ان کی صدائے بازگشت یا وہ عام تسبیح جو ہر چیز اپنی زبان حال و قال سے کرتی رہتی ہے مراد نہیں ورنہ حضرت داؤد علیہ السلام پر افضال و انعاماتِ الٰہی کے سلسلہ میں اس کا بیان کرنا کیا اہمیت رکھتا ہے اسی طرح اگر صدائے بازگشت یا عام تسبیح مراد لی جائے تو پھر پہاڑوں اور پرندوں کے مسخر کرنے کا کیا مطلب رہ جاتا ہے۔ پ۲۲

اُوْتِیَ ۔ دیا گیا۔ اصل میں اُوْتِیَ تھا لَمْ کے آنے سے ی حذف ہو گئی اور مضارع ماضی کے معنی میں تبدیل ہو گیا (ملاحظہ ہو اُوْتِیَ) پ۲۹

اَوْتَاد ۔ میخیں، وَتَدٌ کی جمع جس کے معنی میخ کے ہیں (ملاحظہ ہو ذُوالْاَوْتَادِ) پ۲۳/۱۰ پ۳۰/۱۲ اَوْتَادًا پ۳۰

اُؤْتُمِنَ ۔ ائتمان سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳

اُوْتُوْا ۔ وہ دیے گئے، ان کو دیا گیا، ان کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ جس کے معنی دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۱ (۳ و ۱۲) پ۲ (۱ و ۲) پ۳ (۱۰ و ۱۱) پ۳ (۱ و ۱۰)

پ۵/۲و۱۵و۱۶ پ۶/۵و۱۳ پ۷/۱۱ پ۱۰/۱۰ پ۱۳/۱۰ پ۱۵/۱۲
پ۱۷/۱۲ پ۲۰/۱۱ پ۲۱/۱۷ پ۲۲/۷ پ۲۴/۹ پ۲۶/۱۸ پ۲۸/۲و۳ پ۲۹/۱۵ پ۳۰/۲۲

أُوتِيَ۔ اسے دیا گیا۔ وہ دیا گیا۔ اس کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱/۱۶
پ۳/۵و۱۷ پ۸/۲ پ۱۵/۸ پ۲۰/۸و۱۱ پ۲۱/۵ پ۳۰/۹

أُوتِيتَ۔ تجھ کو دیا گیا۔ تجھ کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۱

أُوتِيَتْ۔ اس (عورت) کو دیا گیا، اس کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۹/۱۷

أُوتِيتُمْ۔ تم کو دیا گیا، تم کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۳/۱۶ پ۶/۱۰ پ۱۵/۱۰ پ۲۰/۹ پ۲۵/۵

أُوتِيتُهُ۔ مجھے وہ دیا گیا۔ مجھے وہ ملا۔ أُوتِيتُ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰/۱۱ پ۲۴/۲

أُوتَيَنَّ۔ مجھے ضرور دیا جائے گا، مجھے ضرور ملیگا۔ اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ۱۶/۸

أُوتِينَا۔ ہم کو دیا گیا۔ ہمیں ملا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱۹/۷و۱۸

أَوْثَانٍ۔ بت، بتوں کے تھان۔ وَثَنٌ کی جمع ہر وہ چیز جس کی خدا کے سوائے پرستش کی جائے وثن ہے۔ مورتی ہو یا پتھر قبر ہو یا جھنڈا۔ پ۱۴/۱۱

أَوْثَانًا پ۲۰/۱۴و۱۵

أَوْجَسَ۔ اس نے محسوس کیا۔ اس نے پایا۔ اِیْجَاسٌ سے جس کے دل میں محسوس کرنے، اور قلب میں پوشیدہ آواز پانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۲/۷ پ۱۶/۱۲ پ۲۶/۱۹

أَوْجَفْتُمْ۔ تم نے دوڑایا۔ اِیْجَافٌ سے جس کے معنی سواری کو دوڑانے اور تیز کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸

أَوْحَى۔ اس نے حکم دیا۔ اس نے وحی بھیجی۔ اس نے اشارہ کیا۔ اِیْحَاءٌ سے جس کے معنی وحی کرنے حکم دینے اور اشارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب[1]
پ۱۳/۱۵ پ۱۴/۱۵ پ۱۵/۴ پ۱۶/۲ پ۲۳/۱۶ پ۲۵/۱۰ پ۲۷/۵ پ۳۰/۲۲

أُوحِيَ۔ وحی کی گئی۔ حکم بھیجا گیا۔ اِیْحَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب[2] پ۷/۸و۱۷و۱۹

۱؎ و ۲؎ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وَحْی۔

پ ۵ پ ۷/۳ پ ۱۵/۱۶ پ ۱۶/۱۱ پ ۱۸/۳ پ ۲۴/۴ پ ۲۹/۱۱

اَوْحَیْتُ - میں نے دل میں ڈال دیا۔ میں نے وحی کی۔ اِیْحَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم یہاں وحی بصورتِ الہام مراد ہے لہ پ ۷

اَوْحَیْنَا - ہم نے حکم بھیجا۔ ہم نے وحی کی۔ اِیْحَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۲ه پ ۶/۲ پ ۹/۳ و ۱۰ پ ۱۱/۹ و ۱۳ پ ۱۲/۱۱ و ۱۳ پ ۱۰/۱۰ پ ۱۳/۲۲ پ ۱۵/۸ و ۱۰ پ ۱۶/۱۱ و ۱۳ پ ۱۷/۵ پ ۱۹/۱۱ پ ۱۹/۸ پ ۲۰/۴ پ ۲۳/۱۹ پ ۲۵/۲ و ۳ و ۹

اَوْدِیَۃٌ - نالے، وادیاں، وَادِیْ کی جمع۔ وادی اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی بہتا ہو۔ اور بطریقِ استعارہ ہر طریقہ اور راستہ کو بھی وادی کہا جاتا ہے۔ پ ۱۳

اَوْدِیَتِھِمْ - ان کے نالے، اَوْدِیَۃ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۶/۲

اُوْذُوْا - وہ ستائے گئے، ان کو ایذا دی گئی اِیْذَاءٌ سے۔ جس کے معنی ستانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۴/۱۱ پ ۷

اُوْذِیَ - وہ ستایا گیا۔ اسے ایذا دی گئی اِیْذَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۰/۱۳

اُوْذِیْنَا - ہم کو ستایا گیا۔ ہمیں ایذا دی گئی۔ اِیْذَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم پ ۹/۵

اُوْرِثْتُمُوْھَا - تم اس کے وارث بنائے گئے تمہیں وہ میراث میں دی گئی۔ اُوْرِثْتُمُوْا میں واؤ اشباع کا ہے۔ اصل صیغہ اُوْرِثْتُمْ ہے جو اِیْرَاثٌ سے جس کے معنی وارث بنانے اور میراث میں دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ اصل میں وِرَاثَۃٌ اور اِرْثٌ کے معنی کسی شخص کی چیز کے دوسرے شخص کی طرف بغیر کسی (معاہدہ) کے یا ایسے امر کے جو قائم مقام عقد ہو منتقل ہونے کے ہیں اور اسی اعتبار سے میت کے مال کو جو اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ میراث اور ارث کہتے ہیں۔ پ ۸/۱۲ پ ۲۵/۱۳

اَوْرَثَکُمْ - اس نے تم کو وارث بنایا۔ اَوْرَثَ ماضی اِیْرَاثٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۲۱/۱۹

اَوْرَثَنَا - اس نے ہم کو وارث بنایا۔ اَوْرَثَ

لہ و ۲ه تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وحی

صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم ۲۴/۵

اَوْرَثْنَا ۔ ہم نے وارث بنایا۔ اِیْرَاثٌ ؔ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۹/۶ ۲۲/۱۴ ۲۳/۱۱

اَوْرَثْنَاھَا ۔ ہم نے اس کا وارث بنایا۔ ہم نے اسے میراث میں دیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۸/۹ ۲۵/۱۱

اُوْرِثُوْا ۔ وہ وارث بنائے گئے۔ اِیْرَاثٌ سے ۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۵/۲

اَوْرَدَھُمْ ۔ اس نے ان کو پہنچا دیا۔ اس نے ان کو لا ڈالا۔ اَوْرَدَ۔ اِیْرَادٌ سے۔ جس کے معنی اصل میں تو گھاٹ پر لانے کے ہیں مگر بعد میں اس کا استعمال مطلق حاضر کرنے اور لے آنے کے لئے ہونے لگا ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۲/۹

اَوْزَارَ ۔ بوجھ، مجازاً گناہ۔ وِزْرَۃٌ کی جمع۔ ۱۴/۹ اَوْزَارًا یہاں اس کے حقیقی معنی یعنی بوجھ مراد ہیں ۱۲/۱۶

اَوْزَارَھَا ۔ اس کے ہتھیار اس کے بوجھ۔ یہاں اَوْزَار سے ہتھیار مراد ہیں اَوْزَارَ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۲۶/۵

اَوْزَارَھُمْ ۔ ان کے بوجھ، ان کے گناہ۔ اَوْزَارَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۴/۹ ۱/۱۰

اَوْزِعْنِیْ ۔ میری قسمت میں کر، مجھے توفیق عطا فرما مجھے جما دے۔ اَوْزِعْ اِیْزَاعٌ سے جس کے معنی کسی چیز پر جما دینے اور الہام کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۹/۱۷ ۲۶/۲

اَوْسَطِ درمیانی۔ درجہ کا۔ وَسْطٌ اور وَسَاطَۃٌ سے جس کے معنی درمیانی ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ۔ ۷/۲

اَوْسَطُھُمْ ۔ ان کا بھلا۔ ان میں معتدل۔ اَوْسَطُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں اوسط سے مراد وہ شخص ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو جیسے جود کہ وہ اسراف اور بخل کے درمیانی درجہ کا نام ہے ایسی صورت میں اوسط کا لفظ مدح کے لئے آتا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وَسَطًا) ۲۹/۲

اَوْصٰنِیْ ۔ اس نے مجھ کو تاکید کی، اَوْصٰی اِیْصَاءٌ سے۔ جس کے معنی نصیحت کے طور پر دوسرے کو عمل کی تاکید کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۶ ع۵

اَوْضَعُوْا۔ انھوں نے دوڑایا۔ اِیْضَاعٌ سے جس کے معنی اصل میں تور رکھنے کے ہیں مگر بطور استعارہ دوڑانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰ ع۱۲

اَوْعٰی ۔ اس نے سینت کر رکھا۔ اس نے حفاظت سے رکھا۔ اِیْعَاءٌ سے جس کے معنی مال و اسباب کو کسی چیز میں محفوظ کر رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۹ ع۷

اَوْعِیَتِہِمْ۔ ان کے خرجیں، اَوْعِیَۃ وِعَاءٌ کی جمع۔ وعا اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز بحفاظت رکھی جائے۔ اَوْعِیَۃِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۳ ع۳

اُوْفِ۔ میں پورا کروں گا۔ میں پورا کرتا ہوں اِیْفَاءٌ سے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱ ع۵ پ۱۳ ع۳

اَوْفِ۔ تو پورا کر، اِیْفَاءٌ سے امر کا صیغہ۔ واحد مذکر حاضر پ۱۳ ع۱

اَوْفُوْا۔ تم پورا کرو، اِیْفَاءٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ ع۵ پ۲ ع۵ پ۶ ع۶،۱۸ پ۸ ع۱۰ پ۱۲ ع۸ پ۱۴ ع۳ پ۱۵ ع۹

اَوْفٰی۔ اس نے پورا کیا۔ اِیْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۲ ع۱۱ پ۱۱ ع۲ پ۲۶ ع۹ پ۲۷ ع۷

اَوْقِدْ۔ تو آگ دے، تو پکا۔ اِیْقَادٌ سے۔ جس کے معنی آگ جلانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۰ ع۷

اَوْقَدُوْا۔ انھوں نے آگ سلگائی، اِیْقَادٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۶ ع۱۲

اَوَّل۔ پہلا۔ خلیل کا بیان ہے کہ ہمزہ واو اور لام سے اس کی تاسیس ہوئی ہے اس لئے یہ فَعَّلٌ کے وزن پر ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں دو واو اور ایک لام تھا اس لئے اَفْعَلُ کے وزن پر ہے لیکن پہلی صورت زیادہ فصیح ہے کیونکہ فا اور عین کلمہ کا ایک ہی حرف ہونا قلیل الوجود ہے۔ پس اول صورت میں یہ اَوْلٌ سے مشتق ہوگا جس کے معنی ہیں اصل کی طرف رجوع کرنا۔ اور اس کی اصل اَوْءَلُ ہوگی او کو ادغام کرکے اَوَّلُ کر لیا گیا۔ یہ اصل میں صفت ہے یعنی وہ جس پر اس کا غیر مرتب ہو اول ہونا مختلف اعتبار سے ہو سکتا ہے۔ زمانہ کے لحاظ سے مرتبہ اور ریاست کے لحاظ سے وضع و نسبت کے

اعتبار سے نظامِ صناعی کی حیثیت سے جب اس کو اللہ تعالیٰ کی صفت میں استعمال کیا جائے تو اس کے معنی اس ذات کے ہوں گے جس پر وجود میں کسی شے کو سبقت حاصل نہیں۔ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ اور اَوَّلَ كَافِرٍ میں اول کے معنی مقتدی اور پیشوا کے ہوں گے۔ ۵/۱ ۲/۴ ۸و۱۷و۱۹/۷ ۸/۲ ۸و۱۷/۹ ۲/۱۱ ۸و۱۰و۱۹/۱۵ ۱۲/۱۶ ۱۷/۱۴ ۱۷/۹ ۶و۱۹/۲۳ ۱۷/۳۴ ۱۳/۳۵ ۱۵/۳۶ ۱۷/۳۷ ۳/۳۹

اُولَاءِ۔ یہ سب، اسم اشارہ ہے جمع کے لئے آتا ہے اور مشارالیہ قریب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۳/۱۶

اُولَاتِ۔ والیاں، اُولُو کی مونث، ذَات کی جمع علی غیر لفظہ۔ ۱۴/۲۸

اَوْلَادٌ۔ اولاد، وَلَدٌ کی جمع اولاد میں چھوٹے بڑے سب داخل ہیں۔ ۱۷/۳ ۱۹/۲۷ اَوْلَادًا ۱۵/۱۶ ۱۰/۲۲

اَوْلَادُكُمْ۔ تمہاری اولاد، اَوْلَاد مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۲/۴ ۱۳/۹ ۶/۱۳ ۱۴/۹ ۴/۱۵ ۱۱/۲۲ ۱۷و۱۹/۲۸

اَوْلَادُهُمْ۔ ان کی اولاد، اَوْلَاد مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۳/۳ ۲/۴ ۲/۸ ۱۲و۱۷/۱۰ ۲/۲۸

اَوْلَادَهُنَّ۔ ان (عورتوں) کی اولاد، اَوْلَاد مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۱۲/۲ ۸/۲۸

اَوَّلِنَا۔ ہمارا پہلا، اَوَّل مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۵/۷

اُولُو۔ والے، جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا لیکن بعض ذُو کو اس کا واحد بیان کرتے ہیں۔ بحالتِ رفع اُولُو اور بحالت نصب وجر اُولِی ہوگا۔ ۵و۹و۱۰/۳ ۱۲/۷ ۶و۱۷/۱۰ ۱۰/۱۲ ۹و۱۹/۱۳ ۹/۱۴ ۱۸/۱۹ ۱۷/۲۱ ۱۲و۱۵و۱۹/۲۳ ۲/۲۶

اَوَّلُوْنَ۔ پہلے، اگلے، اَوَّل کی جمع بحالتِ رفع اَوَّلُوْنَ آئے گا اور بحالت نصب وجر اَوَّلِيْن (ملاحظہ ہو اَوَّل) ۲/۲ ۹/۱۵ ۱/۱۷ ۵/۱۸ ۳/۲۳ ۱۵/۲۴

اَوْلٰی۔ زیادہ لائق، زیادہ مستحق، زیادہ قریب ولی سے۔ جس کے معنی پے درپے اور مسلسل واقع ہونے کے ہیں اور اسی لحاظ سے قریب ہونے کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ افعل التفضیل کا صیغہ، اس کا صلہ جب لام واقع ہوتا ہے تو یہ ڈانٹ اور دھمکی کے لئے آتا ہے اس صورت میں خرابی اور برائی سے زیادہ قریب

اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہوں گے چنانچہ آیت شریفہ فَاَوْلٰی لَھُمْ (سو خرابی ہے ان کی) اور اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی (تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے) میں یہی معنی مراد ہیں۔ ۲۵/۱۵ ۵/۱۷ ۲۶/۸
۲۱/۱۷ ۲۶/۷ ۲۹/۱۸

اُوْلٰی - پہلی، اگلی، اَوَّلُ کا مونث۔ قرآن مجید میں جہاں آخرت کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے وہاں اس سے عالم دنیا مراد ہے کیونکہ وہ آخرت سے پہلے ہے۔ ۱۶/۱۰ و۱۱ و۱۷ ۲۰/۸ و۱۰ ۲۲/۱ ۲۳/۶
۲۵/۱۵ و۱۶ ۲۷/۵ و۷ و۱۵ ۳۰/۳ و۱۲ و۱۷ و۱۸

اُوْلِیْ - والے، (ملاحظہ ہو اُوْلُوْا) ۲/۶ و۹ ۳/۱۰
۴/۱۱ ۵/۵ و۸ و۱۰ ۷/۳ ۱۱/۳ ۱۳/۹ ۱۵/۱ ۱۶/۱۶
۱۸/۹ و۱۰ و۱۳ ۲۰/۱۱ ۲۲/۱۳ ۲۳/۱۲ و۱۶ ۲۴/۱۱ ۲۶/۱۰
۲۸/۴ و۱۸ ۲۹/۱۳

اَوْلِیَآءُ - دوست، ساتھی، وَلِیٌّ کی جمع (ملاحظہ ہو وَلِیٌّ) ۳/۱۱ ۵/۷ و۹ و۱۷ ۶/۱۲ و۱۳ و۱۵ ۸/۸ و۱۰
۱۰/۶ و۹ و۱۵ ۱۱/۱۲ ۱۲/۲ و۱۰ ۱۳/۸ ۱۵/۱۱ و۱۹ ۱۶/۳ ۱۹/۱۷
۲۰/۱۹ ۲۳/۱۵ ۲۵/۲ و۶ و۱۷ و۱۸ ۲۶/۲ ۲۸/۳ و۱۱

اَوْلَیَیْنِ - (دو) زیادہ قریب، اَوْلٰی کا تثنیہ ۷

اَوْلِیٰٓئُکُمْ - تمہارے دوست، تمہارے رفیق، اَوْلِیَاءُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۱/۷ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ ۲۴/۱۸

اَوْلِیَآءَہٗ - اس کے دوست۔ اَوْلِیَآءَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۴/۹ ۹/۱۸

اَوْلِیٰٓئُھُمْ - ان کے دوست، ان کے رفیق اَوْلِیَاءُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۳/۲ ۸/۱ و۳

اُولٰٓئِکَ - وہ سب، اسم اشارہ ہے جمع کے لئے آتا ہے اور مشارالیہ بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۱/۱ و۲ و۳
۱/۲ و۹ و۱۰ و۱۳ ۲/۳ و۵ و۶ و۹ و۱۱ و۱۳ ۳/۲ و۶ و۱۰
۴/۱۱ و۱۶ و۱۷ ۴/۱ و۲ و۳ و۵ و۱۱ و۱۳ ۵/۱ و۱۱ و۱۵ و۱۸
۶/۱ و۲ و۶ و۱۰ و۱۳ ۷/۱ و۱۳ و۱۵ و۱۶ ۸/۸ و۱۱ و۱۲
۹/۹ و۱۳ و۱۵ و۱۶ ۱۰/۶ و۸ و۹ و۱۵ و۱۷ ۱۱/۶ و۸ ۱۲/۲
۱۳/۷ و۸ و۹ و۱۳ ۱۴/۲۰ ۱۵/۲ و۴ و۶ و۸ و۱۶ ۱۶/۳ و۷ و۱۲
۱۷/۷ و۱۴ ۱۸/۱ و۴ و۶ و۷ و۸ و۹ و۱۲ و۱۳ و۱۵
۱۹/۱ و۴ و۱۶ ۲۰/۹ و۱۵ ۲۱/۳ و۵ و۷ و۱۰ و۱۸ ۲۲/۷ و۱۱ و۱۳
۲۳/۶ و۱۰ و۱۴ و۱۷ ۲۴/۱ و۳ و۱۰ و۱۹ ۲۵/۵ و۱۷ ۲۶/۲ و۴ و۶ و۹
۲۶/۷ و۱۳ و۱۴ ۲۷/۱۴ و۱۷ و۱۸ ۲۸/۲ و۴ و۶ و۸ و۱۳ و۱۵ و۱۶
۲۹/۷ و۱۱ ۳۰/۵ و۸ و۱۵ و۲۳

اُولٰٓئِکُمْ - وہ سب، ان سب۔ اُولٰٓئِكَ میں کاف خطاب واحد کا ہے اور اس میں جمع کا۔ پ ۲۴/۱۰

اَوَّلِیْنَ - اگلے، پہلے، اَوَّلُ کی جمع (ملاحظہ ہو اَوَّلُوْنَ) پ ۷/۹ پ ۹/۱۸و۱۹ پ ۱۳/۱و۹ پ ۱۵/۲۰ پ ۱۸/۲و۳و۵و۶ پ ۱۸/۱۶ پ ۱۹/۶و۱۱و۱۳و۱۵ پ ۲۰/۲و۷ پ ۲۲/۱۷ پ ۲۳/۶و۸و۹ پ ۲۵/۷و۱۳ پ ۲۶/۲ پ ۲۷/۱۳و۱۵ پ ۲۹/۳و۲ پ ۳۰/۸

اُوْلٰىهُمْ - ان کی پہلی جماعت، اُوْلٰی مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اُوْلٰی) پ ۱۵/۱۱

اُوْلٰىهُمَا - ان دونوں میں سے پہلی۔ اُوْلٰی مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۱۵/۱

اٰوَوْا - انھوں نے جگہ دی، اِیْوَاءٌ سے جس کے معنی فروکش کرنے اور جگہ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۰/۹

اَوُوْا - تم جا بیٹھو، تم فروکش ہو جاؤ، اِیْوَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۵/۱۲

اَوْهَنَ - سب سے بودا۔ وَهْنٌ سے جس کے معنی کمزور اور ضعیف ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ ۲۰/۱۶

اٰوٰی - اس نے جگہ دی۔ اس نے اتارا۔ اِیْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۳/۳و۵ پ ۳۰/۱۸

اٰوِیْ - میں جا بیٹھوں گا، میں فروکش ہو جاؤں گا (ضَرَبَ) اُوِیٌّ سے۔ جس کے معنی اترنے اور فروکش ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۲/۴و۷

اَوٰی - وہ اترا، وہ جا بیٹھا، اُوِیٌّ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۵/۱۳

اٰوٰكُمْ اس نے تم کو ٹھکانا دیا۔ اٰوٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰوٰی) پ ۹/۱۷

اَوَیْنَا - ہم اترے، ہم فروکش ہوئے۔ اُوِیٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۵/۲۱

اٰوَیْنٰهُمَا - ہم نے ان دونوں کو ٹھکانا دیا۔ اٰوَیْنَا اِیْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ پ ۱۸/۳

فصل الهاء

اَهَانَنِ اس نے میری اہانت کی۔ اس نے مجھے ذلیل کیا۔ اَهَانَ۔ اِهَانَةٌ سے جس کے معنی

ذلیل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔

اَهَبَ ۔ میں بخشوں۔ میں دے جاؤں، (فتح) وَهْبٌ سے جس کے معنی دینے اور بخشنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اِهْبِطْ تو اتر، (ضَرَبَ) هُبُوْطٌ سے جس کے معنی اترنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِهْبِطَا تم دونوں اترو، هُبُوْطٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر

اِهْبِطُوْا تم سب اترو۔ هُبُوْطٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِهْتَدَوْا ۔ انھوں نے ہدایت پائی، انھوں نے سیدھی راہ پائی۔ اِهْتِدَاءٌ سے، جس کے معنی اپنے اختیار سے کوشش کرکے سیدھی راہ پکڑنے اور ہدایت حاصل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اگرچہ باعتبار لغت هدی اور هدایۃ میں کوئی فرق نہیں مگر ہدی کا لفظ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہدایت فرمانے کے لئے استعمال کیا ہے یعنی ہدایت کی جو نسبت اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے ہے اس کے لئے هدی کا لفظ مخصوص ہے اور اهتداء کا لفظ اس ہدایت کے ساتھ خاص ہے جس کا انسان اپنے اختیار سے قصد کرتا ہے۔ خواہ امور دنیوی میں ہو یا امور اخروی میں جیسے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (مگر جو مرد عورتیں اور بچے کہ بے بس ہیں نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ کہیں کا راستہ جانتے ہیں) کہ اس آیت میں اهتداء کا استعمال امور دنیویہ کے بارے میں راہ پانے کے متعلق ہوا ہے اور اهتدوا کا لفظ جہاں قرآن مجید میں آیا ہے وہاں امور اخروی کے بارے میں ہدایت پانا مراد ہے۔ اهتدا کا استعمال کبھی ہدایت طلب کرنے یا اس کے لئے کوشش کرنے نیز کسی ہدایت یافتہ کی پیروی کرنے کے متعلق بھی ہوتا ہے

اِهْتَدٰى ۔ وہ راہ پر آیا۔ اس نے ہدایت اختیار کی، اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِهْتَدَيْتُ ۔ میں نے سیدھا راستہ پایا۔ میں نے

ہدایت اختیار کی (اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ، واحد متکلم۔ ۲۲/۱۱

اِهْتَدَيْتُمْ ۔ تم راہ پر ہوئے، تم نے ہدایت اختیار کی، اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ۷/۴

اِهْتَزَّتْ ۔ اس نے تروتازہ ہوکر حرکت کی۔ اِهْتِزَازٌ سے جس کے معنی جھومنے۔ بل کھانے اور شادابی وتروتازگی کی وجہ سے درخت کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۷/۸ ۲۴/۱۹

اُهْجُرْ ۔ تو دور رہ، تو چھوڑ دے۔ (نَصَرَ) هَجْرٌ سے جس کے معنی چھوڑنے اور دور رہنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو هَجْرًا) ۲۹/۱۵

اُهْجُرْنِيْ ۔ تو میرے پاس سے دور ہو جا، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ ۱۶/۶

اُهْجُرْهُمْ ۔ تو ان کو چھوڑ دے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۹/۱۴

اُهْجُرُوْهُنَّ ۔ ان (عورتوں) سے دور رہو، ان کو جدا کرو، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے ۵/۲

اَهْدِكَ ۔ میں تجھ کو راہ بتاؤں، (ضَرَبَ) اِهْدِ هِدَايَةٌ سے۔ جس کے معنی راہ بتلانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم یہ اصل میں اَهْدِيْ تھا ی حذف ہو گئی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۶/۶

اَهْدِكُمْ ۔ میں تم کو راہ بتاؤں۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۲۴/۸

اِهْدِنَا ۔ تو ہم کو راہ بتلا۔ اِهْدِ هِدَايَةٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱ ۲۳/۱۱

اِهْدُوْهُمْ ۔ ان کو راستہ دکھلاؤ، ان کو ہدایت کرو، اِهْدُوْا هِدَايَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ہدایت کے معنی اصل میں تو بہ لطف ونرمی راہ بتلانے کے ہیں مگر یہاں تہکم کے طور پر مبالغۂ معنوی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے جیسے بشارت کا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (سو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے) میں ۲۳/۶

اَهْدٰى ۔ زیادہ راہ پانے والا، زیادہ ہدایت یافتہ هِدَايَةٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ۔ ۵/۵ ۷/۲ ۱۵/۹ ۳۰/۸ ۲۲/۱۷ ۲۵/۸ ۲۹/۲

اَهْدِيَكَ ۔ میں تجھ کو راہ بتلاؤں، اَهْدِيْ هِدَايَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۳۰/۳

أَهْدِيْكُمْ - میں تم کو راہ بتلاتا ہوں، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۲۳/۹

أَهُشُّ - میں پتے جھاڑتا ہوں، (نَصَرَ) هَشٌّ سے جس کے معنی کسی نرم چیز کو حرکت دینے (جیسے پتے وغیرہ جھاڑنے) کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم، ۱۶/۱

أُهِلَّ - پکارا گیا۔ اِهْلَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اہلال کے معنی اصل میں چاند دیکھتے وقت آواز لگانے اور پکارنے کے ہیں۔ پھر ہر آواز کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے رونے اور حاجیوں کے لبیک کہنے کو اہلال کہا جاتا ہے۔ یہاں اہلال کے وہی لغوی اور عرفی معنی یعنی نامزد کرنا آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہیں۔ پس جس جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر بت ہو یا جن یا خبیث روح یا پیر یا پیغمبر یا کوئی مکان یا تھان اور اس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان کی خوشنودی اور تقرب حاصل ہوگا۔ اور وہ اس کی حاجت روائی کریں گے۔ سو وہ جانور حرام اور ما اهل اللہ به لغیر اللہ میں داخل ہے۔ اور ایسا کرنے والا مشرک اور دائرۂ توحید سے خارج ہے۔ خواہ وقت ذبح ذبیحہ پر بسم اللہ کہا جائے یا نہ کہا جائے اسی طرح وہ جانور جس پر وقتِ ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے ۲/۵، ۶/۵، ۸/۳، ۲۱/۱۴

أَهْلُ - والا۔ والے، وہ سب لوگ أَهْل کہلاتے ہیں جن کو مذہب یا نسب یا ان دونوں کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی رشتہ یا تعلق مثلاً ایک گھر یا ایک ہی شہر میں رہنا بسنا یا کسی مخصوص صنعت اور پیشہ میں شریک ہونا غرض کسی خاص صفت سے متصف ہونا ایک سلسلہ میں منسلک کرے۔ ۹/۲۰، ۲۹/۱۶

أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ - انجیل والے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت۔ ۶/۱۲

أَهْلَ الْبَيْتِ، گھر والے، قرآن مجید میں اهل البیت کے الفاظ دو جگہ استعمال کئے گئے ہیں اول سورہ ہود میں جبکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی جاتی ہے اور وہ اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنی کبرسنی کا خیال کرتے ہوئے بے ساختہ اس

بشارت کے متعلق کہا تھی ہیں اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ (یہ تو ایک عجیب بات ہے) اس پر فرشتے جواباً کہتے ہیں اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَکٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ (کیا تم امرِ الٰہی پر تعجب کرتی ہو تم پر اے گھر والو اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں) یہاں پر اہلِ بیت میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے داخل ہونے سے کون انکار کرسکتا ہے کہ آیت میں خطاب خود ان ہی کی ذات سے ہے۔

دوسری جگہ سورۂ احزاب میں وارد ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا (اے نبی کے گھر والو اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کی باتیں دور کردے اور تم کو خوب پاک صاف کردے) یہاں اہلِ بیت سے کیا مراد ہے اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ صرف ازواجِ مطہرات مراد ہیں کیونکہ خطاب ان ہی سے ہو رہا ہے اور سیاقِ آیات ان ہی کے متعلق ہے جو یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ سے شروع ہو کر وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا پر ختم ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے خیال میں البیت سے بیت النبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عزت کدہ مبارک مراد ہے۔ جس میں ازواجِ مطہرات سکونت پذیر تھیں وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ (اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں) اور وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ (اور یاد کرو جس کی تلاوت کی جاتی ہے تمہارے گھروں میں) میں ازواجِ مطہرات کے ان حجروں ہی کا مذکور ہے جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے۔ پس اہلِ بیت سے مراد وہی ہونا چاہئیں جو اس مبارک گھر میں سکونت گزیں ہوں۔ ابنِ ابی حاتم اور ابنِ عساکر نے بروایت عکرمہ اور ابنِ مردویہ نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیتِ مذکورہ ازواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عکرمہ کو اس پر اس قدر شدید اصرار تھا کہ فرماتے ہیں اس امر کے متعلق جو کوئی چاہے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔[1]

دوسری جماعت کا خیال ہے کہ آیت میں جن اہلِ بیت کا ذکر ہے ان سے مراد صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم، ابنِ مردویہ، بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ اس وقت گھر میں یہ چاروں حضرات موجود تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں کو کمبل میں لے کر فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں (اے اللہ) تو ان سے گندگی دور فرما اور ان کو بخوبی پاک صاف کردے۔ ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے[1]۔ اس جماعت کا بڑا استدلال یہ ہے کہ آیت میں خطاب کے لئے جمع مذکر کی ضمائر استعمال کی گئی ہیں چنانچہ عَنْكُمُ اور لِيُطَهِّرَكُمْ فرمایا گیا اگر ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو عَنْكُنَّ اور لِيُطَهِّرَكُنَّ ہونا چاہئے تھا۔

علامہ قرطبی حافظ ابنِ کثیر اور ایک جماعت محققین کا قول ہے کہ اہلِ بیت میں ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ یہ چاروں حضرات بھی داخل ہیں۔ ازواجِ مطہرات کا داخل ہونا تو ظاہر ہے کہ وہی ان آیات کی اولین مخاطب ہیں جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حقیقی معنی میں سکونت گزیں تھیں اور حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا شمار اس لئے اہلِ بیت میں ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اہلِ بیت نسب میں داخل ہیں۔

رہا یہ استدلال کہ اگر اہلِ بیت سے ازواجِ مطہرات مراد ہوتیں تو جمع مؤنث کی ضمیر آنی چاہئے تھی نہ کہ جمع مذکر کی تو محض لغو ہے کیونکہ عَنْكُمُ اور لِيُطَهِّرَكُمْ میں جو جمع مذکر کی ضمیر کی استعمال کی گئی ہے وہ محض لفظِ اہل کی رعایت سے استعمال کی گئی ہے۔ سورہ ہود کی آیت جس میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے خطاب کیا گیا ہے ابھی آپ کی نظر سے گزری اہلِ عرب عموماً مونث سے تخاطب کرتے وقت جمع مذکر کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ حماسی شاعر اپنی بیوی کو مخاطب کرکے کہتا ہے ع فلا تحسبی انی تخشعت بعدکم (تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں تیرے بعد ذلیل ہو گیا) اسی طرح مخزومی اپنی اہلیہ سے کہتا ہے۔ ع

فان شئت حرمت النساء سواکم

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

(اگر تو چاہے تو میں تیرے سوا سب عورتوں کو (اپنے اوپر) حرام کر لوں
خود قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے جبکہ وہ اپنی اہلیہ محترمہ کو خطاب کر رہے ہیں جمع مذکر حاضر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے ارشاد ہے فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (پس کہا اپنی اہلیہ سے کہ ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے) حدیث شریف اور اشعار عرب میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کو اہل البیت کے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے. چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے قصہ میں منقول ہے۔

فخرج النبی صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر
علیہ وسلم فانطلق	تشریف لاکر حضرت عائشہ
الی حجرۃ عائشۃ	رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف
فقال السلام علیکم	روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر فرمایا
اهل البیت ورحمۃ اللہ	السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ
فقالت وعلیك السلام	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
ورحمۃ اللہ کیف	جواب میں عرض کیا وعلیک السلام
وجدت اهلك	ورحمۃ اللہ آپ نے اپنی اہلیہ کو
بارك اللہ لك۔	کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو
فتقرّی حجر نساءہ	برکت دے۔ اسی طرح رسول کریم
کلھن یقول	صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد
لھن کما یقول	دیگرے تمام حجروں میں تشریف
لعائشۃ و	لیجا کر وہی الفاظ فرمائے جو
یقلن لہ	جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کما قالت	سے فرمائے تھے اور سب نے
عائشۃ۔	وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ
۱؎	رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

بخاری کی اس حدیث سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ آیا ازواج مطہرات اہل البیت میں داخل ہیں یا نہیں کیونکہ اس میں صاف تصریح موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات میں سے ہر ایک کو اہل البیت سے

۱؎ ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ۲؎ روح المعانی ج ۱۲ ص ۳۲ الطبع مصر

خطاب فرمایا ہے ۔ ۴۲/۱۶ ۔ ۲۲/۱

اَھْلَ الذِّکْرِ ۔ یاد رکھنے والے بعض علماء نے اس سے صرف یہود و نصاریٰ کو مراد لیا ہے لیکن ربانی، زجاج اور ازہری نے تصریح کی ہے کہ اہل الذکر سے گزشتہ امتوں کے حالات جاننے والے مراد ہیں خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔[۱] ۔ ۴۳/۱۶ ۔ ۷/۲۱

اَھْلُ الْقُرٰی ۔ بستیوں والے ۔ ۹۷/۷ ۔ ۵۹/۱۸ ۔ ۲/۵۹

اَھْلَ الْکِتٰبِ ۔ کتاب والے ۔ اہلِ کتاب ۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں اہلِ کتاب سے صرف یہود و نصاریٰ مراد ہیں، ارشاد ہے وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْکِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِھِمْ لَغٰفِلِیْنَ (اور یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے برکت والی ۔ پس چاہیے کہ اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرو عجیب نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی کہ تم یہ نہ کہو کہ خدا نے تو صرف دو جماعتوں (یعنی یہودیوں اور عیسائیوں) ہی پر کتاب نازل کی جو ہم سے پہلے تھے اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی) ظاہر ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ کے علاوہ اہلِ کتاب میں کوئی تیسری جماعت اور داخل ہوتی تو پھر طَآئِفَتَیْنِ کی بجائے طَوَائِف ہونا چاہیے تھا ۔ ۱۴/۱ ۔ ۱۵و۱۶/۳ ۔ ۱و۳و۱۱/۷ ۔ ۱۵/۵ ۔ ۲و۳و۹و۱۰و۱۱و۱۲/۶ ۔ ۱و۱۱/۱۷ ۔ ۲۰/۲۴ ۔ ۴و۵/۲۸ ۔ ۲۲/۳۰

اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ۔ مدینہ والے ۔ شہر والے ۔ آیتِ شریفہ وَمِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ (اور مدینہ کے بعض لوگ نفاق پہ اڑے ہوئے ہیں) اور مَا کَانَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَمَنْ حَوْلَھُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ (مدینہ والوں کو اور اس کے گرد کے بدویوں کو یہ نہ چاہیے کہ وہ رسول اللہ کی رفاقت سے پیچھے رہ جائیں) میں اہلِ مدینہ کے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والے مراد ہیں اور وَجَآءَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ یَسْتَبْشِرُوْنَ (اور آئے شہر کے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے) میں مدینہ بمعنی شہر ہے، اور مراد حضرت لوط علیہ السلام

[۱] روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۳۴ طبع مصر ۔

کی بستی والے ہیں ۱۱/۲،۴ ۳۲/۵

اَهْلِ النَّارِ۔ آگ والے، دوزخی، ۲۳/۱۴

اَهْلِ بَيْتٍ۔ ایک گھر والے۔ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں ۲۰/۱۲

اَهْلَ قَرْيَةٍ ایک گاؤں والے۔ یہ قریہ کونسا تھا آیا انطاکیہ تھا یا اَیلہ یا جزیرہ خضرا (جو اندلس میں بتایا جاتا ہے) یا برقہ یا ابو حوران (جو آذربائجان میں تھا) یا ناصرہ جو ملک روم میں تھا یا آرمینیہ کا کوئی گاؤں تھا اس کے تعین میں مختلف اقوال منقول ہیں جن کی صحت کی حقیقت خدا ہی کو خوب معلوم ہے[1]۔ حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں سخت اختلاف کا پایا جانا اس امر کا مقتضی ہے کہ اس بارے میں کسی قول پر اعتماد نہ کیا جائے[2] ۱۶/۱

اَهْلُ مَدْيَنَ۔ مدین والے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ مَدْيَنَ اور مَدْيَنَ) ۱۶/۱۱ ۲۰/۸

اَهْلَ يَثْرِبَ۔ یثرب والے، مدینہ والے، (ملاحظہ ہو یَثْرِبَ) ۲۱/۱۸

اَهْلَكَ۔ تیرے گھر کے لوگ، تیرے گھر والے

اَهْلَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل) ۴/۴ ۱۲/۲،۳،۷،۱۲ ۱۳/۵ ۱۶/۱۴ ۱۸/۲ ۳/۱۶

اَهْلَكَ۔ اس نے ہلاک کیا۔ اس نے غارت کیا۔ اِهْلَاكٌ سے جس کے معنی ہلاک کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هَلَاكٌ مختلف معانی کے لئے آتا ہے (۱) کسی شئے کا اپنے ہاتھ سے نکل جانا اور دوسرے کے پاس موجود ہونا۔ جیسے هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ (میرے پاس سے میری حکومت جاتی رہی) (۲) کسی شئے کا بصورتِ استحالہ وفساد ہلاک ہو جانا جیسے يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ (کھیتیاں اور نسل کو تباہ کردے) (۳) مرجانا جیسے وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ (ہمیں تو صرف زمانہ ہی مارتا ہے) (۴) کسی چیز کا عالم وجود سے بالکلیہ مٹ جانا اور معدوم ہو جانا آیتِ کریمہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (ہر چیز کو فنا ہے بجز ذاتِ الٰہی کے) میں اسی فنا کی طرف اشارہ ہے۔ (۵) عذاب چنانچہ یہاں ہلاکت سے عذاب ہی مراد ہے۔ کبھی ہلاک خوف اور فقر کے معنی

[1] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۵۱ طبع مصر ۱۳۲۸ھ [2] فتح الباری ج ۸ ص ۳۲۹ طبع مصر ۱۳۲۶ھ

میں بھی استعمال ہوتا ہے پ۱۱/۱۴ پ۲۷/۲

أَهْلَكْتُ۔ میں نے خرچ کر ڈالا۔ میں نے تباہ کر دیا

اِهْلَاكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۳۰/۱۵

أَهْلَكَتْهُ۔ اس کو تباہ کر گئی۔ أَهْلَكَتْ اِهْلَاكٌ

سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر

واحد مذکر غائب۔ پ۳/۴

أَهْلَكْتَهُمْ۔ تو ان کو ہلاک کر دیا۔ أَهْلَكْتَ

اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ

ضمیر جمع مذکر غائب پ۹

أَهْلِيْكُمْ۔ تمہارے گھر والے، أَهْلِ مضاف كُمْ

ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو أَهْل) پ۱۲/۷

أَهْلَكْنَا۔ ہم نے ہلاک کیا، ہم نے عذاب دیا۔

اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۷/۷ پ۱۲/۷ پ۱۳/۱

پ۱۵/۲ پ۱۶/۸ و ۹ و ۱۶ پ۱۷/۱ پ۱۹/۱۵ پ۲۰/۸ و ۹ پ۲۱/۱۶ پ۲۳/۱ و ۱۰

پ۲۵/۷ پ۲۶/۳ و ۱۷ پ۲۷/۱۰

أَهْلَكْنٰهَا۔ ہم نے اس کو ہلاک کیا۔ ہم نے اس کو

عذاب دیا۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے

پ۸ پ۱۷/۱ و ۶ و ۱۳

أَهْلَكْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا۔ اس میں

هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۷ پ۸/۲ پ۱۵

پ۱۶/۱۱ پ۱۹/۱۱ پ۲۵/۱۵ پ۲۶/۹

أَهْلَكَنِيْ۔ اس نے مجھ کو ہلاک کر دیا۔ أَهْلَكَ

صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۲۹/۲

أُهْلِكُوْا۔ وہ ہلاک کیے گئے، ان کو عذاب دیا گیا۔

اِهْلَاكٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۹/۵

أَهْلِنَا۔ ہمارے گھر والے۔ أَهْل مضاف نَا

ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۳/۲ و ۳ و ۴ پ۲۷/۲

أَهْلُوْنَا۔ ہمارے گھر والے، أَهْلُوْا اصل میں

أَهْلُوْنَ تھا أَهْل کی جمع بحالت رفع اضافت کے

سبب سے ن گر گیا نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۲۶/۱۱

أَهْلِهٖ۔ اس کے گھر والے، اس کی بیوی، اس جگہ

کے رہنے والے۔ أَهْل مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر

غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو أَهْل) پ۱/۱۵ پ۲/۸ و ۱۱

پ۵/۳ و ۱۰ پ۸/۱۴ پ۱۲/۷ و ۱۰ پ۱۴/۴ پ۱۹/۱۳ و ۱۶ و ۱۹ پ۲۰/۷ و ۱۶ پ۲۲/۱۴

پ۲۳/۷ و ۸ و ۱۳ پ۲۶/۱۹ پ۲۹/۱۸ پ۳۰/۹

أَهْلِهَا۔ اس مقام کے رہنے والے۔ اس کے مالک

اس (عورت) کے گھر والے۔ أَهْل مضاف هَا

ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو أَهْل)

پ۵/۴و۵و۷ پ۸/۳ پ۹/۲و۳و۴ پ۱۱/۸ پ۱۲/۱۰و۱۳ پ۱۵/۲۲
پ۱۶/۱و۵ پ۱۸/۱۰ پ۱۹/۱۸ پ۲۰/۲و۵و۹و۱۶ پ۲۶/۱۱

اَهْلِهِمْ - ان کے گھر والے، اَہْل مضاف، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَہْل) پ۲۱/۲ پ۲۳/۲ پ۳۰/۸

اَهْلِهِنَّ - ان (عورتوں) کے گھر والے، ان کے اولیاء۔ اَہْلِ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۵/۱

اَهْلِیْ - میرے گھر والے۔ اَہْل مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۲/۴ پ۱۶/۱۱ پ۱۹/۱۲

اَهْلِیْکُمْ - تمہارے گھر والے۔ اَہْلِیْ اصل میں اَہْلِیْنَ تھا، اَہْل کی جمع بحالتِ نصب و جر، اضافت کے باعث نون گر پڑا کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۷/۲ پ۲۸/۱۹

اَهْلِیْهِمْ - ان کے گھر والے، اَہْلِیْ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۳/۱۹ پ۲۵/۶ پ۲۶/۱۰

اَهَمَّتْهُمْ - ان کو فکر میں ڈال دیا۔ اَهَمَّتْ اِہْمَام سے۔ جس کے معنی فکر میں ڈال دینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۴/۷

اَهْوَاءَ - خواہشیں، خیالات، ھَوٰی کی جمع (ملاحظہ ہو ھَوٰی) پ۶/۱۲ پ۸/۵ پ۲۵/۱۸

اَهْوَاءَكُمْ - تمہاری خواہشیں، اَہْوَاءَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۶/۱۲

اَهْوَاءَهُمْ - ان کی خواہشیں، اَہْوَاءَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۶/۱۲ پ۷/۱ پ۹/۱۱ پ۸/۱ پ۱۳/۱۱ پ۱۸/۴ پ۲۰/۸ پ۲۱/۷ پ۲۵/۳ پ۲۶/۷ پ۲۶/۸

اَهْوَنُ - بڑا آسان، بہت ہی سہل، ھَوْنٌ سے جس کے معنی آسان اور سہل ہونے کے ہیں - افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۱/۴

اَهْوٰی - اس نے دے پٹکا۔ اِہْوَاءٌ سے جس کے معنی اٹھا کر دے پٹکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷/۶

فصل الیاء المثناة

اِیْ - ہاں، البتہ، حرفِ جواب ہے بمعنی نَعَمْ اور ہمیشہ قسم سے پہلے آتا ہے پ۱۱/۱۲

اَیٌّ - کونسا۔ جس۔ کس کس۔ کیا کیا۔ یہ استفہامیہ بھی ہوتا ہے اور شرطیہ بھی، صفت بھی واقع ہوتا ہے

اور جس پر الف لام داخل ہو اس کی ندا کا صلہ بھی نیز موصولہ بھی ہوتا ہے مگر احمد بن یحییٰ نے اس کے موصولہ ہونے سے انکار کیا ہے ہاں موصوفہ نہیں ہوتا۔ لیکن اخفش کے خیال میں موصوفہ بھی ہوتا ہے۔[1] پ۷/۸و۱۵ پ۹/۱۲ پ۱۵/۱۲ پ۱۶/۸ پ۱۹/۱۵ پ۲۱/۱۲ پ۲۳/۱۲ پ۲۵/۱۷ پ۲۷/۷و۱۱و۱۲و۱۳ پ۲۹/۲۱و۲۲ پ۳۰/۵و۶ اٰیَا پ۱۵/۱۲

اِیَابَھُمْ۔ ان کا لوٹنا، ان کا واپس آنا، اِیَابٌ، اٰبَ یَؤُوْبُ کا مصدر، مضاف ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۳۰/۱۳

اٰیَاتٌ۔ نشانیاں، آیتیں، احکامِ خداوندی۔ اٰیَۃٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اٰیَۃ) پ۱/۷و۱۲و۱۴ پ۲/۳و۴ پ۲/۱۱و۱۳و۱۷ پ۳/۳و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۵ پ۴/۱و۲و۳و۱۱ پ۵/۱۷ پ۶/۲و۱۳ پ۷/۷و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸و۱۹ پ۸/۲و۷و۱۰و۱۱و۱۴ پ۹/۳و۶و۱۲ پ۱۰/۳و۸ پ۱۱/۶و۸و۱۲و پ۱۱/۱۳و۱۵ پ۱۲/۵و۱۱و۱۲و۱۴ پ۱۳/۷و۱۲و۲۰ پ۱۴/۵و۸و پ۱۴/۱۷و۲۰ پ۱۵/۶و۱۲و۱۳و۲۰ پ۱۶/۳و۷و۱۱و۱۶ پ۱۷/۹ پ۱۸/۲و۳و۷و۸و۱۰و۱۲و۱۴ پ۱۹/۳و۵و۱۶ پ۲۰/۳و۴و پ۲۰/۱۲و۱۵ پ۲۱/۱و۳و۴و۶و۷و۱۲و۱۵ پ/۱۶ پ۲۲/۱و۸ پ۲۳/۲ پ۲۴/۲و۳و۵و۶و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ پ۲۵/۵و۱۵و پ۲۵/۱۷و۱۸و۲۰ پ۲۶/۳و۴و۱۸ پ۲۷/۵و۱۷و۱۸ پ۲۸/۱و۱۱و۱۸ پ۳۰/۸

اٰیَاتِکَ۔ تیرے احکام، تیری آیتیں۔ اٰیَاتِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱/۱۵ پ۱۶/۱۶ پ۳۰/۸

اٰیَاتُنَا۔ ہماری نشانیاں، ہماری آیتیں، ہمارے احکام، اٰیَات مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱/۴ پ۲/۲ پ۳/۱۰ پ۵/۵ پ۶/۶ پ۷/۱و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴ پ۸/۵و۷و۸و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۶ پ۹/۳و۶و۷و۹و۱۲ پ۱۰/۱۲و۱۸ پ۱۱/۶و۷و۸و۱۳و۱۴ پ۱۲/۹ پ۱۳/۱۳ پ۱۴/۶ پ۱۵/۱و۱۱و۱۴ پ۱۶/۸و۱۰و۱۲و۱۶ پ۱۷/۶و۱۴و۱۶ پ۱۸/۳ پ۱۹/۲و۶و۱۶ پ۲۰/۲و۳و۷و۸و۹ پ۲۱/۱و۵و۸و۱۰و۱۳و پ۲۱/۱۵و۱۶ پ۲۲/۷و۱۱ پ۲۴/۸و۱۶و۱۸و۱۹ پ۲۵/۱و۵و۱۱و پ۲۵/۱۳و۱۷و۱۹ پ۲۶/۱ پ۲۷/۱۰و۱۸ پ۲۸/۱۵ پ۲۹/۳و۱۵ پ۳۰/۱و۸و۱۵

اٰیَاتِہٖ۔ اس کی آیتیں، اس کی نشانیاں اس کے احکام، اٰیَات مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۹ پ۲/۷و۱۱و۱۵ پ۳/۲و۸ پ۷/۲و۹و۱۷ پ۸/۱و۱۱ پ۹/۱۵ پ۱۰/۱۴ پ۱۱/۷و۱۷

[1] البحر المحیط ج ۱ ص ۹۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

پ۱۷/۱۴، پ۱۸/۱۴، پ۳۰/۳، پ۲۱/۶و۸و۱۳، پ۲۳/۱۲، پ۲۴/۷و۱۳و۱۵و۹
پ۲۴/۱۹، پ۲۵/۴و۵و۷، پ۲۸/۱۱

اٰیَاتِھَا ۔ اس کی نشانیاں، اٰیَات مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۷/۲

اٰیَاتِیْ ۔ میری نشانیاں، میری آیتیں، میرے احکام اٰیَات مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱/۵
پ۶/۱۱، پ۸/۳و۱۱، پ۹/۷، پ۱۵/۲۰، پ۱۶/۳و۱۱، پ۱۷/۳، پ۱۸/۳و۹
پ۲۴/۲، پ۲۳/۲، پ۲۵/۲۰

اِیَّاکَ ۔ تجھ ہی سے، تجھ ہی کو۔ واحد مذکر حاضر کی ضمیر منصوب منفصل۔ اِیَّا کے ساتھ جب یائے متکلم کاف خطاب، ہاغائب اور دیگر فروع متکلم و مخاطب وغائب لاحق ہوتے ہیں تو اس وقت یہ ضمیر منصوب منفصل ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اسم ظاہر ہے جو ضمائر کی طرف مضاف ہوتا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ رہی یہ بحث یہ کہ یہ مع لواحق کے ضمیر ہے یا تنہا یا لواحق حروف ہیں، یا یہ حرف ہے یا لواحق اسماء ہیں اور یہ ان کی طرف مضاف یا صرف لواحق ضمائر ہیں اور اِیَّا زائدہ ہے تاکہ اس سے ضمائر کا اتصال ہو کی اس بارے میں مختلف اقوال ہیں جو کتب نحو میں مذکور ہیں۔[1]

اِیَّاکُمْ ۔ تم سب کو۔ جمع مذکر حاضر کی ضمیر منصوب منفصل۔ پ۵/۱۶، پ۱۵/۴، پ۲۱/۲، پ۲۲/۹و۱۱، پ۲۸/۷

اَیَّامٌ ۔ دن، اوقات، یَوْمٌ کی جمع۔ یوم کی عموماً طلوعِ آفتاب سے لیکر غروب تک کا وقت مراد ہوتا ہے اور کبھی اس سے زمانہ کی کوئی مدت یا مطلق وقت مراد لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش کے بارے میں سِتَّۃِ اَیَّامٍ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں بعضوں نے ان سے چھ اوقات مراد لئے ہیں اور بعض نے چھ دن۔ ظاہر ہے کہ ان دنوں سے مراد ہماری دنیا کے دن تو ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس وقت زمین آسمان چاند سورج۔ تھے ہی کہاں جو یہ دن ہوتے۔ پس لامحالہ ان چھ دنوں سے مراد ان کی مقدار ہوگی۔ جمہور کا خیال ہے کہ ان سے مراد ہماری دنیاوی دنوں کی مقدار ہے لیکن ابنِ جریر اور ابنِ ابی حاتم، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد

---

[1] فتح القدیر ج ۱ ص ۵۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

ضحاک اور کعب احبار سے راوی ہیں کہ ان میں سے
ہر دن ایک ہزار برس کا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ
نے الرد علی الجہمیہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے
امام ابن جریر اور متاخرین کی ایک جماعت کی بھی
یہی رائے ہے[۱]۔ اور یہی قول زیادہ قرین صحت معلوم
ہوتا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یوم) پ۲/۶، ۷، ۸، ۹
پ۲۷/۱۲ پ۲۹/۵ پ۲۴/۲ پ۲۸/۱۳ پ۱۱/۲ و ۱۵ پ۱۲/۹ و ۱۰ پ۱۹/۲ پ۲۱/۱۳
پ۲۳/۱۹ پ۲۶/۱۴ پ۲۶/۱۷ اَیَّامًا پ۲۳/۸

اَیَّامِ اللّٰہِ۔ اللہ کے دن۔ اَیَّامِ مضاف
اللّٰہِ مضاف الیہ۔ اللہ کے دنوں سے مراد وہ
دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سرکشوں سے انتقام لے
اور ان کی بدکرداری کے عوض ان کو عذاب دے
یا اپنے فرمانبردار بندوں کو مخصوص فضل و اکرام سے
نوازے۔ ابن السکیت نے تصریح کی ہے کہ عرب
ایام کو وقائع کے معنی میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ
کہا جاتا ہے فلان عالم بایام العرب یعنی وہ
عرب کے واقعات و حالات کا عالم ہے۔ نسائی
ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ،
نیز بیہقی شعب الایمان میں اور عبداللہ بن احمد
زوائد المسند میں حضرت ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام اللہ کی تفسیر
اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسانات سے فرمائی ہے
ابن ابی حاتم نے ربیع سے قرون اولیٰ میں وقائع
الٰہی کے معنی نقل کئے ہیں[۲]۔ پ۱۳/۱۲ پ۲۵/۱۸

اَلْاَیَّامِ الْخَالِیَۃِ۔ اگلے دن۔ اَلْاَیَّامِ
موصوف الْخَالِیَۃِ صفت۔ مراد دنیوی زندگی
کے گزرے ہوئے دن ہیں۔ علماء سلف میں سے
مجاہد ابن جبیر، وکیع اور عبدالعزیز بن رفیع نے
روزوں کے دن مراد لئے ہیں[۳]۔ پ۲۹/۶

اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ۔ گنتی کے چند دن۔ اَیَّامٍ
موصوف مَعْدُوْدَاتٍ صفت۔ ان سے مراد
ایام منیٰ یعنی ایام تشریق ہیں یہ ذی الحجہ کی گیارہویں
بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ جن میں حج سے
فارغ ہو کر منیٰ میں قیام کا حکم ہے۔ ان دنوں میں
رمی جمار یعنی کنکریوں کے مارتے وقت نیز ہر نماز
فرض کے بعد تکبیر کہنے کا حکم ہے۔ ان دنوں میں

[۱] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [۲] فتح القدیر ج ۳ ص ۹۰ [۳] البحر المحیط ج ۸ ص ۳۲۵ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

چاہئے کہ دیگر اوقات میں بھی ذکرِ الٰہی کی کثرت رہے۔ ؎

اَیَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ۔ کئی دن جو معلوم ہیں۔

اَیَّامٍ موصوف مَعْلُوْمَاتٍ صفت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے قربانی کے تین دن مراد ہیں۔ امام ابویوسف اور امام محمد نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری، ابراہیم نخعی، اور قتادہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بتاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن منقول ہیں یعنی دسویں گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخیں۔ ؎۱ ۱۲

اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ۔ گنتی کے چند روز

اَیَّامًا موصوف مَعْدُوْدَاتٍ صفت آیت شریفہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ (اے ایمان والو تم پر بھی اسی طرح روزہ فرض کیا گیا جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ (یہ گنتی کے چند روز ہیں) میں ۹ ایاما معدودات سے مراد ماہِ رمضان ہے۔ لیکن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء سے مروی ہے کہ ان سے مراد ہر ماہ میں روزہ کے تین دن ہیں جن کی فرضیت رمضان کے نازل ہونے کے بعد منسوخ ہوگئی۔ ؎۲

قرآن مجید نے جو یہودیوں کا مقولہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً (کہ ہم کو بجز چند دنوں کے ہرگز آگ نہ چھو سکے گی) نقل فرمایا ہے۔ ان چند دنوں کے تعین میں یہودیوں میں باہمی اختلاف تھا۔ بعض سات دن بیان کرتے تھے بعض چالیس روز بعض چالیس سال اور بعض بلوغ سے قبل کے زمانہ کو نکال کر ہر شخص کی بقیہ مدت العمر بتاتے تھے ؎۳

پ ۱ ع ۹ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً ہے

اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ۔ مصیبت کے کئی دن۔

چند منحوس دن۔ مجاہد اور قتادہ کا بیان کہ یہ آخر

؎۱ احکام القرآن للامام جصاص ج ۳ ص ۲۸۷ و ۲۸۸۔ ؎۲ ایضاً ج ۱ ص ۲۰۳۔

؎۳ تفسیر عزیزی ص ۲۰۶ طبع مجتبائی دہلی۔

شوال میں بدھ کے دن سے شروع ہو کر بدھ ہی کے دن ختم ہوئے۔ سات رات اور آٹھ دن لگاتار قوم عاد پر ہوا کا طوفان چلتا رہا۔[۱] ۴۱/۱۶

اَیَامٰی۔ بغیر بیوی والے مرد۔ بغیر شوہر والی عورتیں، اَیِّمٌ کی جمع۔ ابو عمرو اور کسائی نے تصریح کی ہے کہ اہلِ لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ ایم اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو خواہ وہ عورت کنواری ہو یا بیوہ، ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے متعلق ایم کا لفظ آتا ہے لیکن اس کا بیشتر استعمال عورتوں ہی کے بارے میں ہوتا ہے مردوں کے متعلق اس کا استعمال گویا بطورِ استعارہ ہے۔[۲] ۲۴/۱۸

اَیَّانَ۔ کب۔ متٰی کے قریب المعنی ہے اور کسی شے کا وقت دریافت کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے بعض لوگ اس کی اصل اَیَّ اٰوَانٍ بمعنی کونسے وقت کے بتلاتے ہیں۔ الف کو حذف کر کے واو کو یا کیا گیا اور پھر یا کا یا میں ادغام کر دیا اَیَّانَ ہو گیا ۹/۱۲ ۸/۱ ۲۰/۱ ۲۶/۱۸ ۲۹/۱۷ ۳۰/۴

اِیَّانَا۔ ہم کو۔ جمع متکلم کی ضمیر منصوب منفصل۔ (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) ۱۷/۸ ۱۰/۹

اِیَّاہُ۔ اسی کو۔ اسی سے۔ واحد مذکر غائب کی ضمیر منصوب منفصل (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) ۵/۷ ۱۰/۷ ۲/۱۱ ۱۵/۱۴ ۲۱/۱۴ ۳ و ۷/۱۵ ۱۹/۲۴

اِیَّاھُمْ۔ ان کو، جمع مذکر غائب کی ضمیر منصوب منفصل (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) ۹/۶

اِیَّایَ۔ مجھ کو، مجھ سے، واحد متکلم کی ضمیر منصوب منفصل ۵/۱ ۹/۶ ۱۳/۱۴ ۲/۲۱

اِئْتِ۔ تُو آ۔ آ۔ (ضَرَبَ) اِتْیَانٌ سے جس کے معنی آنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، جب اس کے صلہ میں با آتی ہے تو یہ متعدی بمعنی لانے کے ہو جاتا ہے ۱/۱۱ ۹/۶ فَأْتِ ۲/۳ ۳/۹ ۶ و ۱۲/۹

اِیْتَاءٌ۔ دینا۔ عطا کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے قرآن مجید میں اس کا استعمال بیشتر صدقہ دینے کے بارے میں ہوا ہے۔ ۱۹/۱۴ ۵/۱۷ ۱۱/۱۸

اٰیَتُکَ۔ تیری نشانی۔ اٰیَۃٌ مضاف۔ کَ

[۱] فتح القدیر ج ۴ ص ۴۹۶ و ۴۹۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [۲] ایضاً ج ۴ ص ۲۶

ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو آیۃ)
۳۰/۱۲ ۱۶/۴

اِئْتِنَا۔ ہمارے پاس آ۔ ہم پر لے آ۔ اِئْتِ صیغۂ امر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِئْتِ) ۱۵ ۱۷ ۱۸ ۲۵/۱۵ فَأْتِنَا ۱۶ ۳ ۲۶/۳

اِئْتُوْا۔ تم آؤ۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۲ ۱۹ فَأْتُوْا ۳ ۱۲ ۱ ۹ ۲ ۵
۸ ۹ ۱۵ وَاْتُوْا ۲

اِئْتُوْنَا۔ تم ہمارے پاس لاؤ۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔ ۱۳/۱۴

اِئْتُوْنِیْ۔ میرے پاس لاؤ۔ میرے پاس آؤ۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۳ ۱۷
۳۱ ۱ وَأْتُوْنِیْ ۴ ۱۷

اِئْتُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) کے پاس جاؤ۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے ۱۲

اَیُّتُهَا۔ اے۔ اَیَّةٌ بحالتِ ندا منادی معرف باللام کو حرفِ ندا سے ملاتا ہے اور ھا حرفِ تنبیہ جو اَیَّةٌ اور اپنے بعد کے اسم معرف باللام کے درمیان فصل کے لئے استعمال ہوتا ہے ۳ ۱۴

اِئْتِیَا۔ تم دونوں جاؤ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۱۶ فَأْتِیَا ۹

اِئْتِیَاهُ۔ تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۱۶

اٰیَتَیْنِ۔ دو نشانیاں۔ دو نمونے (ملاحظہ ہو آیۃ) ۲

اَیْدِیْ۔ ہاتھ۔ یَدٌ کی جمع۔ جس کے معنی ہاتھ کے ہیں۔ اس میں اَیْدِیْ تھا تنوین کے باعث ی گر پڑی ۱۱ ۲

اَیْدِ۔ قوت، قوی ہونا۔ اَدَ یَئِیْدُ کا مصدر ۱۱

اَیَّدْتُّكَ میں نے تیری مدد کی۔ اَیَّدْتُ تَاْیِیْدٌ سے۔ جس کے معنی مدد کرنے اور قوت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۷

اَیَّدَكَ۔ تیری تائید کی۔ تجھ کو قوت پہنچائی۔ اَیَّدَ تَاْیِیْدٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۲

اَیَّدَكُمْ۔ تم کو قوت دی۔ تمہاری مدد کی۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۹

اَیَّدْنَا۔ ہم نے قوت دی۔ تَاْیِیْدٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۱۰

اَیَّدْنٰہُ۔ ہم نے اس کو قوت دی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱/۱۱ پ۳/۱

اَیَّدَہٗ۔ اس کی مدد کی۔ اَیَّدَ فعل ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۰/۱۲

اَیَّدَھُمْ۔ ان کی مدد کی۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲۸/۳

اَیْدِیْ۔ ہاتھ۔ یَدٌ کی جمع (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یَدٌ) پ۷/۸ پ۲۲/۱۳ پ۲۶/۱۱ پ۲۸/۴ پ۳۰/۵

اَیْدِیْکُمْ۔ تمہارے ہاتھ، اَیْدِیْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۲/۸ پ۴/۱۰ پ۵/۴و۸ پ۶/۹ پ۷/۳ پ۹/۴ پ۱۰/۳و۶و۸ پ۱۱/۱۲ پ۱۹/۷ پ۲۲/۲ پ۲۵/۵ پ۲۶/۱۱

اَیْدِیْنَا۔ ہمارے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۰/۱۲ پ۱۹/۷ پ۲۳/۴

اَیْدِیْھِمْ۔ ان کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۹و۱۱ پ۳/۲ پ۵/۲و۵ پ۶/۱و۹و۱۳ پ۷/۷و۱۶ پ۸/۹ پ۹/۸ پ۱۰/۱۵ پ۱۲/۷ پ۱۳/۱۴ پ۱۴/۱۵ پ۱۷/۲و۱۷ پ۱۸/۹ پ۲۰/۸ پ۲۱/۷ پ۲۲/۷و۹و۱۸ پ۲۳/۲و۳ پ۲۴/۱۶و۱۷ پ۲۵/۲ پ۲۶/۹و۱۱ پ۲۷/۱۸ پ۲۸/۲و۷و۱۱و۲۰

اَیْدِیْھِمَا۔ ان دونوں کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ پ۶/۱

اَیْدِیْھِنَّ۔ ان (عورتوں) کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۲/۱۲و۱۷ پ۲۸/۸

اَئِذَا۔ کیا جب۔ اصل میں آاِذَا تھا۔ دوسرے الف کو ہمزہ سے بدل لیا گیا۔ پہلا الف استفہام انکاری کا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ا، اور اِذَا) پ۲۶/۱۵

اِیْذَنْ۔ تو رخصت دے، تو اجازت دے۔ (سَمِعَ) اِذْنٌ سے جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۰/۱۲ فَأْذَنْ پ۱۸/۱۵

اَیْقَاظًا۔ جاگنے والے۔ یَقِظٌ کی جمع جو صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے اور جس کے معنی جاگنے والے کے ہیں۔ پ۱۵/۱۵

اَیُّکُمْ۔ تم میں سے کون۔ اَیٌّ استفہامیہ مضاف؟ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۱/۵ پ۱۲/۱ پ۱۹/۱۸ پ۲۹/۱و۳

اَیْکَۃِ۔ ایکہ۔ بن۔ گھنا جنگل۔ درختوں کا جھنڈ۔ یہ یا تو شہر کا نام ہے یا بن کا۔ چونکہ اصحاب الایکہ

اس مقام پر بستے تھے اس لئے اس کی طرف منسوب ہوئے۔ نافع، ابنِ کثیر، اور ابنِ عامر نے سورۂ شعرا اور ص میں لَیْکَۃَ غیر منصرف پڑھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکہ معنی بن کے نہیں بلکہ اس مقام کا نام ہے۔ ابو عبید نے تصریح کی ہے کہ مکہ اور بکہ کی طرح لیکۃ خاص شہر کا نام ہے اور ایکۃ تمام ملک کا۔[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ شعراء میں مذکور ہے کہ لیکۃ اور ایکۃ، ایکی کی جمع ہے۔ جس کے معنی درختوں کے جھنڈ کے ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی اس کے متعلق لکھتے ہیں کذا فی النسخ وھو غیر صحیح والصواب ان یقال و اللیکۃ والایکۃ مفرد ایك او یقال جمعھا ایك (بخاری کے نسخوں میں ایسا ہی ہے اور یہ صحیح نہیں۔ اس طرح کہنا درست ہے کہ لیکۃ اور ایکہ ایك کا مفرد ہے یا یوں کہا جائے کہ اس کی جمع ایك ہے)[2] اسی طرح مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ بمنزلہ وہم ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

اَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ پ ۱۴ ع ۸ پ ۱۹ ع ۱۰ پ ۲۳ ع ۱۰ پ ۲۶ ع ۱۵

اِیْلَافِ ۔ مانوس رکھنا۔ الفت کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ ۳۰ ع ۲۱

اَیَّمَا ۔ جونسی۔ یہاں اَیّ شرطیہ ہے اور مَا زائدہ بعض مَا کو نکرہ بتلاتے ہیں۔ پ ۲۰

اِیْمَانَ ۔ ایمان۔ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں یعنی خبر دینے والے کے حکم کا یقین کرنا اس طرح کہ حکم قبول کیا جائے اور بتانے والے کو سچا قرار دیا جائے۔ یہ مصدر ہے بروزن اِفْعَالٌ اَمْنٌ سے ماخوذ ہے گویا ایمان لانے کا مطلب ہے کہ جس پر ایمان لایا جائے اس کو تکذیب و مخالفت کے امن دیا جائے۔ اس کا تعدیہ کبھی بذریعہ لام ہوتا ہے اور کبھی بذریعہ با۔ اول صورت میں اذعان (یقین محکم) کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں اعتراف (تسلیم و انقیاد) کے۔ جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ بغیر اعتراف کے تصدیق کا اعتبار نہیں۔ کبھی باعتبارِ حقیقت عرفیہ یا بطور مجاز وثوق کے معنی میں بھی ایمان کا

[1] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۷ ص ۳۷ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [2] ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۹ ص ۸۷ طبع مصر

استعمال ہوتا ہے یہ اس حیثیت سے کہ وثوق کرنے والا امن میں ہوگیا۔ اور شرعاً ایمان کے معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام تعلیمات کی تصدیق کرنا جن کے متعلق بالضرورت معلوم ہے کہ یہ آپ کی تعلیم ہے۔ جس چیز کا تفصیلی علم ہے اس کی تفصیلی طور پر اور جس کا اجمالی علم ہے اس کی اجمالی طور پر تصدیق کرنا۔ جمہور محققین کا یہی مذہب ہے۔[1]

پ۱/۱۲ پ۳/۸و۱۰و۱۱ پ۶/۵ پ۱۰/۹ پ۱۳/۲۰ پ۱۴/۹ پ۲۴/۷
پ۲۵/۹ پ۲۶/۱۳و۱۲ پ۲۷/۲ پ۲۸/۳و۴ **اِیْمَانًا** پ۴/۹ پ۱۲/۱
پ۱۱/۵ پ۱۲/۱۱ پ۱۴/۹ پ۲۹/۱۵

اَیْمَانٌ۔ قسمیں۔ یَمِیْنٌ کی جمع۔ یمین کے معنی اصل میں تو داہنے ہاتھ کے ہیں۔ معاہدہ کرنے والا اور حلیف۔ جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے۔ یمین حلف کے معنی میں اسی فعل سے مستعار لیا گیا ہے

پ۲/۳و۴ پ۱۰/۱۱ پ۱۴/۲۹

اِیْمَانُکُمْ۔ تمہارا ایمان۔ اِیْمَان مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ آیت شریفہ وَ مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ (اللہ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کر دے) میں ایمان سے مراد مجازاً نماز ہے۔ گویا لازم بول کر ملزوم مراد لیا گیا ہے۔ اِیْمَان مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

پ۲/۱۱و۱۳ پ۲/۱ پ۳/۱و۲ پ۵/۱ پ۱۰/۱۴

اَیْمَانِکُمْ۔ تمہاری قسمیں۔ تمہارے ہاتھ۔ اَیْمَان یَمِیْنٌ کی جمع جس کے معنی داہنے ہاتھ کے ہیں اور مجازاً قسم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ مضاف ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲/۱۲ پ۵/۱و۲و۳
پ۶/۱۹ پ۱۴/۱۹ پ۱۸/۱۰و۱۲ پ۲۴/۱ پ۲۸/۱۹

اِیْمَانِہٖ۔ اس کا ایمان۔ اِیْمَان مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۴/۲۰ پ۲۴/۹

اِیْمَانُھَا۔ اس کا ایمان لانا۔ اِیْمَانُ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ۸/۱ پ۱۰/۱

اَیْمَانِھِمْ۔ ان کے ہاتھ، ان کی قسمیں۔ اَیْمَان مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

پ۳/۱۹ پ۶/۱۲ پ۷/۳و۱۹ پ۸/۹ پ۱۰/۸ پ۱۴/۱۱و۱۹ پ۱۸/۱و۱۳
پ۲۲/۳و۱۷ پ۲۶/۱۸ پ۲۸/۳و۱۳و۲۰

اِیْمَانِھِمْ۔ ان کا ایمان لانا۔ اِیْمَان مضاف

[1] روح المعانی ج ۱ ص ۱۰۳ طبع مصر۔

هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۰/۱۲ پ۴/۱۵

پ۶/۱۱ پ۱۶/۲۱ پ۱۴/۱۲ پ۹/۲۶ پ۲۹/۷

اَیْمَانُهُنَّ۔ ان (عورتوں) کے ہاتھ۔ اَیْمَانُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ

پ۲۱/۱ پ۲۴/۴

اِیْمَانِهِنَّ۔ ان (عورتوں) کا ایمان۔ اِیْمَانِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۲۸/۸

اَیْمَنِ۔ دایاں۔ داہنی جانب۔ صفت مشبہ ہے بعض اس کو یُمْنٌ سے ماخوذ بتاتے ہیں جس کے معنی برکت کے ہیں۔ اس صورت میں اس کے معنی بابرکت کے ہوں گے۔ پ۱۶/۱۲ و ۷ پ۲۰/۷

اَئِمَّةَ۔ پیشوا۔ مقتدا۔ رہنما۔ اَمَامٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَمَامًا) پ۱۰/۸ پ۱۴/۵ پ۲۰/۴ و ۷ پ۲۱/۱۲

اَیْنَ۔ کہاں۔ ظرف ہے۔ جس طرح مَتٰی سے زمان کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اسی طرح اَیْنَ سے مکان دریافت کیا جاتا ہے۔ پ۹ پ۱۰/۱۱ پ۳۰/۱۰

پ۲۵/۱ پ۲۹/۱۷ پ۳۰/۶

اَیُّنَا۔ ہم میں سے کون۔ اَیُّ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ یہاں اَیُّ استفہامیہ ہے پ۱۶/۱۲

اَیْنَمَا۔ جہاں کہیں۔ جس طرف۔ یہاں اَیْنَ شرطیہ ہے اور مَا موصولہ پ۱/۱۴ پ۲/۲ پ۲/۴ پ۵/۸ پ۸/۱۱

پ۱۴/۱۹ پ۱۶/۵ پ۱۹/۹ پ۲۲/۵ پ۲۳/۱۴ پ۲۴/۱۷ پ۲۸/۲

اَیُّوْبَ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کا صبر شکر مشہور ہے، ایوب عجمی نام ہے جو عجمیت اور علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے۔ علامہ عینی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پانچ مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے[1]۔ مگر یہ صحیح نہیں قرآن مجید میں حضرت ایوب کا نام صرف چار سورتوں میں آیا ہے۔ نساء، انعام، انبیاء اور ص، نساء اور انعام میں صرف نام آیا گیا ہے اور سورہ انبیاء اور سورہ ص میں کسی قدر تفصیل سے ذکر ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیوں کا دل ان پر آکر گرا آپ مٹھیاں بھر بھر کر کپڑے میں رکھنے لگے

[1] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۸۶۔

پروردگارِ عالم نے ندا دی کہ ایوب جو کچھ تمہیں نظر آیا کیا ہم نے اس سے تم کو غنی نہیں کیا۔ عرض کیا پروردگار بجا ہے۔ لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز کیوں کر ہو سکتا ہوں[1]۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق کتبِ حدیث میں اور بھی روایتیں مذکور ہیں جو غرابت و نکارت سے خالی نہیں[2]۔

۴/۱۶۳ ؛ ۶/۸۴ ؛ ۲۱/۸۳ ؛ ۳۸/۴۱

اٰیَۃٌ۔ آیت، نشانی، حکمِ خداوندی، پیغامِ الٰہی، دلیل، معجزہ۔ آیت کے معنی اصل میں ظاہری نشانی کے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے قرآن مجید کی آیت کو آیت کہتے ہیں کہ وہ گویا کلام کے ختم ہو جانے کی علامت ہے۔ بعض اس کی وجہِ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آیت کے معنی جماعت کے بھی آتے ہیں اور آیتِ قرآنی میں حروف کا ایک حصہ جمع ہوتا ہے اس لئے اس کو آیت کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں چونکہ یہ اعجازِ قرآنی کی نشانی ہے اس لئے اس کو کہا گیا۔ ۱/۱۳ و ۱۴ ؛ ۲/۱ و ۱۱ و ۱۶

۳/۱۰ و ۱۲ و ۱۳ ؛ ۷/۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۹ ؛ ۸/۲ و ۱۷ ؛ ۹/۲ و ۶ و ۷ و ۱۴

۱۱/۷ و ۱۳ و ۱۵ ؛ ۱۲/۳ و ۹ ؛ ۱۳/۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۲ ؛ ۱۴/۵ و ۸ و ۱۵ و ۲۰ ؛ ۱۵/۲

۱۶/۳ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۶ ؛ ۱۷/۱ و ۶ ؛ ۱۸/۴ ؛ ۱۹/۲ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

۱۹/۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹ ؛ ۲۰/۱۳ و ۱۴ و ۱۷ ؛ ۲۱/۹ ؛ ۲۲/۷ و ۸

۲۳/۲ و ۵ ؛ ۲۴/۱۲ ؛ ۲۵/۱۱ ؛ ۲۶/۱۱ ؛ ۲۷/۱ و ۸ ؛ ۳۰/۴

اَیُّھَا۔ اے۔ ندا میں جب منادی پر ال داخل ہو تو مذکر میں اَیُّھَا اور مؤنث میں اَیَّتُھَا یا کے ساتھ بڑھایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو اَیٌّ، اَیَّتُھَا) ۱/۳ و ۱۳ ؛ ۲/۲ و ۵ و ۹ و ۶

۲/۸ و ۹ و ۱۰ ؛ ۳/۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۰ ؛ ۴/۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

۵/۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ ؛ ۶/۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و

۷/۱۴ ؛ ۸/۲ و ۳ و ۴ ؛ ۹/۱۰ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ ؛ ۱۰/۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و

۱۰/۱۱ و ۱۲ و ۱۹ ؛ ۱۱/۳ و ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۶ ؛ ۱۲/۱۶ ؛ ۱۳/۲ و ۴ ؛ ۱۴/۱ و ۳

۱۵/۱۵ ؛ ۱۶/۸ و ۱۴ و ۱۶ ؛ ۱۸/۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ ؛ ۱۹/۱۶ و ۱۸ ؛ ۲۰/۷ ؛ ۲۱/۱۶ و ۱۸ و ۲۰

۲۲/۲ و ۳ و ۵ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ ؛ ۲۳/۳ ؛ ۲۴/۳ ؛ ۲۵/۱۱ ؛ ۲۶/۵ و ۸ و ۱۳ و ۱۴

۲۷/۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۲۰ ؛ ۳۳/۲ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶

۲۸/۱۹ و ۲۰ ؛ ۲۹/۱۳ و ۱۴ ؛ ۳۰/۷ و ۹ و ۳۲

اَیُّھُمْ۔ ان میں کون۔ اَیُّ استفہامیہ مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۳/۱۲ ؛ ۳/۱۳ ؛ ۱۵/۲ و ۳ ؛ ۱۶/۸ ؛ ۲۹/۹

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ وایوب اذ نادیٰ ربہ الآیۃ۔ [2] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۱ ص ۲۲۲ طبع مصر ۱۳۴۸ھ اور فتح القدیر للشوکانی ج ۴ ص ۴۲۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

تم المجلد الاول

کتب ادعیہ عملیات وتعویذات، طب ومعالجات

آئینۂ عملیات	مجرب عملیات وتعویذات
اصلی جواہر خمسہ	عملیات کی مشہور کتاب
اصلی بیاض محمدی	مجرب عملیات وتعویذات
اعمال قرآنی	قرآنی وظائف وعملیات
مکتوبات وبیاض یعقوبی	علمائے دیوبند کے مجرب عملیات وطبی نسخے
بیماریوں کا گھریلو علاج	ہر وقت پیش آنے والے گھریلو نسخے
جنات کے پراسرار حالات	ان سے محفوظ رہنے کی تدابیر
حصن حصین	عربی دعائیں مع ترجمہ اور شرح اردو
خواص حسبنا اللہ ونعم الوکیل	اردو
ذکر اللہ اور فضائل درود شریف	
زاد السعید	فضائل درود شریف
شمس المعارف الکبریٰ	تعویذات وعملیات کی مستند کتاب
طب جسمانی وروحانی	ایک مستند کتاب
طب روحانی مع خواص القرآن	قرآنی عملیات
طب نبوی کلاں اردو	
طب نبوی خورد	آنحضرت کے فرمودہ علاج ونسخے
علاج الغرباء	طب یونانی کی مقبول کتاب جس میں مستند نسخے درج ہیں
کمالات عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے مجرب عملیات
میرے والد ماجد اور ان کے مجرب عملیات	
مناجات مقبول مترجم	دعاؤں کا مستند ومقبول مجموعہ
مناجات مقبول	صرف عربی بہت چھوٹا جیبی سائز
مناجات مقبول	کا نظم میں مکمل اردو ترجمہ
نقش سلیمانی	عملیات ونقوش وتعویذات کی مشہور کتاب
مشکل کشا	تمام دینی ودنیوی مقاصد کے لئے مجرب عملیات
مصیبت کے بعد راحت مع رسالہ دافع الافلاس	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
نافع الخلائق	عملیات وتعویذات کی مشہور کتاب
مجموعہ وظائف کلاں	مستند ترین نسخہ

ناشر:- دار الاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۶۳۱۸۶۱-۲۲۱۳۷۶۸-۰۲۱